فہرست کتاب ضیاء العین فی تاریخ الحسین

ب سید الشہدا کی مصیبت میں وہ تاثیر ہے کہ جب اس کا ذکر ہو تازہ اور جب اسے یاد کریں
ہے۔

حاصل اس حقیر کا ایک مدت سے یہ قصد تھا کہ اپنے اس آقا کے احوال کے بیان
زبان اردو ایک ایسی کتاب لکھے جو اکثر روایات معتبرہ پر حاوی اور معظم وقایع کی جامع ہو
ہ ایک ایسی تالیف ہو جو اخبار معتبرہ و غیر معتبرہ میں فرق کر دے۔ کیونکہ بعض مؤلفین
ین علی الخصوص روضہ خوانوں نے اپنے مولفات میں بہت سی بے اصل اور
خبریں درج کر دی ہیں۔ زبانی بیان اور تقریریں تو یہ حضرت ایسا غلو کرتے ہیں جبکی حد
منبر کو گویا مقام دروغ بیانی قرار دیا ہے عیاذاً باللہ اور معلوم ہے کہ جھوٹ
کرنا اور سننا بالکل ناجائز اور فعل حرام ہے جس سے بجائے ثواب حصول عذاب کا
ہے۔ لہذا حقیر نے اس تالیف سے یہ ارادہ کیا کہ اگر کوئی با فہم اسے ملاحظہ فرمائے تو اسے
تبر و غیر معتبر و صحیح و سقیم میں تمیز حاصل ہو جائے اور ان اخبار کے ذریعہ سے ابکا و
ب کامل مترتب ہو۔

ر ہے کہ علمائے متقدمین کے اکثر مصنفات حالات جناب سید الشہداؑ میں مثل
شیخ صدوق ابن بابویہ و ارشاد شیخ مفید و ملہوف سید بن طاؤس
ر الاحزان شیخ جعفر ابن نما۔ و مقتل کبیر محمد بن ابی طالب حسینی و مروج الذہب
سین مسعودی و کتاب مناقب ابن شہر آشوب مازندرانی و کتاب
ب قدیم و کشف الغمہ علی بن عیسیٰ اربلی و مقاتل الطالبیین
رج علی بن حسین اصفہانی۔ وغیرہ کتابیں معتبر اور اعلیٰ درجہ کی ہیں۔ انہیں کتابوں سے
ے متاخرین نے جناب سید الشہدا کے احوال کو اخذ کیا ہے۔ سب سے پہلے آپ کی
ت کے بیان میں جو کتاب لکھی گئی وہ مقتل ابی مخنف لوط بن یحییٰ ہے جو
صح اصحاب امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام سے تھے اور نہایت موثق مگر وہ

نسخہ مقتل جو فی الحال متداول و مشہور ہے پورے طور پر لائق وثوق نہیں کئی وجوہ سے

اوّل یہ کہ اسکے اکثر اخبار روایات مشہورہ معتبرہ کے مخالف ہیں۔

دوسرے یہ کہ اس کی بعض خبریں اُن خبروں کی بھی معارض ہیں جن کو علمائے موثقین نے خود ابی مخنف سے روایت کیا ہے۔

تیسرے یہ کہ ایک نسخہ مقتل ابی مخنف جو کتاب ینابیع المودۃ میں منقول ہے اسکی روایتوں سے بھی نسخہ مشہورہ کی روایات مخالف و معارض ہیں۔

چوتھے یہ کہ فاضل محقق الحاج میرزا حسین نوری نور اللہ مرقدہ نے کتاب لولو و مرجان میں لکھا ہے۔ ابو مخنف لوط بن یحییٰ بزرگان محدثین سے ہیں۔ اور معتمد ارباب سیر و تواریخ ان کی مقتل نہایت معتبر۔ اور یہ امر اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اعاظم علمائے قدیم نے اس مقتل سے خبریں نقل کی ہیں۔ مگر افسوس کہ اصل مقتل صحیح و بے عیب فی الحال مفقود ہے۔ اور یہ مقتل موجود جو ابو مخنف سے منسوب ہے بعض مطالب منکرہ مخالف اصول مذہب پر مشتمل ہے اس لئے حد اعتبار سے ساقط ہے اور اس کے منفردات پر کچھ وثوق نہیں مجملاً علامہ مجلسی نے کتاب مستطاب **بحار الانوار** کی جلد عاشر میں جناب سید الشہداؑ کے احوال کے متعلق بہت سی حدیثیں اور اخبار جمع فرمائے ہیں اور بے شک یہ کتاب جس کے پچیس مجلدات ضخیمہ ہیں نہایت معتبر اور تفصیل و بسط و تحقیق میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔

اسی طرح جلد عاشر بھی نہایت مبسوط و بے نظیر ہے۔ علامہ مجلسی نے ایک اور کتاب بعبارت فارسی مسمی **بجلاء العیون** تصنیف فرمائی ہے جسکا پانچواں باب جناب سید الشہداؑ کے احوال میں ہے۔ یہ کتاب بھی نہایت عمدہ اور معتبر ہے۔ **ریاض الشہادۃ** حاجی محمد حسن قزوینی میں ہر چند تفصیلی حالات درج ہیں مگر اس کا طریقہ بیان روضہ خوانوں کا سا ہے اور حشو و زوائد سے مملو ہے۔ کتاب **اکسیر العبادات فی اسرار الشہادات** کی نسبت صاحب قصص العلما کہ محققین فضلا سے ہیں۔ بیان تالیفات آقا میں لکھتے ہیں

کہ غیر معتبرہ اخبار اس میں بہت ہیں بلکہ وہ روایتیں جو مظنون الکذب بلکہ مقطوع الکذب ہیں اس میں موجود ہیں۔ اس لئے اس کتاب کی قدر جاتی رہی انتہیٰ مجملاً اسی طرح فاضل محقق الحاج میرزا حسین نوری صاحب مستدرک علی الوسائل نے کتاب لولو و مرجان میں اسرار الشہادۃ کی نسبت ایک تفصیلی بحث لکھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحب اسرار الشہادات نے اس کتاب میں بہت سی جھوٹی حکایتیں اور اخبار واہیہ مجہولہ درج کر کے مخالفین کیلئے ابواب مطاعن واستہزا کھولدئے ہیں۔

مؤلف کہتا ہے کہ افسوس ہے ملا آقائے دربندی پر کہ باوجود کمال علم وفضل ایسی کتاب لکھی ہر چند خود مؤثق تھے مگر اپنی اس تالیف کو بے اصل اخبار کے درج کرنے سے ضایع کردیا حالانکہ بہت سی معتبرہ روایتیں بھی اس میں نقل کی ہیں۔ پس جو روایتیں اس کتاب میں کتب مشہورہ معتبرہ سے منقول ہیں وہ معتبر ہیں باقی سب غیر معتبر۔ اور کتاب **محرق القلوب** مؤلفہ ملا مہدی نراقی کی نسبت بھی صاحب قصص العلماء نے وہی الفاظ لکھے ہیں جو اسرار الشہادات کی نسبت لکھے تھے۔ اور صاحب لولو و مرجان کی تحریر سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب بھی بالکل غیر معتبر اور مطالب منکرہ پر مشتمل ہے اسی طرح کتاب حزن المومنین وسرور المومنین بھی چنداں اعتبار کے لائق نہیں۔

منتخب شیخ فخر الدین طریحی مصنف کتاب مجمع البحرین۔ جو بیاض فخری سے مشہور ہے مثل ایک کشکول کے ہے جو خبر مؤلف کو ملی بلا تحقیق اعتبار وعدم اعتبار انہوں نے اس کتاب میں درج کردی۔ ہاں کتاب **معدن البکا** ومنبع البکاء حاجی ملا محمد صالح برغانی و**مہیج الاحزان** آخوند ملا حسن یزدی نہایت عمدہ اور معتبر کتابیں ہیں۔

مقاتل ہندیہ سے اخبار ماتم ومجالس علویہ وبحر المصائب قابل اعتماد واعتبار ہیں۔ اس مقام پر ایک اور کتاب اردو کا بھی ذکر ضروری ہے یعنی **بحور الغمہ** یہ کتاب ہندودکن میں بہت مشہور ہے اور ہمارے شہر میں اس کے ذریعے سے گھر گھر ذاکری پھیلی ہے۔

اور اکثر جاہلوں اور نافہموں کو اس نے روضہ خواں بنا دیا ہے۔ حالانکہ اس کے مؤلف نے اس کتاب کو غیر معتبر حکایتوں بلکہ بے اصل روایتوں سے پُر کرنے میں کوتاہی نہیں کی ہے المختصر یہاں تک جس قدر کتابوں کا حقیر نے ذکر کیا وہ سب شیعہ کی تصنیف و تالیف سے تھیں بغیر مقاتل الطالبین کے کہ اس کا مؤلف زیدی تھا اور علی بن حسین مسعودی صاحب مروج الذہب کو ہر چند بعض علماء نے شیعہ لکھا ہے مگر مروج الذہب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا مصنف سنی ہے۔ علمائے اہل سنت نے بھی جناب سید الشہداؑ کا حال اپنی کتابوں میں درج کیا ہے جیسے علامہ ابن اثیر صاحب تاریخ کامل ابن خلدون اعثم کوفی۔ عطاء اللہ محدث صاحب روضۃ الاحباب۔ خاوند شاہ صاحب روضۃ الصفا وغیرہم۔ بعض نے آپ کی شہادت کے بیان میں علحدہ کتابیں لکھی ہیں جیسے نور العین فی مشہد الحسین مؤلفہ ابو اسحٰق اسفرائنی یہ کتاب عربی ہے اور مصر میں چھپی ہے۔ ہر چند اس کا مصنف موثقین اہل سنت سے ہے چنانچہ نواب صدیق حسن خاں صاحب نے اتحاف النبلاء میں لکھا ہے ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الاسفرائنی فقیہ شافعی متکلم اصولی عبد الغافر فارسی در سیاق تاریخ نیشاپور در حق وے گفتہ احدٌ من بلغ حد الاجتہاد من العلماء لتبحرہ فی العلوم واستجماعہ شرائط الامامۃ الخ انکا انتقال بروز عاشورا ۴۱۸ھ ہجری میں ہوا مگر فی الحقیقت یہ کتاب بالکل غیر معتبر اور اخبار مظنون الکذب اور مقطوع الکذب سے مملو ہے۔ کتاب روضۃ الشہدا مفصل ترین کتب اہل سنت ہے جسے ملا حسین کاشفی صاحب تفسیر حسینی نے تالیف کیا ہے جو علمائے اہل سنت سے ہیں۔ اب شیعہ کی ایک اور کتاب کا ذکر ضرور ہے یعنی ناسخ التواریخ اس میں شک نہیں کہ یہ کتاب جسکی متعدد جلدیں طبع ہو چکی ہیں معتبر اور نہایت تفصیلی حالات پر مشتمل ہے۔ اسکی دوسری کتاب کی چھٹی جلد جناب سید الشہداء علیہ السلام کے احوال میں ہے۔ ناسخ التواریخ کے مشتہر ہونے کے بعد حقیر نے جو اس کتاب کی تالیف کا قصد کیا وہ تین وجہوں سے ہے۔

اول یہ کہ ناسخ التواریخ میں باوجود ایراد اکثر اخبار احادیثِ اہل سنت نہیں ہیں۔
دوسرے یہ کہ بعض ایسے امور کا ذکر اس میں ہے جسے حقیر غیر ضروری سمجھتا ہے۔
تیسرے یہ کہ ناسخ التواریخ فارسی اور اکثر ابیات عربی پر مشتمل ہے جس کا فہم عوام کو مشکل ہے۔ الحاصل ناسخ التواریخ کے مطالعہ کے بعد حقیر کا ارادہ جو ایک اردو کتاب کی تالیف کا تھا راسخ ہوگیا اور بعض احباب نے اظہار قصد پر اصرار بھی فرمایا لہذا متوکلاً علی اللہ ومعتمداً علیٰ توفیقہٖ یہ کتاب بندہ نے لکھنی شروع کردی ہے اور سبحانہ تعالیٰ سے تکمیل اور اتمام کی امید رکھتا ہوں۔ شروع کتاب سے پہلے چند امور اہم حسب ذیل بیان کئے جاتے ہیں۔

الف۔ اس کتاب کا ماخذ فریقین کی کتب معتبرہ ہیں۔ اگر اتفاقاً کہیں کوئی روایت غیر معتبر یا کتاب غیر معتبر سے نقل کی گئی ہے تو اس کا اشارہ وہیں کردیا گیا۔

ب۔ ہر کتاب اور اس کے مؤلف کا نام درج ہے۔

ج۔ کتب عربی وفارسی سے کہیں عین عبارت نقل کی گئی۔ اور کہیں محض ترجمہ یا خلاصہ پر اکتفا کی گئی۔

د۔ فضائل اہل بیت میں علی العموم اور فضیلت جناب سید الشہداء میں علی الخصوص محض اہل سنت کی کتب صحاح ومعتبرہ سے حدیثیں لی گئیں۔ روایات شیعہ کے ملاحظہ کے لئے کتاب مستطاب بحار الانوار کافی ہے۔ امید کہ اگر ناظرین اس کتاب سے مستفید ہوں تو حقیر کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں فقط غرہ محرم الحرام ۱۳۲۴ھ۔

قدعا النبی ص فاطمہ وحسنا وحسینا فجللھم بکساء وعلی خلف ظھرہ فجللھم بکساء ثم قال اللھم ھؤلاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا قالت ام سلمہ انا معھم یارسول اللہ قال انت علی مکانک وانت علی خیر وفی الباب عن ام سلمہ ومعقل بن یسار وابی الحمراء وانس بن مالک۔ عمر بن ابی سلمہ کہتے ہیں کہ آیۂ تطہیر ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوا پس آنحضرت نے فاطمہ وحسن وحسین کو طلب فرمایا اور علی آپ کے پیچھے تھے پھر ان سب پر اپنی چادر اڑھائی اور کہا اے پروردگار یہی میرے اہل بیت ہیں ان سے کل برائی دفع کردے اور ان کو بالکل طاہر بنادے ام سلمہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ کیا میں بھی ان کے ساتھ شریک ہوجاؤں۔ آپ نے فرمایا (نہیں) تم اپنی جگہ پر رہو ہاں تم خیر پر ہو۔

ترمذی کہتے ہیں کہ اس باب میں ام سلمہ۔ معقل بن یسار۔ ابوالحمرا۔ اور انس بن مالک سے حدیثیں مروی ہیں۔

ایضاً صحیح ترمذی کے باب فضیلت جناب فاطمہ علیہا السلام میں مرقوم ہے عن ام سلمہ ان النبی جلل علی الحسن والحسین وعلی وفاطمہ کساء ثم قال اللھم ھؤلاء اھل بیتی وحامتی اذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا فقالت ام سلمہ وانا معھم یارسول اللہ قال انک علی خیر ھذا حدیث حسن صحیح وھو احسن شئی روی فی ھذا الباب وفی الباب عن انس وعمر بن ابی سلمہ وابی الحمراء حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ ایک دن آنحضرت نے حسن حسین اور علی وفاطمہ پر ایک چادر اڑھائی اور کہا اے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں اور عزیز ہیں ان سے تو ہر عیب کو دفع کردے اور ان کو پورے طور پر پاک فرمادے۔ ام سلمہ نے کہا یارسول اللہ کیا میں بھی ان میں

شریک ہوں۔ آپ نے فرمایا تم نیکی پر ہو۔ یہ حدیث حسن و صحیح ہے اور احسن ہے۔ اور اس باب میں انس۔ عمر بن ابی سلمہ۔ اور ابو الحمراء سے حدیثیں منقول ہیں۔

مؤلف کہتا ہے کہ صحیح ترمذی کی جو پہلی حدیث ہے اس کے الفاظ کے بیان میں راوی سے تقدیم و تاخر ہوا ہے فی الحقیقۃ حضرت نے پہلے دعا فرمائی اور بعد وہ آیۂ شریفہ نازل ہوا چنانچہ واحدی نے اسباب النزول میں ام سلمہ سے روایت کی ہے جسکا محصل یہ ہے کہ ایک دن آنحضرت میرے گھر میں تشریف فرما تھے کہ فاطمہ ایک دیگچے میں کسی قدر حلوا لئے ہوئے آپکی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ نے فرمایا کہ علی اور حسن و حسین کو بلاؤ یہ لوگ بھی حاضر ہوئے اور سب نے ملکر کھانا شروع کیا حضرت نے اپنی چادر ان سب پر اڑھائی اور کہا اے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ان سے تمام برائیاں دور کر دے اور انکو بالکل پاک بنا دے میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ ہوں آپ نے فرمایا تم نیکی پر ہو پھر خلاق عالم نے یہ آیت نازل فرمائی انما یرید اللہ لیذھب الآیۃ۔ **ایضاً** مسند حنبل میں ابن عباسؓ سے منقول ہے قال واخذ رسول اللہ ثوبہ ووضعہ علی علی وفاطمہ وحسن وحسین فقال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ یعنی حضرت نے اپنی عبا کا دامن علی و فاطمہ اور حسن و حسین پر اڑھایا اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔

ایضاً بیہقی نے اپنی سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں اور طبرانی نے معجم میں اور بہت سے محدثین اہل سنت نے اپنی مصنفات میں۔ عائشہؓ۔ ام سلمہؓ۔ عمر بن ابی سلمہؓ معقل بن یسار۔ ابو الحمراؓ۔ انس بن مالکؓ۔ عبد اللہ بن عباسؓ۔ سعد بن ابی وقاصؓ۔ ابو سعید خدریؓ۔ واثلہ بن الاسقع۔ امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہما السلام وغیرہم سے مثل اسکے حدیثیں روایت کی ہیں۔ اور **ثعلبی** نے اپنی تفسیر میں اور **سیوطی** نے در منثور میں بروایت ابن جریر و ابن ابی حاتم و طبرانی ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ آیت پانچ شخصوں کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ہیں اور علی وفاطمہ وحسن وحسین اور ابن سعد اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور ابن مردویہ نے
امام حسن سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا نحن اھل بیت الذی قال اللہ تعالیٰ
انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا
یعنی ہم وہ اہل بیت ہیں جن کی شان میں خدائے تعالیٰ نے آیہ تطہیر نازل فرمایا ہے۔
کذا فی الدر المنثور۔ اور شیخ عبدالحق دہلوی نے **جذب القلوب** الی دیار المحبوب
میں ذکر اسطوانات میں لکھا ہے و در فاطمۃ الزہراء در ینجا بود و سرور انبیاء در وقت
برآمدن از حجرۂ شریفہ خود می استاد و بعلی وفاطمہ وحسن وحسین در ینجا خطاب می کرد و می گفت
السلام علیکم اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس
اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ مثل اس کے **در منثور** میں بروایت ابن ابی شیبہ
واحمد حنبل وابن جریر طبری وابن منذر وطبرانی وحاکم وابن مردویہ انس بن مالک وابو الحمرا
اور ابن عباس سے مروی ہے۔ اور طبرانی نے ابو الحمرا سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں
کہ میں آنحضرت کی صحبت میں نو مہینے رہا جب صبح ہوتی آپ جناب سیدہ کے دروازے
پر تشریف لاتے اور فرماتے۔ اے اہل بیت تم پر خدا رحمت کرے پھر آیہ تطہیر کو تلاوت
فرماتے اور ابن جریر اور ابن مردویہ کی روایتوں میں آٹھ مہینے مذکور ہیں اور سیوطی نے درمنثور
میں ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ ہر روز اور ہر نماز کے وقت
امیر المومنین کے دروازے پر تشریف فرما ہو کر ارشاد کرتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم
تطھیرا۔

ایضاً جواہر العقدین میں مرقوم ہے کہ احمد حنبل نے مناقب میں اور ابن جریر
وطبرانی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ یہ آیت پانچ بزرگواروں کی شان میں
نازل ہوئی ہے نبی وعلی وفاطمہ وحسن وحسین علیہم السلام ینابیع المودۃ۔ باب (۳۳)

ایضاً صواعق محرقہ میں ابن حجر شافعی نے لکھا ہے کہ اکثر مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ آیۂ تطہیر علی و فاطمہ و حسن و حسین کی شان میں نازل ہوا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ لفظ عنکم اور لفظ یطہرکم میں ضمیریں مذکر ہیں (یعنی اگر یہ آیت آنحضرت کی ازواج کے بارے میں ہوتی تو اس میں ضمیریں مونث ہوتیں) اور ابن جریر نے ابوسعید خدری سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا یہ آیت میری اور علی و فاطمہ و حسن و حسین کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اس کے بعد ابن حجر نے متعدد روایتیں اس مضمون کی صواعق محرقہ میں نقل کی ہیں۔ **واحدی** نے اسباب النزول میں (کما نقل فی النجم الثاقب) لکھا ہے وروی فی خبر صحیح عن ابن عباس انہ قال لما نزلت ھٰذہ الآیۃ قال رسول اللہ انا و علی و فاطمۃ والحسن والحسین مطھرون معصومون یعنی حدیث صحیح میں ابن عباس سے مروی ہے کہ جب آیۂ تطہیر نازل ہوا تو آنحضرت نے فرمایا کہ میں اور علی و فاطمہ اور حسن و حسین پاک اور معصوم ہیں۔

ایضاً مودۃ القربیٰ میں مرقوم ہے علیؑ رفعہ انا اھل البیت قد اذھب اللہ عنّا الفواحش ماظھر منھا وما بطن۔

ایضاً درمنثور میں بروایت حکیم ترمذی و طبرانی و ابن مردویہ و ابو نعیم و بیہقی ابن عباس سے مرفوعاً ایک حدیث طولانی منقول ہے جسکا بعض یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا فانا واھل بیتی مطھرون من الذنوب انتھیٰ۔

دوسری آیت فمن حاجّک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ جزو (۳) سورۂ آل عمران

دوسری آیت

اس آیت کی شان نزول میں باتفاق جمیع علمائے اسلام مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ نصارائے نجران کے بہت سے علماء آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مذہب اسلام اور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مباحثہ کیا آنحضرت نے ان کے تمام سوالات کے جوابات دیئے اور قوی دلیلوں سے ان پر حق کو ثابت کیا مگر وہ راہ حق پر نہ آئے۔ اور آپ سے کج بحثی شروع کی اس وقت یہ آیۂ شریفہ نازل ہوا۔ یعنی اے نبی جو لوگ عیسیٰ کے بارے میں تم سے مجادلہ کرتے ہیں حالانکہ تمکو اس کا یقین ہو چکا ہے تو پھر تم اُن سے کہدو کہ آؤ ہم اپنے فرزندوں اور اپنی عورتوں اور اپنے نفوس کو بلائیں اور تم اپنے فرزندوں اور عورتوں اور نفسوں کو بلاؤ۔ پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت قرار دیں۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آنحضرت نے علمائے نصاریٰ کو مباہلے کے لئے دعوت دی اور آپ صبح کے وقت باہر تشریف فرما ہوئے۔ آپ کے آغوش مبارک میں امام حسین تھے امام حسن آپ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔ جناب سیدہ حضرت کے پیچھے چل رہی تھیں اور حضرت امیر سیدہ کے پیچھے تھے۔ حضرت فرماتے تھے کہ جب میں دعا کروں تم آمین کہنا۔ جب یہ حالت نصاریٰ نے دیکھی تو ان میں سے بعض نے کہا کہ اے گروہ نصاریٰ ہم اس وقت ایسے روہائے نورانی دیکھ رہے ہیں کہ اگر یہ لوگ خدائے تعالیٰ سے کسی پہاڑ کے اُکھڑ جانے کی دعا کریں تو ضرور خدا ان کی دعا قبول کریگا۔ ہرگز تم لوگ ان سے مباہلہ نکرنا کہ سب نصاریٰ ہلاک ہو جائیں گے۔ اس پر تمام نصاریٰ نے مباہلہ سے انکار کیا اور نہایت عاجزی کے ساتھ جزیہ قبول کر لیا۔ یہ قصہ متواترات سے ہے اور یہ بھی تواتر سے ثابت ہے کہ اس مباہلہ میں آنحضرت نے فقط حسن و حسین و علی و فاطمہ علیہم السلام کو خدا کے حکم سے شریک فرمایا اور حسن و حسین علیہما السلام کو خدا کے حکم سے شریک فرمایا اور حسن و حسین علیہما السلام ابنائے پیغمبر ہیں چنانچہ صحیح مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب آیۂ مباہلہ نازل ہوا تو آنحضرتؐ نے علی و فاطمہ اور حسن و حسین کو طلب فرما کر کہا اَللّٰھُمَّ ھٰؤلاءِ اھلُ بیتی۔

ایضاً صحیح ترمذی باب مناقب علی میں مثل اس کے مرقوم ہے۔ اور

صواعق محرقہ میں ابن حجر اس آیۂ شریفہ کے بیان میں بعد ذکر علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام۔ کہتے ہیں کہ یہی بزرگوار اہل کساہیں اور آیۂ مباہلہ و تطہیر میں مقصود و مراد خدائے تعالیٰ ہیں۔

ایضاً صواعق محرقہ میں مرقوم ہے الآیۃ التاسعۃ فمن حاجک فیہ الآیہ صاحب کشاف کہتے ہیں کہ اصحاب کسا کی فضیلت پر اس آیت سے بڑھکر اور کوئی دلیل نہیں اور اصحاب کسا علی و فاطمہ اور حسن و حسین ہیں اس لئے کہ جب یہ آیت نازل ہوی تو آنحضرت نے ان کو بلوا کر حسینؑ کو اپنی گود میں لیا اور حسنؑ کا ہاتھ تھام لیا۔ فاطمہ آپ کے پیچھے چلتی تھیں اور علی ان کے پیچھے تھے۔ پس معلوم ہوا کہ اس آیت میں یہی لوگ مراد ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اولاد فاطمہ۔ پیغمبر خدا صلعم کی اولاد ہے انتہی الصواعق۔

ایضاً صواعق میں مرقوم ہے کہ دار قطنی نے روایت کی ہے کہ علی نے بروز شوریٰ اہل شوریٰ پر احتجاج کیا اور فرمایا انشدکم باللہ ھل فیکم اقرب الی رسول اللہ فی الرحم منی و من جعل اللہ نفسہ نفسہ و ابناءہ ابنائہ و نسائہ نسائہ غیری۔ قالوا اللھم لا۔ یعنی تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں سچ کہنا کہ آیا تم میں کوئی شخص آنحضرت کی قرابت میں مجھسے قریب تر ہے۔ اور بغیر میرے کوئی ایسا بھی ہے جسکو خدا نے نفس رسول قرار دیا ہو اور اس کی اولاد کو اولاد رسول اور اسکی نساء کو نسائے رسول فرمایا ہو۔ سب نے عرض کی نہیں۔ کوئی آپ کے سوائے ایسا نہیں ہے۔

ایضاً۔ ابو نعیم نے فیما نزل من القرآن فی امیر المومنین میں جابر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں انفسنا سے مراد رسول اللہ اور علی ہیں اور ابنائنا حسن و حسین اور نسائنا فاطمہ ہیں۔ کذا فی المستدرک للحاکم

مؤلف کہتا ہے کہ اس آیت شریفہ سے مثل آفتاب عالمتاب روشن ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کے بعد تمام اہل عالم سے اصحاب کسا یعنی علی وفاطمہ و
حسن وحسین علیہم السلام افضل ہیں۔ کیونکہ اگر کوئی اور شخص بھی ان کے برابر یا ان سے
بہتر ہوتا تو اس واقعۂ عظیم میں یعنی مباہلۂ نصاریٰ میں کہ وہ نہایت مقام خوف اور
منصب اصفیاء اللہ تھا ضرور شریک کیا جاتا لیکن سوائے پنجتن پاک کے اور کسی متنفس کا
وجود یہاں نہ تھا تو معلوم ہوا کہ دنیا میں کوئی ان کے برابر نہیں۔ اور یہی حضرات بہترین
عالم ہیں۔ یہ مضمون حدیث میں بھی وارد ہے چنانچہ **مودۃ القربیٰ** میں لکھا ہے
ابی ریاح مولی ام سلمہ رفعہ لو علم اللہ تعالیٰ ان فی الارض عباداً اکرم
من علی وفاطمہ والحسن والحسین لامرنی ان اباھل بھم ولکن امرنی
بالمباھلۃ مع ھؤلاء وھم افضل الخلق فغلبت بھم النصاریٰ۔ یعنی
جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روئے زمین پر عالم الغیب کے
نزدیک کوئی متنفس علی وفاطمہ وحسن حسین سے بہتر ہوتا تو اوسبحانہ تعالیٰ اسی شخص کو ساتھ
لیکر مباہلہ کرنے کے لئے مجھے حکم دیتا مگر چونکہ علم خدا میں علی وفاطمہ وحسن وحسین سب سے
افضل ہیں اس لئے خلاق عالم نے مباہلے میں میرے ساتھ ان کو شریک کیا۔

تیسری اور چوتھی آیت

تیسری اور چوتھی آیت ۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ
فی القربیٰ ۵ ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیہ حسنا الجزء ۲۵ سورۃ الشوریٰ
یعنی اے پیغمبر تم (اپنی امت سے) کہدو کہ میں اپنی رسالت کی مزدوری بغیر اسکے
اور کچھ نہیں چاہتا کہ تم میری قرابت داروں سے محبت رکھو۔ اور جو شخص کسب خیر کرتا ہے
یعنی نیکی کو حاصل کرتا ہے تو ہم اس کی نیکی زیادہ کرتے ہیں یعنی اسکا ثواب زیادہ
عنایت فرماتے ہیں۔

طبرانی نے معجم کبیر میں۔ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں۔ حاکم نے مستدرک میں
احمد حنبل نے مناقب میں۔ واحدی نے وسیط میں۔ ابو نعیم نے اپنی کتاب میں۔

کما نقل فی ینابیع اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور حموینی نے فرائد السمطین میں ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیہ شریفہ نازل ہوا تو اصحاب نے آنحضرت سے عرض کی یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں جن کی مودت اس آیت میں ہم پر فرض کی گئی ہے آپ نے فرمایا وہ علی و فاطمہ اور حسن و حسین ہیں۔ ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں اس آیہ شریفہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں اخرج احمد والطبرانی وابن ابی حاتم والحاکم عن ابن عباس ان ھذہ الآیۃ لما نزلت قالوا یا رسول اللہ من قرابتک الذین وجبت علینا مودتھم قال علیؓ و فاطمہ وابناھما۔

ایضاً طبری شافعی نے ذخایر العقبیٰ میں سیرت ملا سے مثل اس کے روایت نقل کی ہے اور اس قدر زیادہ ہے وان اللہ جعل اجری علیکم المودۃ فی اہل بیتی وانی سائلکم غداً عنھم یعنی خدائے تعالیٰ نے میری رسالت کی مزدوری میرے اہل بیت کی محبت تمہارے ذمے واجب کی ہے۔ بروز قیامت میں اس کا سوال تم سے کرونگا۔

ایضاً صواعق محرقہ میں ابو الشیخ ابن حبان کی روایت منقول ہے جس میں حضرت امیر فرماتے ہیں کہ آیہ مودۃ ہم اہل بیت کی شان میں نازل ہوا ہے اسپر کوئی عمل نہیں کرتا مگر مؤمن۔

ایضاً صواعق محرقہ میں مرقوم ہے کہ بزار اور طبرانی نے امام حسن مجتبیٰؑ سے روایت کی ہے (جس میں آپ کے خطبے کا ذکر ہے بعض خطبہ یہ ہے) کہ آپ نے فرمایا انا من اھل البیت الذین افترض اللہ عزوجل مودتھم وموالاتھم وقال قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ۔ ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیھا حسنا واقتراف الحسنۃ مودتنا اھل البیت۔ یعنی میں ان اہل بیت سے ہوں جن کی محبت خدائے تعالیٰ نے سب پر فرض کی ہے

اور فرمایا قل لا اسئلکم الآیہ۔ اور دوسری آیت میں اقتراف حسنہ سے مراد
ہم اہل بیت کی محبت ہے۔

ایضاً ذخائر العقبیٰ میں بروایت دولابی یہ حدیث منقول ہے۔

ایضاً صواعق محرقہ میں بروایت طبرانی مذکور ہے کہ جب امام زین العابدینؑ بعد شہادت
حضرت امام حسینؑ اسیر ہو کر ملک شام میں آئے تو دمشق کے راستے میں آپ کھڑے تھے
کہ اہل شام سے ایک شخص نے کہا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے تم لوگوں کو قتل کیا آپ نے فرمایا
اے شخص کیا تو نے آیۂ قل لا اسئلکم علیہ اجرا نہیں پڑھا ہے۔ اس نے عرض کی کیا
وہ لوگ جن کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے آپ ہی ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں وہ ہمیں ہیں۔

ثعلبی نے ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ آیہ ومن یقترف میں
حسنہ سے مراد آل محمدؐ کی مودت ہے۔ صواعق محرقہ۔

پانچویں آیت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین
آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الجزء ۲۲ سورۃ الاحزاب یعنی بے شک خدا
اور اُس کے ملائکہ پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں۔ اے مسلمانو تم بھی ان پر درود بھیجو اور پورا اسلام کرو

صحیح بخاری کتاب الانبیا آخر باب یزفون النسلان فی المشی میں کعب بن
عجرہ سے منقول ہے قال سئلنا رسول اللہ فقلنا یا رسول اللہ کیف الصلوٰۃ
علیکم اہل البیت فان اللہ قد علمنا کیف نسلم قال صلعم قولوا
اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم
انک حمید مجید الخ کعب بن عجرہ کہتے ہیں ہم نے آنحضرتؐ سے پوچھا یا رسول اللہ
آپ پر سلام کرنے کا طریقہ تو سیکھ لیا ہے مگر ہم صلوات کسطرح بھیجیں۔ آپ نے فرمایا اسطرح
کہو اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد الخ یہ حدیث اکثر کتب صحاح معتبرہ
اہل سنت میں مرقوم ہے اور مسند احمد حنبل میں لکھا ہے عن موسیٰ بن طلحہ

عن ابیہ قال قلت یارسول اللہ کیف الصلوٰۃ علیک قال قل اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد الخ

ابن حجر شافعی صواعق محرقہ میں حدیث بخاری نقل کرکے کہتے ہیں وفیہ دلیل ظاہر علی ان الامر بالصلوٰۃ علیہ الصلوٰۃ علی آلہ ایضا مراد من ہذہ الآیۃ وانہ صلعم جعل نفسہ منہم۔ ومن ثمہ قال فی دعائہ لاہل الکساء اللّٰھم انہم منی وانا منہم فاجعل صلواتک وبرکاتک ورحمتک ومغفرتک ورضوانک علی وعلیہم۔ ویروی لاتصلوا علی الصلوٰۃ البترٰی فقالوا وما الصلوٰۃ البترا قال تقولون اللّٰھم صل علی محمد وتسکتون بل قولوا اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد۔ وقد اخرج الدیلمی انہ صلعم قال الدعاء محجوب حتی یصلی علی محمد وآلہ وللشافعی

یا اہل بیت رسول اللہ حبکموا فرض من اللہ فی القرآن انزلہ
کفاکموا من عظیم القدر انکموا من لم یصل علیکم لاصلوٰۃ لہ

یعنی یہ حدیث دلیل ظاہر ہے اس بات پر کہ جو آیت میں آنحضرت پر صلوات کا امر فرمایا ہے اس آیت سے آپ کی آل پر بھی صلوات مراد ہے اور آنحضرت نے اپنی ذات کو اہل بیت کے ساتھ قرار دیا ہے۔ اسی سبب سے آپ نے جو اہل کسا کے لئے دعا فرمائی ہے اس میں کہا اے پروردگار یہ اہل بیت مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں پس تو اپنی صلواۃ وبرکات ورحمت ومغفرت اور اپنی رضامندی کو مجھ پر اور اُن پر قرار دے۔ اور مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا مجھ پر صلوٰۃ دم بریدہ نہ بھیجو۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ صلوٰۃ دم بریدہ کیا ہے آپ نے فرمایا فقط اللّٰھم صل علی محمد کہنا صلوٰۃ دم بریدہ ہے۔ بلکہ اسطرح کہو اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد دیلمی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جب تک مجھ پر اور میری آل پر درود نہ بھیجا جائے دعا قبول نہیں ہوتی۔ امام شافعی اپنے اشعار میں کہتے ہیں کہ اے اہل بیت رسول

چھٹی آیت

ساتویں آیت

آپ کی محبت فرض ہے جسے خدا نے قرآن میں نازل فرمایا ہے۔ یہ مرتبہ عظیم آپ کے لئے کافی ہے کہ اگر نماز میں کوئی شخص آپ پر درود نہ بھیجے تو اسکی نماز نہیں ہوتی انتہی الصواعق۔

چھٹی آیت واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ الجزء ۴-۴۔

سورۂ آل عمران یعنی اے مسلمانوں تم سب ریسمان خدا کو محکم تھام لو اور متفرق نہ ہو جاؤ۔

صواعق محرقہ میں ہے اخرج الثعلبی فی تفسیر ہذہ الآیۃ عن جعفر الصادق انہ قال نحن حبل اللہ الذی قال اللہ تبارک وتعالی واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ یعنی ثعلبی نے اس آیت کی تفسیر میں امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ وہ حبل خدا ہمیں ہیں جسکے بارے میں خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے واعتصموا بحبل اللہ الآیہ۔

ایضاً۔ صاحب ینابیع نے باب ۳۹ میں ثعلبی سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ایضاً۔ حافظ ابو نعیم نے کتاب نزول القرآن میں امام جعفرؑ صادق سے مثل اسکے روایت کی ہے۔

ساتویں آیت۔ انی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا ثم اہتدی۔ الجزء ۱۶ سورہ طٰہٰ۔ یعنی بیشک میں اس شخص کو بخشنے والا ہوں جس نے توبہ کی اور مسلمان ہوا اور نیک عمل کئے پھر ہدایت پائی۔

صواعق محرقہ میں مرقوم ہے قال ثابت البنانی عن انس اہتدی الی ولایۃ اہل بیتہ وجاء ذالک عن ابی جعفر الباقر۔ ایضاً۔

یعنی ثابت بنانی نے انس سے روایت کی ہے کہ اس آیت میں اہتدی سے مراد ولایت ومحبت اہل بیت کی طرف ہدایت پانا ہے۔ یہی تفسیر امام محمد باقرؑ سے بھی مروی ہے۔

ایضاً حاکم نے تین طریقوں سے روایت کی ہے۔ اوّل عن داود بن کثیر

قال قلت لجعفر الصادق جعلت فداک ماھذا الاھتداء فی ھذہ الآیہ قال اھتدی الی ولایتنا بمعرفۃ الائمۃ امام بعد امام منّا۔ داؤد بن کثیر کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق سے عرض کی خدائے تعالیٰ مجھے آپ پر سے نثار کرے اس آیت میں یہ کیسی اہتدا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ اہتدا ہماری ولایت کی ہے کہ ہم اہل بیت سے ہر امام کے بعد دوسرے امام کی معرفت حاصل کی جائے۔ دوسرے عن ثابت البنانی عن انس بن مالک قال فی ھذہ الآیۃ اھتدی الی ولایۃ اھل بیت النبی صلعم یعنی انس کہتے ہیں کہ اس آیت میں اہل بیت نبی کی ولایت کی ہدایت مراد ہے۔ تیسرے امام محمد باقر سے مثل روایت انس (ینابیع باب ۳۶)۔

آٹھویں آیت ان الذین آمنو وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمٰن ودّا الجزء ۱۶۔ سورۂ مریم یعنی جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے عنقریب خدا اُن کے لئے محبت قرار دیگا۔

صواعق محرقہ میں مرقوم ہے کہ حافظ سلفی نے روایت کی ہے عن محمد بن الحنفیہ انہ قال فی تفسیر ھذہ الآیۃ لایبقیٰ مومن الا وفی قلبہ ودّ لعلی واھل بیتہ یعنی اس آیت کی تفسیر میں محمد حنفیہ نے کہا کہ کوئی مومن ایسا نہیں ہے جسکی دل میں علی و اہل بیت علی کی محبت نہو۔

نویں آیت۔ فتلقیٰ آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ الجزء ۱۔ سورۃ البقر یعنی آدم نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھ لئے۔ پس۔ ان کے ذریعہ سے خدا نے ان کی توبہ قبول کی۔ ابن المغازلی بسندہ عن ابن عباس قال سئل النبی عن الکلمات تلقاھا آدم من ربہ فتاب علیہ قال سئلہ بحق محمد وعلی وفاطمہ والحسن والحسین فتاب علیہ فغفرلہ۔ ینابیع باب ۲۴ ابن مغازلی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے آنحضرت سے پوچھا کہ وہ

آٹھویں آیت

نویں آیت

کلمات کونسے ہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ ہم اہل بیت کے نام ہیں یعنی آدمؑ نے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کا واسطہ دیکر خدا سے دعا کی پس خدا تعالےٰ نے آدم کی توبہ قبول کرلی اور ان کو بخشدیا۔ کذا فی البحار۔

دسویں اور گیارہویں آیت من جاء بالحسنة فله خير منها وهم من فزع يومئذٍ آمنون ۝ ومن جاء بالسيئة فكبت وجوههم في النار الجزء ۲۰ ۔ سورة النمل ۔ یعنی جو شخص نیک عمل ساتھ لائے۔ پس اس کا اجر اسکے لئے اس سے بہتر ہے اور وہ لوگ قیامت کے خوف سے امن میں ہیں۔ اور جو شخص گناہ ساتھ لائے۔ پس ان کے منہ آگ میں ڈالے جائیں گے۔ **ابو نعیم** نے نزول القرآن میں **حموی** نے فرائد السمطین میں اور **ثعلبی** نے اپنی تفسیر میں ابو عبداللہ جدلی سے روایت کی ہے قال قال لی علیؑ یا ابا عبد الله الا انبئك بالحسنة التي من جاء بها ادخله الله الجنة والسيئة التي من جاء بها اكبه الله في النار ولم يقبل معها عمل قلت بلى قال الحسنة حبنا والسيئة بغضنا اور دوسری حدیث میں حبنا اهل البيت وبغضنا اهل البيت وارد ہے۔ ابو عبداللہ جدلی کہتے ہیں کہ مجھ سے علیؑ نے فرمایا کیا میں تم سے اس حسنہ کا حال جسکے سبب خدائے تعالیٰ بہشت میں داخل کرتا ہے اور اس گناہ کا حال جس سے دوزخ میں ڈالتا ہے نہ بیان کروں۔ میں نے عرض کی ضرور بیان فرمائیے۔ آپ نے بیان فرمایا وہ حسنہ ہم اہل بیت کی محبت ہے اور وہ گناہ ہمارا بغض ہے۔ کذا فی البحار۔

بارھویں آیت يا ايها الذين آمنوا ادخلوا في السلم كافة ولا تتبعوا خطوات الشيطان الجزء ۲ ۔ سورة البقر یعنی اے مسلمانو تم سب سلم میں داخل ہو جاؤ۔ اور قدمہائے شیطان یعنی اسکے وسوسوں کی پیروی نکرو۔ حاکم نے اپنی صحیح (مستدرک) میں حضرت امام زین العابدین و امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام

سے روایت کی ہے کہ ان حضرت نے فرمایا السلم ولایتنا یعنی سلم سے مراد ہماری محبت اور ولایت ہے ینابیع باب ۳۷۔

ایضاً مودۃ القربیٰ میں مرقوم ہے عن ابی جعفر الباقر فی قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ یعنی ولایۃ علی والاوصیاء بعدہ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس آیت میں سلم سے مراد امیر المومنین اور ان کے بعد کے اوصیا کی ولایت ہے۔

تیرھویں آیت ۔ ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم الجزء ۳۰ ۔ سورۃ التکاثر

تیرھویں آیت

یعنی پھر بروز قیامت تم سے ضرور نعمتوں کا سوال ہوگا۔ **حاکم** بن احمد البیہقی نے ابراہیم بن عباس صولی کاتب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک روز ہم حضرت علی بن موسیٰ الرضا کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک فقیہ نے آپ سے عرض کیا کہ آیۂ ثم لتسئلن یومئذٍ عن النعیم میں نعیم سے مراد آب سرد ہے یہ سنکر امام نے باآواز بلند فرمایا کہ ہاں تم لوگوں نے ایسی ہی تفسیر کی ہے اور نعیم کو کئی معنی پر حمل کیا ہے۔ بعض تو کہتے ہیں وہ آب سرد ہے بعض کہتے ہیں وہ خواب ہے۔ بعض کہتے ہیں وہ طعام لذیذ ہے۔ حالانکہ میرے پدر بزرگوار نے اپنے والد امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز ایسے اقوال آپ کے روبرو بیان کئے گئے آپ غضبناک ہوئے اور فرمایا خدائے متعال جو چیز اپنے بندوں کو عنایت فرماتا ہے پھر اسکی پرسش نہیں کرتا اور اُن پر اپنا احسان نہیں جتاتا ایسی بات جو آدمیوں کی نسبت بُری ہے اسکی نسبت خدا کی طرف کیونکر کی جاتی ہے۔ خدائے تعالیٰ کی شان اس سے بہت رفیع ہے۔ ہاں نعیم ہم اہل بیت کی محبت اور موالات ہے جو بروز قیامت شہادتین کے بعد اس کا سوال کیا جائیگا الخ ینابیع المودۃ باب ۳۷۔

مخفی نرہے کہ فریقین کی کتابوں میں کئی حدیثیں اس مضمون کی مرقوم ہیں کہ نعیم سے مراد امیر المومنینؑ کی محبت ہے۔ چونکہ یہ کتاب فضائل مخصوص حضرت امیر کے بیان کیلئے

نہیں ہے اس لئے وہ حدیثیں نقل نہ کی گئیں۔

چودھویں آیت - وقفوهم انهم مسئولون الجزء ۲۳ - سورۃ والصّٰفّٰت

صواعق محرقہ میں مرقوم ہے کہ دیلمی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں ان النبی قال وقفوهم انهم مسئولون عن ولاية علي وكان هذا هو الذي اراد الواحدی بقوله انهم مسئولون عن ولاية علي واهل البيت لان الله افترض المودة في القربیٰ فتكون عليهم المطالبة والاحاديث الواردة في ذلك كثير

یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ (بروز قیامت خلاق عالم فرشتوں سے فرمائیگا کہ) اہل محشر کو ٹھیرا دو بدرستیکہ ان سے علی کی ولایت و محبت کے بارے میں سوال کیا جائیگا۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس آیۂ شریفہ میں واحدی کی یہی مراد ہے یعنی لوگ محشر میں علی اور اہل بیت کی ولایت کی بابتہ پوچھے جائیں گے کیونکہ خداوند عالم نے ذوی القربیٰ کی مودۃ حضرت کی امت پر فرض کی ہے۔ پس اس امر کا ان سے مطالبہ ہوگا۔ اور اس مقدمے میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں۔

ایضاً جواہر العقدین میں بعد بیان حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ مرقوم ہے، قال الامام الواحدی هذه الولاية التي اثبتها النبي وهي مسئول عنها كما في قوله تعالیٰ وقفوهم انهم مسئولون عن ولاية علي واهل البيت انتهٰى

ایضاً ینابیع المودۃ میں اس آیت کی تفسیر میں حضرت امیر علیہ السلام کی ولایت کی حدیث میں نقل کر کے لکھا ہے۔

ایضاً محمد بن اسحٰق المطلبی صاحب کتاب المغازی اور اعمش اور حاکم نے اور اہل بیت کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ وہ لوگ اہل بیت کے بارے میں پوچھے جائیں گے ینابیع باب ۳۷ **مؤلف** کہتا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کتب اہل سنت میں بہت سی ایسی حدیثیں مرقوم ہیں جن کا مضمون یہ ہے کہ بروز قیامت حضرت امیر کی محبت سے سوال کیا جائے گا چونکہ حضرت امیر کے فضائل کے ذکر کا یہ مقام نہیں اس لئے وہ حدیثیں نقل نہیں کی گئیں۔

ایضاً ینابیع باب ۳۷ میں مرقوم ہے الحموینی بسندہ عن علی بن ابی طالب عن النبی قال اذا کان یوم القیامۃ لم تزل قدما عبد حتی یسئل عن اربع عن عمرہ فیما افناہ وعن شبابہ فیما ابلاہ وعن مالہ من این اکتسب وفی ماذا انفقہ وعن حبنا اھل البیت یعنی آنحضرت نے فرمایا جب قیامت برپا ہوگی تو بغیر چار چیزوں کی پرسش کے لوگ ہٹ نسکیں گے وہ چار چیزیں یہ ہیں۔ ۱ اپنی عمر کس کام میں صرف کی۔ ۲ اپنی جوانی کو کس فعل میں بتلا کیا۔ ۳ مال کہاں سے حاصل کیا اور کہاں صرف کیا۔ ۴ اہل بیت سے کیسی محبت رکھی۔

ایضاً۔ ابن مغازلی اور ثعلبی نے ابن عباس سے اور موفق بن احمد نے ابو برزہ اسلمی سے مرفوعاً اسی طرح روایت کی ہے ینابیع باب ۳۷۔

ایضاً۔ جواہر العقدین میں ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا لاتزول قدما عبد یوم القیامۃ حتی یسئل عن اربع عن عمرہ فیم افناہ وعن جسدہ فیم ابلاہ وعن مال فیم انفقہ وممن اکتسبہ وعن حبنا اھل البیت اخرجہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط ترجمہ اس کا مثل حدیث حموینی کے ہے۔

پندرھویں آیت۔ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون الجزء ۱۴ سورۃ النحل یعنی اگر تم نہیں جانتے تو صاحبان علم سے دریافت کرو۔ ینابیع المودۃ میں مرقوم ہے۔ ثعلبی نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ علی نے فرمایا اھل الذکر ہم اہل بیت ہیں۔ باب ۳۹۔

سولھویں آیت۔ یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین الجزء ۱۱ سورۃ التوبہ یعنی اے مسلمانو خدا سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ رہو یعنی ان کی پیروی کرو۔ موفق بن احمد خوارزمی نے ابن عباس سے روایت کی ہے

وہ کہتے ہیں الصّادقون فی ھذہ الآیۃ محمدؐ صلعم واھل بیتہٖ یعنی اس آیت میں صادقون سے مراد آنحضرت اور آپ کے اہل بیت ہیں۔

ایضاً۔ حافظ ابونعیم نے نزول القرآن فی مناقب اہل البیت میں ۔ اور حموینی نے فرائد السمطین میں ابن عباس سے بلفظہ یہ حدیث روایت کی ہے۔

ایضاً۔ ابونعیم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسیطرح روایت کی ہے۔

ایضاً۔ ابونعیم اور صاحب مناقب نے امام محمد باقر اور امام رضا علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا صادقین ائمہ اہل بیت ہیں۔

سترھویں آیت وآت ذاالقربیٰ حقہ۔ الجزء ۱۵ سورہ بنی اسرائیل یعنی اے پیغمبر اپنے قرابت دار کا حق ادا کرو۔ تفسیر حسینی میں مرقوم ہے کہ علما نے کہا ہے کہ ذوالقربیٰ سے مراد آنحضرت کے قرابتدار ہیں اور ان کا حق عطائے خمس ہے جو خدا نے ان کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ اور تفسیر ثعلبی میں مذکور ہے کہ امام زین العابدینؑ نے ایک مرد شامی سے فرمایا تو نے قرآن شریف پڑھا ہے اُس نے عرض کی ہاں۔ آپ نے فرمایا سورۂ بنی اسرائیل میں کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی وآت ذاالقربیٰ حقہ اس نے کہا میں نے یہ آیت پڑھی ہے تو کیا آپ وہ ذوی القربیٰ ہیں جن کا حق دینے کے لئے خدا نے حکم کیا آپ نے فرمایا ہاں ہم وہی ذوی القربیٰ ہیں۔

ایضاً ینابیع باب ۳۹ میں مرقوم ہے اخرج الثعلبی فی تفسیرہ قال علی بن الحسین لرجل من اھل الشام انا ذوالقرابۃ التی امر اللہ ان یوتی حقہ۔ اور جمع الفوائد میں ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ جب یہ آیۂ شریفہ نازل ہوا تو آنحضرت نے جناب سیدہؑ کو طلب فرما کر فدک عطا فرمایا یہ روایت طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کی ہے۔

اٹھارھویں آیت ام یحسدون الناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ الجزء ۵ سورۃ النساء کیا وہ لوگوں کا حسد اس چیز پر کرتے ہیں جو انہیں خدائے تعالیٰ

نے اپنے فضل سے نعمت عطا فرمائی ہے ینابیع باب ۳۹ میں مرقوم ہے کہ ابن مغازلی نے ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں ھذہ الآیۃ نزلت فی النبی صلعم وفی علی یعنی یہ آیت نبی و علیؑ کی شان میں نازل ہوئی۔

ایضاً صواعق محرقہ میں بروایت ابن مغازلی امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا نحن الناس المحسودون واللہ یعنی خدا کی قسم ہم وہ لوگ ہیں جن کا حسد آدمیوں نے کیا ہے۔

انیسویں آیت مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لا یبغیان فبای الاء ربکما تکذبان یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان۔ الجزء ۲۷ سورۃ الرحمن یعنی خدا نے دو دریاؤں کو ملا دیا کہ وہ آپس میں مل رہے ہیں۔ ان دونوں کے بیچ میں ایک پردہ ہے جس سے وہ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے۔ پس تم اپنے پروردگار کی کونسی نعمت سے جھٹلاتے ہو۔ ان دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔ ابونعیم۔ ثعلبی۔ مالکی۔ وغیرہم نے ابوسعید خدریؓ۔ ابن عباس انس بن مالک اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان آیات کی تفسیر میں روایت کی ہے قالوا علی و فاطمہ بحران عمیقان لا یبغی احدھما علی صاحبہ و بینھما برزخ ھو رسول اللہ یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان ھما الحسن والحسین یعنی علی و فاطمہ دو بحر عمیق ہیں کہ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے اور ان دونوں کے بیچ میں برزخ آنحضرت ہیں۔ ان سے موتی اور مونگے جو نکلتے ہیں وہ حسن و حسین ہیں۔ ینابیع باب ۳۹۔

بیسویں آیت وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصھرا۔ الجزء ۱۹۔ سورۃ الفرقان یعنی اس نے پانی سے آدمی بنایا پس اسکو نژاد اور پیوند یعنی نسبی قرابت اور سببی یعنی سسرال مقرر کیا۔ حافظ ابونعیم اور ابن مغازلی

نے باسناد خود ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ آیۂ شریفہ خمسہ آل عبا کی شان میں نازل ہوا ہے۔ پھر ابن عباس نے کہا کہ طا ہٰ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کا نور ہے کہ تمام عالم کی پیدائش سے پہلے تھا۔ پھر خدائے تعالےٰ نے اُسکو حضرت آدمؑ کی صلب میں بطور امانت کے رکھا پھر اسکو ایک صلب سے دوسری صلب کی طرف منتقل فرماتا گیا یہانتک کہ وہ نور مبارک عبدالمطلب کی صلب میں منتقل ہوا۔ وہاں اس کے دو حصے ہو گئے۔ ایک حصہ عبداللہ کی صلب میں آیا جس سے آنحضرت صلعم پیدا ہوئے۔ دوسرا حصہ ابوطالب کی صلب میں آیا جس سے علی پیدا ہوئے۔ پھر خدائے تعالیٰ نے علی سے فاطمہ کی تزویج کی جن سے حسن و حسین پیدا ہوئے۔

ایضاً ثعلبی۔ اور موفق بن احمد خوارزمی نے ابن عباس سے مثل اس کے روایت کی ہے

ایضاً ابن مسعود۔ جابر۔ براء۔ انس اور ام سلمہ نے کہا ہے کہ یہ آیت خمسہ آل عبا کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ینابیع باب ۳۹۔

اکیسویں آیت سلام علی آل یٰسین صواعق محرقہ میں مرقوم ہے کہ مفسرین کی ایک جماعت نے ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں ان المراد بذالک سلام علی آل محمدؐ یعنی اس آیت سے مراد یہ ہے کہ آل پیغمبر پر خدا کا سلام ہے۔ اسی طرح کلبی نے کہا ہے۔ ایضاً صواعق محرقہ میں لکھا ہے وذکر الفخر الرازی ان اھل بیتہ یساوونہ فی خمسۃ اشیاء فی السلام۔ قال السلام علیک ایھا النبی وقال سلام علی آل یاسین۔ وفی الصلوٰۃ علیہ وعلیھم فی التشھد۔ وفی الطھارۃ قال تعالیٰ طٰہٰ ای طاھر وقال ویطھرکم تطھیرا وتحریم الصدقۃ وفی المحبۃ قال تعالیٰ فاتبعونی یحببکم اللہ وقال قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ انتھیٰ۔ یعنی فخر رازی نے کہا کہ اہل بیت نبی پانچ امور میں آپ کے مساوی ہیں۔ اول سلام میں کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت پر سلام کیا۔ اور اہل بیت کے

اکیسویں آیت

بارے میں فرمایا وسلام علی آل یٰسین۔ دوسرے بوقت تشہد درود پڑھنے میں تیسرے طہارت میں کہ خدا نے حضرت کو طٰہٰ یعنی طاہر فرمایا اور اہل بیت کی نسبت کہا ویطھرکم تطھیرا چوتھے صدقہ حرام ہونے میں۔ پانچویں محبت میں۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے قل لا اسئلکم الآیہ۔

بائیسویں آیت اھدنا الصراط المستقیم ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور بغوی نے معالم التنزیل میں مسلم بن حبان سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ صراط مستقیم سے طریقہ محمد وآل محمد مراد ہے۔

مؤلف کہتا ہے کہ امامیہ کی معتبر کتابوں سے اور بھی بہت سی آیتوں کا اہل بیت کی شان میں نازل ہونا کئی روایتوں سے ثابت ہے مگر چونکہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ اس باب میں سوائے کتب اہل سنت کے اور کسی کتاب سے کوئی حدیث نقل نہ کرونگا اس لئے اسی قدر آیتوں کے بیان میں یہاں اکتفا کیا گیا اور آیہ شریفہ یوفون بالنذر کا نزول جناب سید الشہدا کی طفولیت کے حالات میں بیان کیا جائیگا۔ **ہاں** خاص حضرت امیر کی فضیلت میں اور بہت سی آیتوں کا نازل ہونا تفاسیر اہل سنت میں بروایت کثیرہ مرقوم ہے۔ لیکن چونکہ یہ مقام بطور خاص آپ کی فضیلت بیان کرنے کا نہیں ہے۔ اسلئے وہ آیتیں اور روایتیں بھی یہاں نقل نہیں کی گئیں۔ مگر اجمالاً ایک روایت گزارش کرتا ہوں **طبرانی** نے ابن عباس سے روایت کی ہے قال نزلت فی علی اکثر من ثلثمائۃ آیۃ فی مدحہ یعنی علیؑ کی مدح میں تین سو آیتوں سے زیادہ نازل ہوئی ہیں صواعق محرقہ

حدیثوں کا بیان

پہلی حدیث انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض

آنحضرت نے فرمایا کہ میں تم میں دو عمدہ چیزیں چھوڑتا ہوں۔ اُن میں سے ایک تو قرآن شریف ہے

بائیسویں آیت

بیان احادیث

دوسری میری عترت۔ اگر تم ان دونوں سے متمسک ہوگے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے اور یہ دونوں آپس سے کبھی جدا نہ ہونگے تا آنکہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں۔ یہ حدیث متواتر ہے اور بتفاوت یسیر کتب صحاح و معتبرہ اہل سنت میں باسناد متواترہ مروی ہے۔ چنانچہ مسلم نے اپنی صحیح میں زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام خم پر جو مکے اور مدینے کے راستے میں ہی کھڑے ہوئے خطبہ ادا کیا حمد خدا بجالائے اور وعظ فرمایا پھر ارشاد کیا ایہا الناس قریب ہے کہ میں تم میں سے کوچ کروں اور میں تم میں دو عمدہ چیزیں چھوڑتا ہوں۔ پہلی چیز کتاب خدا ہے جس میں ہدایت و نور ہے۔ پس کتاب خدا سے اخذ مسائل کرو اور اس سے متمسک ہو۔ اور دوسری چیز میری عترت ہے میں اپنی عترت کے بارے میں خدا تعالےٰ کو تمہیں یاد دلاتا ہوں اس فقرے کو آنحضرت نے تین مرتبہ فرمایا۔ مشکوٰۃ باب مناقب اہل بیت میں بھی صحیح مسلم سے یہ حدیث مرقوم ہے۔

ایضاً ترمذی نے اپنی صحیح باب مناقب اہل بیت میں جابر انصاری سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضرت نے حج میں بروز عرفہ فرمایا ایھا الناس انی ترکت فیکم من ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی۔ ترمذی کہتے ہیں کہ اس باب میں ابوذر۔ ابوسعید زید بن ارقم۔ حذیفہ بن اسید سے حدیثیں مروی ہیں۔

ایضاً صحیح ترمذی باب مناقب اہل بیت میں زید بن ارقم سے منقول ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یتفرقا حتیٰ یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما۔

ایضاً مسند حنبل میں ابوسعید خدری سے یہ حدیث مروی ہے۔

ایضاً صواعق محرقہ میں ابن حجر مکی کئی سندوں سے اس حدیث کو بیان کرکے کہتے ہیں وفی روایۃ صحیحۃ انی تارک فیکم امرین لن تضلوا ان اتبعتموھما وھما کتاب اللہ

وعترتی یعنی ایک صحیح روایت میں یہ الفاظ وارد ہیں کہ حضرت نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم ان دونوں کی پیروی کروگے تو ہرگز گمراہ نہوگے اور وہ دو چیزیں ہیں قرآن اور میری عترت ہیں۔ وزاد الطبرانی انی سئلت ذلک لھما فلا تقدموھم فتھلکوا ولا تقصروا عنھم فتھلکوا ولا تعلموھم فانھم اعلم منکم یعنی طبرانی نے اس حدیث میں اور یہ الفاظ روایت کئے ہیں کہ حضرت نے فرمایا میں نے ان کے بارے میں یہ باتیں خدا سے چاہی ہیں پس تم ان پر مقدم نہونا کہ گمراہ ہوجاؤگے اور ان کے بارے میں کوئی تقصیر نکرنا کہ اس میں بھی تمہاری گمراہی ہے اور کچھ ان کو تعلیم نکرنا کہ وہ تم سے زیادہ جاننے والے ہیں اسکے بعد ابن حجر کہتے ہیں کہ حدیث ثقلین کو بیس سے زیادہ اصحاب نے روایت کیا ہے۔

مؤلف کہتا ہے چونکہ کتاب مستطاب عبقات کے مجلدات سے ایک جلد ضخیم خاص حدیث ثقلین کے بیان میں چھپ چکی ہے لہذا اس کی نسبت اب زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں۔ حق یہ ہے کہ جس تحقیق اور تشریح کے ساتھ یہ کتاب آیۃ اللہ فی العالمین۔ جناب مولانا السید حامد حسین اعلی اللہ مقامہ نے تصنیف فرمائی ہے۔ ایسی کتاب آج تک اسلام میں تصنیف نہیں ہوئی۔ فجزاہ اللہ خیرا۔

دوسری حدیث

دوسری حدیث مشکوۃ باب مناقب اہل بیت کی تیسری فصل میں مرقوم ہے کہ ایک روز ابوذر غفاری درخانہ کعبہ تھامے ہوئے کہتے تھے میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا ھلک رواہ احمد یعنی بیشک میرے اہل بیت تم میں مثل کشتی نوح کے ہیں جس نے ان کی پیروی کی اس نے نجات پائی اور جس نے مخالفت کی وہ گمراہ ہوا۔ اس حدیث کو احمد حنبل نے روایت کیا ہے۔

ایضاً جمع الفوائد میں بروایت طبرانی فی الاوسط والصغیر ابوطفیل سے

یہ حدیث مروی ہے۔ اور اسی کتاب میں بروایت بزار ابن زبیر سے منقول ہے کہ آنحضرت نے فرمایا مثل اہل بیتی مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن ترکھا غرق۔

ایضاً بزار اور ابن مغازلی نے ابن عباسؓ اور ابو ذر سے اور حموینی نے فرائد السمطین میں اور ابو یعلےٰ اور بزار اور طبرانی نے معجم اوسط وصغیر میں ابو سعیدؓ خدری سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

ایضاً ذخائر العقبیٰ میں طبری شافعی نے لکھا ہے حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا مثل اہل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تعلق بھا فاز ومن تخلف عنھا زج فی النار اخرجہ ابن السری۔

ایضاً اسی کتاب میں بروایت ملا فی سیرۃ ابن عباس سے یہ حدیث مروی ہے بنا بیع باب ۴۔

ایضاً صواعق محرقہ میں ابن حجر کہتے ہیں کہ حدیث انما مثل اہل بیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک متعدد طریقوں سے مروی ہے کہ بعض کو بعض قوت دیتے ہیں اور مسلم کی روایت میں من تخلف عنھا غرق وارد ہے۔

ایضاً ابن حجر کہتے ہیں کہ اہل بیت کو جو کشتی نوح سے تشبیہ دی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ جو شخص ان کو دوست رکھے ان کی تعظیم کرے ان کی ہدایت پر چلے وہ مخالفتوں کی تاریکیوں سے نجات پائے گا۔ اور جو شخص ان سے تخلف کرے وہ کفران نعمت کے دریا میں غرق ہوگا اور سرکشی کے مہلکہ میں گر جائے گا۔

تیسری حدیث مثل اہل بیتی فیکم مثل باب حطۃ فی بنی اسرائیل من دخلہ غفر لہ یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ تم لوگوں میں میرے اہل بیت کی مثال بنی اسرائیل کے درحطہ کے مانند ہے جو اس میں داخل ہوا وہ بخشا گیا۔ اس حدیث کو

طبرانی نے اوسط و صغیر میں اور ابو یعلے - احمد حنبل - بزار - اور ابن مغازلی نے ابن عباس[1] ابن زبیر[2] - اور ابوذر[3] سے اور حموینی نے فرائد السمطین میں ابو سعید خدری[4] سے روایت کیا ہے ینا بیع باب ۴ -

صواعق محرقہ میں ابن حجر کہتے ہیں کہ ایک روایت میں انما مثل اہل بیتی فیکم مثل باب حطۃ فی بنی اسرائیل من دخلہ غفر لہ وارد ہوا ہے اور (اس میں) اہل بیت کی تشبیہ جو در حطہ سے دی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اس دروازے میں کہ وہ دراریحا یا در بیت المقدس ہے عاجزی اور استغفار کے ساتھ داخل ہونے کو (بنی اسرائیل کے لئے) سبب مغفرت ٹھرایا - اور اس امت کے لئے اہل بیت کی محبت کو سبب مغفرت قرار دیا انتہی الصواعق -

مؤلف کہتا ہے کہ خلاق عالم نے اس دروازے کے باب میں بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے فرمایا ہے وادخلوا الباب سجّداً و قولوا حطۃ نغفر لکم خطایاکم یعنی تم اس دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور حطّۃ کہو تا کہ ہم تمھارے گناہ بخشدیں - پس جسطرح خلاق عالم نے در حطہ میں داخل ہونے سے بنی اسرائیل کے گناہ بخشدئے اسی طرح محبت و اطاعت اہل بیت سے آنحضرت کی امت کے گناہ بخشے جائیں گے -

چوتھی حدیث صحیح ترمذی باب مناقب اہل بیت بروایت ابن عباسؓ مرقوم ہے قال رسول اللہ ؐ احبوا اللہ لما یغذ وکم من نعمہ واحبونی لحب اللہ واحبوا اہل بیتی لحبی یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ تم خدا سے محبت رکھو کیونکہ اس نے اپنی نعمتوں سے تمہیں غذا دی ہے اور خدا کی محبت کے سبب مجھسے محبت رکھو اور میری محبت سے میرے اہل بیت سے محبت رکھو -

ایضاً صواعق محرقہ میں یہ حدیث ان الفاظ سے مرقوم ہے وصح انہ صلعم قال الخ

پانچویں حدیث احمد حنبل نے کتاب مناقب میں حضرت امیرؑ سے روایت کی ہے۔
قال رسول اللہؐ النجوم امان لاھل السماء فاذا ذھبت النجوم ذھب اھل السماء واھل بیتی امان لاھل الارض فاذا ذھب اھل بیتی ذھب اھل الارض
یعنی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ستارے اہل سماوات کے لیے باعث امن ہیں جب وہ فانی ہوں تو اہل سمٰوات بھی فانی ہو جائیں گے اور میرے اہل بیت اہل زمین کے لئے باعث امن ہیں۔ جب میرے اہل بیت ہلاک ہوں تو اہل زمین ہلاک ہونگے
ایضاً حاکم نے جابرؓ انصاری۔ ابو موسیٰؓ۔ اور ابن عباسؓ سے یہ حدیث روایت کی
ایضاً عبداللہ ابن احمد نے زیادات مسند میں۔ حموینی نے فرائد السمطین میں۔ اور حاکم نے حضرت امیر سے اسکو روایت کیا ہے۔
ایضاً حموینی نے سلمہؓ بن اکوع اور ابوسعید خدری سے مثل اسکے روایت کیا ہے۔ ینابیع باب ۳۔
ایضاً صواعق محرقہ میں یہ پوری حدیث بروایت احمد حنبل منقول ہے۔
ایضاً احمد حنبل نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا النجوم امان لاھل السماء واھل بیتی امان لاھل الارض فاذا ذھب اھل بیتی جاء اھل الارض من الآیات ما کانوا یوعدون۔ وقال احمد ان اللہ خلق الارض من اجل النبیؐ فجعل دوامھا بدوام اھل بیتہ وعترتہ صلعم
یعنی ستارے اہل آسمان کے لئے باعث امان ہیں اور میرے اہل بیت اہل زمین کے لئے۔ جب میرے اہل بیت دنیا سے اٹھ جائیں گے تو اہل زمین پر وہ نشانیاں نازل ہونگی جن کا وعدہ کیا گیا ہے۔ یعنی قیامت آئیگی۔ احمد حنبل کہتے ہیں کہ خدا نے زمین کو آنحضرت کے لئے پیدا کیا اور اس کے دوام کو آپ کی عترت کے دوام کے ساتھ مستلزم قرار دیا۔ ینابیع باب ۳۔

ایضاً صواعق محرقہ میں یہ حدیث منقول ہے۔
ایضاً صواعق محرقہ میں مرقوم ہے وفی روایۃ صححہا الحاکم علی شرط الشیخین النجوم امان لاھل الارض من الغرق واھل بیتی امان لامتی من الاختلاف فاذا خالفتھا قبیلۃ من العرب اختلفوا فصاروا حزب ابلیس۔ دوسرے مقام پر صواعق میں اس حدیث کو اس عنوان سے لکھا ہے (وصحح) یعنی یہ حدیث صحیح ہے۔
ایضاً صواعق میں مرقوم ہے فان اللہ لما خلق الدنیا باسرھا من اجل النبی جعل دوامھا بدوامہ ودوام اھلبیتہ الخ۔
ایضاً حموینی نے فرائد السمطین میں بسند خود امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہم مسلمانوں کے امام ہیں اور تمام عالم پر حجت خدا ہیں مومنین کے سردار ہیں۔ نورانی چہرے والوں کے پیشرو ہیں اہل اسلام کے آقا ہیں۔ ہم اہل زمین کے لئے باعث امان ہیں۔ جطرح ستارے اہل آسمان کے لئے باعث امان ہیں۔ ہم وہ ہیں کہ ہماری برکت سے بحکم خدا آسمان گرنے سے بچا ہوا ہے۔ ہماری برکت سے بارش ہوتی ہے اور رحمت پھیلتی ہے۔ اور زمین کی برکتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اگر ہم میں سے کوئی زمین پر نہو تو اہل زمین زمین میں دھس جائیں۔ پھر فرمایا جب سے آدم پیدا ہوئے زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہی خواہ وہ ظاہر و مشہور ہو خواہ غائب و مستور۔ اسی طرح زمین قیامت تک حجت خدا سے خالی نہ رہے گی اگر ایسا نہو یعنی زمین پر حجت خدا نہو تو کوئی شخص خدائے تعالیٰ کی عبادت نہ کریگا۔ اعمش جو اس حدیث کا راوی ہے کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آدمی۔ حجت خدا سے جو پوشیدہ ہو کیونکر منتفع ہو سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جیسے آفتاب ابر میں ہو اور لوگ اس سے منتفع ہوتے ہیں۔ از ینابیع باب ۳۔

چھٹی حدیث - ذخائر العقبیٰ میں طبری شافعی نے لکھا ہے عن عبد العزیز قال ان النبی قال انا واھل بیتی کشجرۃ فی الجنۃ واغصانھا فی الدنیا فمن شاء ان یتخذ الی ربہ سبیلا فلیحبنا - اخرجہ ابو سعد فی شرف النبوۃ آنحضرتؐ نے فرمایا میں اور میرے اہل بیت مثل ایک درخت بہشت کے ہیں جسکی ڈالیاں دنیا میں ہیں - پس جو شخص اپنے پروردگار تک رسائی پیدا کرنا چاہتا ہے اسے ضرور ہے کہ ہم سے محبت رکھے - ایضاً یہ حدیث صواعق محرقہ میں مرقوم ہے -

ساتویں حدیث ذخائر العقبیٰ وعنہ (ای عن عبد العزیز) ان النبی قال فی کل خلف من امتی عدول من اھل بیتی ینفون عن ھذا الدین تحریف الغالین الضالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین الا وان ائمتکم وفدکم الی اللہ فانظروا من توفدون - اخرجہ الملا فی سیرتہ آنحضرت نے فرمایا کہ میری امت کے ہر زمانے میں - عادلین اہل بیت رہیں گے جو اس دین سے گمراہوں کی تحریف اور جھوٹوں کی افترا اور جاہلوں کی تاویل کو رد کرتے رہیں گے الخ ایضاً یہ حدیث صواعق میں مرقوم ہے -

آٹھویں حدیث ذخائر العقبیٰ - عن ابن عباس مرفوعاً نحن اھل بیت لا یقاس بنا احد اخرجہ الملا فی سیرۃ یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ ہم وہ اہل بیت ہیں کہ ہمارے ساتھ کسی کا قیاس نہیں کیا جاتا - ایضاً انس سے مثل اسکے مروی ہے - ایضاً کنوز الحقائق مناوی مصری میں دیلمی سے یہ حدیث مرقوم ہے -

نویں حدیث ذخائر العقبیٰ - عن عبد العزیز مرسلاً - استوصوا باھل بیتی خیرا فانی اخاصمکم عنھم غدا ومن اکن اخصمہ خصمہ دخل النار اخرجہ ابو سعد والملا حاصل یہ ہے کہ میرے اہل بیت کے ساتھ نیکی کرو کیونکہ میں قیامت میں ان کی طرف سے تم سے مخاصمت کرونگا اور وہ آتش جہنم میں داخل ہوگا -

ایضاً صواعق محرقہ میں یہ حدیث مرقوم ہے -

دسویں حدیث ذخائر العقبیٰ - عن علی مرفوعاً - اربعة انا لهم شفیع یوم القیامة المکرم لذریتی والقاضی حوائجهم والساعی فی امرهم عند اضطرارهم الیه والمحب لهم بقلبه ولسانه رواه الامام علی بن موسی الرضاؑ - آنحضرت نے فرمایا چار قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کی بروز قیامت میں شفاعت کرونگا - اول وہ جو میری ذریت کی تکریم کرتے ہیں - دوسرے وہ جو میری عترت کے حوائج بر لاتے ہیں - تیسرے بوقت اضطرار جو میرے اہل بیت کے کام میں سعی کرتے ہیں - چوتھے وہ جو میری عترت سے اپنے دل وزبان سے محبت رکھتے ہیں - صواعق محرقہ میں بھی یہ حدیث مسطور ہے -

گیارھویں حدیث ذخائر العقبیٰ عن ابن عباس لوان رجلاصفن بین الرکن والمقام فصلّی وصام ثم لقی الله تعالیٰ وهو مبغض لاهل بیت محمد دخل النار اخرجه ابن السری واخرجه الملا فی سیرته آنحضرت نے فرمایا اگر کوئی شخص رکن ومقام کے بیچ میں اقامت اختیار کرے اور درات دن نماز وروزہ میں مشغول ہو اور اسی حالت میں مرجائے حالانکہ وہ میرے اہل بیت کا دشمن ہو تو آتش جہنم میں داخل ہوگا -

ایضاً صواعق محرقہ میں بروایت صحیحہ حاکم یہ حدیث لکھی ہے -

ایضاً صواعق محرقہ میں مرقوم ہے وصح انه صلی الله علیه وسلم قال والذی نفسی بیده لا یبغضنا اهل البیت احد الا ادخله النار یعنی یہ حدیث صحیح ہے کہ آنحضرت نے فرمایا خدا کی قسم جو شخص ہم اہل بیت سے عداوت رکھے خدائے تعالیٰ اُسکو آتش جہنم میں داخل کریگا -

بارھویں حدیث ذخائر العقبیٰ - عن ابی سعید مرفوعاً من ابغض اهل البیت فهو منافق اخرجه احمد فی المناقب آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے

اہل بیت کا دشمن منافق ہے۔ صواعق میں بھی یہ حدیث مرقوم ہے۔

ایضاً ذخائر العقبیٰ عن جابر مرفوعا لا یحبنا اھل البیت الا مومن تقی ولا یبغضنا الا منافق شقی اخرجہ الملا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ہم اہل بیت سے بغیر مومن متقی کے کوئی محبت نہیں رکھتا اور بغیر منافق شقی کے کوئی عداوت نہیں کرتا۔ صواعق میں بھی یہ حدیث مرقوم ہے۔

تیرھویں حدیث ذخائر العقبیٰ عن علی مرفوعا یرد الحوض اھل بیتی ومن احبھم من امتی کھاتین السبابتین اخرجہ الملا فی سیرتہ یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ حوض کوثر پر میرے اہل بیت اور اُن کے دوست ایسے ملے ہوئے آئیں گے جیسے بیچ کی اُنگلی اور انگشت شہادت ملی ہوئی ہے۔ صواعق میں بھی یہ حدیث مرقوم ہے۔

ایضاً صواعق میں لکھا ہے اخرج الطبرانی عن علی قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول اول من یرد الحوض اھل بیتی ومن احبنی من امتی

ایضاً مودۃ القربیٰ ابن عباس رفعہ انا اول الناس دخولا فی الجنۃ ثم ذریتی ثم محبونا یدخلون الجنۃ بغیر حساب لا یسئلون عن ذنبھم بعد المعرفۃ والمحبۃ یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ سب سے پہلے میں بہشت میں داخل ہونگا۔ پھر میری عترت۔ پھر ہمارے دوست بے حساب داخل بہشت ہوں گے۔ معرفۃ خدا اور محبت اہل بیت کے بعد کسی گناہ کی اُن سے پرسش نہ ہوگی۔

چودھویں حدیث ذخائر العقبیٰ۔ عن علی مرفوعا من صنع الی احد من اھل بیتی ید اکافیتہ عنہ یوم القیامۃ اخرجہ ابوسعد والملا۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا جو شخص۔ میرے اہل بیت میں سے کسی کے ساتھ نیکی کرے تو میں بروز قیامت اسکا عوض عطا کرونگا۔

ایضاً صواعق محرقہ میں مرقوم ہے اخرج ابن عساکر عن علی مرفوعا

من صنع الی اہل بیتی ید امعروفا کافیتہ علیہا یوم القیامہ۔

پندرھویں حدیث ذخائر العقبیٰ عن علی مرفوعا ان اللہ تعالیٰ حرم الجنۃ علی من ظلم اہل بیتی اوقاتلہم او اغار علیہم اوسبہم اخرجہ الامام علی الرضا یعنی آنحضرت نے فرمایا جو شخص میرے اہل بیت پر ظلم کرے یا ان سے لڑے یا انہیں لوٹے یا برا کہے خداوند عالم اسپر بہشت کو حرام کر دیگا۔

ایضا مودۃ القربیٰ میں مرقوم ہے کہ آنحضرت نے فرمایا الویل لظالم اہل بیتی عذابہم مع المنافقین فی الدرک الاسفل من النار یعنی میرے اہل بیت پر ظلم کرنے والے کا عذاب آتش جہنم کے اخیر طبقہ میں منافقین کے ساتھ ہوگا۔

سولھویں حدیث ذخائر العقبیٰ عن علی مرفوعاً اشتد غضب اللہ و غضب رسولہ وغضب ملائکتہ علی من اہرق دم نبی او اذاہ فی عترتہ رواہ الامام علی بن موسی الرضا یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ خدائے تعالےٰ اور اسکے پیغمبر اور فرشتوں کا غضب اس شخص پر بہت سخت ہے جس نے کسی پیغمبر کو قتل کیا ہو یا اس کی عترت کے بارے میں اسے ایذا دی ہو۔

ایضاً صواعق محرقہ میں مسطور ہے الحدیث الاول اخرج الدیلمی عن ابی سعید ان رسول اللہ قال اشتد غضب اللہ علی من اذانی فی عترتی

ایضاً مودۃ القربیٰ علی رفعہ اشتد غضب اللہ وغضب رسولہ علی من احتقر ذریتی و اذانی فی عترتی

ایضاً صواعق۔ اخرج ابن عساکر عن علی مرفوعا من اذی شعرۃ منی فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ۔

سترھویں حدیث صواعق محرقہ۔ وفی روایۃ للبخاری عن الصدیق قال صلعم ایہا الناس ارقبوا محمد انی اہل بیتہ ای احفظوہ فیہم

فلا تؤذوھم یعنی آنحضرت نے فرمایا ایھا الناس محمد کی (وصیت کی) حفاظت ان کے اہل بیت کے بارے میں کرو۔ پس انہیں ایذا نہ دو۔

اٹھارھویں حدیث صواعق محرقہ وفی روایۃ قال بعد قولہ انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم الا من اذی قرابتی فقد آذانی فقد اذی اللہ یعنی ایک روایت میں وارد ہے کہ آنحضرت نے (اہل بیت کی نسبت) حدیث انا حرب الخ فرما کر ارشاد کیا کہ جس نے میرے اقربا کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی۔ وفی اخری والذی نفسی بیدہ لا یومن عبد بی حتی یحبنی ولا یحبنی حتی یحب ذوی قرابتی فاقام ذاقرابتہ مقام نفسہ یعنی دوسری روایت میں وارد ہے کہ آنحضرت نے فرمایا خدا کی قسم کوئی بندہ مومن نہیں ہوتا جب تک کہ مجھے دوست نہ رکھے اور مجھے دوست نہیں رکھتا جبتک کہ میرے اقربا سے محبت نہ کرے پس حضرت نے اہل بیت کو اپنا قائم مقام ٹھیرایا ہے۔

انیسویں حدیث جواہر العقدین میں علامہ سمہودی مصری نے لکھا ہے۔ واخرج احمد فی المناقب مرفوعا الحمد للہ الذی جعل فینا الحکمۃ اھل البیت حین سمع قضاء قضٰی بہ علی فاعجبہ صلعم یعنی احمد حنبل نے کتاب مناقب میں مرفوعا روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ کسی مقدمہ میں علی کا فیصلہ آنحضرت نے سنا۔ پس آپ متعجب ہوئے اور فرمایا خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہم اہل بیت میں حکمت قرار دی ہے ینابیع صد ۲۷۳۔

ایضاً صواعق محرقہ میں مسطور ہے واخرج احمد حدیث الحمد للہ الذی جعل الحکمۃ فینا اھل البیت۔

بیسویں حدیث۔ صواعق محرقہ۔ واخرج البیھقی وابو الشیخ ابن حبان

والدیلمی انہ صلعم قال لا یومن عبد حتی اکون احب الیہ من نفسہ ویکون عترتی احب الیہ من عترتہ ویکون اہلی احب الیہ من اہلہ الخ یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص مجھ سے اپنی جان سے زیادہ محبت نہ رکھے اور میرے اہل بیت کو اپنے اہل بیت سے زیادہ نہ چاہے وہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔

ایضاً جواہر العقدین میں ابولیلیٰ انصاری سے مرفوعاً یہ حدیث نقل کر کے لکھا ہے اخرجہ البیہقی فی شعب الایمان وابو الشیخ فی الثواب والدیلمی فی مسند الا

اکیسویں حدیث صواعق محرقہ۔ اخرج الدیلمی انہ صلعم قال ادبوا اولادکم علی ثلث خصال حب نبیکم وحب اہل بیتہ وعلی قرائۃ القرآن آنحضرت نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو تین امور تعلیم کرو پہلے اپنے پیغمبر کی محبت۔ دوسرے اہل بیت کی محبت تیسرے قرائت قرآن۔

بائیسویں حدیث صواعق محرقہ وفی روایۃ صحیحۃ قال ص ما بال اقوام یتحدثون فاذا راؤا الرجل من اہل بیتی قطعوا حدیثہم واللہ لا یدخل قلب رجل الایمان حتی یحبہم للہ ولقرابتہم منی۔ آنحضرت نے فرمایا لوگوں کا کیا حال ہے کہ آپس میں باتیں کرتے ہیں اور جب میرے اہل بیت سے کسی شخص کو دیکھتے ہیں تو (از راہ عداوت) اپنی گفتگو قطع کر دیتے ہیں۔ خدا کی قسم جب تک کوئی شخص میرے اہل بیت سے خدا کے لئے اور میری قرابت کے لحاظ سے محبت نہ رکھے اس کے دل میں ایمان داخل ہی نہیں ہوتا۔

ایضاً صواعق۔ اخرج الترمذی وابن ماجہ عن العباس مرفوعا ما بال اقوام اذا جلس الیہم احد من اہل بیتی قطعوا حدیثہم والذی نفسی بیدہ لا یدخل قلب امرء الایمان حتی یحبہم للہ ولقرابتی۔

تئیسویں حدیث صواعق محرقہ اخرج الحاکم عن ابی ہریرۃ مرفوعاً خیرکم خیرکم

لاهلی من بعدی۔ یعنی آنحضرتؐ نے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو میرے بعد میرے اہل بیت سے سب سے زیادہ نیکی کرے۔

چوبیسویں حدیث صواعق محرقہ اخرج ابن عدی والدیلمی عن علی مرفوعاً اثبتکم علی الصراط اشدکم حبا لاهل بیتی۔ آنحضرت نے فرمایا تم میں سب سے زیادہ ازراہ استقامت صراط پر سے گذر جانے والا وہ شخص ہے جو میرے اہل بیت کو سب سے زیادہ دوست رکھے۔ ایضاً کنوز الحقائق میں فردوس دیلمی سے یہ حدیث منقول ہے۔

پچیسویں حدیث صواعق محرقہ۔ اخرج الطبرانی عن فاطمۃ الزهرا مرفوعاً لکل بنی انثیٰ عصبۃ لابیهم ینتمون الیہ الا ولد فاطمہ فانا ولیهم وانا عصبتهم وانا ابوهم یعنی آنحضرت نے فرمایا ہر لڑکی کی اولاد کے لئے باپ کی طرف کا ایک عصبہ ہے جسکی طرف وہ اولاد منسوب ہوتی ہے سوائے اولاد فاطمہ کے کہ میں ان کا ولی اور عصبہ اور باپ ہوں۔

ایضاً صواعق واخرج الطبرانی عن ابن عمر مرفوعاً کل بنی انثی عصبتهم لابیهم ما خلا ولد فاطمہ فانا عصبتهم وانا ابوهم۔

ایضاً ذخائر العقبیٰ میں حضرت عمر سے مثل اس حدیث کے نقل کر کے لکھا ہے اخرجہ احمد فی المناقب۔

ایضاً صواعق میں ابویعلی اور طبرانی سے مثل اسکے نقل کر کے لکھا ہے کہ اس حدیث کے کئی طریق ہیں جو بعض کو بعض قوت دیتے ہیں۔

ایضاً ینابیع باب ۵۷ عن جابر قال قال رسول اللہ ص ان اللہ عزوجل جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب علی اخرجہ الطبرانی فی الکبیر یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے ہر پیغمبر کی ذریت اسی کے

صلب میں قرار دی اور میری ذریت کو علی کے صلب میں مقرر فرمایا۔

ایضاً ینابیع باب ۵۷ عن جابر قال کنت انا والعباس جالسین عند النبیؐ اذ دخل علی فسلم فرد علیه النبیؐ السلام وقام الیه وعانقه وقبل مابین عینیه واجلسه عن یمینه فقال العباس یارسول اللہ اتحبہ فقال یا عم واللہ اللہ اشد حبا له منی ان اللہ عز وجل جعل ذریة کل نبی فی صلبه وجعل ذریتی فی صلب ھذا۔ اخرجه ابو الخیر الحاکم فی اربعینه ورواہ صاحب کنوز المطالب فی بنی ابی طالب عن العباس نحوه

جابرؓ انصاری کہتے ہیں کہ ایک روز میں اور عباس جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ علی وارد ہوئے اور سلام کیا آنحضرت سلام کا جواب دیکر اٹھ کھڑے ہوئے اور علی سے معانقہ کیا اور ان کی آنکھوں کے بیچ میں بوسہ دیکر اپنی وھنی طرف بٹھلایا۔ اس وقت عباس نے عرض کی یارسول اللہ کیا آپ علی سے محبت رکھتے ہیں حضرت نے ارشاد فرمایا اے چچا خدا کی قسم خدائے تعالیٰ مجھسے زیادہ علی سے محبت رکھتا ہے الخ

ایضاً صواعق مطبوعہ مصر صفحہ (۹۲) میں یہ حدیث مرقوم ہے۔

پچیسویں **حدیث** کتاب فصل الخطاب میں خواجہ پارسا نے لکھا ہے

روی الامام ابو اسحق الثعلبی فی تفسیرہ عن الاما محمد بن اسلم الطوسی عن یحییٰ بن عبید عن اسمعیل بن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم عن جریر بن عبد اللہ البجلی قال قال رسول اللہؐ من مات علی حب آل محمدؐ مات شہیدا الا ومن مات علی حب ال محمد مات مغفورا له الا ومن مات علی حب ال محمد فتح فی قبرہ بابان من الجنة الا ومن مات علی حب ال محمد بشرہ ملک الموت بالجنة ثم منکر ونکیر

الا ومن مات علی حب آل محمد یزف الی الجنۃ کما تزف العروس الی بیت زوجہا
الا ومن مات علی حب آل محمد جعل اللہ تعالیٰ زوار قبرہ ملائکۃ الرحمۃ الا ومن
مات علی حب آل محمد مات علی السنۃ والجماعۃ - الا ومن مات علی بغض
آل محمد جاء یوم القیامۃ مکتوباً بین عینیہ آئس من رحمۃ اللہ الا ومن
مات علی بغض آل محمد لم یشم رائحۃ الجنۃ انتہی - یعنی آنحضرت نے فرمایا جس نے
محبت آل رسول میں انتقال کیا وہ شہید مرا - جس نے محبت آل نبی میں جان دی اسکے
سب گناہ بخشے گئے - اسکی قبر میں دو دروازے بہشت کے کھل جاتے ہیں - اسکو
پہلے ملک الموت بہشت کی خوشخبری دیتے ہیں پھر منکر و نکیر - وہ اسطرح آراستہ
ہو کر جنت میں جاتا ہے جیسے دلھن اپنے دولہ کے گھر جاتی ہے - خلاق عالم فرشتگان
رحمت کو مقرر فرماتا ہے کہ اسکی قبر کی زیارت کیا کریں - آگاہ ہو کہ جو اہل بیت کی محبت میں
مرا وہ سنت پیغمبر پر مرا - اور جس نے آل محمد کی عداوت میں دنیا کو چھوڑا وہ میدان قیامت
میں اس طرح سے آئیگا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں لکھا رہے گا یہ شخص خدا کی
رحمت سے محروم ہے - وہ بہشت کی بو تک نہ سونگھے گا - انتہی محصلاً -

ایضاً حموینی نے فرائد السمطین میں یہ حدیث بلفظہ روایت کی ہے ینابیع باب ۳
ایضاً وسیلۃ النجاہ میں یہ حدیث بعینہ مرقوم ہے -

ستائیسویں حدیث فصل الخطاب میں مرقوم ہے قال ابو عبد اللہ
محمد بن علی الحکیم الترمذی فی کتابہ نوادر الاصول (باسنادہ) عن
المقداد بن اسود قال قال رسول اللہ صلعم معرفۃ آل محمد برائۃ من النار
وحب آل محمد جواز علی الصراط والولایۃ لآل محمد امان من العذاب یعنی
آنحضرت نے فرمایا کہ آل محمد کی معرفت آتش جہنم سے باعث امان ہے اور آل نبی
کی محبت صراط سے پار کر دیتی ہے اور اہل بیت پیغمبر کی ولایت عذاب سے رستگاری

دیتی ہے۔

ایضاً وسیلۃ النجاۃ میں بعینہ یہ حدیث مسطور ہے۔

اٹھائیسویں حدیث مودۃ القربیٰ میں سید علی ہمدانی نے لکھا ہے

محمد بن الحنفیہ عن ابیہ علی علیہما السلام قال انی لنائم یوما اذ دخل رسول اللہؐ فنظر الی وحرکنی برجلہ وقال قم فدی بک ابی وامی فان جبرائیل اتانی فقال لی بشر ھذا بان اللہ تعالی جعل الائمۃ من صلبہ وان اللہ تعالی یغفر لہ ولذریتہ ولشیعتہ ولمحبیہ وان من طعن علیہ وبخس حقہ فھو فی النار۔ حضرت امیر فرماتے ہیں کہ ایک روز میں سوتا تھا ناگاہ آنحضرتؐ تشریف فرما ہوئے اور مجھے دیکھکر اپنے پائے مبارک سے حرکت دی اور فرمایا اٹھو یا علی تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں اس وقت میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا کہ میں تمھیں اس امر کی خبر دوں کہ خدائے تعالیٰ نے تمھارے صلب سے ائمۂ دین مقرر فرمائے ہیں اور تمھیں اور تمھاری ذریت کو اور شیعوں کو اور دوستونکو بخشدیا ہے اور جو شخص تم پر طعن کرے اور تمھارا حق غصب کرے وہ آتش جہنم میں داخل ہوگا۔

انتیسویں حدیث مودۃ القربیٰ عن خالد بن معدان رفعہ من احب ان یمسی فی رحمۃ اللہ ویصبح فی رحمۃ اللہ فلا یدخلن قلبہ شک بان ذریتی افضل الذریات ووصیی افضل الاوصیا۔ آنحضرت نے فرمایا جو شخص چاہے کہ رات دن خدائے تعالیٰ کی رحمت میں رہے تو اس امر کا پورا یقین کرے کہ میری ذریت بہترین ذریات ہے اور میرا وصی افضل اوصیا۔

ایضاً مودۃ القربیٰ ام ھانی بنت ابی طالب رفعتہ افضل البریۃ عند اللہ من نام فی قبرہ ولم یشک فی علی وذریتہ انھم خیر البریۃ

ایضاً مودۃ القربیٰ۔ عن جابرؓ قال قال رسول اللہؐ یوم بحضر المہاجرین والانصار یا علی لوان احد اعبد اللہ حق عبادتہ ثم شک فیک واہل بیتک انکم افضل الناس کان فی النار جابر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت کی خدمت میں تمام مہاجرین وانصار حاضر تھے اس وقت حضرت نے فرمایا یا علی جو شخص خدائے تعالیٰ کی اتنی عبادت کرے جو حق عبادت کرنے کا ہے مگر تمہارے اور تمہارے اہل بیت کے بہترین خلائق ہونے میں شک رکھتا ہو وہ جہنم میں جائیگا۔

تیسویں حدیث مودۃ القربیٰ۔ علی رفعہ توضع یوم القیامۃ منابر حول العرش لشیعتی وشیعۃ اہل بیتی المخلصین فی ولایتنا ویقول اللہ تعالیٰ ہلموا یا عبادی لانشر علیکم کرامتی فقد اوذیتم فی الدنیا۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا بروز قیامت عرش کے اطراف میرے اور میرے اہل بیت کے شیعوں کے واسطے جو ہماری محبت میں خلوص رکھتے ہیں۔ کئی منبر رکھے جائینگے اور خدائے تعالیٰ ارشاد فرمائیگا اے میرے بندو آؤ میں تم پر اپنی کرامت نازل کرتا ہوں کیونکہ تم نے دنیا میں بہت سی ایذائیں اٹھائی ہیں۔

اکتیسویں حدیث مودۃ القربیٰ عن ام سلمہ رض انہا قالت سمعت رسول اللہ یقول ما من قوم اجتمعوا یذکرون فضائل محمدؐ وآل محمدؐ الاہبطت ملائکۃ من السماء حتی لحقت بہم بحدثہم فاذا تفرقوا عرجت الملائکۃ وقالت الملائکۃ الاخریٰ لہم انا نشم رائحۃ منکم ما شممنا رائحۃ اطیب منہا اہبطوا بنا الیہم فیقولون انہم قد تفرقوا فیقولون اہبطوا بنا الی المکان الذی کانوا فیہ۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب مومنین ایک محفل میں جمع ہو کر فضائل محمد وآل محمد بیان کرتے ہیں تو آسمان سے فرشتے نازل ہو کر ان کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ جب وہ لوگ متفرق ہو جاتے

ہیں تو یہ فرشتے آسمان پر جاتے ہیں۔ دوسرے فرشتے اُن سے کہتے ہیں کہ ہم تم سے ایسی خوشبو سونگ رہے ہیں جس سے زیادہ خوشبو کبھی نہ سونگھی تھی ہمکو بھی اس مجلس میں لیچلو وہ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ لوگ تو منتشر ہو گئے دوسرے فرشتے کہتے ہیں کہ اس مکان ہی میں لیچلو جہاں وہ لوگ بیٹھے (ذکر اہل بیت) کر رہے تھے۔

بتیسویں حدیث مودة القربیٰ عن الامام جعفر الصادق عن ابائہ علیہم السلام عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من احبنا اھل البیت فلیحمد اللہ علی اولی النعم قیل وما اولی النعم قال طیب الولادۃ ولا یحبنا الا من طابت ولادتہ یعنی آنحضرت نے فرمایا جو شخص ہم اہل بیت کو دوست رکھتا ہے چاہیئے کہ وہ بہترین نعمت خدائے تعالیٰ کا شکر بجالائے بعض نے عرض کی وہ بہترین نعمت کیا ہے حضرت نے فرمایا وہ حلال زادگی ہے اور ہمکو وہی شخص دوست رکھتا ہے جو حلال زادہ ہو۔

تیتیسویں حدیث صواعق محرقہ عن الحسین بن علی انہ صلعم قال الزموا مودتنا اھل البیت فانہ من لقی اللہ عزوجل وھو یودنا دخل الجنۃ بشفاعتنا والذی نفسی بیدہ لا ینفع عبد اعملہ الا بمعرفۃ حقنا آنحضرت نے فرمایا ایہا الناس ہم اہل بیت کی محبت اختیار کرو اس میں شک نہیں کہ جو شخص مرجائے درانحالیکہ وہ ہم سے محبت رکھتا ہو ہماری شفاعت سے بہشت میں جائیگا خدا کی قسم کسی کو اسکا عمل فائدہ نہ پہنچائیگا جب تک کہ وہ ہمارے حق کو نہ پہچانے۔

ایضاً مودة القربیٰ میں جابرؓ سے مثل اس حدیث کے منقول ہے۔

چوتیسویں حدیث مودة القربیٰ علی رفعہ من احبّ ان یرکب سفینۃ النجاۃ ویستمسک بالعروۃ الوثقیٰ ویعتصم بحبل اللہ المتین فلیوال علیا بعدی ولیعاد عدوہ ولیاتم بالائمۃ الھداۃ من ولدہ فانھم

خلفائی واوصیائی وحجۃ اللہ علی خلقہ بعدی الخ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا جو شخص چاہے کہ نجات کی کشتی میں سوار ہو اور خدائے تعالیٰ کی مضبوط رسیمان کو تھام لے تو اسے چاہیئے کہ میرے بعد علی کی ولایت اختیار کرے ان کے دشمنوں کا دشمن ہو اور علی کی اولاد سے جو ائمہ ہیں ان کی پیروی کرے کیونکہ وہ میرے خلفا اور اوصیا ہیں اور میرے بعد خلق خدا پر حجۃ خدا ہیں میری امت کے سردار ہیں پرہیزگاروں کو جنت کی طرف لیجانے والے ہیں ان کا لشکر میرا لشکر ہے اور میرا لشکر خدا کا لشکر ہے اور ان کے دشمن کی فوج شیطان کی فوج ہے۔

پینتیسویں حدیث مودۃ القربیٰ میں علیؑ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا نے ارشاد فرمایا یا علی خداوند عالم اہل دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور تمام مردوں میں سے مجھے اختیار فرمایا پھر دوبارہ توجہ کی اور سب میں سے تمکو برگزیدہ فرمایا پھر تیسرے مرتبہ توجہ فرمائی اور تمام عالم سے اُن ائمہ کو اختیار فرمایا جو تمہاری اولاد میں ہیں پھر چوتھے مرتبہ متوجہ ہوا اور تمام زنان عالم میں فاطمہ کو برگزیدہ فرمایا۔

چھتیسویں حدیث مودۃ القربیٰ ابن عباس سے مروی ہے آنحضرت نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے میری اور میرے اہل بیت کی اطاعت تمام آدمیوں پر علی الخصوص اور تمام خلق پر علی العموم فرض کی ہے۔

سینتیسویں حدیث مودۃ القربیٰ زید بن حارثہ کہتے ہیں کہ جس رات آنحضرت نے انصار سے پہلے بیعت لی اس رات کو فرمایا انا اخذ علیکم بما اخذ اللہ علی النبیین من قبلی ان تحفظونی وتمنعونی عن ما تمنعون انفسکم عنہ وتمنعوا علی بن ابی طالب عن ما تمنعون انفسکم عنہ وتحفظوہ فانہ الصدیق الاکبر یزید اللہ دینکم وان اللہ اعطی موسی العصا وابراھیم برد النار وعیسی الکلمات یحیی بہا الموتی واعطانی ھذا علیا ولکل نبیؑ ایۃ وھذا

آیۃ ربی والائمۃ الطاہرین من ولدہ آیات ربی لن تخلو الارض من اہل الایمان ما ابقی اللہ من ذریتہ واحدا ہیں تم سے اقرار لیتا ہوں جسطرح سے خدا نے مجھسے پہلے انبیا کے بارے ہیں اقرار لیا تھا۔ کہ تم میری حفاظت کرنا اور جس چیز سے تم اپنی جانوں کو بچاتے ہو مجھے بھی بچانا اور علی کو بھی بچانا اور ان کی حفاظت کرنا کیونکہ وہ صدیق اکبر ہیں خدائے تعالیٰ تمھارا دین زیادہ کریگا خدا نے موسیٰ کو عصا دیا اور ابراہیم پر آگ سرد کر دی عیسیٰ کو وہ کلمات عطا کئے جس سے وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ اور مجھے علی سا جوانمرد مرحمت فرمایا۔ ہر نبی کے لئے ایک نشانی ہے۔ میرے لئے علی خدا کی نشانی ہیں۔ اور ان کی اولاد سے جو ائمہ طاہرین ہیں وہ بھی خدا کی نشانیاں ہیں جب تک علی کی اولاد سے ایک شخص بھی ہو دنیا مومن سے خالی نرہے گی۔

اڑتیسویں حدیث مودۃ القربیٰ۔ علی المرتضیٰ رفعہ الائمۃ من ولدی فمن اطاعھم فقد اطاع اللہ ومن عصاھم فقد عصی اللہ ھم عروۃ الوثقیٰ وھم الوسیلۃ الی اللہ تعالیٰ یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ ائمہ میری اولاد سے ہیں جس نے ان کی اطاعت کی اُس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی رسیان مستحکم اور خدا تک پہنچنے کا وسیلہ وہی ہیں

انچالیسویں حدیث جمال الدین زرندی نے کتاب درالسمطین میں ابراہیم بن شیبۃ الانصاری سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اصبغ بن نباتہ کے پاس بیٹھا تھا انہوں نے مجھسے کہا کہ امیرالمومنین نے جو کچھ لکھا ہے کیا تمھیں دکھاؤں یہ کہکر ایک رقعہ نکالا جس میں لکھا ہوا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا ما اوصی بہ محمد صلے اللہ علیہ والہ وسلم اھل بیتہ وامتہ واوصی اھل بیتہ بتقوی اللہ ولزوم طاعتہ واوصی امتہ بلزوم اھل بیتہ واھل بیتہ

یاخذون بحجزۃ نبیھم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وان شیعتھم یاخذون بحجزھم یوم القیامۃ وانھم لن یدخلوکم باب ضلالۃ ولن یخرجوکم من باب ھدی۔ یعنی یہ وہ چیز ہے جو آنحضرت نے اپنے اہل بیت اور امت کو وصیت کی ہے اہل بیت کو یہ وصیت کی کہ تقویٰ اور اطاعت خدا اختیار کریں اور امت کو یہ وصیت کی ہے کہ اہل بیت کی ملازمت اختیار کرے۔ قیامت میں اہل بیت تو اپنے پیغمبر سے متمسک ہوں گے اور شیعہ اہل بیت سے متمسک ہونگے۔ بے شک اہل بیت تم لوگوں کو ہرگز باب ضلالت میں داخل نکریں گے اور در ہدایت سے کبھی خارج نکریں گے ینابیع ص۲۷۳ باب (۵۸)

چالیسویں حدیث ینابیع المودۃ باب ۴۳ اخرج ابو نعیم الحافظ والحموینی عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ من سرہ ان یحیی حیاتی ویموت مماتی ویسکن جنات عدن التی غرس فیھا قضیبا ربی فلیوال علیا ولیوال ولیہ ولیقتد بالائمۃ من ولدہ من بعدہ فانھم عترتی خلقوا من طینتی ورزقوا فھما وعلما وویل للمکذبین بفضلھم من امتی القاطعین فیھم صلتی لا انالھم اللہ شفاعتی۔ وفی کتاب الاصابہ زیاد بن مطرف قال سمعت رسول اللہؐ یقول من احب الخ۔

ایضاً اخرج موفق الخوارزمی عن الحسین قال سمعت جدی رسول اللہ یقول من احب ان یحیی حیاتی ویموت مماتی ویدخل الجنۃ التی وعدنی ربی فلیتول علیاً وذریتہ الطاہرین ائمۃ الھدیٰ ومصابیح الدجیٰ من بعدہ فانھم لن یخرجوکم من باب الھدیٰ الی باب الضلالۃ۔ ایضاً مثل اس کے احمد حنبل نے اپنی مسند میں لکھا ہے۔

محصل ان حدیثوں کا یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جو شخص چاہے کہ مثل میری زندگی کے زندگانی کرے اور مثل میری وفات کے اسکی وفات ہو اور ایسی جنت میں وہ مقیم ہو جس میں خدائے تعالیٰ نے دست قدرت سے درخت لگائے ہیں تو اسے چاہیئے کہ علیؑ سے محبت رکھے اور ان کے دوستوں سے دوستی کرے اور ان کے بعد ان کی اولاد میں جو ائمہ ہیں ان کی پیروی کرے وہ میری عترت ہیں میرے نور سے پیدا کئے گئے ہیں خدا نے علم و فہم ان کو عطا فرمایا ہے میری امت سے جو شخص ان کی فضیلت کا انکار کرے اس کے لئے عذاب ہے ہرگز اسے میری شفاعت نصیب نہ ہوگی علیؑ کی عترت ائمہ ہدا۔ و چراغ راہ ہدایت ہیں۔

مؤلف کہتا ہے کہ فضیلت اہل بیت کی حدیثیں کتب اہل سنت میں اور بہت سی ہیں مگر چونکہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس حدیثیں حفظ کرے میں بروز قیامت اسکی شفاعت کرونگا اس لئے انہیں احادیث پر اکتفا کی گئی۔ مودۃ القربیٰ عن احمد حنبل قال رایت رسول اللہؐ فی النوم فقال لی یا احمد شککت فی قول الشافعی محمد بن ادریس عن حدیثی من حفظ من امتی اربعین حدیثا من السنة کنت له شفیعا یوم القیامة ما عرفت ان فضائل اهل بیتی من السنة یعنی امام احمد حنبل کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت کو خواب میں دیکھا حضرت نے فرمایا اے احمد کیا تم نے قول شافعی میں شک کیا جو اس نے میری یہ حدیث نقل کی ہے کہ جو شخص میری امت سے چالیس حدیثیں سنت کی حفظ کرے بروز قیامت میں اس کی شفاعت کرونگا۔ تم نہیں جانتے کہ میرے اہل بیت کے فضائل سنت سے ہیں۔

دوسرا باب

اُن حدیثوں کے بیان میں جن میں جناب سید الشہدا علیہ السلام کے اسم مبارک کی تصریح ہو یہ اُن حدیثوں کے سوائے ہیں جو آیۂ تطہیر وغیرہ کی تفسیر میں مذکور ہوئیں۔

پہلی حدیث صحیح ترمذی باب فضل فاطمہؑ عن زید بن ارقم ان رسول اللہ قال لعلی وفاطمہ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربتم وسلم لمن سالمتم یعنی آنحضرتؐ نے جناب امیر المومنین وفاطمہ وحسن وحسینؑ سے ارشاد فرمایا کہ تمھاری لڑائی میری لڑائی ہے اور تمہارا ملاپ میرا ملاپ ہے۔

ایضاً صحیح ابن ماجہ مثلہ۔ **ایضاً مشکوٰۃ** مثلہ۔

ایضاً مسند احمد حنبل عن ابی ھریرہ قال نظر النبیؐ الی علی والحسن والحسین وفاطمہ فقال انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم یعنی آنحضرتؐ نے علی وفاطمہ اور حسن وحسین کو دیکھ کر فرمایا تم سے جو لڑا میں اس سے لڑتا ہوں اور تم سے جو ملا میں اُس سے ملتا ہوں۔

ایضاً ذخائر العقبیٰ میں معجم غسانی سے بروایت ام سلمہؓ منقول ہے کہ آنحضرت نے علی وفاطمہ اور حسن وحسین علیہم السلام کے بارے میں فرمایا انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم وعدوٌ لمن عاداھم۔

ایضاً یہ حدیث ابو حاتم ابن حبان اور حاکم نے روایت کی ہے۔

دوسری حدیث مسند احمد حنبل۔ عن علی قال رسول اللہ لفاطمہ انی وایاک وھذین (یعنی حسنا وحسینا) وھذا الراقد (یعنی علیا) فی مکان واحد یوم القیامہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں اور تم (اے فاطمہ

اور حسن وحسین اور یہ جو سور ہے ہیں یعنی علی بروز قیامت ایک ہی جگہ ہونگے۔

تیسری حدیث مسند حنبل عن علی بن الحسین عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہؐ اخذ بید حسن وحسین فقال من احبنی واحب ھذین وابا ھما وامھما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ یعنی آنحضرت نے حسن وحسین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا جو شخص مجھے اور ان دونوں سے اور ان کے والدین سے محبت رکھے وہ بروز قیامت میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔

ایضاً صحیح ترمذی باب مناقب علی میں حضرت امیر علیہ السلام سے بلفظہ یہ حدیث نقل کر کے لکھا ہے ھذا حدیث حسن۔

ایضاً یہ حدیث شفائی قاضی عیاض میں مرقوم ہے۔

چوتھی حدیث صواعق محرقہ۔ اخرج ابن سعد عن علی قال اخبرنی رسول اللہؐ ان اول من یدخل الجنۃ انا وعلی وفاطمہ والحسن والحسین قلت یارسول اللہ فمحبونا قال من ورائنا حضرت امیر فرماتے ہیں کہ مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے میں اور تم اور فاطمہ اور حسن وحسین بہشت میں داخل ہونگے میں نے عرض کی پھر ہمارے دوست۔ آپ نے فرمایا وہ ہمارے پیچھے رہیں گے۔

ایضاً یہ حدیث ذخائر العقبیٰ میں شرف النبوہ سے منقول ہے۔

پانچویں حدیث صواعق محرقہ واخرج احمد فی المناقب انہ قال یاعلی اما ترضی انک معی فی الجنۃ والحسن والحسین۔ وذریاتنا خلف ظھورنا وازواجنا خلف ذریاتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا آنحضرت نے فرمایا یاعلی کیا تم راضی نہیں کہ تم اور حسن وحسین میرے ساتھ بہشت میں داخل ہونگے۔ ہماری عترت ہمارے پیچھے رہے گی اور ہماری بی بیاں۔ عترت کے

پیچھے اور ہمارے شیعہ دہنے بائیں رہیں گے۔

ایضاً ذخائر العقبیٰ میں بروایت احمد فی المناقب ابن مسعود سے بعینہ یہ حدیث مرقوم ہے۔

ایضاً صواعق محرقہ واخرج الطبرانی انہ قال لعلی اول اربعۃ یدخلون الجنۃ انا وانت والحسن والحسین وذریاتنا خلف ظھورنا وازواجنا خلف ذریاتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا۔

ایضاً جواہر العقدین میں بروایت ابی رافع یہ حدیث نقل کر کے لکھا ہے اخرجہ الطبرانی فی الکبیر ینابیع باب ۵۸

چھٹی حدیث صحیح ابن ماجہ عن انس بن مالک قال سمعت رسول اللہ یقول نحن ولد عبد المطلب سادات اھل الجنۃ انا وحمزۃ وعلی وجعفر والحسن والحسین والمھدی یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ ہم فرزندان عبد المطلب اہل بہشت کے سردار ہیں یعنی میں اور حمزہؑ اور علیؑ وجعفرؑ وحسنؑ وحسینؑ اور مہدیؑ۔

ایضاً صواعق میں یہ حدیث اس عنوان سے منقول ہے اخرج ابن ماجہ والحاکم۔

ایضاً ذخائر العقبیٰ میں اس حدیث کو نقل کر کے لکھا ہے اخرجہ ابن ماجہ وابن السری۔

ساتویں حدیث سر الشہادتین میں خاتم المحدثین اہل سنت شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے لکھا ہے کہ نسائی۔ رویانی اور ضیاء نے حذیفہ[۱] سے ابویعلی نے ابوسعید[۲] سے ابن ماجہ نے ابن عمر[۳] سے ابن عدی نے ابن مسعود[۴] سے ابونعیم نے علی[۵] سے طبرانی نے کبیر میں عمر[۶]۔ جابر[۷]۔ براء[۸]۔ اسامہ[۹] بن زید اور مالک[۱۰] بن حویرث سے۔ دیلمی نے انس[۱۱] سے اور ابن عساکر نے عائشہ[۱۲] ابن عمر[۱۳] ابن عباس[۱۴] اور ابی رمثہ[۱۵] سے روایت

کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا الحسنؑ والحسینؑ سید اشباب اھل الجنۃ (یعنی حسن وحسین جوانان اہل بہشت کے سردار ہیں) ابن ماجہ وغیرہ نے یہ زیادتی بھی روایت کی ہے وابوھما خیر منھما (یعنی ان کے والد ان سے بہتر ہیں) طبرانی کے نزدیک یہ الفاظ وارد ہیں وابوھما افضل منھما انتہی۔

ایضاً صحیح ترمذی باب مناقب حسن وحسین عن ابی سعید قال قال رسول اللہؐ الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ۔

ایضاً مشکوٰۃ بروایت ترمذی یہ حدیث مرقوم ہے۔

ایضاً صحیح ترمذی اسی باب میں حذیفہ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ان ھذا ملک لم ینزل الارض قط قبل ھٰذہ اللیلۃ استاذن ان یسلم علی ویبشرنی بان فاطمہ سیدۃ نساء اھل الجنۃ وان الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ۔

ایضاً مشکوٰۃ میں بروایت ترمذی یہ حدیث مرقوم ہے۔

ایضاً صواعق میں بروایت احمد وترمذی ونسائی وابن حبان مثل اسکے مسطور ہے

ایضاً صحیح ماجہ میں ابن عمر سے مروی ہے قال قال رسول اللہ الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ وابوھما خیر منھما

ایضاً مودۃ القربیٰ ابوھریرہ[16] رفعہ ان اللہ اخبرنی ان فاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ والحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ

ایضاً صواعق میں بروایت طبرانی قرہ[17] سے بھی یہ حدیث منقول ہے

ایضاً ذخائر العقبیٰ میں بلال[18] سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ آنحضرت کی بیماری میں جناب فاطمہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور رونا شروع کیا

حضرت نے فرمایا اے نور دیدہ کیوں روتی ہو عرض کی بخیں معلوم آپ کے بعد ہم پر
کیا گزرنے والی ہے حضرت نے فرمایا جان پدر خلاق عالم نے تمام اہل زمین میں پہلے
مجھے پسند فرمایا اور مبعوث برسالت کیا پھر علی کو پسند کیا اور مجھے حکم دیا کہ تمہاری
تزویج علی سے کر دوں یا فاطمہ نحن اہل بیت قد اعطانا اللہ تبارک
وتعالیٰ سبع خصال لم یعطھا احد قبلنا ولا یعطیھا احد بعدنا
انا خاتم النبیین واکرمھم علی اللہ عزوجل ابوک ووصیی
خیر الاوصیاء واحبھم الی اللہ عزوجل بعلک وشھیدنا خیر
الشھداء واحبھم الی اللہ حمزۃ عم ابیک وعم بعلک ومنا من لہ
جناحان یطیر بھما فی الجنۃ مع الملائکۃ حیث یشاء وھو ابن عم
ابیک واخو بعلک ومنا سبطا ھذہ الامۃ وھما الحسن والحسین سیدا
شباب اھل الجنۃ ابناک والذی بعثنی بالحق نبیا ان المھدی من
ولدک یملا الارض قسطا کما ملئت جورا اخرجہ ابو العلاء الھمدانی
فی الاحادیث فی المھدی اے فاطمہ ہم میں سات شخص ایسی سات صفتیں رکھتے ہیں
جو مجھ سے پہلے اور بعد کسی کو ایسی صفتیں عطا ہوئیں۔ میں خاتم الانبیا و سردار مرسلین
ہوں تمہارا باپ ہوں اور میرا وصی بہترین اوصیا اور خدا کے نزدیک تمام اوصیا سے
زیادہ محبوب ہے وہ تمہارے شوہر ہیں اور حمزہ سید الشہدا تمہارے باپ کے چچا ہیں اور
جعفر جن کو خدائے تعالیٰ نے دو پر عطا فرمائے ہیں کہ وہ بہشت میں جہاں چاہیں
اڑ کر جاتے ہیں تمہارے پدر کے چچازاد بھائی ہیں اور حسن و حسین جو سردار جوانان
بہشت ہیں تمہارے فرزند ہیں خدا کی قسم مہدی بھی تمہاری اولاد سے ہو گا جو
تمام دنیا کو عدل سے بھر دیگا محصلاً۔ اور ابن حبان اور ابو یعلی اور ابن عساکر نے بھی
جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ آنحضرت فرماتی

من سرلان ینظر الی سید شباب اهل الجنۃ فلینظر الی الحسین بن علی یعنی جو شخص چاہے کہ جوانان اہل بہشت کے سردار کو دیکھے تو اسے چاہئے کہ حسین کو دیکھے۔

آٹھویں حدیث صحیح ترمذی باب مناقب حسن وحسین علیہما السلام میں اسامہ بن زید سے مروی ہے قال طرقت النبیؐ ذات لیلۃ فی بعض الحاجۃ فخرج النبیؐ وھو مشتمل علی شئی لا ادری ماھو فلما فرغت من حاجتی قلت ماھذا الذی انت مشتمل علیہ فکشفہ فاذا حسن وحسین علی ورکیہ فقال ھذان ابنای وابنا ابنتی اللھم انی احبّھما فاحبّھما واحب من یحبّھما ھذا حدیث حسن غریب اسامہ کہتے ہیں کہ میں ایک شب کسی ضرورت کے لئے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کسی ایسی چیز کو چھپائے ہوئے باہر تشریف فرما ہوئے کہ میں نہ پہچان سکا جب میں اپنی حاجت کے بیان سے فارغ ہوا عرض کی یہ کیا شے ہے جسے آپ چھپائے ہوئے ہیں۔ یہ سنکر حضرت نے عبا اُٹھادی میں نے دیکھا کہ حسن وحسین آپ کی گود میں ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا یہ میرے فرزند اور میری بیٹی کے فرزند ہیں اے پروردگار میں انہیں دوست رکھتا ہوں تو بھی انہیں دوست رکھ اور ان کے دوستوں کو بھی دوست رکھ۔

ایضاً صحیح ترمذی باب ایضاً عن البراء انّ رسول اللہؐ ابصر حسناً وحسیناً فقال اللھم انی احبھما فاحبھما ھذا حدیث حسن صحیح

نویں حدیث صحیح ترمذی عن عبدالرحمن بن ابی نعمان انّ رجلاً من اھل العراق سال ابن عمر عن دم البعوض یصیب الثوب فقال ابن عمر انظروا الی ھذا؟ یسال عن دم البعوض وقد قتلوا ابن رسول اللہ وسمعت رسول اللہ یقول ان الحسن والحسین ھما ریحانتای من الدنیا

ھٰذا حدیث صحیح عبدالرحمن بن ابی نعیم کہتا ہے کہ ایک شخص عراقی (یعنی کوفی) ابن عمر کے پاس آیا اور پوچھا کہ مچھر کا خون کپڑے کو لگے تو کیا کرنا چاہیئے ابن عمر نے کہا اس شخص کو دیکھو کہ مچھر کے خون کا حال پوچھتا ہے حالانکہ ان لوگوں نے فرزند رسول کو قتل کیا اور میں نے خود سنا ہے آنحضرت فرماتے تھے کہ حسن وحسین دونوں میرے پھول ہیں دنیا میں۔

ایضاً صحیح بخاری جز رابع صہ ۴۲ مطبوعہ مصر میں مثل اس کے مرقوم ہے۔

ایضاً مسند حنبل میں ابونعیم سے قریب اس کے مروی ہے۔

ایضاً یہ حدیث مشکوۃ میں **صحیح بخاری** سے منقول ہے۔

ایضاً صحیح بخاری باب مناقب حسن وحسین میں مرقوم ہے کہ عبداللہ بن عمر سے ایک شخص نے پوچھا کہ اگر کوئی حالت احرام میں مکھی کو مارے تو اسکا کفارہ کیا ہے ابن عمر نے کہا کہ اہل عراق قتل مگس کا کفارہ پوچھتے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے رسول اللہ کے نواسے کو قتل کیا ہے اور آنحضرت فرماتے تھے کہ حسن وحسین میرے دو پھول ہیں محصلاً۔

دسویں حدیث صحیح ترمذی میں سلمی سے مروی ہے قالت دخلت علی ام سلمۃ وھی تبکی فقلت ما یبکیك قالت رایت رسول اللہ تعنی فی المنام وعلی راسہ ولحیتہ التراب فقلت مالك یا رسول اللہ قال شھدت قتل الحسین انفا سلمی کہتے ہیں کہ میں حضرت ام سلمہ کی خدمت میں حاضر ہوی دیکھا وہ رو رہی ہیں میں نے کہا آپ کیوں روتی ہیں ام سلمہ نے فرمایا میں نے آنحضرت کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سر اور ریش مبارک پر خاک پڑی ہوی ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کا یہ کیا حال ہے حضرت نے

فرمایا میں ابھی مقتل حسین میں گیا تھا۔

گیارھویں حدیث صحیح ترمذی انس بن مالک یقول سئل رسول اللہ ای اھل بیتک احب الیک قال الحسن والحسین وکان یقول لفاطمۃ ادعی ابنی فیشمھما ویضمھما الیہ انس کہتے ہیں بعض لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ آپ اہل بیت میں سب سے زیادہ کس سے محبت رکھتے ہیں حضرت نے فرمایا حسن وحسین سے اور آپ سیدہ سے فرماتے تھے میرے فرزندوں کو بلاو جب حسن وحسین حاضر ہوتے تو آپ ان کی خوشبو سونگھتے اور انہیں اپنے سینے سے لگا لیتے۔

بارھویں حدیث صحیح ترمذی میں بریدہ سے مروی ہے کان رسول اللہ یخطبنا اذ جاء الحسن والحسین علیھما قمیصان احمران یمشیان و یعثران فنزل رسول اللہ من المنبر فحملھما و وضعھما بین یدیہ الخ یعنی ایک روز آنحضرتؐ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ناگاہ حسن وحسین آئے اور دو سرخ رنگ کے قمیص پہنے ہوئے تھے (چونکہ بہت کم سن تھے) دوڑتے جاتے تھے اور گرتے جاتے تھے یہ دیکھکر حضرت منبر پر سے اتر پڑے۔ دونوں صاحبزادوں کو اٹھالیا اور اپنے روبرو منبر پر بٹھایا۔

ایضاً مشکوٰۃ میں یہ حدیث بروایت ترمذی وابوداؤد ونسائی مرقوم ہے۔

تیرھویں حدیث صحیح ترمذی عن یعلی بن مرۃ قال قال رسول اللہ حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسینؑ سبط من الاسباط ھذا حدیث حسن یعنی آنحضرت نے فرمایا حسین مجھ سے ہے میں حسین سے ہوں۔ خدا دوست رکھے اُس شخص کو جو حسین کو دوست رکھے۔ حسین ایک قبیلہ (بزرگ) ہے قبائل سے۔

چودھویں حدیث صحیح ابن ماجہ ان یعلی بن مرۃ حدثھم انھم خرجوا مع النبیؐ الی طعام دعوالہ فاذا حسین یلعب فی السکۃ قال فتقدم النبیؐ امام القوم وبسط یدیہ فجعل الغلام یفر ھہنا وھہنا ویضاحکہ النبی حتی اخذہ فجعل احدی یدیہ تحت ذقنہ والاخری فی فاس راسہ فقبلہ وقال حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط یعنی ابن مرہ کہتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت مع اصحاب ایک ایسے مقام پر روانہ ہوے جہاں آپ کے کھانے کی دعوت کی گئی تھی۔ ناگاہ دیکھا کہ حسین راستے میں کھیل رہے ہیں یہ دیکھکر آنحضرت آگے بڑھے اور اپنے ہاتوں کو پھیلا دیا۔ صاحبزادہ کبھی اِس طرف بھاگتا تھا اور کبھی اُسطرف۔ اور آنحضرت اُس کے ساتھ ہنستے جاتے تھے یہاں تک کہ حضرت نے اس صاحبزادے کو پکڑ لیا اور اپنا ایک ہاتھ اُس کی ٹھڈی کے نیچے اور دوسرا گردن کے پیچھے رکھکر اس کا بوسہ لیا۔ پھر فرمایا حسین مجھ سے ہے میں حسین سے ہوں خدائے تعالیٰ دوست رکھتا ہے اُس شخص کو جو حسین کو دوست رکھے حسین ایک سبط ہے اسباط سے

ایضاً ذخائر العقبیٰ میں یعلی بن مرۃ العامری سے پوری یہ حدیث نقل کرکے لکھا ہے اخرجہ ابو حاتم۔ وسعید بن منصور وسبط من الاسباط ای امۃ من الامم من حیث البرکۃ فی النسل والذریۃ

پندرھویں حدیث صحیح ترمذی انس بن مالک قال کنت عند ابن زیاد فجی براس الحسین فجعل یضرب بقضیب فی انفہ ویقول ما رایت مثل ھذا حسنا لم یذکر قال قلت اما انہ کان من اشبھھم برسول اللہ ھذا حدیث حسن صحیح غریب انس بن مالک

کہتے ہیں میں ایک روز ابن زیاد کے پاس بیٹھا تھا کہ حضرت امام حسین ؑ کا سر مبارک اس کے پاس لائے وہ شقی ایک چھڑی سے آپ کی ناک پر مارنے لگا اور کہتا تھا میں نے ایسا حسن کہیں نہ دیکھا اور نہ سنا۔ میں نے کہا حسین بن علی سب سے زیادہ اپنے نانا سے مشابہ تھے۔

ایضاً مشکوٰۃ کے باب مناقب اہل بیت کی تیسری فصل میں مرقوم ہے عن انس قال اتی عبید اللہ بن زیاد براس الحسین فجعل فی طست فجعل ینکت وقال فی حسنه شیا قال انس فقلت واللہ انه کان اشبهھم برسول اللہ ؐ وکان مخضوبا بالوسمه رواہ البخاری

ایضاً یہ حدیث صحیح بخاری کے باب مناقب حسن وحسین میں مرقوم ہے۔

ایضاً صحیح ترمذی عن علی قال الحسن اشبه برسول اللہ مابین الصدر الی الراس والحسین اشبه برسول اللہ ؐ ماکان اسفل من ذلك هٰذا حدیث حسن غریب حضرت امیرؑ فرماتے ہیں کہ حسن آنحضرتؐ سے سر سے سینہ تک بہت مشابہ ہے اور حسین سینہ سے پاؤں تک آپ سے بہت مشابہ ہے۔

ایضاً مشکوٰۃ میں بروایت **بخاری** مرقوم ہے عن انس قال لم یکن احد اشبه بالنبیؐ من الحسن بن علی وقال فی الحسین ایضا کان اشبهھم برسول اللہ ؐ انس کہتے ہیں کہ آنحضرت کے ساتھ حسن بن علی سے زیادہ کوئی مشابہ نہ تھا اسی طرح حسین بھی آپ سے بہت مشابہ تھے۔

سوطھویں حدیث مسند حنبل عن ابی هریرۃ قال قال رسول اللہ ؐ من احبھما فقد احبنی ومن ابغضھما فقد ابغضنی یعنی حسنا وحسینا آنحضرتؐ نے فرمایا جس نے حسن وحسین کو دوست رکھا اُس نے

مجھے دوست رکھا اور جس نے اُن سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

ایضاً صحیح ابن ماجہ بیان فضل حسن وحسین علیہما السلام میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضہما فقد ابغضنی۔

ایضاً ذخائر العقبیٰ میں بروایت ابوسعد اسرائیل سے یہ حدیث منقول ہے

ایضاً اسی کتاب میں ابن مسعود سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا ھذان ابنای من احبہما فقد احبنی یعنی الحسن والحسین اخرجہ ابن السری وصاحب الصفوۃ۔

ایضاً صواعق میں بروایت احمد وابن ماجہ وحاکم یہ حدیث مرقوم ہے

ایضاً ابن شہر آشوبؒ نے کتاب مناقب میں جامع ترمذی سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا من احب الحسن والحسین احببتہ ومن احببتہ احبہ اللہ ومن احبہ اللہ ادخلہ الجنہ ومن ابغضہما ابغضتہ ومن ابغضتہ ابغضبہ اللہ ومن ابغضہ اللہ خلدہ النار۔

ایضاً کتاب شفائے قاضی عیاض میں مرقوم ہے کہ آنحضرتؐ نے حسن وحسین کی نسبت فرمایا من احبہما فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن ابغضہما فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ یعنی جس نے حسن وحسین کو دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا اور جو میرا دوست ہے وہ خدا کا دوست ہے اور جس نے اُن سے دشمنی کی اُس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اُس نے خدا سے دشمنی کی۔

سترھویں حدیث مسند احمد حنبل عن ابی ھریرۃ قال کنا نصلی مع رسول اللہ العشا فاذا سجد وثب الحسن والحسین علی

ظهرہ فاذا رفع راسہ اخذھما بیدہ من خلفہ اخذا رفیقا ویضعھما علی الارض فاذا عاد عاداحتی قضیٰ صلوتہ فاقعدھما علیٰ فخذیہ فقمت الیہ فقلت یارسول اللہ ارادھما فبرقت برقۃ فقال لھما الحقابامکما قال فمکث ضوءھا حتی دخلا علیٰ امھما۔ ابوھریرہ کہتے ہیں کہ ہم ایک شب آنحضرت کے ساتھ عشا کی نماز پڑھ رہے تھے جب حضرت نے سجدہ کیا تو حسن وحسین آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے۔ پس حضرت نے سر اُٹھاتے وقت اپنے ہاتھوں سے پیٹھ کی طرف سے بہت آہستہ اُن کو اتارا اور زمین پر بٹھا دیا جب آپ نے سجدہ کیا تو پھر صاحبزادے آپ کی پشت اقدس پر سوار ہو گئے اسی طرح جب نماز ختم ہوئی تو حضرت نے انکو اپنے زانوؤں پر بٹھا لیا یہ دیکھکر میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی اگر حکم ہو تو اُن کو گھر پہنچا دیتا ہوں اتنے میں ایک بجلی چمکی حضرت نے اپنے نواسوں سے ارشاد فرمایا کہ اپنی ماں کی خدمت میں روانہ ہو ابوھریرہ کہتے ہیں کہ اس بجلی کی روشنی یہانتک ٹھیری رہی کہ حسن وحسین اپنی والدہ کے پاس پہنچگئے۔

ایضاً یہ حدیث ذخائر العقبیٰ میں نقل کر کے لکھا ہے اخرجہ احمد وابوسعد۔

ایضاً ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب میں لکھا ہے کہ احمد ابن حنبل نے مسند میں اور ابن بطہ نے ابانہ میں اور نطنزی نے خصائص میں اور خرگوشی نے شرف النبی میں ابوھریرہ وصفوان بن یحییٰ اور امام محمد باقر و امام رضا او امیر المومنین علیہم السلام سے روایت کی ہے۔ ایک مرتبہ حسن وحسین جناب رسالتمآب صلعم کے پاس کھیل رہے تھے یہاں تک کہ کسی قدر رات گزری آنحضرت نے فرمایا انصرفا الی امکما یعنی اب اپنی والدہ کے گھر جاؤ صاحبزادے

روانہ ہوئے) ناگاہ بجلی چمکی اور اس کی روشنی صاحبزادوں کے روبرو اتنی دیر تک باقی رہی کہ دونوں صاحبزادے جناب سیدہ کے پاس پہنچگئے اور آنحضرت اس روشنی کو دیکھ رہے تھے پس آپ نے فرمایا الحمد للہ الذی اکرمنا اھل البیت۔

اٹھارھویں حدیث کتاب اصابہ میں مرقوم ہے کہ طبرانی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن وحسین کو ساتھ لئے باہر تشریف فرما ہوئے حسین آپ کے کاندھے پر تھے آپ کبھی حسن کو پیار کرتے تھے کبھی حسین کو تاآنکہ ہم تک پہنچے اور فرمایا من احبھما فقد احبنی ومن ابغضھما فقد ابغضنی اور آنحضرت جب حالت نماز میں سجدہ کرتے تو حسن وحسین آپ کی پیٹھ پر سوار ہو جاتے اگر بعض اُن کو منع کرنے کا ارادہ کرتے تو آپ اشارے سے اصحاب کو فرماتے کہ انہیں چھوڑدو پھر جب نماز تمام ہوتی تو اُنہیں آغوش مبارک میں بٹھلاتے اور فرماتے من احبنی فلیحب ھذین یعنی جو شخص مجھسے محبت رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ حسن وحسین سے محبت رکھے ینابیع ص ۱۶۷ طبع اسلامبول **ایضاً**

ایضاً ذخائر العقبیٰ میں ابن مسعود سے بروایت ابوحاتم وحافظ دمشقی یہ روایت مرقوم ہے۔

انیسویں حدیث جمع الفوائد میں عبداللہ بن شداد سے مروی ہے اس نے اپنے باپ شداد سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے ایک روز نماز عشاء کے لئے آنحضرت باہر تشریف لائے اور حسن یا حسین کو اُٹھائے ہوئے تھے۔ پس آپ آگے بڑھے اور صاحبزادے کو رکھدیا اور نماز کے لئے تکبیر کہکر اثنائے نماز میں ایک سجدے کو بہت طول دیا میں نے سجدے سے سر اُٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ صاحبزادہ حضرت کی پشت اقدس پر سوار ہے اور حضرت سجدہ میں ہیں پھر میں سجدہ میں چلا گیا جب نماز تمام ہوئی تو لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے ایک سجدے کو بہت طول دیا یہانتک کہ ہمکو گمان ہوا

کہ کوئی نیا امر واقع ہوا ہے یا آپ پر وحی آئی ہے۔ حضرت نے فرمایا ان میں سے کوئی بات نہیں لیکن یہ میرا فرزند میری پیٹھ پر سوار ہو گیا تھا۔ پس مجھے ناگوار ہوا کہ اسے جلد اُتار دوں تا آنکہ وہ خود اتر آیا اس حدیث کو **نسائی** نے باب سجدۃ الصلوٰۃ میں ذکر کیا ہے ینابیع ص ۱۶۸ مطبوعہ اسلامبول۔

ایضاً مولوی مبین لکھنوی نے وسیلۃ النجاۃ میں لکھا ہے کہ ابن سعد نے عبداللہ بن زبیر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں اشبہ الناس بالنبی صلے اللہ علیہ وآلہ واحبھم الیہ الحسین بن علیؑ رایت یجی وھو ساجد فرکب رقبہ او قال ظھرہ فما ینزلہ حتی یکون ھو الذی ینزل ولقد رایتہ وھو راکع فیفرج بین رجلیہ حتی یخرج من الجانب الاخر یعنی مشابہ ترین و دوست ترین مردم آنحضرت سے حسین بن علی تھے میں نے دیکھا کہ کبھی حسین ایسے وقت میں آتے تھے کہ آنحضرت سجدے میں ہوں پس حسین حضرت کی پیٹھ پر سوار ہو جاتے تھے اور جب تک خود نہ اُتریں حضرت اُن کو نہ اتارتے تھے اور کبھی حضرت کے رکوع کے وقت وہ آتے تھے تو حضرت اپنے دونوں پاؤں کشادہ فرما دیتے تھے اور حسین پاؤں میں سے دوسری طرف نکل جاتے تھے۔

بلیسویں حدیث کتاب اصابہ میں مرقوم ہے کہ **طبرانی** نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے قال ان الحسن والحسین یصطرعان بین یدی رسول اللہ فجعل یقول ھا حسن فقالت فاطمہ ان حسینا اضعف رکنا قال ان جبرایل یقول ھا حسین ینابیع ص ۱۶۸ مطبوعہ اسلامبول یعنی حسن و حسین (بچپنے میں) ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو کشتی لڑ رہے تھے حضرت نے فرمایا لو اے حسن (یعنی آپ نے حسن کو جرأت دلائی) جناب سیدہ نے

لہ ھا بمعنی بگیر ۱۲

عرض کی بابا جان حسین کم طاقت ہے آپ نے فرمایا کہ جبرئیل کہہ رہے ہیں لو اے حسین (یعنی حسین کو جرات دلا رہے ہیں)

اکیسویں حدیث ذخائر العقبی واخرج الحربی عن براء بن عاذب مرفوعاً هذا اشار الی الحسین منی وانا منه وهذا یحرم علیه ما یحرم علی یعنی آنحضرت نے حسین کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ مجھ سے ہے میں اس سے ہوں جو چیز مجھ پر حرام ہے وہ اس پر حرام ہے۔

بائیسویں حدیث ذخائر العقبی عن جابر قال دخلت علی النبیؐ وهو یصلی والحسن والحسین علی ظهره قلت نعم الجمل جملکما ولما فرغ قال نعم العدلان انتما اخرجه الغسانی جابر انصاری کہتے ہیں کہ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا آپ نماز پڑھ رہے ہیں اور آپ کی پیٹھ پر حسن وحسین سوار ہیں۔ میں نے کہا اے صاحبزادو آپ کا اونٹ بہت عمدہ اونٹ ہے حضرت جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تم سوار بھی بہت اچھے ہو۔

تیئیسویں حدیث ذخائر العقبی وروی ابو سعد فی شرف النبوه عن عبد العزیز باسناده ان النبیؐ کان جالسا فاقبل الحسن والحسین فقام لهما وحملهما علی کتفیه وقال نعم الجمل جملکما ونعم الراکبان انتما یعنی آنحضرت تشریف فرما تھے کہ حسن وحسین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے اٹھکر انہیں اپنے کاندھوں پر بٹھالیا اور فرمایا تمہارا اونٹ بھی اچھا ہے اور تم سوار بھی اچھے ہو۔

چوبیسویں حدیث ذخائر العقبی میں طبری شافعی نے لکھا ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہیں کہ ایک روز ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ ناگاہ جناب فاطمہ روتی ہوئی آئیں حضرت نے فرمایا

اے فاطمہ تم پر سے تمہارا باپ فدا ہو کیوں روتی ہو۔ سیدہؑ نے عرض کی باباجان دیر ہوئی ہے کہ حسن وحسین گھر سے چلے گئے ہیں اور نہیں معلوم کہاں ہیں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا تم غمگین نہ ہو کہ خداوند عالم مجھ سے اور تم سے زیادہ حسن وحسین پر مہربان اور راحم ہے یہ فرما کر حضرت نے اپنے ہاتھ بلند کئے اور دعا کی کہ اے پروردگار حسن وحسین کی حفاظت کر اور انہیں تمام آفتوں سے بچا۔ ناگاہ جبرئیل امین نازل ہوئے عرض کی یا رسول اللہ آپ اور آپ کی صاحبزادی رنجیدہ نہوں۔ حسن وحسین حدیقہ بنی بخار میں آرام کر رہے ہیں اور خدائے تعالیٰ نے ایک فرشتے کو مقرر فرمایا ہے کہ ان کی حفاظت کرے۔ پس ہم حضرتؐ کے ساتھ اُٹھکر روانہ ہوئے یہاں تک کہ حدیقہ بنی بخار میں پہنچے دیکھا حسن و حسین باہم گلے ملے ہوئے استراحت کر رہے ہیں اور فرشتے نے اپنا ایک پر ان کے نیچے بچھایا ہے دوسرا پر سے ان پر سایہ کئے ہے یہ دیکھکر حضرت نے اپنے کو ان پر گرا دیا اور ان کے بوسے لینے لگے تا آنکہ صاحبزادے بیدار ہوئے اُس وقت آپ نے حسن کو اپنے دھنے کاندھے پر سوار کیا اور حسین کو بائیں کاندھے پر اور فرمایا تمہارا اونٹ اچھا اونٹ ہے اور تم بھی اچھے سوار ہو اور تمہارے والد تم سے بہتر ہیں یہ فرما کر مسجد میں تشریف لائے اُس وقت حسن وحسین حضرت کے کاندھوں پر سوار تھے پھر ارشاد فرمایا معاشر المسلمین الا ادلکم علی خیر الناس جدا وجدۃ قالوا بلیٰ یا رسول اللہ قال الحسن والحسین جدھما انا سید المرسلین وخاتم النبیئین وجدتھما خدیجہ بنت خویلد سیدۃ نساء اھل الجنۃ الا ادلکم علی خیر الناس ابا واما قالوا بلیٰ یا رسول اللہ قال الحسن والحسین ابوھما علیؑ ھو اول من اٰمن بی واول من ادخل معی الجنۃ وحامل لوائی یوم القیامۃ وامھما فاطمہ سیدۃ نساء اھل الجنۃ ثم قال الا ادلکم علی خیر الناس عما وعمۃ قالوا بلیٰ قال الحسن والحسین عمھما جعفر بن ابی طالب

ذوالجناحین یطیر فی الجنۃ مع الملائکۃ حیث یشاء وعمتھما ام ھانی
بنت ابی طالب اسری بی فی بیتھا ثم صلیت الفجر معھا الا ادلکم علی
خیر الناس خالا وخالۃ قالوا بلی قال الحسن والحسین اخوالھما
القاسم وعبد اللہ و ابراھیم وخالاتھما زینب و رقیہ وام کلثوم
ثم قال اللھم انک تعلم ان الحسن والحسین سید اشباب
اھل الجنۃ وابا ھما سید اھل الجنہ وامھما سیدۃ اھل الجنۃ
وعمھما سید اھل الجنۃ وعمتھما واخوالھما وخالاتھما ھم من اھل الجنۃ
ثم قال من ابغض الحسن والحسین وابا ھما فھو فی النار ومن احبھم
فھو فی الجنۃ معنا اخرجہ الملا فی سیرتہ واخرجہ غیرہ ایضاً

یعنی ایھا الناس کیا میں تم سے ان لوگوں کا حال نہ بیان کروں جو نانا
اور نانی کے سبب سے بہترین خلائق ہیں سب نے عرض کی یا رسول اللہ بیان فرمائے
آپ نے فرمایا وہ حسن وحسین ہیں جن کا نانا میں سید المرسلین وخاتم النبیین ہوں اور
جن کی نانی خدیجۃ الکبریٰ زنان اہل بہشت کی سردار ہیں پھر فرمایا کیا تمہیں ان کے
حال سے مطلع نہ کروں جو باپ اور ماں کی وجہ سے افضل مخلوقات ہیں سب نے
عرض کی ارشاد ہو۔ فرمایا وہ حسن وحسین ہیں جن کے والد علی ہیں جو مجھ پر سب سے پہلے
ایمان لائے اور سب سے پہلے وہ میرے ساتھ بہشت میں داخل ہونگے اور بروز
قیامت میرا علم ان کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور حسن وحسین کی ماں تمام زنان اہل جنت
کی سردار ہیں پھر ارشاد کیا کیا تمہیں ان کی خبر سناؤں جو چچا پھپھی کے سبب سے بہترین
عالم ہیں۔ سب نے عرض کی فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا وہ حسن وحسین ہیں جن کے
چچا جعفر طیار ذوالجناحین ہیں جو فرشتوں کے ساتھ بہشت میں جہاں چاہتے
ہیں اُڑ کر جاتے ہیں۔ اور ان کی پھپھی ام ہانی بنت ابی طالب ہیں جن کے گھر سے

مجھے معراج ہوی پھر صبح کی نماز میں نے اُن کے ساتھ پڑھی - کیا میں تمھیں ان کے حال سے آگاہ نہ کروں جو ماموؤں اور خالاؤں کے سبب افضل عالم ہیں سب نے عرض کی ارشاد کیجئے آپ نے فرمایا وہ حسن وحسین ہیں جن کے ماموں قاسم اور عبداللہ (یعنی طاہر) اور ابراہیم ہیں اور ان کی خالائیں زینب - رقیہ اور ام کلثوم ہیں پھر فرمایا اے پروردگار تو جانتا ہے کہ حسن وحسین جوانان اہل بہشت کے سردار ہیں- اور ان کے والد جملہ اہل بہشت کے سردار ہیں ان کی ماں زنان اہل بہشت کی سیدہ ہیں- اور ان کے چچا اہل بہشت کے سردار ہیں - ان کی پھپی ماموا ور خالائیں سب اہل بہشت ہیں - پھر ارشاد فرمایا جس نے حسن وحسین اور ان کے والد سے بغض رکھا وہ آتش جہنم میں داخل ہوگا اور جس نے اُن سے محبت رکھی وہ ہمارے ساتھ بہشت میں جائیگا انتہے -

پچیسویں حدیث مشکوٰۃ عن لبابہ بنت الحارث قالت کان الحسین بن علی فی حجر رسول اللہ صلعم فبال علیٰ ثوبہ فقلت البس ثوبا واعطنی ازارک حتی اغسلہ قال انما یغسل من بول الانثی وینضح من بول الذکر رواہ احمد وابو داؤد وابن ماجہ لبابہ بنت حارث کہتی ہیں کہ ایک روز حسین بن علی جناب رسول خدا کی گود میں تھے ناگاہ حسین نے حضرت کے لباس پر پیشاب کر دیا میں نے عرض کی آپ کوئی رومال باندھکر اپنا پائجامہ اتار دیجئے تا میں اُسے دھو ڈالوں حضرت نے فرمایا لڑکی کا پیشاب ہو تو دھونا ضرور ہے لڑکے کے پیشاب پر پانی ڈالدینا کافی ہے -

ایضاً ذخائر العقبےٰ عن ابی لیلےٰ ابن الحسین وثب علی ظھر النبی وعلےٰ صدرہ فبال فی حجرہ فقمنا الیہ فقال لنا دعوہ ثم دعا بماءٍ فصبّہ علی بولہ اخرجہ ابن منبع یعنی ایک مرتبہ حسین آنحضرتؐ

کی پیٹھ پر سوار ہوئے پھر آپ کے سینے پر آئے اور آپ کی گود میں پیشاب کر دیا ہم لوگ دوڑے (تا حسین کو اُٹھالیں) آنحضرت نے ہمکو منع فرمایا۔ پھر آپ نے تھوڑا پانی طلب فرماکر پیشاب پر ڈالدیا۔

چھبیسویں حدیث ذخائر العقبیٰ عن ابن عباسؓ کان النبی یتعوذ الحسن والحسین اعوذ بکلمات اللہ التامات من کل شیطان و ھامۃ و کل عین لامۃ۔ و یقول ھکذا ایتعوذ ابراھیم ابنیہ اسمٰعیل و اسحٰق علیھم السلام اخرجہ ابو سعد فی شرف النبوۃ۔

ایضاً نسائی نے کتاب عمل الیوم واللیلہ میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت حسن و حسین کو اس طرح سے خدائے تعالیٰ کی پناہ میں دیتے تھے اعیذ کما بکلمات اللہ التامۃ من کل شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ۔ اور فرماتے تھے کہ تمہارے باپ یعنی ابراہیمؑ بھی اسمٰعیل اور اسحٰق پر اسی طرح دعا پڑھا کرتے تھے۔ ینابیع باب ۵۴ مطبوعہ اسلامبول۔

ستائیسویں حدیث ذخائر العقبیٰ عن یعلی بن مرہ قال جاء الحسن والحسین فاخذھما (ای النبیؐ) وضمھما الی صدرہ وقبلھما وقال انی احبھما فاحبوھما ایھا الناس الخ اخرجہ احمد والدولابی۔ یعنی ایک مرتبہ حسن و حسین حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے انھیں اُٹھا کر سینے سے لگالیا اور پیار فرمایا پھر ارشاد کیا۔ ایھا الناس میں ان دونوں فرزندوں کو دوست رکھتا ہوں پس تم بھی ان کو دوست رکھو۔

اٹھائیسویں حدیث ۔صواعق محرقہ۔ الثانی عشر اخرج الطبرانی عن فاطمۃ الزھراء مرفوعاً اما حسن فلہ ھیبتی و سؤددی و اما حسین فلہ جرأتی وجودی۔

ستائیسویں حدیث
۱؎ مطبوعہ مصر ۵۵ مطبوعہ ۔۔۔

ایضاً مودۃ القربیٰ میں جناب سیدہ علیہا السلام سے مفصلاً یہ حدیث مرقوم ہے جسکا ترجمہ یہ ہے۔ جناب سیدہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ مرض میں میں حسن وحسین کو ساتھ لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوی اور عرض کیا کہ آپ میرے دونوں بچوں کو کچھ میراث مرحمت فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ حسن کو تو میں نے اپنا رعب و دبدبہ اور سرداری دی۔ اور حسین کو میں نے اپنی جرأت وسخاوت عطا کی۔

انتیسویں حدیث مودۃ القربیٰ سعد بن معاذ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ حقتعالیٰ نے تمام روئے زمین سے مجھے اور علی اور حسن وحسین کو برگزیدہ فرمایا وانا نذیر ھٰذہ الامۃ وعلی ھادیھا۔

تیسویں حدیث مودۃ القربیٰ میں ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ خدائے تعالےٰ نے بلاکیف وزوال عرش سے زمین پر توجہ فرمائی اور مجھے پسند فرمایا علی کو میرا داماد مقرر کیا اور انہیں فاطمہ عذرا وبتول سی بیوی دی کہ کسی پیغمبر کو ایسی بیوی نہ ملی۔ انہیں حسن وحسین سے فرزند عطا فرمائے کہ کسی کو مثل ان کے فرزند نہ ملے۔ انہیں حوض کوثر دیا اور بہشت ودوزخ کی تقسیم ان کے محوّل کی کہ فرشتوں کو یہ عہدہ میسر نہیں ہے۔ علی کے شیعہ کے لئے بہشت مقرر فرمایا اور مجھسا بھائی انہیں دیا کہ کسی کا بھائی مجھسا نہیں ہے ایہا الناس جو شخص چاہتا ہے کہ غضب خدا کو ٹھنڈا کر دے اور اس کا عمل مقبول ہو تو اُسے لازم ہے کہ علی سے محبت رکھے انتہیٰ۔

اکتیسویں حدیث مودۃ القربےٰ ابن عباسؓ رفعہ خلقت انا وعلی من شجرۃ واحدۃ وفی روایۃ عنہ خلق الانبیاء من اشجار شتّٰی وخلقنی وعلیاً من شجرۃ واحدۃ فانا اصلھا وعلی فرعھا والحسن

والحسین اثمارھا واشیاعنا اوراقہا فمن تعلق بہا نجی ومن زاغ عنہا ھوی خلاصہ یہ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا خدائے تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کو متفرق درختوں سے پیدا کیا اور مجھے اور علی کو ایک درخت سے خلق فرمایا۔ پس میں اس درخت کی جڑ ہوں۔ علی اس کی شاخ ہیں حسن وحسین اسکے پھل ہیں اور ہمارے شیعہ اس کے پتے ہیں۔ پس جو شخص اس درخت سے متمسک ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس سے منحرف ہوا وہ گمراہ ہوا۔ قریب اس کے امیرالمومنین سے بھی مروی ہے۔

بتیسویں حدیث۔ مولوی مبین جو موثقین علمائے اہل سنت سے ہیں کتاب وسیلۃ النجاۃ میں لکھتے ہیں کہ امام ابوالقاسم نے روایت کی ہے۔ ان رسول اللہ صلعم سجد یوماً خمس سجدات بلا رکوع قالوا یا رسول اللہ سجود بلا رکوع قال نعم ان جبرئیلؑ اتانی فقال یا محمد ان اللہ تعالیٰ یحب علیاً فسجدت فرفعت راسی فقال یا محمد ان اللہ یحب الحسن والحسین فسجدت ثم رفعت راسی فقال ان اللہ یحب من احبہم فسجدت ثم رفعت راسی فقال ان اللہ یحب من یحب من یحبہم فسجدت ھکذا فی کنز العباد وغیرہ من کتب الفقہ فی باب سجدات الشکر یعنی ایک مرتبہ آنحضرت نے پانچ سجدے بلا رکوع فرمائے میں نے اس کی وجہ پوچھی حضرت نے فرمایا کہ اسوقت میرے پاس جبرئیل امین آئے اور کہا یا رسول اللہ خلاق عالم علی کو دوست رکھتا ہے یہ سنکر میں سجدۂ شکر بجالایا جب سجدے سے سر اٹھایا تو جبرئیل نے کہا خدائے تعالیٰ حسنؑ وحسین کو بھی دوست رکھتا ہے۔ یہ سنکر پھر میں نے سجدۂ شکر کیا جب فارغ ہوا جبرئیل نے کہا خدائے تعالیٰ فاطمہ کو بھی دوست رکھتا ہے یہ سنکر پھر میں نے سجدہ کیا جب سر اٹھایا جبرئیل نے کہا خلاق عالم ان کے دوستوں کو بھی دوست رکھتا ہے پھر میں نے سجدہ کیا جب سر اٹھایا جبرئیل نے کہا خدائے تعالیٰ اُن کے دوستوں کے دوستوں کو

بھی دوست رکھتا ہے یہ سنکر پھر میں نے سجدہ کیا۔

تینتیسویں حدیث مودۃ القربیٰ۔ ابن عمر رفعہ خیر رجالکم علی بن ابیطالب وخیر شبانکم الحسن والحسین وخیر نسائکم فاطمہ بنت محمدؐ یعنی آنحضرت نے فرمایا ایہا الناس تمہارے مردوں میں سب سے افضل علی ہیں اور جوانوں میں سب سے بہتر حسن وحسین ہیں اور عورتوں میں سب سے افضل فاطمہ ہیں

چونتیسویں حدیث جواہر العقدین عن حذیفۃ الیمان قال سمعت رسول اللہؐ یقول یا ایہا الناس انہ لم یعط احد عن ذریۃ الانبیاءؑ الماضئین ما اعطے الحسین بن علی خلا یوسف بن یعقوب بن ابراھیم علیہم السلام یا ایہا الناس ان الفضل والشرف والمنزلۃ والولایۃ لرسول اللہ وذریتہ فلا یذھبن بکم الاباطیل اخرجہ ابن حبان فی کتاب التنبیہ والحافظ جمال الدین الزرندی فی کتاب درر السمطین۔ ینابیع باب ۵۴۔ یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ جو مرتبہ میرے حسین کو دیا گیا ہے وہ سوائے یوسفؑ بن یعقوب کے ذریۃ انبیا سے کسی اور کو نہیں دیا گیا ایہا الناس بزرگی اور شرف اور حکومت خاص رسول اللہ اور ان کی ذریت کے لئے ہے۔ محصلاً۔

پینتیسویں حدیث مودۃ القربیٰ میں ابن عباس سے مروی ہے۔ آنحضرت نے عبد الرحمٰن بن عوف سے ارشاد فرمایا کہ تم میرے اصحاب ہو اور علی میرے بھائی ہیں وہ مجھ سے ہیں میں اُن سے ہوں وہ میرے علم کا دروازہ ہیں میرے وصی ہیں۔ وہ اور فاطمہ اور حسن وحسین ذات میں اور شرف میں اور کرامت میں تمام اہل زمین سے بہتر ہیں۔

چھتیسویں حدیث مودۃ القربیٰ عن علیؑ قال قال رسول اللہؐ

انا وارد کم علی الحوض و انت یا علی الامر والحسن والحسین الساقی
آنحضرت نے فرمایا میں (سب سے پہلے) حوض کوثر پر وارد ہونگا علی حکم کرینگے اور حسن وحسین پانی پلائیں گے۔

سینتیسویں حدیث مودۃ القربی علی رفعہ الحسن والحسین یوم القیامۃ عن جنبی عرش بمنزلۃ الشفتین من الوجہ
آنحضرت نے فرمایا کہ بروز قیامت حسن وحسین عرش پر ایسے رہیں گے جیسے منہ پر دو ہونٹ۔

اڑتیسویں حدیث ذخائر العقبیٰ عن حذیفہ مرفوعاً لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ ذلک الیوم حتی یبعث رجلا من ولدی اسمہ کاسمی فقال سلمان من ای ولدک یا رسول اللہ قال من ولدی ھذا وضرب بیدہ علی الحسینؑ۔ یعنی طبری شافعی نے ذخائر العقبیٰ میں لکھا ہے کہ آنحضرتؐ فرمایا اگر دنیا کا ایک روز بھی باقی رہجائے تو خدائے تعالیٰ اُس روز کو طولانی کر دیگا۔ یہاں تک کہ میری اولاد سے ایک شخص ہدایت کے لئے ظاہر ہو اسکا نام میرا نام ہو گا سلمان نے عرض کی یا رسول اللہ وہ بزرگ آپ کے کون سے فرزند کی اولاد سے ہونگے۔ حضرت نے فرمایا حسین کی اولاد سے محصلاً۔

انچالیسویں حدیث عن ابی ھریرۃ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یمتص لعاب الحسین کما یمتص الرجل التمرۃ اخرجہ ابن ضحاک۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت کو دیکھا کہ حسین کا لعاب دہن اسطرح چوستے تھے جسطرح کوئی آدمی کھجور چوستا ہے۔

چالیسویں حدیث۔ کتاب مناقب میں ابن شہر آشوب تحریر فرماتے ہیں

سلیمان بن احمد الطبرانی والقاضی ابوالحسن الجراحی وابوالفتح الحفار والکیاشیرویہ والقاضی النطنزی باسانیدھم عن عقبہ عن عامر الجھنی وابی دجانہ وزید بن علی عن النبی قال الحسن والحسین شنفاء العرش وفی روایۃ ولیسا بمعلقین وان الجنۃ قالت یارب اسکنتنی الضعفا والمساکین فقال اللہ تعالیٰ الاترضین انی زینت ارکانک بالحسن والحسین فماست کما تمیس العروس فرحا۔ قریب اس کے روضۃ الشہدا میں مرقوم ہے چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ ابن خشاب نے باسناد خود ابوعوانہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حسن وحسین دونوں عرش کے گوشوارے ہیں اور جب وقت خدائے تعالیٰ نے بہشت کو خلق فرمایا اسے ارشاد کیا کہ تو فقرا ومساکین کا مسکن ہوگا۔ بہشت نے عرض کی اے پروردگار کیوں تونے مجھے مساکین کا مسکن اور درویشوں کا مقام مقرر فرمایا ارشاد ہوا کیا تو راضی نہیں کہ تیرے ارکان کو میں حسن وحسین سے آراستہ کروں یہ سنکر بہشت نے مباہات ومفاخرت کی اور عرض کیا رضیت رضیت۔ **مؤلف** کہتا ہے اور بھی بہت سی حدیثیں جناب امام حسن وامام حسین علیہما السلام کی فضیلت کی کتب اہل سنت میں مرقوم ہیں مگر بخیال طوالت انہیں پر اکتفا کی۔ ہاں آئندہ امامت کے بیان میں بعض نصوص امامت ترقیم کئے جائیں گے۔

فخر و ناز کیا ۱۲

تیسرا باب

جناب امام حسین علیہ السلام کے نور کی خلقت کا بیان

خداوند عالم نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے ہوالذی خلق من الماء

بشرا فجعله نسبا وصهرا- یعنی خدا وہ ہے جس نے پانی سے آدمی بنایا پھر اُس میں نسبی وسببی قرابت مقرر کی - حافظ ابونعیم اور ابن مغازلی نے جو اہل سنت کے محدث ہیں ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت خمسہ آل عبا کی شان میں نازل ہوئی ہے پھر ابن عباس نے کہا اس آیت میں ماء سے مراد آنحضرتؐ کا نور ہے جو تمام مخلوقات سے پہلے تھا پھر خدائے تعالیٰ اپنے اس نور کو صلب آدم میں بطور امانت کے رکھا پس وہ نور ایک صلب سے دوسری صلب کی طرف منتقل ہوتا رہا تا آنکہ عبد المطلب کی صلب میں پہنچا یہاں اسکے دو حصے ہوئے ایک حصہ صلب عبد اللہ میں آیا جس سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے - دوسرا حصہ ابو طالب کی صلب میں آیا اس سے علی پیدا ہوئے پھر خدائے تعالےٰ نے علی کی تزویج فاطمہؑ سے کی جن سے حسن وحسین پیدا ہوئے ینابیع باب ۳۹ - اس روایت کے اور شواہد سابق میں بیسیوں آیت کے ذکر میں بیان ہو چکے - اور حموینی نے فرائد السمطین میں سلیم بن قیس ہلالی سے روایت کی ہے کہ زمانۂ خلافت حضرت عثمان میں ایک مرتبہ امیر المومنینؑ نے مہاجرین وانصار سے فرمایا کیا تم نہیں جانتے جو آنحضرت نے فرمایا ہے کہ میں اور میرے اہل بیت ایک نور تھے خلق آدم سے چار ہزار برس پہلے وہ نور خدا کے روبرو حاضر تھا جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو صلب آدم میں رکھا اور آدم کو زمین پر اُتارا جب نوح کشتی میں سوار ہوئے تو وہ نور اُن کے صلب میں تھا - جب ابراہیم آگ میں ڈالے گئے تو وہ نور اُن کی صلب میں تھا پھر خدائے تعالیٰ ہمیشہ ہمکو اسیطرح اصلاب کریمہ سے ارحام طاہرہ میں منتقل کرتا رہا اور کبھی ان میں سے کسی میں زنا واقع نہیں ہوا یہ سنکر تمام حاضرین نے عرض کی سب بے شک ہم نے آنحضرت سے یہ حدیث سنی ہے ینابیع باب ۳۸

مؤلف کہتا ہے کہ یہ حدیث بہت طولانی ہے احقر نے بقدرِ ضرورت نقل کی ہے
اور ابو الحسن ابن مغازلی شافعی نے کتاب مناقب میں سلمان فارسی سے روایت
کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
سنا آپ فرماتے تھے کہ میں اور علی ایک نور تھے جو خلقت آدم سے چار ہزار برس
پہلے خدائے تعالےٰ کی حضوری میں وہ نور تسبیح و تقدیس میں مشغول تھا جب
خلاق عالم نے آدمؑ کو پیدا کیا تو اس نور کو ان کی صلب میں رکھا۔ پس میں اور
علی ہمیشہ ایک نور تھے تا آنکہ صلب عبد المطلب میں آکر وہاں سے جدا ہوئے۔
پس مجھ میں نبوت آئی اور علی میں امامت **مؤلف** کہتا ہے کہ اس مضمون کی
حدیثیں کتب معتبرہ اہل سنت میں باسناد صحیحہ کثیرہ مرقوم ہیں جن کی تفصیل
مجلدات کتاب مستطاب عبقات الانوار سے جلد حدیث نور میں استیعاباً موجود
اور قابل ملاحظہ اولو الالباب ہے۔ کتاب مناقب میں امام حسن مجتبیٰؑ سے مروی
ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میں خدائے تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں۔ اور
میرے اہل بیت میرے نور سے۔ اور محبان اہل بیت اہل بیت کے نور سے
مخلوق ہوئے ہیں۔ باقی آدمی آتش دوزخ میں ہیں۔ ینابیع باب ۱۔
اور کتاب حیات القلوب میں علامہ مجلسی اعلی اللہ مقامہ تحریر فرماتے ہیں کہ
کئی سندوں سے معاذ بن جبل سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ خدائے تعالےٰ نے مجھے اور علی و فاطمہ و حسن و حسین کو خلقت دنیا
سے سات ہزار برس پہلے خلق فرمایا معاذ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ پھر آپ
کہاں تھے۔ فرمایا عرش اعلیٰ کے روبرو تسبیح و تحمید و تقدیس و تمجید حق تعالےٰ
میں ہم مشغول تھے۔ معاذ نے عرض کی کس صورت و شکل میں تھے۔ فرمایا ایک
نورانی جسم لطیف ہمیں ملا تھا۔ پس جب خدائے تعالیٰ نے چاہا کہ ہماری صورتوں کو

خلق فرمائے ہمکو نور کا ایک عمود بنا کر اسے آدم کے صلب میں جگہ دی پھر ہمیں آباؤ امہات
کے اصلاب وارحام میں منتقل فرماتا رہا۔ شرک کی کثافت اور زنا کی نجاست جو ایام
کفر میں تھی ہم تک نہ پہنچی۔ ہر زمانے میں ہم پر ایمان لانے سے ایک گروہ سعادتمند
اور ہمارا انکار کرنے سے ایک گروہ بدبخت ہوتا رہا۔ جب خلاق عالم ہمیں عبد المطلب
کی صلب میں لایا تو اُس نور کے دو حصے کئے۔ ایک حصے کو عبد اللہ کی صلب میں
جگہ دی اور دوسرے حصے کو ابو طالب کی صلب میں۔ وہ حصہ جو میرے نور کا تھا
آمنہ کے رحم میں آیا۔ دوسرا حصہ فاطمہ بنت اسد کے رحم میں۔ پس میں آمنہؓ کے
بطن سے پیدا ہوا۔ اور علی فاطمہ بنت اسد کے بطن سے پھر وہ تمام عمود نور
میری طرف راجع ہوا اور فاطمہؑ میرے صلب سے پیدا ہوئیں۔ اور پھر تمام عمود نور
علی کی طرف راجع ہوا۔ اور حسن وحسین دونوں نصف نور سے پیدا ہوئے الخ
ایضاً حیات القلوب میں کئی سندوں سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ مجھے اور علی وفاطمہ اور حسن وحسین کو آدم کے
وجود سے پہلے اُس زمانے میں پیدا کیا جس وقت نہ آسمان تھا نہ زمین نہ تاریکی
نہ روشنی نہ سورج نہ چاند نہ بہشت نہ دوزخ۔ عباسؓ نے عرض کی یا رسول اللہ
آپ کی پیدائش کی ابتدا کیونکر ہوئی۔ آپ نے فرمایا اسے چچا جب خدائے تعالےٰ
نے چاہا کہ ہمیں پیدا کرے تو ایک کلام ایجاد فرمایا اُس کلام سے ایک نور پیدا کیا
پھر دوسری بات ایجاد کی اور اس سے ایک روح پیدا فرمائی پھر نور کو روح سے
ملا دیا اور اس سے مجھے اور علی وفاطمہ اور حسن وحسین کو خلق فرمایا۔ پس ہم اُس زمانے
میں خلاق عالم کی تسبیح میں مشغول تھے جس زمانے میں کوئی تسبیح پڑھنے والا نہ تھا
اور ایسے وقت میں ہم خدا کو تقدس اور پاکی سے یاد کرتے تھے۔ جس وقت کوئی
دوسرا یاد کرنے والا نہ تھا جب خدا نے چاہا کہ تمام خلق کو پیدا کرے تو میرا نور

شگافتہ کرکے اس سے عرش کو خلق فرمایا۔ پس عرش میرے نور سے ہے۔ اور میرا نور خدا کے نور سے اور میں عرش سے افضل ہوں۔ پھر علی کے نور سے فرشتوں کو خلق فرمایا پس ملائکہ علی کے نور سے ہیں۔ اور علی کا نور خدا کے نور سے۔ اور علی ملائکہ سے افضل ہیں۔ پھر خدائے تعالیٰ نے میری بیٹی فاطمہ کے نور کو شگافتہ کرکے اس سے آسمانوں کو اور زمین کو خلق فرمایا۔ پس آسمان و زمین فاطمہ کے نور سے ہیں۔ اور فاطمہ کا نور خدا کے نور سے اور فاطمہ آسمانوں سے اور زمین سے افضل ہے۔ پھر میرے فرزند حسن کے نور سے سورج اور چاند کو خلق فرمایا۔ پس چاند اور سورج حسن کے نور سے ہیں اور حسن کا نور خدا کے نور سے۔ اور حسن آفتاب و ماہ سے افضل ہے۔ پھر میرے فرزند حسین کے نور سے بہشت و حور العین کو پیدا فرمایا پس بہشت و حور العین میرے فرزند حسین کے نور سے ہیں اور حسین کا نور خدا کے نور سے اور حسین بہشت و حور العین سے بہتر ہے۔

ایضاً حیات القلوب میں بسند معتبر ابو سعید خدری سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس قول خدا کی تفسیر پوچھی جو خلاق عالم نے شیطان کو مخاطب کرکے فرمایا تھا جس وقت کہ اس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا یعنی استکبرت ام کنت من العالین کیا تو نے تکبر کیا یا تو ان لوگوں سے ہے جو بلند مرتبہ ہیں۔ اس شخص نے یہ سوال کیا تھا کہ یہ بلند مرتبہ لوگ کون ہیں جن کا مرتبہ فرشتوں سے بھی بڑھکر ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں اور علی و فاطمہ اور حسن وحسین عرش کے سراپردے میں تسبیح خدا میں مشغول تھے اور فرشتے ہماری تسبیح کی اتباع سے خداوند عالم کی تسبیح کرتے تھے۔ یہ زمانہ آدم کی خلقت سے دو ہزار برس پہلے کا تھا۔ پس جب خلاق عالم نے آدم کو خلق فرمایا تو فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں اور ہمکو یہ حکم نہ دیا۔ پس تمام

فرشتوں نے سجدہ کیا بغیر ابلیس کے کہ اس نے سجدے سے انکار کیا۔ خدائے تعالیٰ نے اسکو خطاب کر کے فرمایا کیا تو نے تکبر کیا یا تو اُن لوگوں سے ہے جن کی شان اس امر سے بلند تر ہے کہ آدم کو سجدہ کریں یعنی یہ پانچ بزرگوار جن کے نام عرش کے پردے پر لکھے ہوئے ہیں۔

ایضاً حیات القلوب۔ بسند معتبر امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے چودہ ہزار برس پہلے چودہ نور خلق فرمائے۔ پس وہ نور کیا تھے ہماری روحیں تھیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا بن رسول اللہ وہ چودہ بزرگوار کون ہیں آپ نے فرمایا محمدؐ علیؑ۔ فاطمہ۔ حسن۔ حسین۔ اور نو امام فرزندان حسین سے جن کے آخر میں قائم ہیں کہ وہ پہلے غائب ہوں گے اور بعد غیبت پھر ظاہر ہونگے دجال کو قتل کریں گے اور زمین کو ظلم وجور سے پاک فرمائیں گے۔

ایضاً حیات القلوب۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے (جو طولانی حدیث ہے اس کا بعض مضمون یہ ہے کہ) جب آدمؑ پیدا ہوئے تو فرشتے ان کے پیچھے صف باندھکر کھڑے ہوئے آدمؑ نے عرض کی اے پروردگار یہ فرشتے میرے پیچھے کیوں کھڑے ہوتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اسواسطے کہ جو نور محمد مصطفےٰ صلعم تمہاری پیٹھ میں ہے اسے دیکھتے رہیں۔ آدم نے عرض کی پروردگار اس نور کو تو میرے سامنے کے اعضا میں قرار دے تا فرشتے میرے روبرو کھڑے رہیں (دعا قبول ہوئی اور اُن کی پیشانی میں وہ نور قرار دیا گیا) فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے سامنے صف باندھی پھر آدم نے خدائے تعالیٰ سے عرض کی کہ اس نور کو ایسے مقام پر ظاہر فرما جسے میں بھی دیکھ سکوں۔ اس پر خلاق عالم نے آنحضرت کے نور کو شہادت کی انگلی میں ظاہر فرمایا اور علی کے نور کو بیچ کی انگلی میں۔ فاطمہ کے نور کو اسکے بازو کی انگلی میں۔ حسنؑ کے نور کو چھوٹی انگلی میں اور حسین کے نور کو انگوٹھے میں

ظاہر فرمایا - ہمیشہ یہ نور مثل آفتاب کے چمکتے تھے اور آسمان و زمین و عرش و کرسی اور تمام پردہائے عظمت و جلال اس نور سے روشن اور منور تھے الخ۔

ایضاً حیات القلوب - بسند معتبر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ خلاق عالم نے محمدؐ و علیؑ کو اور ان کی ذریت سے گیارہ اماموں کو سب سے پہلے اپنے نور عظمت سے خلق فرمایا پس یہ بزرگوار سایۂ نور خدا میں اسکی تسبیح و تقدیس میں مشغول تھے اور اس کی عبادت کرتے تھے۔

مؤلف کہتا ہے کہ ابتدائے خلقت نور اہل بیت کی حدیثیں بہت ہیں جن کا احصا باعث تطویل ہے - اکثر حدیثیں کتاب مستطاب بحار الانوار میں اور حیات القلوب کی جلد دوم و سوم میں مرقوم ہیں - اور جاننا چاہیے کہ ان احادیث میں جو سبقت نور کی مدت میں اختلاف ہے اس کی نسبت علامہ مجلسی حیات القلوب میں فرماتے ہیں کہ چونکہ خلق کی معنی متعدد اور ہر ایک کے مراتب مختلف ہیں ممکن ہے کہ ہر ایک مدت کا احتمال ایک معنی پر ہو جسکی تفصیل بحار میں بیان ہوئی ہے۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ بعض روایات میں راوی کا سہو یا کاتب کی غلطی بھی محتمل ہے۔

چوتھا باب

آپ کا وہ احوال جو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے متعلق ہے

تاریخ ولادت

کتاب مناقب میں مرقوم ہے کہ امام حسین علیہ السلام ۴ھ ہجری میں جس سال جنگ خندق واقع ہوئی امام حسن مجتبےٰ علیہ السلام کی ولادت کے دس مہینے اور بیس دن بعد شعبان کی پانچویں تاریخ پنجشنبہ یا منگل کے روز مدینہ میں متولد ہوئے اور آپ کا نام توریت میں شبیر اور انجیل میں طاب ہے کذا فی البحار - اور بحار الانوار میں کتاب بشارۃ المصطفےٰ

سے منقول ہے کہ آپ شعبان کی پانچویں تاریخ سنہ ۴ ہجری میں مدینے میں پیدا ہوئے۔

ایضاً بحار میں کتاب مصباح المتہجد سے منقول ہے کہ قاسم بن علاء ہمدانی کے پاس توقیع صاحب الامر علیہ السلام پہنچی اسکا مضمون یہ تھا کہ امام حسین ؑ کی ولادت شعبان کی تیسری تاریخ جمعرات کو ہوی اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ سنہ ۴ ہجری میں شعبان کی پانچویں تاریخ پیدا ہوئے۔

ایضاً بحار میں مقاتل ابوالفرج سے منقول ہے کہ آپ کی ولادت شعبان کی پانچویں تاریخ سنہ ۴ ہجری میں ہوی۔ اور کتاب اعلام الوری میں مرقوم ہے کہ آپ مدینے میں منگل کے دن اور بعض نے کہا ہے پنجشنبہ کو شعبان کی تیسری تاریخ اور بعض نے کہا ہے پانچویں کو سنہ ۴ ہجری میں متولد ہوئے۔ بعض نے آخر ربیع الاول سنہ ۳ ہجری کہا ہے اور کشف الغمہ میں کمال الدین بن طلحہ سے منقول ہے کہ حضرت مدینۂ منورہ میں شعبان کی پانچویں تاریخ سنہ ۴ ہجری میں پیدا ہوئے۔

ایضاً بحار میں کافی سے منقول ہے کہ آپ پنجشنبہ کو رات کے وقت پیدا ہوئے۔

ایضاً علامہ مجلسی کتاب جلاء العیون میں لکھتے ہیں کہ علمائے شیعہ میں زیادہ مشہور یہ روایت ہے کہ آپ کی ولادت سنہ ۴ ہجری میں شعبان کی تیسری تاریخ واقع ہوئی وہ پنجشنبہ تھا بعض نے منگل بھی کہا ہے۔ اور شیخ طوسی نے بسند معتبر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ کی ولادت شعبان کی پانچویں تاریخ واقع ہوئی۔

ایضاً شیخ ابوجعفر طوسی نے تہذیب میں لکھا ہے کہ آپ سنہ ۳ ہجری آخر ماہ ربیع الاول میں پیدا ہوئے۔ مجلسی کہتے ہین کہ یہ خلاف مشہور ہے۔

ایضاً جامع عباسی کے ساتویں باب میں فاضل نظام بن حسین ساوجی نے کہ بعد انتقال شیخ بہائی قدس سرہ اس کتاب کو تمام کیا۔ لکھا ہے کہ آپ کی

ولادت آخر ربیع الاول سنہ ۳ ہجری میں ہوی بعض علما نے روز پنجشنبہ رمضان کی تیرھویں کو لکھا ہے اور بعض نے شعبان کی پانچویں سنہ ۴ ہجری تحریر کی ہے اور **روضۃ الصفا** میں مرقوم ہے کہ منگل کے دن شعبان کی چوتھی تاریخ سنہ ۴ ہجری میں آپ پیدا ہوئے بعض روایت میں پنجشنبہ شعبان کی تیسری اور بعض میں پانچویں مذکور ہے۔ **محمد تقی لسان الملک** نے کتاب **ناسخ التواریخ** میں بہت سی روایتیں بیان کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت شعبان کے اوائل میں واقع ہوی اور ان روایتوں میں بھی اکثر اقوال پانچویں پر دلالت کرتے ہیں وہ روز پنجشنبہ یا منگل تھا سنہ ۳ یا ۴ ہجری۔ بعض روایات میں آخر ربیع الاول اور بعض میں رمضان کی تیرویں بھی لکھی ہے مگر خود صاحب ناسخ التواریخ نے روز پنجشنبہ شعبان کی پانچویں تاریخ سنہ ۴ ہجری کو ترجیح دی ہے۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ جسطرح حضرت امام حسین کے ماہ ولادت اور سال اور تاریخ اور روز میں اختلاف ہے اسی طرح اس امر میں اختلاف ہے کہ امام حسن علیہ السلام کی ولادت کے کتنے مہینوں کے بعد آپ پیدا ہوے **ہاں** کتب فریقین کی اکثر روایتیں اسپر دلالت کرتی ہیں کہ آپکے حمل کی مدت چھے ماہ ہے۔ چنانچہ روضۃ الصفا شواہد النبوہ۔ روضۃ الشہدا۔ بحار الانوار اور دوسر کتب کثیرہ میں اس کی تصریح واقع ہے۔ اور ان سب کتابوں میں لکھا ہے کہ بغیر یحییٰ پیغمبر اور امام حسین علیہما السلام کے کوئی ششماہہ بچہ زندہ نرہا۔ امام حسن کی ولادت اور امام حسین کے حمل کے فاصلے میں بھی اختلاف ہے چنانچہ علامہ مجلسی نے جلاء العیون میں لکھا ہے کہ روایات معتبرہ اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کی ولادت میں بقدر مدت حمل کے فاصلہ تھا (یعنی زمانہ طہر کے علاوہ) اور امام حسین کے حمل کی مدت چھے مہینے تھی **ایضاً** جلاء العیون و بحار الانوار میں تفسیر علی بن ابراہیم اور کتاب کافی سے منقول ہے کہ امام حسن کی ولادت اور امام حسین کے حمل میں بقدر ایک طہر کے فاصلہ تھا۔

پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام حسن کی ولادت کے تقریباً چھے مہینے بارہ دن کے بعد امام حسینؑ پیدا ہوئے۔ چونکہ امام حسن علیہ السلام کی تاریخ ولادت ماہ رمضان المبارک کی پندرھویں ہے جو مورخین میں مشہور ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی ولادت ربیع الاول کے آخر میں ہوی جس طرح سے کہ شیخ ابو جعفر طوسی نے تہذیب میں فرمایا ہے۔ اسی طرح کتاب اعلام الوری میں مرقوم ہے۔ **ایضاً** شیخ ابن نما نے مثیر الاحزان میں ایک روایت کی بنا پر آخر ربیع الاول لکھا ہے۔ لکن یہ تاریخ خلاف مشہور ہے کیونکہ اکثر محدثین و مورخین نے تحریر کیا ہے کہ آپ کی ولادت اوائل شعبان میں ہوی۔ جس پر امام جعفر صادق اور صاحب الامر علیہما السلام کی حدیثیں بھی دال ہیں ہر چند تاریخ میں اختلاف ہے کہ اکثر پانچویں اور بعض تیسری کہتے ہیں۔ اگر آپ کی تاریخ ولادت اکثر اقوال اور حدیث کی بنا پر شعبان کی پانچویں کھی جلائے تو امام حسن اور امام حسین کی ولادت میں چھے مہینے بارہ دن کا فاصلہ نہیں ہو سکتا بلکہ اس صورت میں دس مہینے بیس دن کا فاصلہ ہوتا ہے جیسا کہ ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب میں اور شیخ مفید نے ارشاد میں لکھا ہے۔ کتاب کشف الغمہ فصول المہمہ۔ روضۃ الصفا۔ روضۃ الشہدا اور شواہد النبوۃ میں مرقوم ہے کہ امام حسن کی ولادت کے پچاس روز کے بعد امام حسین کا حمل ٹھیرا اس بنا پر اگر مدت حمل کے پورے نو مہینے کہے جائیں تو شعبان کی پانچویں تاریخ آپ کی ولادت ہو گی اگر مدت حمل کے چھے مہینے ہوں تو ماہ ولادت نہ شعبان ہو گا نہ ربیع الاول بلکہ جمادی الاولی کی پانچویں تاریخ ہو گی جس طرح سے کہ صاحب ناسخ التواریخ نے اپنے مختار میں اس تاریخ کو بھی بیان کیا ہے۔ حالانکہ کسی محدث و مورخ نے یہ قول نہیں لکھا۔ بہر حال ان اختلافات کے سبب آپ کی ولادت کی تاریخ کا تعین بہت دشوار۔ مگر علامہ مجلسی بحار میں جمع بین الروایات کی

غرض سے فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ امام حسن کی ولادت رمضان میں نسبانی جائے کیونکہ
ہرچند وہ فریقین میں مشہور ہے مگر کسی خبر معتبر سے مستند نہیں ہے ملخصاً۔
بہرحال بندۂ حقیر کے نزدیک راجح یہ قول ہے کہ ۴ھ ہجری میں شعبان کی پانچویں
تاریخ پنجشنبہ کے دن آپ کی ولادت باسعادت واقع ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب
حالات ولادت کا بیان - علامہ مجلسی نے بحار میں علل الشرائع سے
روایت کی ہے۔ عبدالرحمن بن مثنی ہاشمی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام
سے عرض کی خدا مجھے آپ پر فدا فرمائے امام حسن کی اولاد پر امام حسینؑ کی اولاد کو فضیلت
کہاں سے آئی حالانکہ یہ سب ایک راستے کے چلنے والے اور ایک مکان کے
رہنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں وجہ بیان کروں تو (کیا تم) باور نہ کروگے
سنو ایک مرتبہ امام حسینؑ کی ولادت سے پہلے آنحضرتؐ پر جبرئیل امین نازل ہوئے
اور عرض کی یا رسول اللہ آپ کے لئے ایک فرزند (یعنی نواسہ) پیدا ہوگا جسے آپ کی
امت آپ کے بعد شہید کرے گی آنحضرت نے فرمایا مجھے ایسے فرزند کی ضرورت نہیں ہے،
تین مرتبہ اسی طرح سوال وجواب ہوئے اس کے بعد آپ نے امیرالمومنینؑ کو طلب
کرکے فرمایا یا علی خدائے تعالیٰ کی طرف سے جبرئیل نے مجھے ایسی خبر دی ہے
کہ تمہارے ایک فرزند پیدا ہوگا جسے میرے بعد میری امت قتل کریگی۔ حضرت
امیر نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے ایسے فرزند کی ضرورت نہیں ہے۔ تین مرتبہ یہ
سوال وجواب ہوئے مرتبۂ سوم میں آنحضرت نے فرمایا وہ فرزند ایسا ہوگا جسکی
اولاد میں امامت اور آثار انبیا کی وراثت ہوگی اور وہ خازن علوم اولین وآخرین
ہونگے پھر آنحضرت نے جناب فاطمہ سے ارشاد کیا کہ خلاق عالم تمہیں ایسے فرزند
کی خوشخبری دیتا ہے جسکو میری امت میرے بعد قتل کرے گی جناب سیدہ نے
عرض کی بابا جان مجھے ایسے فرزند کی احتیاج نہیں ہے فاطمہؑ سے بھی تین مرتبہ یہ

گفتگو واقع ہوی۔ ہر مرتبہ جناب سیدہ اسی طرح جواب عرض کرتی تھیں آخر میں حضرت
نے فرمایا کہ وہ فرزند اور اسکی اولاد (بیں کئی مرد) دین کے پیشوا اور میرے علم کے خازن
اور میرے آثار کے وارث ہونگے یہ سنکر سیدہؑ نے عرض کی کہ اب میں راضی ہوی۔ پس
جناب سیدہ امام حسین سے حاملہ ہوئیں اور چھے مہینے کے بعد آپ پیدا ہوئے جو فرزند
کہ ششماہہ پیدا ہوا ہے وہ زندہ نہیں رہا مگر حضرت امام حسین اور حضرت عیسےٰ
علیہما السلام دوسری روایت کی بنا پر حسینؑ اور یحییٰؑ علیہما السلام۔ پس ام سلمہ رضی اللہ عنہما
آپ کی حفاظت کی متکفل ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر روز تشریف فرما ہوکر
اپنی زبان مبارک امام حسین علیہ السلام کے دہن مقدس میں دیتے تھے اور آپ
اسقدر اسے چوستے کہ سیر ہو جاتے تھے پس خلاق عالم نے حسین کے گوشت کو
آنحضرت کے گوشت مبارک سے اُگایا اور امام حسین نے جناب سیدہؑ کا یا اور کسی
عورت کا دودھ نہیں پیا الخ معارج النبوہ میں ملا معین جو موثقین اہل سنت سے ہیں۔ لکھتے
ہیں کہ ایک روز سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز صبح ادا فرما کے اصحاب کی طرف
متوجہ ہوئے اور باشارۂ غیب ان میں سے حضرت امیر کو بعنایت خاص مفتخر فرما کر
ان کو اپنے ہمراہ لئے مسجد سے باہر تشریف لائے اور آپ کے اصحاب اس حال سے
واقف نہ تھے تا آنکہ آنحضرت جناب سیدہ کے بیت الشرف پر تشریف فرما ہوئے اس وقت
علی سے فرمایا کہ تم دروازے پر کھڑے رہو اور کسی کو گھر میں داخل نہونے دینا۔ کیونکہ
اس وقت میرا چھوٹا نواسہ حسین پیدا ہوا ہے اور ملائکہ تہنیت ادا کرنے کے لئے
آرہے ہیں یہ فرماکر حضرت گھر میں داخل ہوئے آپ کے پیچھے مسجد سے حضرت ابوبکر
بھی آرہے تھے جب دیکھا کہ حضرت امیر دروازے پر متوقف ہیں۔ آپ سے آنحضرت
کا حال دریافت کیا امیر المومنین نے فرمایا کہ آپ گھر میں تشریف لے گئے ہیں اور
مجھ سے یہاں ٹھیرنے کو فرمایا ہیں کسی کو اندر نجانے دوں جب حضرت ابوبکرؓ

نے وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے ایک فرزند عطا فرمایا ہے
فرشتے اس کی زیارت کے لئے آرہے ہیں اور مبارکباد کہتے ہیں اس وقت تک
چار لاک چوبیس ہزار فرشتے آچکے ہیں اور بھی آرہے ہیں حضرت ابوبکر کو اس
تعداد کی تعیین سے سخت تعجب ہوا یعنی حضرت امیر کو اس سے کیونکر اطلاع ہوی۔
اسکے بعد تھوڑی دیر میں حضرت عمر و عثمان اور دوسرے اصحاب بھی وہاں جمع ہوگئے
اور یہ سب آنحضرت کے منتظر تھے تا آنکہ آپ باہر تشریف لاکر تمام اصحاب کو اندر لیگئے
حضرت ابوبکر نے جو کیفیت امیر المومنین سے سنی تھی وہ آنحضرت کی خدمت میں عرض
کی آنحضرت نے فرمایا یا علی تمکو اس امر کی کس نے اطلاع دی اور فرشتوں کی تعداد
تمہیں کیونکر معلوم ہوئی آپ نے عرض کی یا رسول اللہ جو گروہ فرشتوں کا آتا تھا وہ اپنی
گنتی ایک خاص لغت میں بیان کرتا تھا میں نے اسکا شمار کیا تو معلوم ہوا کہ اسقدر فرشتے
آچکے ہیں یہ سنکر آنحضرت نے فرمایا زادک اللہ عقلا۔

ایضاً علامہ مجلسی نے بحار میں امالی صدوق رضؒ سے نقل کیا ہے امام جعفر صادق
علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ام ایمن کے ہمسایہ جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کل رات سے ام ایمن بے
اختیار رو رہی ہیں اور ابتک انکا وہی حال ہے کہ رونا تھمتا نہیں یہ سنکر آنحضرت نے
کسی کو بھیجکر ام ایمن کو طلب فرمایا اور ارشاد کیا اے ام ایمن خدا تمہیں کبھی نہ رلائے
مجھے تمہارے محلے والوں نے خبر دی ہے کہ تم رات سے رو رہی ہو اسکی وجہ کیا
ہے۔ ام ایمن نے عرض کی یا رسول اللہ ایک ہولناک خواب میں نے دیکھا ہے اسلئے
روتی ہوں۔ فرمایا وہ خواب مجھ سے بیان کرو کیونکہ خواب کی تعبیر خدا اور رسول بہتر
جانتے ہیں۔ ام ایمن نے عرض کی مجھ پر اس خواب کا بیان کرنا بہت دشوار معلوم
ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کی تعبیر ویسی نہیں ہے جیسی تم سمجھی ہو تم بے خوف

بیان کیم ام ایمن نے عرض کی میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کا بعض عضو میرے گھر میں گر گیا ہے حضرت نے فرمایا تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اے ام ایمن اس کی تعبیر یہ ہے کہ عنقریب فاطمہ کی بطن سے ایک فرزند پیدا ہوگا۔ جسکا نام حسینؑ ہوگا۔ تم اس کی تربیت کروگی اور فی الحقیقت حسینؑ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جو تمہارے گھر میں رہے گا۔

پس جس وقت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو اس کے ساتویں روز آنحضرت کے حکم سے آپ کی سر تراشی کی گئی اور آپ کے بالوں کے وزن کے موافق چاندی کو تصدق کیا اور عقیقہ بھی کیا گیا یعنی بکرا ذبح کیا۔ پھر ام ایمن حضرت کی چادر میں صاحبزادے کو لپیٹ کر آپ کی خدمت میں لائیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ ام ایمن و حسینؑ دونوں کو مرحبا ہے۔ اے ام ایمن دیکھو یہ تمہارے خواب کی تعبیر ہے۔

ایضاً جلاء العیون میں مرقوم ہے کہ شیخ طوسی اور دوسرے محدثین نے بسندہائے معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام متولد ہوئے تو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے اسما بنت عمیس سے فرمایا۔ اے اسما میرے فرزند کو لاؤ اسما کہتی ہیں کہ میں نے حسین کو ایک سفید کپڑے میں لپیٹا اور آپ کی خدمت میں حاضر کیا۔ حضرت نے صاحبزادے کو لے کر اپنے دامن میں لٹایا اور دہنے کان میں اذاں اور بائیں میں اقامہ فرمایا اتنے میں جبرئیل امین نازل ہوئے۔ عرض کی خداوند عالم آپ کو بعد تحفہ سلام ارشاد فرماتا ہے کہ جیسی موسیٰ سے ہارون کی نسبت ہے اسیطرح تم سے علی کی نسبت ہے اس لئے اس فرزند کا نام ہارون کے چھوٹے فرزند شبیرؑ کے نام پر رکھو۔ پس آپ عربی زبان کے لحاظ سے حسین نام رکھیے۔ حضرت نے حکم خدا کی تعمیل کی اور اپنے نواسے کا بوسہ لیا اور روئے پھر فرمایا تجھے مصیبت عظیم درپیش ہے۔ اے خدا تو اس فرزند کے قاتل پر لعنت کر اس کے بعد اسما سے کہا۔ اے اسما یہ کیفیت

فاطمہ سے بیان نکرنا جب ساتواں روز ہوا تو پھر حضرت تشریف فرما ہوئے اور اپنے
نواسے کو طلب کر کے عقیقے میں ایک گوسپند کو ذبح فرمایا اسکی ایک ران دائی کو
عنایت فرمائی پھر صاحبزادے کا سر منڈھوایا اور بالوں کے برابر چاندی تول کر تصدق
کی اور خلوق ان کے سر پر ملا (وہ ایک خوشبو چیز ہے جو زعفران وغیرہ سے بنتی
ہے) اور فرمایا اے فرزند تیرا قتل مجھ پر کسقدر گراں ہے یہ فرما کر بہت روئے
اسمانے عرض کی۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ کیا کیفیت ہے جو آپ نے
روز اول بھی بیان فرمائی۔ اب بھی بیان فرماتے ہیں اور خوشی کے عوض
روتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا میں اپنے اس فرزند دلبند پر گریہ کرتا ہوں کہ
قبیلۂ بنی امیہ سے ایک گروہ کافر و ظالم اسکو قتل کریگا۔ خدائے تعالیٰ میری
شفاعت سے اس گروہ کو محروم رکھے۔ اس فرزند کو وہ شخص کیا قتل کرے گا
بلکہ دین خدا میں رخنہ ڈال دیگا اور خداوند عظیم کی نسبت کافر ہو جائیگا۔ اے
پروردگار میں تجھ سے اپنے ان دونوں بچوں کے حق میں وہ بات چاہتا ہوں
اور دعا کرتا ہوں جو ابراہیم پیغمبر نے اپنی ذریت کے حق میں دعا کی تھی۔ خداوندا
تو ان کو دوست رکھ اور ان کے دوستوں کو دوست رکھ اور جو شخص ان سے
دشمنی کرے تو اس پر ایسی لعنت کر جو لعنت آسمانوں اور زمین کو پر کردے۔
صاحب ناسخ التواریخ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت
کے زمانے میں اسما بنت عمیس کہ جعفر طیّار کی بیوی تھیں اپنے شوہر کے
ہمراہ حبشہ میں تھیں بروز فتح خیبر حبشہ سے آئیں۔ ہاں ان کی بہن سلمے بنت
عمیس مدینے میں موجود تھیں۔ لہذا اس حدیث کے راوی وہی ہیں نہ اسما۔ اور
علامہ مجلسی بحار کی دسویں جلد میں جناب سیدہ علیہا السلام کی تزویج کے
بیان میں ایک حدیث جس میں اسما بنت عمیس کا بھی ذکر ہے نقل کر کے لکھتے ہیں

کہ صاحب کشف الغمہ نے کہا ہے وذکر اسماء بنت عمیس فی ھذا الحدیث غیر صحیح (الی ان قال) وان اسماء التی حضرت فی عرس فاطمہ انما ھی اسما بنت یزید بن السکن الانصاری واسماء بنت عمیس مع زوجھا جعفر بالحبشہ وقدم بھا یوم فتح خیبر سنۃ سبع یعنی اس حدیث میں اسماء بنت عمیس کا ذکر غلط ہے جو اسماء کہ جناب سیدہ کی عروسی میں شریک تھی وہ اسماء بنت یزید بن سکن انصاری تھی اور اسما بنت عمیس اپنے شوہر جعفر طیار کے ساتھ اس زمانے میں حبشہ میں تھیں بروز فتح خیبر ۷ھ ہجری میں جعفر مع اسما بنت عمیس آنحضرت کی خدمت میں فائز ہوئے۔

ناسخ التواریخ میں مدینۃ المعاجز سے بروایت عبداللہ بن عباس نقل کیا ہے اور کتاب ریاض الشہادۃ میں بھی مرقوم ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عبداللہؓ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ جناب فاطمہ علیہا السلام کو جس وقت دردزہ شروع ہوا تو خداوند عالم نے ایک حوریہ پر جس کا نام لعبا تھا وحی کی۔ اے لعبا زمین پر اتر اور ہمارے حبیب محمد مصطفےٰؐ کی دختر فاطمہ کی موانست اختیار کر۔ ہمارے برگزیدہ اور حجۃ کے تولد میں فاطمہ کی معین رہ۔ تا اس پر وضع حمل آسان ہو۔ یہ حوریہ نہایت خوبصورت تھی۔ اہل بہشت جب چاہتے تھے کسی حسین کو دیکھیں تو لعبا کو دیکھا کرتے تھے اس کی خدمت میں ستر ہزار کنیزیں تھیں اور ستر ہزار قصر اس کے اختیار میں تھے۔ دوسری ستر ہزار حوریں دوسرے مکانوں میں اس کے محکوم اور ستر ہزار حجرے انواع جواہر سے آراستہ اس کے علاقے میں تھے مگر لعبا کا خاص مکان تمام مکانوں سے بلند تھا۔ جس وقت بہشت کی طرف نظر کرتی تھی تو اس کے نور جمال سے تمام بہشت روشن اور منور ہو جاتا تھا۔ اور نیز حق تعالیٰ نے خازن بہشت کو حکم دیا کہ جو مولود ہمارے حبیب کے گھر اب پیدا ہوتا ہے اس کے ولادت کی

تہنیت میں بہشت کو آراستہ کر۔ دوسرے فرشتوں پر حکم صادر ہوا کہ تسبیح و تقدیس الٰہی کے لئے اپنی صفیں جمائیں۔ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل پر وحی نازل ہوی کہ فرشتوں کے ہزار قبائل جو ہر قبیلہ ہزار ہزار فرشتوں کا ہو اپنے ہمراہ لے کر زمین پر اُتریں۔ پس تمام ملائک نے زمین پر نزول کیا۔ لعبا بھی جناب سیدہ کی خدمت میں حاضر ہوی اور عرض کیا مرحبا بک یا بنت محمدؐ کیف حالکؑ جناب سیدہ نے فرمایا الحمد للہ خیر ہے۔ یہ کہکر سیدہ بہت محجوب ہویں کیونکہ کوئی فرش لعبا کے بیٹھنے کے لائق گھر میں نہ تھا آپ اسی فکر میں تھیں کہ ناگاہ ایک حوریہ بہشت سے ایک عمدہ قالین لئے ہوئے حاضر ہوی۔ اور جناب سیدہ کے بیت الشرف میں اسے بچھایا۔ لعبا اسپر بیٹھی اس کے بعد قریب طلوع آفتاب جناب امام حسین علیہ السلام سیدۂ طاہرہ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ لعبا نے بعوض قابلہ اس مولود مسعود کو اپنی گود میں لیا۔ نال کو جدا کیا اور بہشت کے ایک رومال سے آپ کے جسم مطہر کو خشک کیا۔ آپ کی آنکھوں کے بوسے لئے اور آپ کے دہن مقدس میں اپنا لعاب دہن ڈال کر کہا اے شہید کربلا خدا وند عالم آپ کو اور آپ کے والدین کو برکت عنایت فرمائے۔ اس کے بعد جبرئیل امین نے ایک نگاہ حسرت سے امام حسینؑ کو دیکھا اور گریاں ہوئے۔ ان کے رونے سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام فرشتے رونے لگے۔ جبرئیل نے بعد مبارکباد عرض کی یا رسول اللہ اپنی دختر طاہرہ فاطمہ زہرا کو میرا اسلام پہنچایئے اور فرمایئے کہ اس مولود کا نام حسین رکھیں۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے اس کا نام حسین رکھا ہے حضرت نے فرمایا اے جبرئیل مجھے مبارکباد بھی دیتے ہو اور پھر گریہ بھی کرتے ہو۔ جبرئیل نے کہا ہاں خدائے تعالیٰ اس مولود کے بارے میں (یعنی اسکے قتل کے عوض) آپ کو اجر عطا فرمائے حضرت نے فرمایا اے حبیب اے جبرئیل

کون شخص اسکو قتل کریگا جبرئیل نے عرض کی بدترین امت پھر وہ آپ کی شفاعت کی
امید بھی رکھیں گے۔ خدائے تعالیٰ ان کو آپ کی شفاعت سے محروم رکھے۔ حضرت
نے فرمایا وہ لوگ ناامید ہوے اور عذاب خدا میں داخل کیئے گئے۔ پھر حضرت
جناب سیدہ کے پاس تشریف لائے خدا کا سلام پہنچایا اور فرمایا اس فرزند کا نام حسین
رکھنا پس آپ مبارکباد کہتے تھے اور روتے جاتے تھے۔ سیدہ نے عرض کی باباجان
آپ مبارکباد بھی کہتے ہیں اور گریہ بھی فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا ہاں اے
پارۂ جگر خدا تمہیں اس فرزند کے بارے میں اجر عطا فرمائے یہ سنکر سیدہ نے
ایک چیخ ماری اور رونا شروع کیا۔ لعبا اور تمام حوروں اور کنیزوں نے رونے
میں آپ کی موافقت کی پھر سیدہ نے عرض کی باباجان کونسا آدمی میرے فرزند
کو قتل کریگا۔ کونسا ظالم میری آنکھوں کے نور کو شہید کریگا۔ کونسا سنگدل میرے
دل کے میوے کو ہلاک کریگا حضرت نے فرمایا وہ لوگ جو بدترین امت ہیں وہ
رحمت خدا سے دور اور عذاب الہی میں داخل کیئے جائیں گے۔ سیدہ نے
کہا باباجان بعد سلام آپ جبرئیل سے پوچھئے کہ یہ فرزند کس مقام پہ شہید ہو گا۔
جبرئیل نے کہا اس زمین پر جس کا نام کربلا ہے۔ وہاں حسین استغاثہ و فریاد کرینگے
مگر کوئی ان کی فریاد کو نہ پہنچیگا اور کوئی شخص ان کی مدد نہ کریگا پس جو شخص ان کی
مدد نکرے اس پہ خدا کی اور تمام فرشتوں کی لعنت ہے مگر آپ فاطمہ سے
فرما دیجے اور خوشخبری سنائے کہ حسین کی صلب سے نو امام پیدا ہونگے
پھر جبرئیل نے ہر ایک امام کا نام بیان کیا تا آنکہ صاحب الامر علیہ السلام کے
ذکر پر پہنچے اسوقت کہا کہ امام مہدی آخر زمانے میں حضرت عیسٰیؑ کے ساتھ
ظہور فرمائیں گے۔ یہ نو امام چراغ ہدایت ہیں اور خدائے تعالیٰ و مخلوقات کے
مابین ریسمان متصل یعنی وسیلہ وحجۃ ہیں ان کا دوست اسی دوستی کے سبب داخل

جنت ہوگا۔ انکا دشمن اسی دشمنی کی وجہ سے داخل جہنم ہوگا۔ الخ

مؤلف کہتا ہے کہ حقیر نے لعبا کے لفظ کی تحقیق کے لئے اکثر کتب لغات کو معائنہ کیا مگر کسی کتاب میں اس لفظ کو نہ پایا۔ ناسخ التواریخ مطبوع بمبئی میں یہ لفظ (ی) سے لکھا ہے یعنی لَعْیا اور ریاض الشہادۃ میں (ب) سے اگر یہ لفظ (ی) سے صحیح ہو تو اسکے ایسے معنی جو نام سے مناسب ہوں نہیں پائے جاتے اور اگر یہ لفظ بائے موحدہ سے صحیح ہو تو مادہ اس کا لعب ہوگا اور لُعْبًا بضم لام صیغۂ مونث افضل التفضیل بروزن کبریٰ یعنی بہت کھیلنے والی عورت واللہ اعلم بالصواب۔ مگر اس صورت میں اس طرح لکھنا چاہیے (لُعْبیٰ) ہاں اگر لَعِبَ کو صفۃ قرار دیں تو اس کی مونث لَعْبَاء بروزن حمراء ہو سکتی ہے۔

روایت فطرس

علامہ مجلسی جلاء العیون میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابنِ بابویہ۔ و ابنِ قولویہ و ابن شہر آشوب نے بسند ہائے معتبر (جنکی تفصیل بحار الانوار میں ہے) حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے خلاق عالم نے جبرئیل کو حکم دیا کہ ہزار فرشتے اپنے ساتھ لیکر زمین پر نازل ہو اور خدا کی طرف سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبارکباد کہے۔ جبریل علیہ السلام اترتے ہوئے ایک فرشتے کے پاس سے گزرے جو دریا کے ایک جزیرے میں مقیم تھا اس کو فطرس کہتے تھے۔ یہ فرشتہ پہلے حاملان عرش الٰہی سے تھا ایک مرتبہ خلاق عالم نے اسکو کسی بارے میں حکم دیا اس نے تعمیل میں کسی قدر تاخیر کی غضب الٰہی جوش میں آیا اور اس فرشتے کے پر توڑ کر ایک جزیرے میں ڈالدیا اس نے اُس جزیرے میں سات برس خدائے تعالیٰ کی عبادت کی تا آنکہ امام حسین علیہ السلام متولد ہوئے۔

بروایت دیگر حق تعالیٰ نے اسے عذاب دنیا و عذاب آخرت میں مخیر کیا اس فرشتے نے

عذاب دنیا کو اختیار کیا۔ خدائے تعالیٰ نے اسکو اس جزیرے میں پلکوں پر لٹکا دیا کوئی حیوان اس کے پاس سے نہیں گذرتا تھا اور ہمیشہ اس کے نیچے سے ایک بدبودار دھواں بلند ہوتا تھا۔ بہرحال جب اس فرشتے نے دیکھا کہ جبرئیل امین فرشتوں کو ساتھ لئے زمین پر جا رہے ہیں۔ پوچھا اے جبرئیل کہاں کا ارادہ ہے جبرئیل نے کہا حضرت محمد مصطفیٰ کو خدائے تعالیٰ نے ایک نعمت عطا کی ہے مجھے حکم ہوا ہے کہ آپ کی خدمت میں خدا کی طرف سے اور اپنی طرف سے تہنیت ادا کروں۔ فطرس نے کہا اے جبرئیل مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو شاید آنحضرت میرے لئے دعا کریں جبرئیل فطرس کو اپنے ساتھ لیکر حضرت کی خدمت میں پہنچے اور خدائے تعالیٰ کی طرف سے اور اپنی طرف سے مبارکباد کہی۔ پھر فطرس کا حال عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا اس سے کہو کہ اس مولود مبارک سے اپنا جسم ملے اور اپنے مقام پر چلا جائے۔ فطرس نے اپنا جسم حضرت امام حسینؑ کے جسم مبارک سے ملا (باعجاز حضرت) فوراً اس کے پر نکل آئے اور وہ آسمان پر چلا گیا (دوسری روایت میں ہے کہ) جب آسمان پر پہنچا تو کہتا تھا۔ من مثلی وانا عتاقة الحسین بن علی وفاطمه وجده احمد الحاشر یعنی میرے مانند کون ہے کہ میں اس حسین کا آزاد کیا ہوا ہوں جن کے پدر بزرگوار حیدر کرّار اور جن کی والدہ فاطمہ زکیہ اور جن کے نانا احمد مختار ہیں۔ پھر جبرئیل نے خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ پیام پہنچایا کہ یا رسول اللہ آپ کی امت آپ کے اس فرزند کو قتل کریگی۔ اس کا بدلہ میرے پاس یہ ہے کہ جو اس کی زیارت کرے میں اس کا ثواب اس زیارت کرنے والے کو عطا کرونگا۔ اور جو اسپر سلام کرے میں اسکا سلام اسے پہنچاؤنگا۔ اور جو اس پر صلوات بھیجے میں اُس کی صلوات اسے پہنچاؤنگا یہ کہکر جبرئیل آسمان پر چلے گئے۔

ایضاً فاضل مجلسیؒ نے جلاء العیون میں لکھا ہے کہ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر

حکایت دردائیل

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کی مخلوقات میں ایک فرشتہ ہے جس کا نام دردائیل ہے اس کے سولہ ہزار پر ہیں۔ ہر پر سے دوسرے پر تک آسمان وزمین کے بیچ کی مسافت ہے۔ ایک روز اس کے دل میں ایک ایسی بات گذری جو خدا کی عظمت وجلال کے مناسب نہ تھی اس لئے خلاق عالم نے اس کے پردوں کو مضاعف کر دیا اور اس کی طرف وحی فرمائی کہ پرواز کر اس نے پانسو برس تک پرواز کی مگر اس کا سر عرش کے ایک قائمہ کو بھی نہ پہنچا جب خدائے تعالیٰ کو معلوم ہوا کہ وہ تھک گیا ہے ارشاد کیا کہ اپنے مقام پر پلٹ جا میں خدائے عظیم اور سب سے بڑا ہوں مجھ سے بلند تر کوئی چیز نہیں نہ میں محتاج کسی مکان کا ہوں نہ میری بلندی بلندی مکانی ہے۔ پھر خدائے تعالیٰ نے اس کے تمام پر لے لئے اور فرشتوں کی صفوں سے اسے نکالدیا۔ جب جمعہ کی شب کو حسینؑ بن علیؑ پیدا ہوئے خلاق عالم نے مالک خازن جہنم کو حکم دیا کہ اہل جہنم پر آتش جہنم کو خاموش کر دے یہ اس مولود کی خاطر ہے جو محمدؐ کے لئے پیدا ہوا ہے۔ اور رضوان خازن بہشت کو حکم ہوا کہ اس مولود کی کرامت کے سبب بہشت کو آراستہ کرے اور تمام حوروں پر وحی ہوئی کہ اس فرزند کی برکت کی وجہ سے تم اپنے کو آراستہ کرکے ایک دوسرے کی ملاقات کے لئے جاؤ اور تمام فرشتوں کو ارشاد ہوا کہ اس مولود کی خاطر سے اپنی صفیں درست کریں اور تسبیح وتحمید وتمجید وتکبیر میں مشغول ہوں پھر جبرئیل پر وحی کی کہ اے جبرئیل تم ہزار گروہ فرشتوں کے جو ہر گروہ ہزار فرشتوں کا ہو اور سب کے سب ابلق گھوڑوں پر سوار رہیں اپنے ساتھ لیکر ہمارے پیغمبر محمدؐ کے پاس جاؤ ان فرشتوں کے علاوہ اور ملائکہ روحانی کو جن کے ہاتھ میں حربہائے نورانی ہوں ہمراہ رکھو اور اس تجمل اور زینت کے ساتھ پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے فرزند کے بارے میں تہنیت اور مبارکباد کہو یہ بھی کہو کہ میں نے

اس مولود کا نام حسین رکھا ہے اس کے بعد انہیں تعزیت بھی کہنا اور بیان کرنا کہ یارسول اللہ آپ کی امت کے اشقیا جو بدترین حیوانات پر سوار ہونگے حسین کو قتل کرینگے۔ اس شخص پر عذاب ہے جو اسے قتل کرے اور جوان کو اور ان کی سواریوں کو مہیا کرے اور جو ساتھ لیجائے ان سب پر عذاب ہے۔ میں حسین کے قاتل سے بیزار ہوں اور وہ مجھ سے بیزار ہے۔ کوئی گناہگار صحرائے محشر میں ایسا نہ آئیگا جس کا گناہ حسین کے قاتل سے زیادہ ہو بلکہ حسین کے قاتل کا گناہ سب عاصیوں سے زیادہ ہوگا حسین کے قاتل کو بروز قیامت مشرکوں کے ساتھ جنہوں نے خدائے برحق کے ساتھ اور خدا ٹھیرائے ہیں داخل جہنم کیا جائیگا۔ بہشت مطیعان خدا کا اس قدر مشتاق نہیں جس قدر کہ دوزخ حسین کے قاتل کا مشتاق ہے۔ پس جس وقت جبرئیل امین آسمان سے زمین پر آتے تھے راہ میں دردائیل سے ہو کر گذرے دردائیل نے کہا اے جبرئیل یہ کیا واقعہ ہے جو میں اس شب آسمان میں دیکھ رہا ہوں کیا قیامت قائم ہوئی ہے جبرئیل نے کہا نہیں قیامت تو قائم نہیں ہوئی مگر دنیا میں پیغمبر خدا کے لئے ایک فرزند متولد ہوا ہے اس کی تہنیت کے لئے خدائے تعالیٰ نے ہم کو روانہ فرمایا ہے دردائیل نے کہا اے جبرئیل میں تمہیں اس پروردگار کی قسم دیتا ہوں جس نے تمہیں اور مجھے خلق فرمایا ہے کہ جب تم آنحضرت کی خدمت میں پہنچنا آپ کو میرا سلام پہنچانا اور عرض کرنا یارسول اللہ آپ کو میں اس فرزند مبارک کا واسطہ دیتا ہوں آپ میرے لئے خلاق عالم سے دعا کیجئے کہ وہ مجھ سے خوشنود ہو۔ میرے پر مجھے عطا فرمائے اور مجھے فرشتوں کے حلقوں میں میرے مقام پر پہنچائے۔ پس جبرئیل نازل ہوئے اور حکم خدا کے موافق آنحضرت کی خدمت میں تہنیت اور تعزیت ادا کی حضرت نے فرمایا کیا میری امت اسے قتل کریگی جبرئیل نے عرض کی جی ہاں۔ آپ نے فرمایا وہ لوگ میری امت سے نہیں ہیں میں ان سے بیزار ہوں اور خدا ان سے بیزار ہے۔ جبرئیل نے کہا یارسول اللہ میں بھی ان سے بیزار ہوں۔ پھر

آنحضرت جناب سیدہ کے پاس تشریف فرما ہوئے مبارکباد کہی اور یہ سنا دیا۔ سیدہ
رونے لگیں۔ کہا کاش یہ فرزند پیدا نہوتا۔ حسین کا قاتل آتش جہنم میں ہے حضرت
نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک وہ جہنم میں ہے مگر اے فاطمہ حسین قتل
نہو گا جب تک کہ اس کے صلب سے ایک امام پیدا نہو اور وہ امام ایسا ہو گا کہ
حسین کے بعد تمام ائمہ ہدایت کنندہ اس سے متولد ہونگے۔ پھر حضرت نے
فرمایا کہ میرے بعد علی امام اور ہادی ہیں۔ ان کے بعد حسن (امام اور) مہتدی ہیں
ان کے بعد حسین (امام اور) ناصر ہیں ان کے بعد علی بن الحسین ہیں کہ منصور ہیں
ان کے بعد محمد بن علی ہیں کہ شافع ہیں۔ ان کے بعد جعفر بن محمد ہیں کہ نفاع ہیں۔
ان کے بعد موسیٰ بن جعفر ہیں کہ امین ہیں۔ ان کے بعد علی بن موسی الرضا ہیں۔
ان کے بعد محمد بن علی فعال ہیں ان کے بعد علی بن محمد مؤتمن ہیں۔ ان کے بعد
حسن بن علی علام ہیں۔ ان کے بعد وہ شخص ہے جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز
پڑھیں گے۔ یہ سنکر جناب فاطمہؑ نے رونا موقوف کیا۔ پھر جبرئیل نے دردائیل
کا پیام پہنچایا اور جو بلا اس پر آئی تھی اس کی کیفیت بھی عرض کی۔ آنحضرت نے
امام حسینؑ کو اپنے ہاتھوں پر لیا اُس وقت اس صاحبزادے کو ایک اون کے کپڑے
میں لپیٹا تھا اور آسمان کی طرف بلند فرما کر عرض کی خداوندا اس فرزند کا جو حق تجھپر
ہے اسکا واسطہ دیتا ہوں بلکہ تیرا حق جو اس فرزند پر اور اس کے باپ پر اور اُسکے
نانا محمد پر اور ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب پر ہے اس کا واسطہ دیتا ہوں کہ
اگر حسینؑ کی کوئی قدر تیرے نزدیک ہے تو دردائیل سے راضی ہو جا۔ پس حقتعالیٰ
نے آنحضرتؐ کی دعا قبول فرمائی دردائیل کو بخشدیا اسکو پر عطا فرمائے اور صفوف
ملائکہ میں اس کی جگہ اسے مرحمت کی۔ آسمانوں میں وہ فرشتہ آزاد کردہ حسین کے
نام سے معروف ہے۔ **مؤلف** کہتا ہے کہ اسی طرح ایک اور فرشتے کی حدیث

جس کا نام صلصائیل ہے بحار الانوار میں بروایت مفصل منقول ہے۔

روایت صفیہ

جلاء العیون میں لکھا ہے کہ ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے بسند معتبر صفیہ بنت عبد المطلب سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں حسین بن علی کی قابلہ تھی جب آپ پیدا ہوئے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے پھپی۔ میرے فرزند کو لاؤ میں نے کہا یا رسول اللہ ابھی میں نے اسے پاک نہیں کیا حضرت نے فرمایا کیا تم اسے پاک کرتی ہو۔ خود خدا نے اسے پاک اور طاہر فرمایا ہے۔ پس میں نے حسین کو آپ کی خدمت میں حاضر کیا حضرت نے اپنے دامن میں انہیں لے لیا اور اپنی زبان مبارک اُن کے دہن میں داخل فرمائی حسینؑ اسکو چوستے تھے مجھے یقین ہے کہ حضرت کی زبان سے دودھ اور شہد حسین کے منہ میں جاری ہوتا تھا پس حضرت نے اپنے فرزند کو اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ کا بوسہ لیکر مجھے دیدیا اور روکر فرمایا اے فرزند خدا ئے تعالیٰ اس گروہ پر لعنت فرمائے جو تجھے شہید کرے اس کلام کو تین مرتبہ فرمایا میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کون اسکو قتل کریگا۔ حضرت نے فرمایا ظالمین بنی امیہ کے باقی ماندہ لوگ اسے قتل کریں گے۔ کذا فی البحار عن الامالی۔

مؤلف کہتا ہے کہ اس امر میں اختلاف ہے کہ حضرت امام حسینؑ کو سب سے پہلے کس بی بی نے جناب رسالتمآب صلعم کی خدمت میں حاضر کیا چونکہ روایتوں میں کئی بی بیوں کے نام وارد ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعے مکرر ہوئے ہیں۔ اور سب نے یکے بعد دیگرے اس سعادت کو حاصل کیا ہے۔

اسم مبارک

احادیث معتبرہ کثیرہ مستفیضہ بین الفریقین اس پر دلالت کرتے ہیں

کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحکم خلاق عالم اپنے چھوٹے نواسے کا
نام حضرت ہارون علیہ السلام کے چھوٹے فرزند شبیر کے نام پر حسین رکھا۔ لغت میں
شبیر کے معنی حسین کے ہیں اس کے ثبوت میں شیعہ کی بعض حدیثیں گزر چکیں علمائے
اہل سنت سے واعظ نے شرف المصطفیٰ میں اور سمعانی نے فضائل الصحابہ میں لکھا
ہے کہ جب حسین متولد ہوئے تو جبریل نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کی یا محمدؐ
العلی الاعلیٰ یقرئك السلام ویقول علی منك بمنزلة هارون
من موسیٰ ولا نبی بعدك سمّ ابنك هذا باسم ابن هارون قال
وما اسم هارون یا جبرئیل قال شبیر یا رسول اللہ خلاق عالم بعد
تحفۂ درود وسلام ارشاد فرماتا ہے کہ علی کی نسبت آپ سے ایسی ہے جیسی ہارون
کی موسیٰ سے پس آپ اپنے فرزند کا نام ہارون کے فرزند کے نام پر رکھئے۔
حضرت نے فرمایا اے جبرئیل فرزند ہارون کا کیا نام تھا جبرئیل نے کہا شبیر۔
اور محب طبری سنی نے کتاب ذخائر العقبیٰ میں لکھا ہے حضرت امیر سے مروی ہے
کہ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا میں نے اپنے نواسوں کے نام ہارون کے
فرزندوں شبّر و شبیر و مشبّر کے ناموں پر رکھے ہیں۔ اس کو احمد حنبل اور ابو حاتم
نے روایت کیا ہے۔ اور قریب اس کے طبرانی و دارقطنی حاکم بیہقی اور ابن عساکر
نے نقل کیا ہے اور سیوطی نے تاریخ الخلفا میں لکھا ہے قال المفضل ان اللہ
حجب اسم الحسن والحسین حتی سمی بهما النبیؐ ابنیه یعنی
مفضل نے کہا ہے کہ خلاق عالم نے حسن وحسین کے ناموں کو پردۂ اختفا میں رکھا
تھا یہاں تک کہ سید عالم نے اپنے دونوں بیٹوں کے یہ نام رکھے۔ اور صواعق محرقہ
میں ابن حجر مکی نے بروایت بغوی و عبد الغنی سلمان فارسی سے نقل کیا ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سمّی هارون ابنیه شبراً و شبیراً

وانّی سمّیت ابنی حسنا وحسینا کما سمّی ھارون۔ وسیلۃ النجاۃ

ایضاً ذخائر العقبیٰ میں مرقوم ہے اسما کہتی ہیں کہ میں فاطمہؑ کی دائی تھی جب حسن پیدا ہوئے تو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے میں نے بچے پر ایک زرد کپڑا لپیٹ کر آپ کی خدمت میں حاضر کیا آپ نے وہ زرد کپڑا نکال کر پھینکدیا اور فرمایا سفید کپڑا لپیٹو میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اس وقت آپ نے اپنے فرزند کو لیکر دہنے کان میں اذان فرمائی اور بائیں کان میں اقامہ کہا اور ارشاد کیا کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا یا رسول اللہ خدائے تعالےٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ جیسے موسیٰ سے ہارون کی نسبت ہے اسیطرح تم سے علی کی نسبت ہے پس تم اپنے اس فرزند کا نام ہارونؑ کے فرزند شبر کے نام پر رکھو پس حضرت نے اس فرزند کا نام حسن رکھا اور جب حسین پیدا ہوئے تو پھر آنحضرت تشریف لائے اور مولود مسعود کے دہنے کان میں اذان بائیں کان میں اقامہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ جبرئیل خدا کی طرف سے مجھے بعد سلام کہتے ہیں کہ اس فرزند کا نام ہارونؑ کے فرزند شبیر کے نام پر رکھئے پھر آپ نے اپنے اس فرزند کا نام حسین رکھا رواہ الامام علی بن موسےٰ الرضاؑ انتہیٰ۔

ایضاً علامہ مجلسی نے جلاء العیون میں بیان ولادت امام حسن علیہ السلام میں لکھا ہے کہ ابن بابویہ قدس سرہ نے بسند معتبر۔ امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امام حسنؑ پیدا ہوئے تو جناب سیدہؑ نے حضرت امیر سے عرض کی کہ اس بچہ کا کوئی نام رکھئے۔ حضرت امیرؑ نے فرمایا میں اس امر میں جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء پر سبقت نہیں کرسکتا۔ پس کسی نے حسن کو ایک زرد کپڑے میں لپیٹ کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر کیا۔ حضرت نے فرمایا میں بچوں کو زرد کپڑوں میں لپیٹنے سے منع کرچکا ہوں یہ فرماکر وہ کپڑا پھینک دیا اور

خود آپ نے ایک سفید پارچہ امام حسن پر لپیٹ کر حضرت امیر سے فرمایا کیا تم نے کوئی نام
اس کا رکھا ہے حضرت امیر نے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ پر سبقت نہیں کر سکتا
آنحضرت نے فرمایا میں بھی خلاق عالم پر سبقت نہیں کر سکتا۔ پس خدائے تعالیٰ
نے جبرئیلؑ پر وحی بھیجی کہ ہمارے پیغمبر محمد کے لئے ایک فرزند پیدا ہوا ہے
تم زمین پر جاؤ اور میرا سلام پہنچا کر تہنیت اور مبارکباد کہو پھر کہنا کہ جس طرح
ہارون موسیٰ سے نسبت رکھتے ہیں۔ اسیطرح علی تم سے نسبت رکھتے ہیں۔
پس اس فرزند کا نام ہارون کے فرزند کے نام پر رکھو۔ جبرئیل نازل ہوئے
اور تہنیت کے بعد عرض کی خداوند عالم نے آپ کو حکم کیا ہے کہ اس مولود کا نام
فرزند ہارون کے نام پر رکھیں حضرت نے فرمایا ہارون کے فرزند کا کیا نام تھا جبرئیل
نے کہا شبر۔ آپ نے فرمایا میری زبان عربی ہے۔ جبرئیل نے کہا حسن نام رکھئے کہ
حسن کے معنی لغتہ عبری میں شبر کے ہیں۔ پس حضرت نے اس فرزند کا نام حسنؑ
رکھا۔ اور جب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو پھر خلاق عالم نے جبرئیل کو
حکم دیا کہ ہمارے نبی کے لئے ایک اور فرزند پیدا ہوا ہے۔ تم جاؤ اور اُن سے
مبارکباد کے بعد کہو کہ اس فرزند کا نام ہارون کے دوسرے فرزند کے نام پر رکھیں
جبرئیل امین نازل ہوئے اور تہنیت کے بعد خدائے علّام کا پیغام حضرت خیر الانام
کو پہنچایا حضرت نے فرمایا اس فرزند کا کیا نام تھا جبرئیل نے عرض کی شبیر۔ حضرت
نے فرمایا میری زبان عربی ہے جبرئیل نے کہا کہ حسین نام رکھئے۔ پس اس صاحبزادے
کا نام حسین رکھا۔

ایضاً مجلسی نے اسی کتاب میں لکھا ہے کہ ابن شہر آشوب نے اہل سنت
کی کتابوں سے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ (آنحضرت کی وفات کے
بعد) ایک راہب اونٹ پر سوار مدینے میں آیا اور کہا مجھے حضرت فاطمہؑ کے مکان کا

پتا بتاؤ جب آپ کے بیت الشرف پر حاضر ہوا عرض کی اے دختر رسول خدا مجھے اپنے دونوں فرزندوں کو دکھلائیے جناب سیدہ نے حسن وحسین کو باہر روانہ فرمایا راہب نے دونوں صاحبزادوں کو پیار کیا اور رو کر کہا ان کا نام توریت میں شبر وشبیر ہے اور انجیل میں طاب وطیب۔ پھر جناب رسالتمآب کے صفات دریافت کئے جب ان صفات کو اپنی کتاب کے موافق پایا فوراً کلمۂ شہادت پڑھکر مسلمان ہو گیا۔

مولف کہتا ہے کہ علامہ مجلسی نے بحار میں شبر وشبیر کی تحقیق میں لکھا ہے قال الفیروزابادی شبر کبقم وشبیر کقمیر ومشبر کمحدث ابناء هارون یعنی شبر بقم کے وزن پر ہے اور شبیر قمیر کے وزن پر۔ بقم بفتح بائے موحدہ وتشدید قاف ایک درخت کی لکڑی کا نام ہے جس سے رنگتے ہیں اور قمیر قمر کا مصغر ہے بروزن زبیر۔ اس سے ثابت ہوا کہ شبیر بضم شین وبتخفیف بائے موحدہ مفتوحہ ہے مگر منتخب اللغات میں لکھا ہے کہ شبیر بالفتح وکسر یا۔ مؤلف کے نزدیک ظاہراً یہ غلط ہے مگر شعرائے عجم وارد وشبیر بفتح شین وکسر بائے موحدہ مشددہ اشعار میں باندھتے ہیں اور ہندوستان میں یہی مشہور ہے۔

ایضاً مجلسی جلاء العیون میں کہتے ہیں کہ ابن شہر آشوب نے یہ بھی روایت کی ہے کہ حسن وحسین علیہم السلام سے پہلے کوئی فرد بشر ان ناموں سے مسمیٰ نہیں ہوا اور یہ ان کے معجزات سے ہے۔ جسطرح سے کہ پہلے محمد وعلی بھی کسی کا نام نہ تھا او خدائے تعالیٰ نے یحییٰ علیہ السلام کے وصف میں بیان فرمایا ہے کہ ان سے پہلے کسی کا نام یحییٰ نہ تھا اور سیوطی نے تاریخ الخلفا میں لکھا ہے اخرج ابن سعد عن عمران بن سلیمان قال الحسن والحسین اسمان من اسماء اهل الجنة ما سمیت العرب بهما فی الجاهلیة یعنی حسن وحسین کے نام اہل جنت کے ناموں سے مشتق ہیں ایام جاہلیت میں کسی شخص نے یہ نام نہیں رکھے۔

اور بحار میں علامہ مجلسی نے مسند احمد حنبل اور مسند ابو یعلی سے نقل کیا ہے کہ جب امام حسن پیدا ہوئے تو حضرت امیر نے آپ کا نام حمزہ رکھا اور جب امام حسین پیدا ہوئے تو آپ کا نام جعفر رکھا۔ حضرت امیر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آنحضرت نے مجھے طلب کر کے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ ان بچوں کے نام بدل دوں۔ میں نے عرض کی خدا اور رسول اعلم ہیں۔ پس حضرت نے ان دونوں کے نام حسن و حسین رکھے۔

مؤلف کہتا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسین کی ولادت تک امام حسن کا نام حمزہ تھا اور دونوں صاحبزادوں کے نام حضرت امیر نے حمزہ و جعفر رکھے تھے حالانکہ یہ روایت احادیث کثیرہ معتبرہ کی جن کی تفصیل بحار میں ہے مخالف ہے لہذا...... غیر معتبر و مطروح ہے۔ اسی طرح وہ حدیث بھی صحیح نہیں جس میں مذکور ہے کہ حضرت امیر نے اپنے فرزندوں کا نام پہلے حرب رکھا تھا۔

کنیت مبارکہ و القاب شریفہ و انگشتر و نقش نگیں

علامہ مجلسی نے جلاء العیون میں لکھا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ بعض نے ابو علی بھی کہا ہے۔ اور آپ کے القاب شریفہ۔ رشید۔ طیب۔ وفی سید۔ زکی۔ مبارک۔ سبط۔ شہید۔ اور سعید (اور التابع لمرضات اللہ) تھے (کذا فی البحار) نزول الابرار میں جو کتب معتبرہ اہل سنت سے ہے مرقوم ہے محمد بن المنکدر وسماہ رسول اللہ حسینا ویکنی ابا عبد اللہ ویلقب السید والطیب والزکی۔ والسبط والرشید والوفی والمبارک والتابع لمرضات اللہ والدلیل علی ذات اللہ والشہید الاکبر یعنی محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ آنحضرت نے آپ کا نام حسین رکھا

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور القاب سید۔ طیب۔ زکی۔ سبط۔ رشید۔ وفی مبارک۔ التابع لمرضات اللہ۔ الدلیل علی ذات اللہ اور شہید اکبر تھے۔ میرزا محمد تقیؒ نے ناسخ التواریخ میں اور بھی بہت سے القاب بیان کئے ہیں۔

بحار الانوار میں بروایت عیون الاخبار و امالی صدوق امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام حسینؑ کی انگوٹھی کے نگین پر یہ نقش تھا ان اللہ بالغ امرہٖ۔

ایضاً بحار میں کافی سے مثل اس کے منقول ہے اور دوسری حدیث میں بروایت کافی منقول ہے کہ آپ کا نقش نگیں الحمد للہ تھا۔

ایضاً بحار الانوار میں بروایت امالی صدوق مرقوم ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کی دو انگوٹھیاں تھیں ایک کی نگین پر لا الہ الا اللہ عدۃ للقاء اللہ منقوش تھا۔ اور دوسری انگوٹھی کے نگین پر ان اللہ بالغ امرہٖ۔

ایضاً بحار الانوار و جلاء العیون میں امالی صدوق سے بسند حسن منقول ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا میں نے سنا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو ظالموں نے آپ کی انگوٹھی اُتار لی۔ آپ نے فرمایا ایسا نہیں۔ بلکہ امام حسین نے جب امام زین العابدین علیہ السلام کو اپنا وصی کیا تو اپنی انگوٹھی بھی آپ کو پہنا دی اور امر امامت آپ کو سپرد کیا جسطرح سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر المومنینؑ کو وصی کیا تھا اور آپ نے امام حسنؑ کو اور امام حسن نے امام حسین کو۔ پھر وہ انگوٹھی میرے والد کو پہنچی۔ میرے والد نے مجھے دی ہے اب وہ میرے پاس ہے ہر جمعہ کو وہ انگوٹھی میں پہنتا ہوں اور اس سے نماز پڑھتا ہوں راوی کہتا ہے کہ میں بروز جمعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نماز میں مشغول تھے جب نماز سے فارغ ہوئے اپنا دست مبارک بڑھا دیا آپ کی انگلی میں میں نے ایک انگوٹھی دیکھی جس پر یہ نقش تھا لا الہ الا اللہ عدۃ للقاء اللہ پھر آپ نے

فرمایا یہ وہی انگوٹھی میرے جد بزرگوار امام حسین علیہ السلام کی ہے۔

مؤلف کہتا ہے کہ بعض روایات معتبرہ میں وارد ہے کہ سید الشہدا کی شہادت کے بعد ایک ظالم نے آپ کی انگشت مبارک قطع کرکے آپ کی انگوٹھی اتارلی جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ اس کے مقام پر آئیگا۔ اور اس حدیث حسن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی انگوٹھی امام جعفر صادقؑ کے پاس تھی جمع بین الروایتین اسطرح ممکن ہے کہ آپ کی دو انگوٹھیاں تھیں چنانچہ اس پر حدیث امالی شاہد ہے۔ پس ایک انگوٹھی تو بوقت وصیت آپ نے امام زین العابدینؑ کو عنایت فرمائی جو امام جعفر صادقؑ کے پاس تھی اور دوسری انگوٹھی کے لیئے اس ظالم نے آپ کی انگشت مبارک قطع کی۔

عقیقہ مبارک اور شمائل شریف کا بیان

کتب امامیہ و اہل سنت میں احادیث معتبرہ باسناد کثیرہ مروی ہیں جن سے ثابت ہے کہ آنحضرت نے امام حسن و امام حسین علیہما السلام کی ولادت کے ساتویں روز عقیقہ فرمایا یعنی ایک ایک گوسپند کو ذبح کیا اور ہر ایک کے عقیقے میں ہر صاحبزادے کی سرتراشی کی اور موہائے مبارک کے برابر چاندی تول کر تصدق فرمائی۔ چنانچہ بعض حدیثیں سابق میں نقل ہو چکیں۔ اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ ہر صاحبزادے کے عقیقے میں دو بکرے ذبح فرمائے چنانچہ بحار الانوار اور جلاء العیون میں باسناد معتبرہ امام رضا علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے۔ جس کا آخر یہ ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام متولد ہوئے۔ جناب رسول خدا صلعم نے ساتویں روز دو مینڈھے ذبح فرمائے دائی کو ایک ران اور ایک دینار عطا کیا۔ اور مولود مسعود کے سر کو منڈھوا کر بالوں کے وزن کے برابر چاندی تصدق کی۔ سر پر ملوق ملا وہ ایک خوشبوئی ہے جس میں زعفران اور

دوسری خوشبو چیزیں ملتی ہیں) اور فرمایا خون ملنا جاہلیت کا فعل ہے۔

ایضاً جلاء العیون میں مرقوم ہے کہ محمد بن یعقوب کلینی اعلی اللہ مقامہ نے کئی حدیثیں روایت کی ہیں (جن کی تفصیل بحار میں ہے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن و امام حسین علیہما السلام کے عقیقوں میں ایک ایک گوسپند کو اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا اور ان کے بالوں کے برابر چاندی تول کر تصدق فرمائی۔ امام حسنؑ کا عقیقہ ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھی تھی بسم اللہ عقیقۃ عن الحسن اللھم عظمھا بعظمہ ولحمھا بلحمہ ودمھا بدمہ وشعرھا بشعرہ اللھم اجعلھا وقاءً لمحمد والہ۔

ایضاً جلاء العیون و بحار الانوار میں کافی کلینی سے بروایت معتبرہ منقول ہے جس کا حاصل یہ ہے۔ امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب امام حسنؑ پیدا ہوئے تو ساتویں روز بحکم خدا جبرئیل نازل ہوئے مبارکباد کہی اور اسی روز بحکم خدا آپ کا نام رکھا گیا کنیت مقرر ہوی عقیقہ کیا گیا کانوں میں سوراخ کئے گئے۔ اسی طرح امام حسینؑ کے تولد کے ساتویں روز بحکم خدا یہ تمام امور واقع ہوئے۔ دہنے کان کا سوراخ کان کی لو میں تھا اور بائیں کان کا سوراخ کان کے اوپر۔ اور دونوں صاحبزادوں کے سروں میں دو دو گیسو تھے۔

مؤلف کہتا ہے کہ بحار میں اس روایت کے آخر میں مرقوم ہے وقد روی ان النبی ترک لھما ذوابتین فی وسط الراس وھو اصح من القرن حالانکہ بعض علما نے اسے غلط مشہور قرار دیا ہے اور تصریح کی ہے کہ حسنین علیہما السلام کے سر میں گیسو نہ تھے۔ چنانچہ **فاضل** تنکابنی یعنی میرزا محمد نے کتاب قصص العلما میں آقا سید علی صاحب شرح کبیر کے فرزند آقا سید محمد کے مصنفات کے بیان میں لکھا ہے کہ انہوں نے ایک اور کتاب لکھی ہے اس میں اُن غلطیوں کو

جمع کیا ہے جو زبان خلائق پر مشہور ہیں منجملہ ان کے لکھا ہے کہ جو امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے سرہائے مبارک میں گیسوؤں کا ہونا مشہور ہے وہ غلط ہے ہرگز آپ کے سروں میں گیسو نہ تھے گیسو رکھنا مکروہ ہے۔ اور امام خواہ صغیر ہو یا کبیر فعل مکروہ اور اسکی مداومت سے بری ہے الخ واللہ اعلم بالصواب۔

کتب معتبرۂ فریقین میں بلا اختلاف مرقوم ہے کہ امام حسن مجتبیٰ اور شہید کربلا جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء سے شکل و شمائل میں بالکل مشابہ تھے چنانچہ اہل سنت کی بعض حدیثیں سابق میں نقل ہو چکیں اور بعض احادیث میں وارد ہے۔ کہ امام حسنؑ سر سے سینہ تک آنحضرت سے بہت مشابہ تھے اور امام حسینؑ سینہ سے پاؤں تک آپ سے بہت مشابہ تھے۔ بحار الانوار۔ و ناسخ التواریخ میں مرقوم ہے کہ جناب سیدہ علیہا السلام امام حسنؑ کے ترقص کے وقت فرماتی تھیں ؎

اَشْبِہ اَبَاکَ یَاحَسَن وَاخْلَعْ مِنَ الْحَقِّ الرَّسَن

یعنی اے حسن تو اپنے باپ سے مشابہ ہو اور حق کی رسی کو کھول دے یعنی اسرار حق کا اظہار کر ؎

وَاعْبُدْ اِلٰھًا ذَا مِنَنْ وَلَا تُوَالِ ذَا الْاِحَنْ

اور خدائے ذوالاحسان کی عبادت کر اور اہل کینہ سے محبت نہ رکھ۔

ایضاً جناب سیدہ امام حسین علیہ السلام کے ترقص کے وقت فرماتی تھیں ؎

اَنْتَ شَبِیْہٌ بِاَبِیْ لَسْتَ شَبِیْھًا بِعَلِیْ

یعنی اے حسین تو میرے باپ سے مشابہ ہے علی سے مشابہ نہیں۔

مؤلف کہتا ہے کہ ہر ملک میں دستور ہے کہ عورتیں محبت سے اپنے بچوں کو کھلانے کے لئے اچھالتی ہیں اور کچھ پیار کے کلمات کہتی جاتی ہیں اسکو عربی میں ترقص کہتے ہیں چونکہ ترقص کا ذکر آگیا ہے۔ لہذا اور بھی روایتیں لکھی جاتی ہیں۔

بحار الانوار میں مرقوم ہے کہ ام الفضل زوجۂ حضرت عباس بن عبد المطلب امام حسینؑ کے ترقص میں اسطرح کہتی تھیں۔

یا بن رسول اللہ — یا بن کثیر الجاہ
فرد بلا اشباہ — اعاذہ الٰہی
من امم الدواھی

یعنی اے پسر رسول خدا۔ اے بڑے مرتبے والے کے فرزند تو یکتا ہے ہمیشہ ہے سختیوں اور بلاؤں کے نزول سے خدائے تعالیٰ اسے (یعنی تجھے) اپنی پناہ میں رکھے اور حضرت ام سلمہؓ امام حسنؑ مجتبیٰ کے ترقص کے وقت فرماتی تھیں

بابی ابن علی — انت بالخیر ملی
کن کاسنان حلی — کن کبش الحولی

اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی امام حسنؑ اور کبھی امام حسینؑ کے بازو اپنے دست مبارک سے تھام کران کے قدم اپنے قدموں پر رکھتے تھے اور فرماتے تھے حُزُقَّةٌ حُزُقَّةٌ تَرَقَّ عَیْنَ بَقَّۃٍ اس کا حاصل ترجمہ یہ ہے کہ تو چھوٹے قدم والا ہے اے میرے بہت چھوٹے فرزند اوپر چڑھ جا کذا فی البحار و ناسخ التواریخ۔

ایضاً ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب میں کتاب ابن البیع اور ابن مہدی اور زمخشری سے مثل اس کے نقل کیا ہے اور ابو عمرو اور طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کی ہے ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا اور دونوں کانوں سے سنا کہ جناب رسول خدا امام حسینؑ کے دونوں ہاتھ پکڑے ہوئے فرما رہے تھے اے میرے بچے اے بہت چھوٹے اوپر کو اچھل پس امام حسینؑ نے چھلانگ ماری اور دونوں قدم حضور کے سینۂ مبارک پر رکھے پھر آپ نے فرمایا اپنا منہ کھول پھر آپ نے اس صاحبزادے کے منہ کا بوسہ لیا اور فرمایا

اے پروردگار میں اسکو دوست رکھتا ہوں تو بھی اسکو دوست رکھ۔

ایضاً ناسخ التواریخ میں مرقوم ہے کہ صاحب کتاب عوالم نے کتب معتبرہ سے نقل کیا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام مکان تاریک میں تشریف رکھتے تھے تو پیشانی مبارک کی ضیا اور سینۂ مبارک کے نور سے لوگ آپ کو پہچان لیتے تھے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ آپ کی پیشانی اور سینۂ اقدس کا بوسہ لیا کرتے تھے۔

ایضاً شواہد النبوہ میں ملا جامی نے لکھا ہے کہ جب امام حسینؑ مکان تاریک میں بیٹھتے تھے تو آپ کی جبین اور رخساروں سے اس قدر روشنی پھیلتی تھی جس سے لوگ سمجھ لیتے تھے کہ یہاں آپ تشریف رکھتے ہیں۔ کذا فی البحار۔

آپ کی رضاعت کا بیان

احادیث معتبرۂ کثیرہ اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا نے جناب سیدہ علیہا السلام کا یا اور کسی عورت کا دودھ نہیں پیا بلکہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے دہن مبارک میں کبھی اپنی زبان مبارک دیتے تھے اور کبھی انگشت مبارک آپ اُسے اس قدر چوستے تھے کہ سیر ہو جاتے تھے یہ سب حدیثیں بحار میں مرقوم ہیں۔ اور میرزا محمد تقی ناسخ التواریخ میں لکھتے ہیں کہ بنا بر اخبار صحابہ و تابعین و روایت مناقب ابن شہر آشوب۔ جناب سیدہؑ۔ امام حسین کی ولادت کے وقت بیمار ہو گئیں اور آپ کا دودھ خشک ہو گیا۔ جناب رسول خدا صلعم نے مرضعہ کی تلاش فرمائی۔ وہ بھی نہ ملی۔ اس وقت آپ سیدہؑ کے حجرۂ مطہر میں تشریف فرما ہوے اور اپنے انگوٹھے کو امام حسین کے دہن میں دیا اُس سے ایسا دودھ

جاری ہوا کہ حسین علیہ السلام سیر ہو گئے بعض روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ اپنی زبان مبارک اپنے چھوٹے نواسے کے منہ میں دیتے تھے اسی سے خالق عالم نے چالیس رات دن تک امام حسینؑ کا رزق مقرر فرمایا۔ پس حسینؑ کے گوشت نے آنحضرت کے گوشت سے ترقی پائی انتہیٰ۔

ایضاً جلاء العیون میں مرقوم ہے کہ محمد بن یعقوبؒ نے بسند معتبر امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ نے جناب سیدہ کا یا اور کسی عورت کا دودھ نہیں پیا۔ آپ کو جناب رسول خدا صلعم کی خدمت میں لاتے تھے اور آنحضرت اپنا انگوٹھا حسینؑ کے دہان مبارک میں رکھتے تھے امام حسینؑ اسکو اسقدر چوستے تھے کہ دو روز اور تین روز تک کافی ہو جاتا تھا پس آپ کے گوشت و خون نے آنحضرت کے گوشت و خون سے نشو و نما پائی۔ بسند ثانی امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ حسینؑ کو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر کرتے تھے۔ آنحضرتؐ اپنی زبان مبارک حسینؑ کے دہان اقدس میں دیتے آپ اسے چوستے تھے اور یہی آپ کیلئے کافی ہو جاتا تھا۔ آپ نے کسی عورت کا دودھ نہیں پیا۔

مؤلف کہتا ہے کہ یہ امر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات سے اور امام حسین علیہ السلام کی خصوصیات سے ہے۔

خدمت ملائکہ کا بیان

صاحب ناسخ التواریخ لکھتے ہیں کہ کتاب ثاقب المناقب میں ام ایمن سے مروی ہے وہ کہتی ہیں ایک روز میں نے چاہا کہ اپنی بی بی جناب فاطمہؑ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اس ارادے سے روانہ ہوئی۔ جب آپ کے دروازے پر پہنچی دیکھا دروازہ بند ہے شگاف در سے میں جھانکنے لگی دیکھتی کیا ہوں کہ جناب سیدہ آرام

فرما رہی ہیں اور آسیہ خود بخود پھر رہی ہے آٹا ہو رہا ہے۔ حسینؑ کا جھولا بھی خود بخود ہل رہا ہے اور ایک ہاتھ سیدہ کے ہاتھ کے پاس تسبیح ہلا رہا ہے۔ ان امور سے مجھے نہایت تعجب ہوا میں وہاں سے پھری اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سب کیفیت عرض کی آنحضرت نے فرمایا اے ام ایمن فاطمہ روزہ دار ہے اس کا جی بہت نڈھال ہو گیا تھا اس لئے خدائے تعالیٰ نے اس پر نیند کو غالب کیا کہ وہ سو گئی اور ایک فرشتے کو حکم دیا کہ اسکی چکی پیسے اور آٹا تیار کرے دوسرے فرشتے کو حکم دیا کہ حسین کا جھولا ہلائے کہ ایسا نہ ہو حسین بیدار ہو اور فاطمہ کو بھی جگا دے۔ اور چونکہ فاطمہ ذکر خدا سے کبھی غافل نہیں ہوتی اس لئے خداوند عالم نے ایک اور فرشتے کو حکم دیا کہ جب تک فاطمہ آرام کرے وہ فاطمہ کی طرف سے تسبیح خدا میں مشغول ہو اور اسکا ثواب فاطمہ کے لئے لکھا جائے۔ ام ایمن نے عرض کی یا رسول اللہ ان فرشتوں کے نام کیا ہیں۔ حضرت مسکرائے اور فرمایا چکی پیسنے والے جبرئیل ہیں۔ جھولا ہلانے والے میکائیل اور تسبیح پڑھنے والے اسرافیل۔

ایضاً علامہ مجلسی نے جلاء العیون میں لکھا ہے کہ بسند معتبر مروی ہے کہ ایک روز سلمان فارسی جناب فاطمہؑ کے گھر آئے دیکھا آپ چکی پیس رہی ہیں اور جو کا آٹا تیار کر رہی ہیں یہانتک کہ دست مبارک زخمی ہو گیا ہے جس سے چوب آسیہ خون آلود ہے ایک طرف حسین علیہ السلام بھوک سے مضطرب اور گریاں ہیں سلمان نے عرض کی اے دختر رسول خدا آپ کے ہاتھ چکی پیسنے سے مجروح ہو گئے ہیں حالانکہ فضہ آپکی کنیز موجود ہے کیوں نہیں آپ اس سے کام لیتیں اور کیوں ان زحمتوں کی خود متحمل ہوتی ہیں۔ آپ نے فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے حکم فرمایا ہے کہ گھر کا کام ایک روز فضہ کرے اور ایک روز میں۔ کل فضہ کی باری تھی (آج میری باری ہے) سلمان نے عرض کی میں آپ کا غلام آزاد شدہ ہوں فرمائیے تو حسینؑ کو

بہلاتا ہوں یا چکھی پیستا ہوں۔ آپ نے ارشاد کیا حسین کا بہلانا مجھ سے خوب ہو سکتا ہے
تم چکھی پیسو سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیقدر جو پیسے تھے کہ اقامہ نماز کی آواز سنی۔
اٹھکر نماز کیلئے مسجد چلے گئے اور نماز سے فارغ ہو کر جو کیفیت دیکھی تھی حضرت امیر علیہ السلام
سے عرض کی آپ یہ سنکر محزون وگریاں ہوئے اور اپنے بیت الشرف کو تشریف لیگئے
پھر تھوڑی دیر میں مسکراتے ہوئے مسجد کی طرف مراجعت فرمائی جب جناب رسالتماٰب
صلعم کی خدمت میں پہونچے حضرت نے پوچھا یا علی (پہلے محزون کیوں گئے اور اب)
مسکراتے کیوں ہو حضرت امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ جسوقت میں اپنے مکان
میں داخل ہوا دیکھا فاطمہ آرام کر رہی ہیں حسین اُن کے سینے پر سو رہے ہیں اور چکھی
بغیر اسکے کہ کوئی ہاتھ ظاہر ہو خود بخود پھر رہی ہے یہ سنکر آنحضرت نے بھی تبسم فرمایا اور
کہا یا علی کیا تم نہیں جانتے کہ چند فرشتے خدا تعالیٰ کے ایسے ہیں کہ وہ زمین پر محمد وآل محمد
کی خدمت کرتے رہتے ہیں مثل اس کے ابوذر رضغفاری سے بھی مروی ہے۔

ایضاً علامہ مجلسی جلاء العیون میں لکھتے ہیں کہ بہت سی معتبرہ حدیثوں میں
بطرق خاصہ وعامہ مروی ہے کہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جناب سیدہ آرام فرماتی تھیں اور
جبرئیل امام حسین علیہ السلام کی گہوارہ جنبانی کرتے تھے اور سمجھاتا کر آپ کو رونے سے
ساکت کرتے تھے۔ جناب سیدہؑ جب بیدار ہوتیں ملاحظہ فرماتیں کہ جھولا ہل رہا ہے اور
کوئی شخص حسینؑ سے باتیں کر رہا ہے مگر وہ شخص نظر نہیں آتا۔ سیدہ علیہا السلام جناب رسالتماٰب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کیفیت بیان کرتیں تو آپ ارشاد فرماتے کہ وہ جبرئیل ہیں
(جو تمہارے فرزند کی خدمت کرتے ہیں)

ایضاً صواعق محرقہ میں ابن حجر شافعی نے لکھا ہے۔ واخرج الملا فی سیرتہ
انہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسل اباذر ینادی علیا فرای رحی تطحن فی بیتہ
ولیس معہا احد فاخبر النبی صلعم بذلک فقال یا اباذر اما علمت ان للہ

ملائکۃ سیاحین فی الارض قد وکلوا بمعونۃ آل محمدؐ صلعم -

نزول جبرئیل بصورت دحیہ کلبی

ملاحسین واعظ روضۃ الشہدا میں لکھتے ہیں کہ طبری نے سیر کبیر میں روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی تھے جن کا نام دحیہ کلبی تھا جوان خوبصورت نیک سیرت تھے بعض اوقات ان کی تجارت میں گزرتی تھی جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے آپ اُن کی تعظیم فرماتے۔ وہ بھی کبھی خالی ہاتھ نہ آتے جن میووں کا موسم ہوتا وہ میوے امام حسن اور امام حسین کیلئے لیکر آتے۔ اس سے دونوں صاحبزادوں کو ایسی عادت ہوگئی تھی کہ جب دحیہ کلبی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے دونوں شہزادے مسجد میں یا حضرت کے حجرے میں آتے اور دحیہ کلبی کی گود میں اور کاندھے پر بے باکانہ سوار ہوجاتے۔ اور اُن کے گریباں اور آستینوں میں میوے کی تلاش کرتے جبرئیل علیہ السلام بھی کبھی دحیہ کلبی کی صورت میں کہ وہ بہت خوبصورت تھے حضرت کے پاس آیا کرتے تھے ایک دن جبرئیل امیں۔ دحیہ کلبی کی صورت میں حضرت کیساتھ مسجد کے دروازے میں بیٹھے تھے ناگاہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ آئے اور جبرئیلؑ کو دحیہ کلبی کی صورت میں دیکھکر سمجھے کہ دحیہ کلبی ہیں۔ بے باکانہ بڑھکر ان کی گود میں بیٹھ گئے اور ان کے گریباں اور آستینوں میں ہاتھ ڈالے۔ حضرت کا رنگ شرم سے سرخ ہوگیا چاہا کہ صاحبزادوں کو اٹھالیں۔ جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ آپ انہیں کچھ نہ فرمائے حضرت نے فرمایا اے جبرئیل میں کسطرح انہیں کچھ نہ کہوں یہ تمکو پہچانتے نہیں اور تمہاری حرمت و تعظیم نہیں کرتے تمکو دحیہ کلبی سمجھ رہے ہیں اس لئے گستاخی کرتے ہیں جبرئیل نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہیں۔

اکثر ایسا ہوا ہے کہ فاطمہ نے نماز تہجد پڑھکے آرام کیا یہ اپنے جھولے میں بیدار ہوئے

اور چاہا کہ روئیں خلاق عالم نے مجھے حکم دیا کہ اے جبرئیل جلد روانہ ہو اور حسن حسین کا جھولا ہلا تاکہ فاطمہؑ تھوڑی دیر آرام کرے یا رسول اللہ میں نے ان کی گہوارہ جنبانی بہت کی ہے اور یہ اشعار انکو سنائے ہیں ؎

ان فی الجنۃ نہرا بلبن لعلی وحسین وحسن

کل من کان محبا لھم یدخل الجنۃ من غیر فتن

اے سید عالم میں نے فاطمہ کی چکی بہت پیسی ہے۔ جبکہ فاطمہؑ چکی پیسنے سے تھک کر سو جاتی تھیں۔ پس جبکہ میں ان کا گہوارہ جنباں اور آسیہ کش ہوں تو پھر یہ اگر میری گود میں بیٹھیں کیا تعجب کی بات ہے۔ لاکن میں اس امر میں حیران ہوں کہ یہ صاحبزادے میرے گریبان و آستین میں کیا ڈھونڈ رہے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ فرزند تمہیں دحیہ کلبی سمجھتے ہیں دحیہ کلبی کی عادت ہے جب وہ یہاں آتے ہیں تو میوہ یا اور کوئی چیز ان کیلئے اپنی آستین و گریباں میں رکھکر لاتے ہیں پس یہ اسوقت تم سے میوہ طلب کرتے ہیں۔ یہ سنکر جبرئیلؑ نے اپنا ہاتھ بہشت کی طرف بلند کیا اور ایک انگور کا خوشہ اور ایک انار بہشت سے لیکر صاحبزادوں کے سامنے رکھدیا جب صاحبزادوں نے چاہا کہ نوش فرمائیں ایک سائل نے دروازہ مسجد پر آکر سوال کیا کہ اے اہل بیت جو چیز تم کھاتے ہو اس میں سے مجھی بھی دو علی الخصوص وہ انگور کیونکہ ایک مدت سے مجھی اس کی خواہش ہے حضرتؐ نے چاہا کہ اس خوشہ انگور سے کیقدر اسے بھی دیں جبرئیل نے آپکا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کی یا رسول اللہ یہ ابلیس ہے چاہتا ہے کہ بہشت کا میوہ کھائے حالانکہ یہ اس پر حرام ہے جب شیطان نے دیکھا کہ ان لوگوں نے اسے پہچان لیا ہے خائب و خاسر بھاگ گیا اور صاحبزادوں نے اس میوے کو تناول کیا۔ حضرتؐ انکو دیکھ رہے تھے جبرئیل نے کہا آپکے باغ کے ان دونوں میوؤں کو اور آپکے ان دونوں چشم و چراغ کو ظالم تہ بہت شہادت پلائیں گے ایک کو زہر قہر سے قتل کریں گے دوسرے کو تیغ جور سے مار ڈالیں گے ان کی مصیبت

آپ کیلئے سبب زیادتی شفاعت ہے۔

بہشت سے میوے اور لباس وغیرہ نازل ہونا

روضتہ الشہدا میں مصابیح القلوب سے منقول ہے کہ ایک روز جبرئیلؑ نے ایک انار ایک بہی اور ایک سیب بہشت سے لیا اور حسن حسین علیہما السلام کو دیا صاحبزادے بہت خوش ہوے۔ جناب رسول خدا نے فرمایا یہ میوہ اپنے والدین کی خدمت میں لیجاؤ اور سب ملکر اس میں سے کھاؤ مگر کسیقدر چھوڑ دیا کرنا صاحبزادوں نے ایسا ہی کیا۔ دوسرے روز اس میوے کو دیکھا تو وہ اپنی اصلی حالت پر تھا۔ پس جب اسے کھاتے تھوڑا چھوڑ دیتے پھر وہ اپنی حالت پر ہوجاتا۔ یہانتک کہ جناب فاطمہؑ کا انتقال ہوا اسوقت اس میں سے انار گم ہوگیا جب حضرت امیرؑ شہید ہوے بہی بھی غائب ہوگئی مگر سیب باقی تھا امام حسینؑ ہمیشہ اسے اپنے نزدیک رکھتے جب کربلا میں آپ پر پیاس کا غلبہ ہوتا تھا آپ اسکو سونگھتے تھے۔ آپ کی پیاس کم ہوجاتی تھی جب آپ شہید ہوے وہ سیب بھی غائب ہوگیا لیکن اس کی خوشبو آپ کی تربت مقدسہ سے آتی ہے امام زین العابدینؑ سے مروی ہے کہ جو مومن مخلص بوقت سحر آپ کی زیارت کرتا ہے آپ کی تربت سے اس سیب کی خوشبو اسے آتی ہے۔

ایضاً ناسخ التواریخ میں ام سلمہؓ اور حسن بصری سے یہ حدیث منقول ہے۔

ایضاً بحار الانوار اور جلاء العیون میں مناقب ابن شہر آشوب سے بروایت حسن بصری و حضرت ام سلمہؓ نقل کیا ہے کہ ایک روز جبرئیل امین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بصورت دحیہ کلبی بیٹھے تھے ناگاہ امام حسن و امام حسینؑ داخل ہوئے اور جبرئیل کو دحیہ سمجھکر ان کے نزدیک آئے اور ہدیہ طلب کرنے لگے جب جبرئیل کو صاحبزادوں کا مطلب معلوم ہوا اپنا ہاتھ آسمان کی طرف

بلند کیا اور ایک سیب ایک بہی اور ایک انار دبہشت سے لیکر صاحبزادوں کو دیا صاحبزادے
وہ میوہ دیکھکر بہت خوش ہوئے اور حضرت کی خدمت میں پیش کیا آپنے اسکو سونگھا پھر
انہیں دیکر فرمایا کہ یہ اپنی والدہ کے پاس لیجاو بلکہ پہلے اپنے والد کی خدمت میں لیجاو تو بہتر
ہے صاحبزادوں نے ارشاد کی تعمیل کی اور اپنے والدین کی خدمت میں بیٹھے رہے
تا آنکہ حضرت بھی تشریف فرما ہوئے سبنے اس میوے سے تناول کیا جسقدر اس
سے کھاتے تھے وہ میوہ اپنی حالت اصلی پر ہو جاتا تھا اور کچھ اس سے کم نہوتا تھا
یہانتک کہ آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا مگر وہ میوہ اسیطرح اہل بیت کے پاس رہا
جب حضرت فاطمہ ع کی وفات ہوئی انار غائب ہو گیا پھر جب امیر المومنین ع شہید ہوئے
بہی بہی ناپیدا ہو گئی مگر سیب امام حسن ع کے پاس رہا جب آپ زہر سے شہید ہوے
سیب اسیطرح امام حسین علیہ السلام کے پاس تھا۔ امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے
ہیں جسوقت میرے پدر بزرگوار صحرائے کربلا میں وارد ہوے اور ظالموں میں گھر
گئے وہ سیب آپکے نزدیک تھا جب آپ پر پیاس کی شدت ہوتی تھی اسکو سونگھتے
تھے جس سے پیاس کم ہو جاتی تھی جسوقت حضرت پر پیاس کا بہت غلبہ ہوا اور زندگی
سے مایوسی ہوئی آپنے دندان مبارک سے اُسے دبایا جب آپ شہید ہوے وہ سیب
بھی غائب ہو گیا جب میں زیارت کو جاتا ہوں اس سیب کی خوشبو پدر بزرگوار کی قبر
مطہر سے پاتا ہوں اور جو شخص ہمارے خاص شیعوں سے سحر کے وقت آپ کی
زیارت کو جائے اسے بھی اس سیب کی خوشبو آپ کی قبر منور سے آتی ہے۔

مؤلف کہتا ہے کہ یہ حدیث بتفاوت بعض مضامین دوسرے طریق سے بھی مروی
ہے چنانچہ **ناسخ التواریخ** میں ثاقب المناقب سے منقول ہے جس کا خلاصہ بروایت
امام زین العابدین یہ ہے کہ ایک روز بدرخواست امام حسن علیہ السلام وبدعائے
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان سے دو خرپزے دو انار دو بہیاں

اور دو سیب نازل ہوئے۔ اہل بیت اس میں سے کھاتے تھے اور پھر وہ میوہ بحال
اصلی ہو جاتا تھا۔ جب آنحضرت کا انتقال ہوا تو پھر خرپزوں نے عود نہ کیا جب جناب
سیدہ نے وفات پائی انار غائب ہو گئے جس وقت امیرالمومنین علیہ السلام شہید ہوئے
بہی بھی مفقود ہو گئی۔ امام حسن کے انتقال کے بعد ایک سیب غائب ہو گیا مگر دوسرا
سیب امام حسینؑ کے پاس باقی تھا۔ ابو محیص جو کربلا میں ملازم عمر بن سعد تھا کہتا ہے
کہ جب امام حسینؑ پر پیاس کی شدت ہوئی آپ نے اس سیب کو نکالکر سونگھا جب
آپ شہید ہوئے میں نے بہت تلاش کی مگر اسے نہ پایا۔ اس وقت ایک جماعت
کی آواز میرے کان میں آئی ہر چند میں انہیں دیکھتا تھا مگر ان تک پہونچ نہ سکتا
تھا وہ آواز یہ تھی۔ ان الملائکۃ تلذذ بروایحھا عند قبرہ الخ۔

ایضاً ناسخ التواریخ میں کتاب فضائل البتول سے تیسری سند سے یہ حدیث
منقول ہے۔

نزول انگور بہشت

جلاء العیون میں تفسیر ثعلبی سے اور ناسخ التواریخ میں کشف الغمہ سے مرقوم ہے کہ
ایک مرتبہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے جبرئیل نے انگور و انار
بہشت کا ایک طبق آپ کی خدمت میں حاضر کیا۔ حضرت نے اس میں سے کیقدر
تناول فرمایا۔ وہ انگور و انار آپ کے دست مبارک میں خدا کی تسبیح کرنے لگے
پھر حسن حسین علیہما السلام حاضر ہوئے اور اس میوہ سے تناول کیا ان کے ہاتھوں
میں بھی اس میوے سے تسبیح کی آواز بلند ہوئی پھر حضرت امیر علیہ السلام داخل
ہوئے اور اس میں سے تناول فرمایا آپ کے ہاتھ میں وہ انگور و انار خدا کی تسبیح
میں مشغول ہوئے۔ اس کے بعد ایک شخص آنحضرت کے اصحاب سے حاضر ہوا

اور اس میوہ سے کچھ اٹھا کر کھانا چاہا مگر اس میں سے تسبیح کی آواز نہ آئی جبرئیلؑ نے
کہا یہ میوہ بغیر نبی یا وصی یا اولاد نبی کے دوسرا کھا نہیں سکتا۔
ایضاً ابن شہر آشوب نے مناقب میں۔ کشف و بیان ثعلبی سے اس
روایت کو نقل کیا ہے۔

نزول رطب

صاحب بحار فرماتے ہیں کہ میں نے علماء کے بعض مولفات میں دیکھا کہ جماعت
صحابہ سے مرسلا روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم جناب سیدہ علیہا السلام کے مکان میں تشریف فرما ہوئے ارشاد
کیا اے فاطمہ تیرا باپ آج تیرا مہمان ہے (اس روز اہل بیت سب بھوکے تھے)
سیدہؑ نے عرض کی بابا جان حسن وحسین نے بھوکے ہو کر مجھ سے کھانا مانگا مگر مجھ سے
ممکن نہ ہوا کہ کچھ انہیں کھلاؤں۔ یہ سنکر حضرت بیٹھ گئے حضرت امیر المومنین اور
حسن وحسین علیہم السلام بھی اس وقت موجود تھے اور جناب سیدہ متحیر تھیں۔
آنحضرتؐ نے اپنا روئے مبارک اٹھا کر آسمان کی طرف ملاحظہ فرمایا اسیوقت
جبرئیل نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ خداوند علی واعلےٰ آپکو سلام فرماتا
ہے اور ارشاد کرتا ہے کہ آپ علی و فاطمہ وحسن وحسین سے دریافت کیجیے کہ
میوہ ہائے بہشت سے ان کا دل کس میوے کو چاہتا ہے آنحضرت اپنے اہل بیت
کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا خدا یتعالیٰ تمہاری گرسنگی سے آگاہ ہے اب تم میوہ ہائے
بہشت سے کس میوے کو چاہتے ہو بیان کرو سب نے شرم سے سر جھکا لیا مگر امام حسینؑ
نے سبکی خدمت میں عرض کی اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں کسی میوے کی درخواست
کرتا ہوں سب راضی ہوئے اور کہا اے حسین تم جس میوے کو چاہو اختیار کرو۔

امام حسین علیہ السلام نے آنحضرت سے عرض کی نانا جان ہم رطب تازہ چاہتے ہیں حضرت نے
فرمایا خدا یتعالیٰ نے تمہاری درخواست سنی اے فاطمہ حجرے میں جاؤ اور جو چیز وہاں
ہو لیکر آؤ جناب سیدہ حجرے میں گئیں دیکھا ایک طبق بلور رکھا ہے اور سبز رنگ کے
سندس بہشت کا رومال اس پر ڈھپا ہے اس میں تازہ رطب بھرے ہیں۔ حالانکہ
وہ موسم رطب کا نہ تہا (جناب سیدہ وہ طبق اٹھا لائیں) آنحضرت نے فرمایا یا فاطمہ انی
لک ھذا قالت ھو من عند اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب یعنی اے
فاطمہ یہ کہاں سے آیا سیدہ نے عرض کی خدا کے پاس سے اور وہ جسے چاہتا ہے بے
حساب رزق دیتا ہے (جسطرح سے کہ حضرت مریم نے کہا تھا) پھر حضرت اٹھے
اور اس طبق کو لیکر اپنے روبرو رکھا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر ایک رطب اس میں سے
اٹھایا اور حسین کے منہ میں رکھکر فرمایا ھنیئًا مریئًا لک یا حسین یعنی تمہیں مبارک
اور گوارا ہو اے حسین پھر دوسرا رطب اٹھا کر حسن کو کھلایا اور فرمایا ھنیئًا مریئًا لک
یا حسن۔ پھر تیسرا رطب جناب سیدہ کے دہان مبارک میں رکھکر فرمایا ھنیئًا مریئًا لک
یا فاطمہ۔ پھر چوتھا رطب حضرت امیر کے دہن اقدس میں رکھا اور فرمایا ھنیئًا
مریئًا لک یا علی اس کے بعد دو رطب اور امیر المومنین کو کھلائے ہر مرتبہ
ھنیئًا مریئًا لک یا علی فرمایا تیسرے مرتبہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور پھر بیٹھ گئے
اور پھر سب نے اُس میں سے تناول کیا اور سیر ہو گئے۔ اس کے بعد جب وہ طبق آسمان
پہ چلا گیا جناب سیدہ نے عرض کی اے پدر بزرگوار آج میں نے آپ سے چند
باتیں عجیب دیکھیں جس سے تعجب ہوتا ہے۔ حضرت نے فرمایا اے فاطمہ جب میں نے
ایک رطب حسین کو کھلایا تو میں نے سنا کہ اسرافیل و میکائیل کہتے ہیں ھنیئًا مریئًا لک
یا حسین میں نے بھی اس قول میں ان کی موافقت کی اور حسن کو ایک رطب کھلایا
تو میں نے جبرئیل و میکائیل کو یہ کہتے ہوئے سنا ھنیئًا مریئًا لک یا حسن

میں نے بھی اسیطرح کہا جب تمہارے منہ میں رطب رکھا تو میں نے دیکھا کہ حوریان بہشت نے نہایت مسرت سے بہشت سے اپنی منہ باہر نکالے ہیں اور کہتی ہیں ھنیئاً مریئاً لک یا فاطمہ میں نے بھی اُن کی موافقت کی اور وہ کلمہ کہا جب میں نے ایک رطب علی کے منہ میں رکھا تو خلاق عالم کی طرف سے یہ صدا آئی ھنیئاً مریئاً لک یا علی میں نے بھی خلاق عالم کی متابعت کی اور دوسرا اور تیسرا رطب علی کو کہلایا ہر بار خدا کی طرف سے وہ آواز آتی تھی اور میں بھی متابعت کرتا تھا اور اس کے آواز کی تعظیم کیلئے اٹھ کھڑا ہوا پھر میں نے خدا کی طرف سے یہ آواز سنی کہ اے محمدؐ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے اگر تم قیامت تک علی کو رطب کے بعد رطب کہلاتے جاؤ گے تو میں بھی برابر ھنیئاً مریئاً لک یا علی کہتا جاؤنگا۔

نزول ترنج

ناسخ التواریخ میں بروایت ثاقب المناقب جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے خدا یتعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ ایک ترنج ہدیہ لایا جسکی خوشبو سے تمام مدینہ معطر ہو گیا اسکی صبح کو حضرت ام سلمہ کے گھر میں آنحضرت نے اس ترنج کے پانچ حصہ کئے ایک حصہ آپ نے خود تناول فرمایا۔ ایک حصہ حضرت امیر کو دیا۔ ایک جناب سیدہ کو ایک حسن کو اور ایک حسین کو عنایت فرمایا۔ ام سلمہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں آپ کی ازواج سے نہیں۔ آپ نے فرمایا بیشک تم میری زوجہ ہو مگر یہ ترنج تحفۂ بہشت سے جبرئیل امیں لائے اور کہا کہ میں خود کھاؤں اور اپنی عترت کو کھلاؤں۔

نزول انار

ناسخ التواریخ میں بروایت ثاقب المناقب سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ

ایک رات کو منہ برسا صبح کو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی سے فرمایا چلو
وادی عقیق میں جا کر آب باران کی سیر کریں حضرت امیر فرماتے ہیں کہ آنحضرت میرے
ہاتھ پر تکیہ کیئے ہوئے تھے پس ہم روانہ ہوئے یہانتک کہ وادی عقیق میں پہونچے
اور جابجا جو برسات کا پانی جمع ہوا تھا اسے دیکھتے تھے میں نے عرض کی یا رسول اللہ
کل رات کو اگر آپ مجھ سے ارشاد فرماتے تو آپ کیلئے کچھ توشہ میں اپنے ساتھ
رکھتا حضرت نے فرمایا علی جس نے ہمیں یہانتک پہونچایا ہے وہ ہمیں ضایع نہ چھوڑیگا
جب آپ نے یہ فرمایا اسی وقت ایک ابر ظاہر ہو کر گرجنے لگا بجلی چمکنے لگی پھر وہ ابر
ہمارے نزدیک آیا اور اس میں سے ایک خوان جس میں انار بھرے ہوئے تھے
آپ کے روبرو حاضر ہوا وہ انار ایسے تھے کہ کسی آنکھ نے ان کا مثل نہ دیکھا تھا
ہر انار پر تین پوست تھے ایک موتی کا ایک چاندی کا اور ایک سونے کا پس حضرت
نے فرمایا بسم اللہ یا علی کھاؤ کہ یہ تمہارے توشہ سے بہتر ہے میں نے اس میں سے
ایک انار اٹھا کر اسکے پوشت کو تراشا اس میں سے تین رنگ کے دانے نکلے بعض
تو مثل یاقوت کے سرخ تھے بعض مثل موتی کے سفید اور بعض مثل زمرد کے سبز
تمام نعمتوں کی لذت ان میں تھی اس وقت مجھے فاطمہ و حسن وحسین یاد آگئے پس
میں نے ہاتھ بڑھا کر تین انار اس خوان میں سے اور اٹھا لئے اور ان کو اپنے
جیب میں رکھ لیا پھر وہ خوان آسمان پر چلا گیا اور ہم نے بھی مدینہ کی طرف
مراجعت کی۔ راستہ میں حضرت کے دو صحابی ہمیں ملے ان میں سے ایک نے کہا
یا رسول اللہ آپ کہاں سے تشریف لارہے ہیں فرمایا وادی عقیق سے اس
نے عرض کی اگر آپ فرماتے تو ہم آپ کیلئے توشہ تیار کر دیتے حضرت نے فرمایا جس نے
ہمیں وہاں جانے کیلئے حکم کیا تھا اس نے توشہ بھی عنایت فرمایا۔ دوسرے
شخص نے کہا یا علی تم سے ایک بہت خوشبو آرہی ہے کیا یہ اس کھانیکی خوشبو ہے

یہ سن کر میں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تا ان اناروں میں سے ایک اسے بھی دوں دیکھا
تینوں انار غائب ہیں مجھے اس کا بہت رنج ہوا پھر آنحضرت اپنے بیت الشرف میں تشریف
فرما ہوئے اور میں اپنے گھر آیا اس وقت جیب میں کچھ آواز معلوم ہوئی ہاتھ جیب میں
ڈالا دیکھا وہ تینوں انار موجود ہیں پس گھر میں داخل ہو کر فاطمہ حسن و حسین کو وہ انار دیئے
پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا جب آپ نے مجھے دیکھا فرمایا یا علی کیا تم کہتے ہو یا
میں بیان کروں میں نے عرض کی آپ ہی فرمائے کہ آپ کا کلام بیمار کو شفا دیتا ہے
پس آپ نے پہلے انار غائب ہو جانے اور پھر موجود ہونے کی کیفیت بیان فرمائی۔
صاحب ناسخ التواریخ لکھتے ہیں کہ سید رضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب مناقب المفاخرہ
میں اس حدیث کو بتفاوت یسیر بیان کیا ہے۔

ایضاً ناسخ التواریخ میں ثاقب المناقب سے منقول ہے جس کا محصل یہ ہے
امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینۂ منورہ میں خوب بارش ہوئی جب
ابر کھل گیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند صحابہ کو ساتھ لیکر مدینے کے باہر تشریف
فرما ہوئے چونکہ اس وقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام حاضر نہ تھے دروازۂ مدینہ کے باہر
آپ کے انتظار میں آنحضرت بیٹھ گئے تھوڑی دیر نہیں گذری تھی کہ حضرت امیر حاضر ہوئے
اس وقت جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ دیکھئے وہ علی آئے جو تمام برائیوں سے پاک ہیں۔
بغیر طریق کمال کے پاؤں نہیں رکھتے اور بغیر سخن حق کے بات نہیں کرتے (ہر امر میں ایسے
ثابت قدم ہیں کہ) پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو ہٹ جائے مگر علی کے قدم کو لغزش
نہیں ہوتی پھر حضرت اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے دست مبارک سے علی کے منہ اور جسم مبارک
کو مسح فرمایا اور ارشاد کیا کہ میں منذر ہوں اور میرے بعد تم ہادی ہو اُس وقت یہ آیت
نازل ہوئی انما انت منذر و لکل قوم ھاد پس جبرئیل نے آسمان پر صعود
کیا اور ایک ہاتھ برف سے زیادہ سفید ظاہر ہوا اور اُس نے ایک انار جو زمرد سے زیادہ

سبز تھا حضرت کے نزدیک رکھدیا۔ پھر ایک آواز بلند ہوئی۔ حضرت نے وہ انار لیکر چند مرتبہ اسے اپنے دندان مبارک سے دبایا پھر علی کو دیکر فرمایا کہ یہ فاطمہ اور حسن وحسین کو کھانے کے لئے دینا اور اپنے اصحاب کی طرف خطاب کرکے ارشاد کیا یہ وہ ہدیہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے خاص میرے اور میرے وصی اور میری بیٹی فاطمہ اور میرے فرزندان حسن وحسین کے لئے بھیجا ہے اگر تمہارا بھی اس میں کچھ حصہ ہوتا تو میں ضرور تمہیں دیتا

نزول ثرید

بحار الانوار وناسخ التواریخ میں مرقوم ہے کہ رکن الائمہ عبد الحمید بن مکائیل نے بسند خود حضرت عائشہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت بھوکے تھے کھانوں کے اقسام سے کوئی چیز آپ کو نہ ملی مجبوراً سے فرمایا میری عبا لاؤ تا فاطمہ کے گھر جاؤں اور حسن وحسین کو دیکھوں جس سے میری بھوک کسی قدر کم ہو جائے (راوی کہتا ہے کہ) جب آپ سیدہ کے گھر پہنچے فرمایا حسن وحسین کہاں ہیں سیدہ نے عرض کی بابا جان دونوں بہت بھوکے تھے روتے ہوئے باہر چلے گئے ہیں۔ یہ سنکر آنحضرت ان کی تلاش میں روانہ ہوئے راستے میں ابو دردا سے ملاقات ہوئی فرمایا اے عویمر کیا تو نے میرے بچوں کو دیکھا ہے ابو دردا نے عرض کی خانۂ نبی جذعان کی دیوار کے سایہ میں لیٹے ہیں حضرت وہاں تشریف لائے اور دونوں صاحبزادوں کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگالیا ان کے رخساروں پر سے آنسو پونچھنے لگے۔ ابو دردا نے عرض کی اجازت ہو تو میں انہیں اٹھا لیتا ہوں۔ ارشاد فرمایا اے ابو دردا تم ہٹ جاؤ تا میں ان کے اشکوں کو خشک کروں۔ اس خدائے برتر کی قسم ہے جس نے مجھے پیغمبر برحق بنایا کہ ایک قطرہ بھی ان کے آنسوؤں کا زمین پر ٹپکے تو قیامت تک (کوئی دانہ زمین سے نہ اُگے اور) میری امت سے بلائے گرسنگی

دفع نہو۔ پھر آپ نے دونوں صاحبزادوں کو اٹھالیا اس وقت وہ (بھوک سے) رورہے
تھے اور آپ بھی روتے تھے ناگاہ جبرئیل امین نازل ہوئے عرض کی خدائے تعالیٰ
آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد کرتا ہے کہ یہ رونا کیسا۔ حضرت نے فرمایا اے جبرئیل
میں کسی اور بات پر نہیں روتا بلکہ دنیا کی ذلت اور اسکی بے وفائی پر متالم ہوں جبرئیل نے
عرض کی خلاق عالم نے فرمایا ہے کہ اگر تمہاری خوشی ہے تو میں تمہارے لئے کوہ احد کو
طلائے خالص بنا دیتا ہوں پھر تمہاری نبوت کے رتبے سے کچھ کمی نہ ہوگی۔ حضرت نے
فرمایا میں نہیں چاہتا جبرئیل نے عرض کی اسکی وجہ کیا ہے۔ حضرت نے ارشاد کیا اسکا
سبب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ دنیا کو دوست نہیں رکھتا اگر اسکے نزدیک دنیا کی کچھ
قدر ہوتی تو کافروں کو کوئی حصّہ اس میں سے عنایت نہ کرتا۔ اس وقت جبرئیل نے عرض
کی یارسول اللہ۔ وہ بڑا کاسہ جو بیت الشرف میں ہے طلب فرمائے۔ جب وہ آپ کی
خدمت میں حاضر کیا گیا دیکھا کہ ثریدؔ اور گوشت سے مملو ہے جبرئیل نے کہا اب آپ بھی
اس میں سے تناول فرمائے اور اپنے فرزندوں اور اہل بیت کو بھی کھلائے۔
ابودردا کہتے ہیں کہ حضرت نے اور تمام اہل بیت نے اس میں سے تناول کیا اور
سب سیر ہوگئے میرے لئے بھی آپ نے بھیجا جس میں سے ہم سب نے کھایا اور سیر ہوگئے
اور وہ کاسہ اسیطرح بھرا ہوا تھا۔ (راوی کہتا ہے) اس وقت ابودردا نے یہ بات
کہی کہ ایسا بڑا اور بابرکت کاسہ میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا یہ کہتے ہی وہ کاسہ ان کی
نظروں سے غائب ہوگیا۔ حضرت نے فرمایا خلاق عالم کی قسم ہے اگر ابودردا وہ
الفاظ اپنی زبان پر نہ لاتا تو یہ کاسہ تاقیامت میری امت کے فقیروں میں رہتا
اور وہ اس سے بھوک میں سیر ہوتے۔

ؔ ثرید یعنی شوربے میں روٹیاں بھگوئی ہوی ۱۲۔

نزول نان وخرما وزبیب

صاحب ناسخ التواریخ لکھتے ہیں کہ ثاقب المناقب میں بروایات معتبرہ مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا جناب سیدہ علیہا السلام کے بیت الشرف میں تشریف لائے اور سیدہ اور علی اور حسن وحسین علیہم السلام کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں ارشاد فرمائیں۔ سیدہ نے عرض کی بابا جان حسن وحسین بھوک میں سو گئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا تم وہ طبق جو وہاں رکھا ہے میرے پاس اٹھا لاؤ سیدہ نے عرض کی بابا جان یہاں کوئی طبق نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا اے فاطمہ اٹھو اور میری اطاعت کرو۔ پس فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا اٹھیں دیکھا نماز پڑھنے کے مقام پر ایک طبق رکھا ہے اور ایک رومال اس پر ڈھنپا ہوا ہے۔ آپ نے وہ طبق اٹھایا اور حضرت کی خدمت میں لاکر رکھدیا حضرت نے فرمایا علی کو بلاؤ اور حسن وحسین کو جگا دو جب یہ سب حاضر ہوئے حضرت نے اس پر سے رومال اٹھایا دیکھا اس میں ایک سفید نان اور نہایت نفیس کشمش اور خرما ہے حضرت کے حکم سے اہل بیت نے اس میں سے تناول کیا۔

نزول خرما وثرید

ناسخ التواریخ میں مدینۃ المعاجز سے منقول ہے حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف فرما ہوئے ارشاد کیا یا علی کھانے کے اقسام سے کچھ تمہارے پاس ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ خدا کی قسم تین روز ہوئے ہیں کہ میں اور فاطمہ اور حسن وحسین سب بھوکے ہیں۔ حضرت نے سیدہ سے ارشاد فرمایا اے فاطمہ اس حجرے میں جاؤ

اور دیکھو شاید کوئی چیز ملے۔ فاطمہؑ فوراً اُٹھیں اور عرض کی بابا جان میں اس حجرے میں جاؤں حضرت نے فرمایا بسم اللہ سیدہ حجرے میں داخل ہوئیں دیکھا ایک پیالے میں ثرید (یعنی نان وگوشت) اور ایک طبق میں خرما بھرا ہوا ہے سیدہ نے اُن کو اُٹھا کر حضرت کی خدمت میں رکھدیا حضرت نے فرمایا کیا تم نے اس فرشتے کو بھی دیکھا جو یہ چیزیں لایا ہے سیدہ نے عرض کی جی ہاں۔ حضرت نے فرمایا اس کا رنگ کیسا ہے سیدہ نے کہا سرخ وسبز وزرد ہے حضرت نے ارشاد کیا یہ تمام خطوط جبرئیل کے پروں کے ہیں اور وہ سب موتی اور یاقوت سے مرصع ہیں پھر ہم سب نے وہ ثرید اور کھجوریں کھائیں اور سب سیر ہوگئے۔

نزول برکت

علامہ مجلسی نے بحار الانوار کی دسویں جلد بیان مناقب جناب سیدہ علیہا السلام میں بعض کتب مناقب۔ وتفسیر ثعلبی اور اربعین ابن موذن سے بسند معتبر نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کئی دن گزرے جو قسم طعام سے آپ کو کچھ میسر نہ آیا۔ آپ بھوک سے بے تاب ہوکر ازواج کے پاس تشریف لائے وہاں بھی کچھ نہ ملا آخر میں جناب سیدہ کے بیت الشرف میں رونق افروز ہوئے اور ارشاد کیا یا بنیۃ ھل عندک شی اکلہ فانی جائع بیٹا میں بہت بھوکا ہوں کوئی شئے تمہارے پاس ہے تو لاؤ کہ میں اسے کھاؤں سیدہ نے عرض کی بابا جان خدا کی قسم میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے یہ سنکر حضرت واپس ہوئے اور آپ کا باہر نکلنا تھا کہ ایک ہمسائے کی عورت نے دو روٹیاں اور تھوڑا سا گوشت بطور ہدیہ جناب سیدہ کے پاس بھیجا آپ نے وہ لیکر ایک بڑے کاسے میں رکھا اور اُسکو ڈھانپ دیا پھر فرمایا کہ ہر چند میں اور حسن وحسین اور علی سب

بھوکے ہیں مگر میں اپنے نفس پر اور ان سب پر اپنے والد بزرگوار کو ترجیح دونگی
یہ کہکر حسن وحسین سے فرمایا کہ تم اپنے نانا جان کو بلا لاؤ دونوں صاحبزادے گئے اور
حضرت کو ساتھ لے آئے جب حضرت گھر میں رونق افروز ہوئے تو سیدہ نے عرض
کی باباجان ابھی ایک شے خدائے تعالیٰ نے میرے پاس بھیجدی ہے جسے
میں نے آپکے لئے اُٹھا رکھا ہے یہ کہکر وہ کاسہ حضرت کے روبرو رکھا اور اُس پر
جو چیز ڈھانپی تھی وہ نکال ڈالی اب کیا دیکھتی ہیں کہ وہ کاسہ گوشت ونان سے بھرا
ہوا ہے یہ دیکھکر جناب سیدہ متحیر ہوگئیں اور خیال فرمایا کہ یہ خلاق عالم کی عنایات سے
ہے پھر شکر خدا بجا لائیں حضرت نے فرمایا مِنْ اَیْنَ لَکِ ھٰذَا یا بنیہ
یعنی اے بیٹا یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا سیدہ نے عرض کی ھو من
عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب باباجان یہ خدائے تعالیٰ
کے پاس سے آیا ہے اور بے شک خلاق عالم جسکو چاہتا ہے بے حساب
رزق عطا فرماتا ہے یہ سنکر حضرت نے فرمایا خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے
تمہیں مریم کی جو اپنے زمانے کے عورتوں کی سردار تھیں شبیہ ونظیر بنایا کہ انکو بھی
خلاق عالم غیب سے رزق عطا فرماتا تھا اور جب زکریا اُن سے دریافت کرتے تو وہ
بھی یہی کہتی تھیں ھو من عند اللہ الآیہ یہ فرماکر حضرت نے امیر المومنین
کو بلوا بھیجا پھر آپ اور امیر المومنین اور سیدہ اور حسن وحسین علیہم السلام ان پانچے
سب بزرگواروں نے اس میں سے تناول فرمایا پھر تمام ازواج نبی اور قرابتداروں
پاس بھیجا اور وہ سب سیر ہوگئے مگر اس پیالے میں سے کچھ بھی کم نہوا جناب سیدہ
فرماتی ہیں کہ پھر میں نے اپنے تمام ہمسایوں پر اُسکو تقسیم کیا خدائے تعالیٰ نے
اس میں ایسی برکت دی تھی کہ سب سیر ہوگئے جس طرح سے کہ مریم علیہا السلام
کو برکت دی تھی۔

نزول طعام

جلد عاشر بحار بیان مناقب جناب سیدہ علیہا السلام میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدہ بیمار ہوئیں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی کی عیادت کو تشریف لائے اور قریب بیٹھکر حالت دریافت فرمائی سیدہ نے (اپنی حالت بیان کرکے) کہا کہ بابا جان (چونکہ کئی روز گذر گئے ہیں اور مجھے کھانا نہیں ملا ہے اس لئے) میں بہت گرسنہ ہوں اور مجھے طعام طیّب کی خواہش ہے یہ سنکر حضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور وہیں کے ایک طاق سے ایک طبق اٹھا لیا جس میں کشمش اور نان اور پنیر اور انگور کے خوشے تھے پھر حضرتؐ نے وہ طبق سیدہ کے روبرو رکھکر فرمایا بسم اللہ کھاؤ پھر فاطمہ اور حضرتؐ اور میں نے اور حسن حسین نے اس میں سے تناول کیا ہم سب کھا رہے تھے کہ ناگاہ دروازے پر سے ایک سائل نے ندا دی کہ آپ لوگ جو چیز کھا رہے ہیں ہمکو بھی اس میں سے عطا کرو حضرتؐ نے فرمایا اخسا یعنی دور ہو وہ اس کے سیدہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا وجہ ہے کہ آپ ایک مسکین کو اس طرح جواب دیتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا بیٹا یہ شیطان مردود ہے چونکہ جبرئیل امین یہ طعام بہشت سے لائے ہیں اسلئے وہ چاہتا ہے کہ اس میں سے کھائے حالانکہ طعام بہشت میں اس کا حصّہ نہیں ہے۔

نزول طعام و روایت اعرابی

جلد عاشر بحار کے باب مناقب فاطمہ علیہا السلام میں بسند معتبر ابن عباسؓ سے ایک طولانی روایت مروی ہے جسکا خلاصہ یہاں درج کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک اعرابی جو نہایت مفلس اور قوم بنی سلیم سے تھا ایک سوسمار کو گرفتار کیا اور اسکو لئے ہوئے جناب

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا یا محمد یا محمد حضرت نے فرمایا
کیا کہتا ہے اس جاہل نے کہا کہ آپ ایسے جادوگر اور جھوٹے ہیں کہ آپ سے زیادہ جھوٹا کوئی
دنیا میں نہوا ہو گا۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ خدا نے آپ کو تمام خلائق پر مبعوث کیا ہے۔
میں لات وعزیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر مجھے اس امر کا خوف نہوتا کہ میری قوم مجھے جلدی باز
کہیگی تو اس تلوار سے جو میرے ہاتھ میں ہے آپ کو قتل کر دیتا اس وقت حضرت
عمر خطاب اٹھ کھڑے ہوئے اور چاہا اعرابی پر حملہ کریں حضرت نے فرمایا تم بیٹھ جاؤ میں
پیغمبر ہوں۔ مجھے حلم چاہئے پھر آپ اعرابی کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد کیا
یا اخا بنی سلیم کیا عربوں کا یہی دستور ہے کہ کسی کے گھر پر چڑھائی کریں اور
سخت گوئی سے پیش آئیں۔ اے اعرابی خدا کی قسم جو شخص کہ دار دنیا میں مجھے ایذا دیگا
وہ آتش جہنم میں ابدالآباد جلیگا۔ اس پروردگار کی قسم ہے جسنے مجھے نبی برحق
بنایا ہے کہ فلک ہفتم کے رہنے والے مجھے احمد الصادق کہتے ہیں۔ اے شخص
مسلمان ہو جا تا آتش دوزخ سے نجات پائے یہ سنکر وہ اعرابی اور غضبناک ہوا اور عرض
کی لات وعزیٰ کی مجھے قسم ہے کہ یہ سوسمار جب تک آپ پر ایمان نہ لائے میں ہرگز
ایمان نہ لاؤنگا یہ کہکر اس نے سوسمار کو چھوڑ دیا وہ جانور زمین پر آتے ہی بھاگنے لگا۔
حضرت نے فرمایا ایہا الضب اقبل الی اے سوسمار میری طرف پلٹ آ یہ
سنتے ہی وہ حیوان بے زبان حضرت کی طرف پلٹ آیا حضرت نے فرمایا تو جانتا ہے
میں کون ہوں ناگاہ اس نے بزبان فصیح عرض کی آپ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب
بن ہاشم ہیں حضرت نے فرمایا تیرا معبود کون ہے عرض کی میرا معبود خدائے عزوجل
ہے جس نے تمام جہان کو پیدا کیا اور ابراہیم کو خلیل اور آپ کو حبیب بنایا پھر اس
سوسمار نے حضرت کی نبوت کی توصیف میں یہ کچھ اشعار پڑھے ۹۱

الا یا رسول اللہ انک صادق فبورکت مہدیا وبورکت ہادیا

یعنی اے پیغمبر خدا بے شک آپ سچے ہیں ہدایت پانے اور ہدایت کرنے دونوں حالتوں میں آپ کو برکت دی گئی ہے۔ ۵۲

شرعت لنا دین الحنیفة بعدما عبدنا کامثال الحمیر طواغیا

بعد اسکے کہ ہم مثل گدہوں کے بے وقوف اور سرکش ہو کر بتوں کی پرستش کرتے تھے آپ ایک عمدہ شریعت دین اسلام کی ہمارے واسطے لائے ۵۳

فیاخیر مدعو ویاخیر مرسل الی الجن والانس لبیک داعیا

اے سید انبیا و مرسلین اسے حق کی طرف بلانے والے میں آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہوں ۵۴

ونحن اناس من سلیم وانما اتیناک نرجوان ننال العوالیا

ہم قبیلہ بنی سلیم سے ہیں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ مراتب عالیہ پر فائز ہوں ۵۵

اتیت ببرهانٍ من الله واضح فاصبحت فینا صادق القول زاکیا

آپ خدا کے پاس سے ایک دلیل روشن لائے ہیں جس سے آپ کی صداقت اور طہارت صاف ظاہر ہوگئی ۵۶

فبورکت فی الاحوال حیا ومیتا وبورکت مولودا وبورکت ناشیا

آپ جس وقت پیدا ہوئے اور جب نشو و نما پائی اور جبتک کہ دنیا میں رونق افروز رہیں اور جس وقت کہ عالم بقا کی طرف نہضت فرمائیں ہر حالت میں مبارک ہیں یہ اشعار پڑھ کے وہ نیولا خاموش ہوگیا یہ حالت جب اس اعرابی نے دیکھی کہا تعجب کا مقام ہے کہ جنگلی سوسمار جو بے زبان ہے وہ تو محمد کی مدح کرے اور آپ کی رسالت پر گواہی دے اور مجھے یہ معجزہ روشن دیکھکر کوئی اثر نہو اسے حضرت سنئیے۔ اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد اعبده ورسوله یہ کہکر وہ مسلمان کامل الیقین

ہو گیا پھر حضرت نے اسکو چند سورہائے قرآن تعلیم فرمائے اور ارشاد کیا کہ آیا کچھ مال دنیا
تیرے پاس ہے اُس نے عرض کی یا رسول اللہ خدا کی قسم میری قوم میں چار ہزار آدمی
ہیں اُن میں کوئی مجھ سے زیادہ فقیر و محتاج نہیں اس وقت حضرت اپنے اصحاب کی طرف
متوجہ ہوئے اور فرمایا جو شخص اس اعرابی کو ایک ناقہ عطا کرے میں اسے ناقہ بہشت
عطا کرانے کا ضامن ہوتا ہوں یہ سنکر سعد بن عبادہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی میرے
ماں باپ آپ پر فدا ہوں میرے پاس جو ایک عمدہ اور سرخ رنگ کا ناقہ ہے وہ میں نے
اسے دیدیا پھر آپ نے ارشاد فرمایا جو شخص اسکو ایک تاج (یا عمامہ) دے میں اسے
تاج بہشت دلانے کا ضامن ہوں یہ سنکر امیر المومنین اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے
سر سے عمامہ اُتار کر اعرابی کے سر پر باندھا۔ پھر حضرت نے ارشاد فرمایا جو شخص اس
اعرابی کے لئے توشہ تیار کر دے میں اس کے لئے زاد تقویٰ مہیا کرا دینے کا ضامن
ہوں یعنی وقت آخر خلاق عالم اسے تلقین فرمائے گا کہ کلمہ شہادتین اس کی زبان پر
جاری ہو یہ سنکر سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے روانہ ہوئے اور تمام
ازواج سرور عالم کے گھروں میں غذا کو تلاش کیا کہیں سے کچھ نہ ملا وہاں سے
مراجعت کی اور سیدہ کے بیت الشرف کو دیکھکر کہا اگر کسی کو خیر کی امید ہے تو اسی گھر
سے ہے یہ کہکر دق الباب کیا سیدہ نے پوچھا کون ہے عرض کی میں سلمان ہوں۔ فرمایا
اے سلمان کیا چاہتے ہو سلمان نے تمام قصہ اعرابی کا بیان کیا۔ جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ
علیہا نے فرمایا اے سلمان ہر چند خدائے تعالیٰ جانتا ہے کہ ہم پر تین فاقے گزرے
ہیں اور حسن و حسین بھوک کے صدمے سے مضطرب ہو کر بے ہوش ہو گئے ہیں مگر
جب میرے در پر امر خیر پیش ہوا ہے تو میں اسے رد نہیں کرتی یہ لو میری چادر لیکر
شمعون یہودی کے پاس جاؤ اُسکو میری طرف سے کہنا کہ تو یہ چادر اپنے پاس رہن رکھکر
ایک صاع کھجوریں اور ایک صاع (یعنی ساڑھے تین سیر) جو قرض دے انشاءاللہ

تعالیٰ ہیں قریب میں تیرا قرض ادا کردونگی۔ سلمان وہ چادر لیکر شمعون کے پاس آئے
اور جناب سیدہ کا پیام پہنچایا شمعون نے سلمان سے وہ چادر لی اسکو اُلٹ پلٹ کرکے
دیکھنے لگا۔ (اور چونکہ اس چادر مطہر میں جابجا پیوند لگے تھے اسلئے) شمعون کی آنکھوں سے
آنسو جاری ہوئے اور سلمان سے عرض کی یا سلمان ھٰذا ھوالزھد فی الدنیا
ھٰذا الذی اخبرنا بہ موسیٰ بن عمران فی التوریۃ اے سلمان دنیا میں
زہد وتقویٰ اسکو کہتے ہیں یہ چادر جس خاتون معظمہ کی ہے ان کے والد وہی بزرگوار
ہیں جن کی خبر موسیٰ پیغمبر نے توریت میں بیان فرمائی ہے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ
واشھد ان محمد اعبدہ و رسولہ راوی کہتا ہے کہ شمعون کلمۂ شہادتین ادا
کرکے صدق دل سے مسلمان ہوگیا پھر سلمان کو ایک صاع کھجورین اور ایک صاع
جو دئے سلمان نے وہ جو جناب سیدہ کی خدمت میں حاضر کئے سیدہ نے ان کو پیسکر
چند روٹیاں تیار فرمائیں اور سب سلمان کے حوالے کیں۔ سلمان نے عرض کی ایک آدھ
روٹی ان میں سے رکھ لیجئے تا حسن وحسین کی کسی قدر فاقہ شکنی ہو۔ سیدہ نے فرمایا
کہ ہم نے یہ چیز راہ خدا میں دینے کے لئے مہیا کی ہے پھر اُس میں سے کیونکر لیسکتے ہیں
یہ سنکر سلمان وہ تمام روٹیاں اور کھجوریں لئے ہوئے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا اے سلمان یہ کہاں سے
لائے ہو۔ عرض کی جناب فاطمہ کے بیت الشرف سے اور اُس روز تین دن سے
حضرت بھی فاقے سے تھے۔ جب حضرت نے سلمان فارسی کے کلام سنا اُٹھ کھڑے
ہوئے۔ اور جناب سیدہ کے بیت الشرف پر تشریف لاکر دروازے کی زنجیر ہلائی
قاعدہ یہ تھا کہ حضرت جب سیدہ کے گھر رونق افروز ہوکر دق الباب فرماتے خود
سیدہ حاضر ہوکر دروازہ کھولتیں حسب عادت سیدہ نے دروازہ کھولا جناب
رسالتمآب کی نظر بیٹی پر پڑی دیکھا کہ رنگ چہرے کا زرد ہوگیا ہے اور بھوک کے

صدمے سے چشمہائے مبارک میں گڑھے پڑے ہوئے ہیں حضرت نے گھبرا کر فرمایا بیٹی
یہ تمہارا کیا حال ہے۔ عرض کی بابا جان تین روز گزرے ہیں کہ کھانے کے اقسام سے
ہمیں کچھ نہیں ملا یہ دیکھیں حسن وحسین تڑپ تڑپ کر سو گئے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت نے
یہ حال سنکر دونوں نواسوں کو جگایا اور اپنی گود میں بٹھالیا جناب سیدہ بھی حضرت کے
قریب بیٹھ گئیں اتنے میں امیرالمومنین بھی حاضر ہوکر آپ کے نزدیک بیٹھ گئے حضرت نے
دونوں بزرگواروں کو اپنے گلے سے لگا کر اپنا روئے مبارک آسمان کی طرف بلند فرمایا
اور عرض کی الٰھی وسیدی ومولائی ھولاء اھل بیتی اللھم اذھب عنھم
الرجس وطھرھم تطھیرا۔ راوی کہتا ہے کہ اس وقت سیدہ حضرت کے پاس
سے اٹھیں اور حجرے میں جاکر دو رکعت نماز پڑھی پھر ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے
اور عرض کی اے پروردگار یہ محمد تیرے پیغمبر ہیں اور یہ علی تیرے پیغمبر کے چچازاد
بھائی اور حسن وحسین حضرت کے نواسے ہیں (اور یہ سب بھوکے ہیں) اے پروردگار
ہمارے لئے ایک خوان پر طعام نازل فرما جس طرح سے کہ تونے بنی اسرائیل کے لئے
نازل فرمایا تھا ہرچند بنی اسرائیل نے اس طعام کو تناول کر کے کفران نعمت کیا تھا مگر
ہم مومنین اور شکر کرنے والے ہیں۔ ابن عباس کہتے ہیں خدا کی قسم سیدہ کی دعا بھی
تمام بھی نہیں ہونے پائی تھی کہ ایک کاسہ طعام بہشت سے مملو سیدہ کے پیچھے موجود
ہوگیا اور اس سے بوئے مشک ساطع تھی سیدہ نے خوش ہوکر اسے اٹھایا اور باہر
لاکر حضرت کی خدمت میں رکھ دیا جب امیرالمومنین نے اس کاسہ کو ملاحظہ فرمایا ارشاد
کیا یا فاطمہ من این لک ھذا اے فاطمہ یہ کہاں سے لائیں۔ حضرت نے
فرمایا یا علی کھاؤ اور سوال نکرو خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے مثل مریم کے
بیٹی عطا فرمائی کیونکہ جب وقت زکریا مریم کے پاس آتے تو مریم کے ہاں طعام و
میوہائے غیر موسم پاتے متحیر ہوکر پوچھتے یا مریم انی لک ھذا اے مریم یہ

چیزیں تمہارے پاس کہاں سے آئیں مریم جواب دیتیں ھو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب۔ یہ خدا کے پاس سے آیا ہے اور خلاق عالم جسکو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ پھر حضرت اور امیر المومنین اور سیدہ اور حسن وحسین نے وہ طعام تناول فرمایا اس کے بعد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف فرما ہوئے اور اعرابی کو توشہ عطا فرمایا اعرابی وہ توشہ ساتھ لیکر ناقے پر سوار ہوا اور اپنی قوم بنی سلیم میں آیا اس روز وہ چار ہزار آدمی تھے جب وہ اعرابی بنی سلیم کے قریب پہنچا تو ناقے کو روککر باآواز بلند کہا قولوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یعنی ایہا الناس کلمۂ شہادتین کہو اور مسلمان ہو جاؤ۔ جب ان لوگوں نے یہ بات سنی سب تلواریں کھینچکر اس کی طرف بڑھے اور کہا کہ (معاذ اللہ) ساحر وکذاب کے دین کی طرف تو مائل ہو گیا ہے۔ اعرابی نے کہا وہ حضرت ہرگز ساحر وکذاب نہیں ہیں۔ پھر کہا اے بھائیو تم اس امر کو بالکل صحیح سمجھو کہ محمد کا خدا بہت ہی اچھا خدا ہے اور محمد بہت ہی اچھے پیغمبر ہیں میں ان کے پاس حاضر ہوا ایسی حالت میں کہ بہت بھوکا تھا حضرت نے مجھے سیر فرمایا اور میں برہنہ تھا حضرت نے مجھے لباس پہنایا اور میں پیادہ تھا حضرت نے مجھے سواری عنایت فرمائی پھر ان کے روبرو سوسمار کا قصہ بیان کیا اور اس نے جو اشعار حضرت کی توصیف میں پڑھے تھے وہ سنائے اور کہا اے گروہ بنی سلیم مسلمان ہو جاؤ تا آتش جہنم سے نجات پاؤ جب اس گروہ نے حضرت کا وہ معجزہ باہرہ اعرابی سے سنا فوراً وہ سب کلمۂ شہادتین پڑھکے مسلمان ہو گئے یہ لوگ وہ تھے جو اس کے بعد سے حضرت کی رفاقت میں اکثر جہادوں میں حاضر رہتے اور انہیں کو صاحب علمہائے سبز کہتے ہیں۔ علامہ مجلسی نے اس حدیث کو بعض کتب اہل سنت سے بھی بسند معتبر نقل کیا ہے۔

نزول طائر مشوی

ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے کتاب مناقب میں لکھا ہے کہ خرگوشی نے شرف المصطفیٰ میں زینب بنت حصین سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ کے بیت الشرف میں تشریف فرما ہوئے سیدہ نے عرض کی باباجان آج ہمارے پاس کوئی چیز از قسم طعام نہیں ہے حضرت نے فرمایا وہ دو طائر جو بھنے ہوئے رکھے ہیں اٹھا لاؤ سیدہ جو پلٹیں تو دیکھا کہ غیب سے بھنے ہوئے دو پرندے گھر میں موجود ہیں سیدہ نے انہیں اٹھا کر حضرت کے روبرو رکھدیا۔ حضرت نے امیرالمومنین اور سیدہ اور حسن وحسین علیہم السلام سے فرمایا کلوا بسم اللہ یعنی خدائے تعالےٰ کا نام لیکر کھاؤ۔ اُن بزرگوں نے کھانا شروع کیا۔ ناگاہ دروازے پر سے ایک سائل نے آواز دی السلام علیکم اهل البیت اطعمونا مما رزقکم اللہ یعنی مجھے بھی اس نعمت سے جو خدا نے آپ حضرات کو دی ہے اطعام فرمائے حضرت نے فرمایا یطعمك اللہ یا عبد اللہ یعنی اے بندۂ خدا آگے جا یہ سنکر وہ سائل تھوڑی دیر ٹھہر گیا اور پھر سوال کیا حضرت نے پھر وہی جواب دیا پھر اُس نے کسی قدر ٹھہر کر وہی سوال کیا اُس وقت سیدہ نے عرض کی باباجان یہ فقیر بار بار سوال کر رہا ہے آپ نے فرمایا بیٹا یہ شخص شیطان ہے۔ چاہتا ہے کہ اس طعام سے وہ بھی کھائے۔ چونکہ یہ طعام بہشت ہے اس لئے خلاق عالم نے اسکو شیطان پر حرام ٹھہرایا ہے۔

نزول سورۂ ہل اتیٰ وطعام جنت

ابن شہر آشوب اعلی اللہ مقامہ نے کتاب مناقب میں تحریر فرمایا ہے کہ۔ ابو صالح

مجاہد۔ ضحاک۔ حسن۔ عطا۔ قتادہ۔ مقاتل۔ لیث۔ ابن عباس۔ ابن مسعود۔ ابن جبیر۔
عمرو بن شعیب۔ حسن بن مہران۔ نقاشی۔ ثعلبی اور واحدی ان سب نے اپنی اپنی تفسیروں میں
روایت کی ہے۔ اور صاحب اسباب نزول نے اور خطیب مکی نے اربعین میں اور ابو بکر
شیرازی نے نزول القرآن فی امیر المومنین میں اور اشہنی نے اعتقاد اہل السنۃ میں لکھا
ہے اور بطریق اہل بیت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حسن وحسین
علیہما السلام بیمار ہوئے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنے اصحاب کے ساتھ
صاحبزادوں کی عیادت کے واسطے تشریف لاکر حضرت امیر سے فرمایا اے ابوالحسن تم
اپنے فرزندوں کی صحت کے واسطے کچھ نذر کرو تا خلاق عالم انہیں شفا عطا فرمائے حضرت
امیر نے نذر کی کہ اگر میرے فرزند صحیح وتندرست ہو جائیں تو قربۃ الی اللہ تین تین روزے
متصل رکھونگا۔ جناب سیدہ اور حسن وحسین علیہم السلام اور فضہ نے بھی اسی طرح نذر کی
پس خلاق عالم نے شاہزادوں کو فوراً صحت عطا فرمائی اہل بیت نے روزے رکھے
ان ایام میں حضرت امیر علیہ السلام بہت تنگدست تھے۔ گھر میں طعام کے اقسام سے
کچھ نہ تھا۔ حضرت امیر فنحاص بن الحاد یہودی اور بروایت ثانی شمعون بن حاریا یہودی
کے پاس تشریف لائے اور تھوڑے سے جو بطور قرض طلب فرمائے۔ یہودی نے
کہا میرے پاس کسی قدر صوف ہے اگر سیدہ اسے کات کر درست کر دیں تو میں تین
صاع جو اس کی اجرت میں دیتا ہوں حضرت نے قبول فرما کر وہ صوف اور تین
صاع جو یہودی سے لئے اور سیدہ کو لاکر دئے جناب سیدہ نے پہلے صوف کے
ایک تیسرے حصے کو کات کر ایک صاع جو پیسے اور اُس کی پانچ روٹیاں تیار فرمائیں
جب وقت افطار آیا امیر المومنین۔ فاطمہ زہرا۔ حسن وحسین علیہم السلام اور فضہ یہ
پانچوں بزرگوار خوان پر بیٹھے تا افطار کریں۔ امیر المومنین نے پہلا لقمہ توڑا تھا
کہ ناگاہ ایک مسکین نے دروازے پر سے پکارا السلام علیکم یا اھل بیت محمد

انا مسکین من مساکین المسلمین اطعمونی مما تاکلون اطعمکم اللہ علی موائد الجنۃ یعنی اے اہل بیت پیغمبر میں ایک مسلمان اور فقیر ہوں تم جو چیز کھاتے ہو اس میں سے مجھے بھی عطا کرو خدائے تعالیٰ اسکے عوض تم کو مائدہ جنت کی نعمت کھلائیگا۔ یہ سنکر امیر المومنین نے لقمہ ہاتھ سے رکھدیا اور سیدہ سے فرمایا ؎

فاطم ذات المجد والیقین　　یا بنت خیر الناس اجمعین

اما ترین البائس المسکین　　قد قام بالباب لہ حنین

یشکو الینا جائع حزین　　کل امرءٍ بکسبہ رھین

یعنی اے فاطمہ اے صاحب عظمت ویقین اے پارۂ جگر اُن بزرگوار کی جو تمام عالم سے افضل ہیں۔ تم اس فقیر محتاج کو دیکھتی ہو کہ کس طرح ہمارے در پر کھڑے ہوئے پکار رہا ہے یہ بہت بھوکا اور غمگین ہے جو ہم سے اپنے بھوک کی شکایت کرتا ہے محصلاً۔ جناب سیدہ نے عرض کی ؎

امرک سمعاً یا بن عم وطاعہ　　مافی من لوم ولا وضاعہ

اطعمہ ولا ابالی الساعہ　　ارجو اذا اشبعت ذا مجاعہ

ان الحق الاخیار والجماعہ　　وادخل الخلد ولی شفاعہ

یا ابن عم میں تمہارا حکم بسر وچشم بجالاؤنگی مجھ میں وہ امر جو باعث سرزنش وفرومایگی ہو ہرگز نپاؤگے دیکھو میں ابھی اس فقیر کو یہ روٹیاں دیتی ہوں اور اپنی کچھ پرواہ نہیں کرنے کی جب میں اس بھوکے کو سیر کر دونگی تو خلاق عالم مجھے نیکوں میں شریک کردیگا اور مجھے خلد وشفاعت کا عہدہ عطا فرمائے گا ملخصاً۔ یہ کہکر اپنی روٹی اور امیر المومنین کی روٹی فقیر کو اُٹھا دی حسن وحسین علیہما السلام اور فضہ نے بھی اپنی روٹیاں اس مسکین کو دیدیں۔ فقط پانی سے روزہ افطار کیا۔ اور اسیطرح

رات بسر کی پھر دوسرا روزہ رکھا۔ جب صبح ہوی تو جناب سیدہ نے صوف کی دوسری تہائی کو کات کر درست فرمایا اور ایک صاع جو پیکر پانچ روٹیاں پکائیں جب دوسرا تمام دن گزرا اور شام ہوی یہ سب برگزیدۂ خدا افطار کے لئے ایک جگہ بیٹھے ابھی ایک لقمہ بھی نہیں کھایا تھا کہ دروازے پر سے ایک یتیم نے آواز دی السلام علیکم اہل بیت محمد انا یتیم من ایتام المسلمین اطعمونی مما تاکلون اطعمکم اللہ عن موائد الجنۃ یعنی اے اہل بیت میں ایک یتیم ہوں اور بھوکا ہوں مجھے کچھ کھانا عطا کرو خلاق عالم اس کا عوض آپ کو بہشت میں عنایت فرمائے گا یہ سنکر امیر علیہ السلام نے جو ایک لقمہ کھانے کے لئے اٹھایا تھا وہ ہاتھ سے رکھدیا اور سیدہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ؎

فاطم بنت سید الکریم بنت نبیؐ لیس یا لذمیم
قد جائنا اللہ بذا الیتیم من یرحم الیوم فھو رحیم
موعدہ فی جنۃ النعیم حرمھا اللہ علی اللئیم

اے سید کریم کی بیٹی اور اے صاحبزادی ایسے پیغمبر کی جن کا کوئی فعل مذمت کے لائق نہیں۔ اے فاطمہ خلاق عالم ہمارے در پر اس یتیم کو لایا ہے آج کے دن جو شخص رحم کریگا وہی رحیم کہلائیگا اور فردائے قیامت وہ ایسے بہشت میں جگہ پائیگا جسکو اوسبحانہ تعالیٰ نے بخیل پر حرام ٹھیرایا ہے۔ جب سیدہ نے حضرت امیر کا یہ کلام سنا عرض کی ؎

انی اعطیہ ولا ابالی واوثر اللہ علی عیالی
امسوا جیاعاً وھم اشبالی

بے شک میں اس یتیم کو تمام روٹیاں دیدوں گی اور مجھے کچھ پروا نہوگی۔ خدا کی راہ میں کھلانے کو اپنے عیال پر ترجیح دوں گی ہر چند جانتی ہوں کہ میرے بچے کل سے

بھوکے ہیں یہ کہکر تمام روٹیاں اس یتیم کو عطا کردیں اور سب نے محض پانی سے افطار کرکے تمام رات اسی طرح بھوک میں بسر فرمائی پھر تیسرے دن روزہ رکھا اور صبح کو سیدہ نے باقی صوف درست کرکے بقیہ جو پیسے اور خمیر کرکے پانچ روٹیاں تیار فرمائیں بوقت افطار پانچوں بزرگوار خوان طعام پر جمع ہوئے اور افطار کرنا چاہا امیر المومنین علیہ السلام نے پہلا لقمہ اٹھایا تھا کہ ناگاہ ایک اسیر نے اسرائے مشرکین سے دروازے پر ندا کی۔ السلام علیکم یا اہل بیت محمد تاسرونا وتشد ونا ولا تطعمونا یعنی اے اہل بیت رسول تم نے ہمکو اسیر کیا ہے پھر ہمارے کھانے کی خبر نہیں رکھتے۔ یہ سنکر حضرت امیر نے لقمہ ہاتھ سے رکھدیا اور ارشاد فرمایا ؎

فاطم بنت النبی احمد بنت نبی سید مسدد
ھذا اسیر للنبی المھتدی یکبل فی غلۃ مقیّد
یشکو الینا الجوع قد تقدد من یطعم الیوم یجدہ فی غد
عند العلا الواحد المجد

اے محمد مصطفٰے کی راحت جان اور اے پیغمبر حق کی پارۂ جگر یہ جناب رسالت مآب کا اسیر ہے جسے زنجیر پہنائی گئی ہے وہ اپنے بھوک کی شکایت کرتا ہے جس سے وہ پریشان ہے آج کے روز جو اسے کھانا کھلائیگا وہ فردائے قیامت میں خدائے واحد برتر کے قرب میں سیر و سیراب ہوگا۔ یہ سنکر جناب سیدہ نے کہا ؎

لم یبق مما کان غیر صاع قد دمیت کفی من الذراع
وما علی راسی من قناع الا عباء نسجہ یصاع
ابنای واللہ من الجیاع یارب لا تترکھما ضیاع
ابوھما للخیر ذو اصطناع عبل الذراعین شدید الباع

یعنی اب میرے پاس سوائے ان روٹیوں کے اور کچھ نہیں ہے اور میرے ہاتھ آہنی سلائی
سے مجروح اور خون آلودہ ہوگئے ہیں۔ تنگدستی کا یہ حال ہے کہ بغیر ایک عبائے کم قیمت
کے میرے سر پر چادر تک برابر نہیں۔ میرے فرزند بھوکے ہیں خداوندا تو انہیں
ضائع نکر۔ ان کے والدکارِ خیر میں برگزیدہ ہیں جو قوی بازو اور دلیر ہیں۔ پھر
پانچوں روٹیاں اس قیدی کو دیدی گئیں اور سب نے پانی پیکر تمام رات بھوک کی
شدت میں بسر کی تا آنکہ چوتھی صبح نمودار ہوئی۔ ہر چند اُس روز روزہ نہ تھا مگر چونکہ
اہل بیت پر بہت عسرت کا زمانہ تھا کوئی چیز کھانے کے لئے مہیا نہو سکی جب
حضرت رسالتؐ کو یہ حال معلوم ہوا آپ بہت متالم ہوئے۔ ناگاہ جبرئیل امین
نے پروردگار عالم کی جانب سے نزول اجلال فرمایا ان کے ہمراہ ایک طلائی کاسہ
تھا جس میں مروارید و یاقوت جڑے ہوئے تھے اور وہ مکے اور رگوشت سے
مملو تھا جس سے مشک کی خوشبو پھیل رہی تھی جبرئیل نے وہ کاسہ حضرت کی
خدمت میں پیش کیا آنحضرت نے اور اہل بیت طاہرین نے اس میں سے
تناول فرمایا تا آنکہ سیر ہوگئے اور اس میں سے ایک لقمہ بھی کم نہوا (الی ان قال)
اور ساتھ ہی خلاق عالم کی طرف سے اہل بیت نبی کی شان میں یہ آیتیں نازل ہوئیں
یُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝ یعنی نیک لوگ
اپنی نذر پوری کرتے ہیں اور اُس روز سے ڈرتے ہیں جس کا شر بہت وسیع ہے
وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا اور باوجود
اسکے کہ خود بھوکے ہیں اور کھانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ مسکین اور یتیم اور قیدی
کو کھانا کھلادیتے ہیں۔ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ
جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝ (اور زبان حال سے کہتے ہیں کہ) ہم محض خدائے تعالیٰ
کی خوشنودی کے لئے تمہیں کھانا کھلاتے ہیں کچھ تم سے اس کا بدلا اور شکر گذاری

نہیں چاہتے تا آخر آیات -

مولف کہتا ہے کہ نازل ہونا ان آیات کا بلکہ اکثر آیات سورہ دہر کا امیرالمومنین اور باقی اہل بیت طاہرین کی شان میں متواترات سے ہے علمائے فریقین نے کتب احادیث و تفاسیر میں اسکو باسناد کثیرہ متواترہ نقل کیا ہے علامہ مجلسی اعلی اللہ مقامہ نے جلد نہم بحار الانوار میں انہیں سے اکثر روایتوں کو بتفصیل لکھا ہے صاحب تفسیر حسینی جو موثقین علمائے اہل سنت سے ہیں تحریر فرماتے ہیں کہ جمہور مفسرین اس امر پر متفق ہیں کہ یہ آیات شریفہ علی و فاطمہ و حسن و حسین کی شان میں نازل ہوئے ہیں پھر ان کی شان نزول قریب روایت سابقہ بیان کی ہے - ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب میں ترقیم فرمایا ہے کہ سورۂ ہل اتیٰ یعنی سورہ دہر اہل بیت کی شان میں ذیحجہ کی پچیسویں تاریخ نازل ہوا - کتاب امالی ابن بابویہ میں امیرالمومنین اور سیدہ کے اشعار اس سے بھی زیادہ مروی ہیں جو مناقب سے نقل کئے گئے - کشف الغمہ میں بھی بعض اشعار تفسیر ثعلبی وغیرہ سے منقول ہیں - دوسری روایتوں میں ان اشعار کا ذکر نہیں ہے

لباس بہشت ایک فرشتہ کا بصورت خیاط لانا

بحار الانوار میں بروایت امالی شیخ مفید اعلی اللہ مقامہ امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ عید درپیش ہوئی اور حسنین علیہما السلام کیلئے کوئی لباس نہ تھا دونوں صاحبزادے جناب سیدہ کی خدمتمیں حاضر ہوئے عرض کی کہ اہل مدینہ کے تمام اطفال نے (کل عید کیلئے آج ہی سے) اپنی زینت کی ہے اور لباس بدلے ہیں آپ کیوں نہیں ہمکو لباس پہناتیں جناب سیدہ نے (مصلحۃً) فرمایا تمہارا لباس خیاط کے پاس ہے (جب وہ لائیگا تمہیں پہناؤنگی) جب عید کی رات آئی پھر شاہزادے اپنی والدہ گرامی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ملبوس کیواسطے

ہٹ کرنا شروع کیا جناب سیدہ محزوں وگریاں ہوئیں اور وہی جواب دیا (مگر ستر ودتہیں
کہ بچوں کیلئے لباس کہاں سے لاؤں) یہانتک کہ رات کیقدر زیادہ ہوئی
ناگاہ ایک شخص نے دق الباب کیا سیدہ نے پوچھا کون ہے۔ اس شخص نے کہا
اے دختر رسول خدا میں خیاط ہوں اور آپکے صاحبزادوں کا ملبوس لایا ہوں۔ سیدہ
طاہرہ نے دروازہ کھولا دیکھا ایک شخص نہایت جلیل ومہیب اور خوبصورت
ایک بقچہ ہاتھ میں لئے کھڑا ہے آپکو دیکھکر اس نے خدمت اقدس میں وہ بقچہ
پیش کیا اور واپس چلا گیا سیدہ متحیرانہ وہ بقچہ گھر میں لائیں اور اسے کھولا ملاحظہ فرمایا کہ
اس میں دو کرتے۔ دو قبائیں۔ دو زیر جامے۔ دو عبائیں۔ دو عمامے اور دو موزے ہیں
جنکی ایڑیاں سرخ رنگ کی تہیں۔ آپ بہت خوش ہوئیں اور صاحبزادوں کو جگاکر
وہ لباس پہنایا۔ اسیوقت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے
دیکھا صاحبزادے لباس پر تکلف سے مزین ہیں دونوں کو گود میں لیا پیار فرمایا
پھر سیدہ سے ارشاد کیا تم نے درزی کو دیکھا عرض کی جی ہاں اور جو آپنے لباس
بھیجا تہا وہ لاکر دیا حضرتنے فرمایا بیٹا وہ خیاط نہ تھا رضوان خازن بہشت تھا۔ سیدہ
نے عرض کی آپکو کیونکر اسکی خبر ہوئی حضرتنے فرمایا وہ آسمان پر جانیسے پہلے میرے
پاس آیا اور اسی نے مجھے اطلاع دی انتہے۔

ایضاً یہ حدیث مناقب ابن شہر آشوب میں امام رضا علیہ السلام سے
بعینہ مروی ہے۔

ایضاً علامہ مجلسی نے بیان مناقب جناب سیدہ میں دوسرے طریق سے
اس روایت کو بتفاوت قلیلہ نقل فرمایا ہے۔

نزول لباس بہشت

ملا حسین واعظ نے روضۃ الشہدا میں لکھا ہے کہ ایک عید کی صبح کو امام حسن اور امام حسین علیہما السلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وصحابہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی نانا جان آج عید کا دن ہے عرب کے امیر زادوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ نئے نئے لباس پہنے ہیں اور اپنے کو آراستہ کیا ہے ہمارے پاس نیا لباس نہیں آپکی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں تا آپ سے اپنے لئے نئے ملبوس لیں۔ حضرت متردد ہوئے کیونکہ دونوں صاحبزادوں کے لائق کوئی لباس آپ کے پاس نہ تھا اور انکی محرومی اور آزردگی بھی آپکو گوارا نہ تھی آخر بارگاہ احدیت میں التجا کی اسیوقت جبرئیل امین نازل ہوئے اور بہشت کے دو حلّے جو صاحبزادوں کے قد و قامت سے مناسب تھے لاکر حضرت کی خدمتمیں پیش کئے اور عرض کی یا رسول اللہ آپ رنجیدہ نہ ہوجئی اور یہ ملبوس بہشت اپنے نواسوں کو پہنائیے۔ حضرت نے فوراً شاہزادوں کو طلب کر کے ارشاد فرمایا یہ لو خلاق عالم نے غیب سے تمہارے لئے لباس عنایت فرمایا ہے۔ شہزادے بہت خوش ہوئے مگر جب دیکھا کہ لباس سفید ہے عرض کی نانا جان اطفال عرب کے پاس رنگین لباس ہے اور ہمارا لباس سفید ہے ہم بھی رنگین لباس چاہتے ہیں حضرت متفکر ہوے جبرئیل نے عرض کی یا رسول اللہ آپ خاطر جمع رکھئیے یہ کوئی ٹری بات نہیں خدا یتعالی کے حکم سے ابھی رنگ ہوجاتا ہے آپ ذرا آفتابہ اور ایک طشت منگائیے جب یہ چیزیں حاضر ہوئیں جبرئیل نے کہا میں اس لباس پر پانی ڈالتا ہوں آپ اپنے ہاتھ سے اسکو ملئے جو رنگ حسن و حسین کو مطلوب ہے وہ ہوجائیگا حضرت نے ایک لباس کو طشت میں رکھا جبرئیل علیہ السلام نے پانی ڈالنا شروع کیا آپ نے امام حسن سے پوچھا اے نور چشم تم کس رنگ کا لباس

چاہتے ہو۔ عرض کی میں سبز چاہتا ہوں۔ حضرت نے یہ سنکر اس لباس کو اپنے دست مبارک سے نچوڑ دیا پس وہ مثل زمرد کے سبز ہو گیا۔ آپ نے اُسے طشت سے نکال کر اپنے بڑے نواسے کو پہنایا۔ پھر دوسرا لباس طشت میں رکھکر امام حسین کی طرف متوجہ ہوئے اُس وقت اس صاحبزادے کی عمر پانچ برس کی تھی فرمایا اے نور دیدہ تمہیں کونسا رنگ منظور ہے۔ عرض کی میں سرخ رنگ چاہتا ہوں۔ جبرئیل نے پانی ڈالا اور حضرت ملنے لگے پس اسی وقت وہ لباس مثل یاقوت رمانی کے سرخ ہو گیا حضرت نے اسے اپنے چھوٹے نواسے کو پہنایا جبرئیل یہ حالت دیکھکر رونے لگے اور شاہزادے وہ ملبوس پہنکر خوش خوش اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں چلے گئے۔ حضرت نے جبرئیل کو گریاں دیکھکر فرمایا اے اخی جبرئیل یہ مقام خوشی کا ہے نہ حزن و ملال کا میرے فرزند اس لباس سے شاد و خرم ہیں پھر اس رونے کی وجہ کیا ہے جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ کیا بہشت کے اُن مکانوں کا حال جو حسن و حسین کے لئے تیار کئے گئے ہیں آپ بھول گئے حسن کا مکان زبرجد سبز کا تھا اور حسین کا یاقوت سرخ کا۔ یہاں بھی ان کی رغبت سبز و سرخ رنگ پر ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ حسن کو دشمن دیں زہر دیں گے اسکے اثر سے ان کا رنگ سبز ہو جائیگا اور حسین کو نیزہ و شمشیر سے شہید کریں گے کہ ان کے سر کے خون سے ان کے رخسار سرخ ہو جائینگے انتہے اس روایت کو علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں بلا تفاوت بروایت بعض ثقات ترقیم کیا ہے۔

آپکا وہ لباس جو دنیا کے لباس سے مشابہ نہ تھا

بحار الانوار میں ام سلمہؓ سے مروی ہے وہ کہتی ہیں ایک روز میں نے دیکھا کہ جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا نے اپنے فرزند حسین کو ایک ایسا لباس پہنایا ہے جو دنیا کے ملبوس سے مشابہ نہ تھا میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کہاں کا لباس ہے کہ دنیا

کا لباس معلوم نہیں ہوتا حضرت نے فرمایا میرے پروردگار نے حسین کیواسطے اسے ہدیۃً بھیجا ہے جس کا بانا جبرئیل کے پروں کا ہے چونکہ آج عید کا دن ہے اس لئے میں نے حسین کو پہنایا۔

نزول سیب وظہور نور

بحار الانوار و جلاء العیون میں لکھا ہے کہ مناقب کی بعض قدیم اور معتبر کتابوں میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں ایک روز جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام بھی موجود تھے کہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور ایک سیب حضرت کی خدمت میں پیش کیا حضرت نے اسکو سونگھ کر حضرت امیر کو عنایت فرمایا علی نے اس پر بوسہ دیکر پھر حضرت کی خدمت میں گزرانا آپ نے امام حسن کو دیا حسن نے اس پر بوسہ دیکر پھر آپکی خدمت میں پیش کیا آپ نے پھر امام حسین کو لطف فرمایا حسین نے اس پر بوسہ دیکر پھر حضرت کی خدمت میں گزرانا پھر حضرت نے وہ سیب سیدہ کو دیا سیدہ نے اس پر بوسہ دیکر پھر آپکی خدمت میں پیش کیا حضرت نے اس پر بوسہ دیکر پھر علی کو دیا علی نے جب چاہا کہ پھر اسے حضرت کی خدمتمیں پیش کریں وہ آپ کے ہاتھ سے گر پڑا اور اس کے دو ٹکڑے ہوگئے اس میں سے ایک نور ساطع ہوا یہانتک کہ آسمان تک پہونچا اس نور میں یہ دو سطریں لکھی ہوئی تھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تحیۃ من اللہ تعالیٰ الیٰ محمد المصطفیٰ وعلی المرتضیٰ وفاطمۃ الزہرا والحسن والحسین۔ سبطی رسول اللہ وامان لمحبیہما یوم القیامۃ من النار۔

نزول جام بلور

ناسخ التواریخ۔ میں مرقوم ہے کہ امالی ابوالفتح حفار میں ابن عباس اور ابو رافع سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ جبرئیل نازل ہوئے اور ایک جام بلور جو مشک وعنبر سے مملو تھا ساتھ تھا حضرت کی خدمتمیں سلام کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ خداوند عالم آپ کو بعد سلام ارشاد فرماتا ہے کہ یہ جام تحیتہً ہم نے تمہارے پاس بھیجا ہے تم بھی اسکو بطور تحیت علی و فرزندان علی کو دو۔ جب حضرت نے اپنے دست مبارک میں اس جام کو لیا تو خدا کی قدرت سے گویا ہوا اور تین مرتبہ لا الہ الا اللہ اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہا پھر بزبان فصیح یہ آیت پڑھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم طٰہٰ ما انزلنا علیک القراٰن لتشقیٰ حضرت نے اسکو سونگھ کر حضرت امیر کو دیا جب وہ جام علی کے ہاتھ میں آیا تو پھر گویا ہوا اور یہ آیت تلاوت کی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم انّما ولیکم اللہ ورسولہ والّذین یقیمون الصّلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون علی نے بھی اس جام کو سونگھکر برسم تحیّت امام حسن کو عطا فرمایا جب وہ حسن کے ہاتھ میں آیا تو پھر گویا ہوا اور اس آیت کی قرأت کی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عمّ یتسائلون عن النباء العظیم الذی ھم فیہ مختلفون۔ امام حسن نے اسکو سونگھا اور امام حسین کو دیا حسین کے ہاتھ میں اس نے کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ پھر حسین نے اس جام کو حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ پھر وہ حضرت کے دست مبارک میں گویا ہوا اور یہ آیت پڑھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ نور السمٰوات والارض تا آخر آیہ۔ پھر وہ جام آپ کے ہاتھ میں غائب

غائب ہو گیا نہیں معلوم آسمان پر چلا گیا یا زمین میں۔ مثل اسکے مناقب ابن شہر آشوب و بحار الانوار و جلاء العیون میں مرقوم ہے۔

فرشتوں اور جنات کا حضرت امام حسین کی حفاظت کرنا

وہ فرشتہ جو بصورت اژدہا تھا

بحار الانوار میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے ایک مرتبہ غیر موسم انگور میں انگور کا ایک خوشہ میں نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دیکھا حضرت نے مجھ سے ارشاد فرمایا اے سلمانؓ میرے دونوں فرزندوں حسن و حسین کو بلا لاؤ تا وہ میرے ساتھ یہ انگور کھائیں سلمان کہتے ہیں وہ رات کا وقت تھا میں نے جناب فاطمہ کے گھر میں صاحبزادوں کی تلاش کی وہاں نہ ملے۔ پھر ام کلثوم کے مقام پر دیکھا وہاں بھی نہ پایا مجبوراً حضرت کی خدمت میں واپس ہو کر کیفیت عرض کی یہ سنکر حضرت مضطربانہ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا و والداہ واقرۃ عیناہ جو شخص مجھے میرے نواسوں کا پتہ بتائیگا میں اس کیلئے ضامن بہشت ہوں گا اسوقت جبرئیل امین نازل ہوئے عرض کی یا رسول اللہ آپکو کیا فکر ہے۔ فرمایا میں اپنے فرزندوں کے بارے میں یہود کے مکر سے خوف کرتا ہوں۔ جبرئیل نے کہا آپ اپنی امت کے منافقین سے زیادہ خوف کیجئے کہ ان کا مکر یہود سے بھی سخت تر ہے۔ پھر عرض کی کہ حسن و حسین حدیقہ ابو دحداح میں آرام کر رہے ہیں۔ حضرت سلمان فارسی کو ساتھ لئے حدیقہ ابو دحداح میں تشریف لائے دیکھا حسن و حسین ہم آغوش ہو کر سو رہے ہیں اور ایک اژدہا ایک گلدستہ اپنے منہ میں لئے شہزادوں کو ہوا دے رہا ہے جب اژدہے نے حضرت کو دیکھا گلدستہ منہ سے رکھدیا اور حضرت پر سلام کر کے

عرض کی یارسول اللہ میں اژدہا نہیں ہوں بلکہ فرشتہ ہوں۔ ایک لمحہ خدائے تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہوا تھا۔ خلاق عالم مجھ پر غضبناک ہوا اور مجھے مسخ فرما کر زمین پر پھینکدیا کئی برس گذرے اس وقت سے ابتک میں ایک ایسے کریم النفس کی تلاش میں ہوں جو خدا کے پاس میری سفارش کرے شاید خدائے تعالیٰ مجھ پر رحم فرما کر مجھے صورت اصلی عطا فرمائے۔ حضرت۔ اپنے فرزندوں کے پاس آئے اور ان کو پیار کرنا شروع کیا تا آنکہ صاحبزادے بیدار ہو کر حضرت کے زانوئے مبارک پر بیٹھ گئے حضرت نے فرمایا اے نور چشمو یہ اژدہا فرشتگان ملا اعلیٰ سے ہے خدا کے ذکر سے کسیقدر غفلت کی تھی حقتعالیٰ نے اسے مسخ فرما دیا میں چاہتا ہوں تم اس کے بارے میں درگاہ خدا میں شفاعت کرو۔ یہ سنکر فوراً حسن و حسین نے وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی اور عرض کی اے پروردگار ہمارے جد بزرگوار تیرے حبیب محمد مصطفےٰ کا واسطہ اور ہمارے والد علی مرتضیٰ اور والدہ فاطمۃ الزہرا کا واسطہ تو اس فرشتے کو حالت اصلی عطا فرما۔ ابھی دعا صاحبزادوں کی ختم نہیں ہوئی تھی کہ جبرئیل امین فرشتوں کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ لئے زمین پر نازل ہوئے اور مغفرت کی نوید اس اژدہے کو پہنچا کر اپنے ہمراہ اسے آسمان پر لے گئے پھر تھوڑی دیر میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مسکراتے ہوئے عرض کی یا رسول اللہ وہ فرشتہ ساتوں آسمانوں کے ملائکہ پر فخر کرتا ہے اور کہتا ہے من مثلی وانا فی شفاعۃ السیدین السبطین الحسن والحسین کون ہے مثل میرے کہ میں فرزندان سید الثقلین حسن و حسین کی شفاعت میں ہوں انتہیٰ۔

روایت حدیقہ بنی نجار و حفاظت حسنین

جلاء العیون میں علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ ابن بابویہ اور دوسرے محدثین نے

بسند ہائے معتبرہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے جناب سیدہ علیہا السلام حسن وحسین
کو ہمراہ لیئے حضرت کی عیادت کو روانہ ہوئیں حسن وہنے طرف تھے اور حسین بائیں طرف
جب حضرت عائشہ کے حجرے میں پہونچیں دیکھا آنحضرت استراحت فرمارہے ہیں
حسن حضرت کے طرف راست بیٹھ گئے اور حسین بائیں طرف - اور آپکو کسیقدر حرکت
دی - آپ بیدار نہ ہوئے - سیدہ نے فرمایا اے پیارو تمہارے ناناجان آرام
کر رہے ہیں اب تم واپس چلے جاؤ جب آپ بیدار ہوں تو پھر آنا - صاحبزادوں
نے عرض کی ہم یہاں سے کبھی نہیں جانیکے یہ کہکر حسن نے آپ کی سیدہی طرف
ارام کیا اور حسین نے بائیں طرف - سیدہ اُٹھکر اپنے گھر چلی گئیں - حسن وحسین تھوڑی
دیر سوکر بیدار ہوئے دیکھا حضرت ابھی آرام فرمارہے ہیں - عائشہؓ سے پوچھا
ہماری والدہ کہاں گئیں انہوں نے جواب دیا اپنے گھر کو چلی گئیں حسن وحسین
کھڑے ہوگئے اور اس اندھیری رات میں چاہا اپنے گھر روانہ ہوں جب تھوڑے
دور گئے رعد کے گرجنے کی آواز آنے لگی اور بجلی کا چمکنا شروع ہوا اس کی روشنی حسن وحسین
کے سامنے ٹھہر گئی امام حسن نے اپنے ہاتھ سے امام حسین کا بایاں ہاتھ تھام لیا دونوں شہزادے
باتیں کرتے ہوئے اس روشنی میں روانہ ہوئے تاآنکہ حدیقہ بنی نجار میں پہنچے - اس
باغ کو دیکھکر متحیر ہوئے کہ ہم گھر چھوڑ کر یہاں کیونکر آگئے - اس وقت حسن نے حسین سے
کہا کہ مناسب یہی ہے کہ اب ہم یہیں سو جائیں تا صبح طالع ہو پس دونوں بھائیوں نے
ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈالکر آرام کیا - وہاں جب حضرت بیدار ہوئے اپنے
نواسوں کی تلاش میں جناب سیدہ کے گھر تشریف لائے وہاں نہ پایا مضطربانہ خدا سے
عرض کی اے پروردگار اے سید وآقا حسن وحسین میرے فرزند ہیں اور بھوکے ہیں
باہر چلے گئے ہیں تو ان کی حفاظت کے لئے میرا وکیل ہے - حضرت یہ کہہ رہے تھے کہ

اسی وقت ایک نور آپ کے روبرو ظاہر ہوا آپ اس کی روشنی میں روانہ ہوئے یہانتک
کہ بنی نجار کے باغ میں پہنچے۔ اُس وقت ابر گھرا ہوا تھا اور شدت سے مینہ برس رہا تھا۔
حضرت نے اپنے نواسوں کو دیکھا ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈالے آرام کر رہے
ہیں اور ان کے سر پر سے کسی قدر ابر کھلا ہوا ہے کہ ایک قطرہ بھی پانی کا ان پر
نہیں پڑتا۔ اور ایک بہت بڑا سانپ جسکے جسم پر بڑے بڑے اور سخت بال مثل نے
کے ہیں اور اس کے دو پر ہیں وہاں موجود ہے ایک پر حسن پر اور دوسرا حسین پر
اڑھایا ہے۔ جب حضرت نے یہ حال دیکھا کسی قدر اپنی آواز سنائی۔ سانپ
وہاں سے علحدہ ہوا اور کہا اے پروردگار میں تجھے اور فرشتوں کو گواہ رکھتا ہوں کہ
میں نے تیرے پیغمبر کے دونوں فرزندوں کی حفاظت کی اور انکو صحیح و سالم حضرت کے
حوالے کیا حضرت نے فرمایا اے سانپ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ عرض
کی میں جن ہوں اور جنات کی طرف سے آپکی خدمت میں پیام لایا ہوں فرمایا کہاں کے
جنات کی طرف سے۔ عرض کی اہل نصیبین کی طرف سے وہ پیام یہ ہے کہ جنات بنی ملیح ایک
آیت قرآن شریف کی بھولگئے ہیں اس لئے انہوں نے آپکی خدمت میں مجھے روانہ
کیا تاکہ آیت فراموش شدہ آپ سے یاد کرلوں جب میں اس مقام پر پہونچا تو میں نے
سنا کہ ہاتف کہرہا ہے کہ اے سانپ حسن و حسین رسول خدا کے فرزند ہیں رات
دن کی آفتوں اور حادثوں سے تو ان کی حفاظت کر پس میں نے انکی حفاظت کی
اور صحیح و سالم آپکو پہونچا دیا۔ اسوقت حضرت نے وہ آیت جسے جن بھول گئے تھے اس
جن کو یاد دلا کر اسکو مراجعت کی رخصت دی۔ پھر حسن کو اپنے دہنے کاندھے پر اور
حسین کو بائیں کاندھے پر سوار فرما کر وہاں سے روانہ ہوئے راستہ میں حضرت امیر اور
بعض اصحاب پہونچے اصحاب نے عرض کی آپ پر سے ہمارے ماں باپ فدا ہوں ان
صاحبزادوں میں سے ایک کو ہمیں دیجئے تاکہ آپ کا بوجھ ہلکا ہو۔ حضرت نے فرمایا ہٹ جاؤ

خدا نے تمہاری بات سنی اور تمہارے مقام کو جان لیا پھر حسن سے فرمایا کیا تم اپنے والد کے کاندھے پر جاتے ہو امام حسنؑ نے عرض کی نانا جان خدا کی قسم آپ کے دوش مبارک کو میں اپنے پدر بزرگوار کے کاندھے سے زیادہ دوست رکھتا ہوں آپ نے پھر امام حسین سے وہی بات ارشاد فرمائی اور حسین نے بھی وہی جواب دیا۔ حضرت دونوں شہزادوں کو لئے سیدہ کے گھر تشریف فرما ہوئے جناب سیدہ نے تھوڑا سا خرما جوان کیلئے مہیا کر رکھا تھا پیش کیا شہزادے کھا کر سیر اور مسرور ہوئے۔ حضرت نے فرمایا چلو اب اٹھو اور آپس میں کشتی لڑو صاحبزادے کھڑے ہو گئے اور کشتی لڑنا شروع کیا۔ حضرت نے فرمایا ہاں اے حسن پٹکو حسین کو۔ سیدہ نے عرض کی بابا جان آپ بڑے کو چھوٹے پر شجاعت دلاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے نور دیدہ میں حسن کو شجاعت دلاتا ہوں اور میرے دوست جبرئیلؑ حسین کو دلیر کر رہے ہیں اور کہتے ہیں اے حسین پٹکدو حسن کو۔

مولف کہتا ہے کہ کتب فریقین میں باسناد معتبرہ کئی حدیثیں مروی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام نے زمانہ طفولیت میں بحکم جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کشتی کی حضرت نے امام حسن کو شجاعت دلائی اور فرمایا کہ جبرئیلؑ حسین کو شجاعت دلاتے ہیں۔ انہیں احادیث سے اکثر علماء نے کشتی کے جواز پر استدلال کیا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

بحار الانوار۔ اور مناقب ابن شہر آشوب میں یہ روایت۔ ابوہریرہ۔ ابن عباس رض حارث ہمدانی۔ ابوذر غفاری۔ اور حضرت صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔

روایت ابو جعفر منصور جو کئی معجزات اور فضائل پر مشتمل ہے

جلاء العیون میں مرقوم ہے کہ ابن بابویہؒ نے باسناد معتبرہ سلیمان بن مہران اعمش سے روایت کی ہے اور وہ فریقین میں راست گوئی سے مشہور ہیں وہ کہتے ہیں کہ

میں ایک شب اپنے گھر میں سو رہا تھا ناگاہ ایک آدمی ابوجعفر منصور دوانقی کے پاس سے
(جو دوسرا بادشاہ سلاطین بنی عباس سے ہے) میرے گھر پر آیا اور کہا کہ بادشاہ نے
تمہیں بلایا ہے میں نہایت خوفناک اور متفکر ہوا دل میں سوچا کہ بادشاہ نے اسوقت مجھے
فقط اس لئے طلب کیا ہے کہ مجھ سے حضرت امیر المومنین کے فضائل دریافت کرے
اور جب میں بیان کروں تو مجھے قتل کرے یہ سوچکر میں نے اپنا وصیت نامہ لکھا اور غسل کر کے
حنوط ملا اور کفن پہنکر بادشاہ کے محل کی طرف روانہ ہوا جب اسکے دربار میں پہونچا
دیکھا کہ عمر بن عبید بادشاہ کے پاس بیٹھا ہے اسکو دیکھکر کسیقدر میرے دل کو اطمینان
حاصل ہوا۔ بادشاہ کو سلام کیا اس نے مجھے اپنے نزدیک طلب کیا۔ جسقدر میں آگے
بڑھتا تھا وہ کہتا تھا کہ اور نزدیک آ۔ یہانتک کہ قریب تھا کہ میرا زانو بادشاہ کے زانو
سے مل جائے جب میرے حنوط کی خوشبو اسکے دماغ میں پہونچی مجھ سے کہا سچ بیان کرو ورنہ
ابھی تجھے قتل کرونگا میں نے عرض کی جو چاہیے دریافت فرمائیے۔ کہا یہ حنوط اپنے جسم
پر کیوں ملا ہے میں نے عرض کی آپنے چونکہ مجھے رات کو طلب فرمایا اس لئے مجھے
یہ خیال ہوا کہ شاید اسلئے بلایا ہے کہ مجھ سے علی کے فضائل دریافت فرمائیں اور جب
میں عرض کروں تو مجھے قتل کریں اسیواسطے میں نے وصیت کر کے غسل و حنوط کیا اور
کفن پہنکر حاضر ہوا اعمش کہتے ہیں کہ خلیفہ اسوقت تکیہ کئے ہوئے تھا جب مجھ سے یہ
بات سنی فوراً اٹھ بیٹھا اور کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں
اے سلیمان سچ کہو کہ علی کے فضائل میں تمہیں کتنی حدیثیں پہونچی ہیں میں نے کہا بہت کم۔
کہا گنتی بتاؤ۔ میں نے عرض کی دو ہزار حدیثوں سے زیادہ مجھے پہونچی ہیں۔ بادشاہ نے
کہا اے سلیمان میں فضیلت علی میں ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جس سے تم سب
حدیثیں فراموش کروگے میں نے عرض کی اے امیر بیان فرمائیے۔ منصور نے کہا بنی امیہ
کی سلطنت کے زمانہ میں ہم ان سے بھاگتے تھے اور شہر بشہر پھرا کرتے تھے۔ جسکو مومن

پاتے اسکے روبرو علی کے فضائل بیان کرکے تقرب حاصل کرتے۔ اسی وسیلہ سے ہم
کو روٹی ملتی اور گزران ہوتی تھی۔ تا انکہ ایک بار میں بلاد شام میں وارد ہوا اسوقت میں
ایک بہت پرانی عبا اوڑھے تھا۔ اسکے سوائے کوئی اور لباس میرے پاس نہ تھا اور میں
بھوکا بھی تھا۔ یکایک ایک مسجد سے اذان کی آواز آنے لگی میں نے دل میں کہا
مسجد میں جاکر بعد نماز لوگوں سے شام کیلئے کچھ غذا طلب کرنی چاہیئے یہ سوچکر مسجد میں آیا
اور پیش نماز کیساتھ نماز پڑھی جب وہ سلام کہہ چکا میں نے دیکھا دو لڑکے مسجد میں داخل
ہوئے پیش نماز نے انکی طرف متوجہ ہوکر کہا۔ مرحبا تمکو اور ان بزرگوں کو جنکے تم ہمنام
ہو۔ اسوقت ایک جوان میرے پہلو میں بیٹھا تھا میں نے اس سے پوچھا یہ لڑکے پیش نماز
سے کیا قرابت رکھتے ہیں۔ اس نے کہا پیش نماز کے یہ پوتے ہیں اور بغیر اس پیش نماز
کے اس شہر میں کوئی ایسا نہیں ہے جو علی کا دوست ہو اسی لئے اپنے بچوں کا نام حسنؑ
حسینؑ رکھا ہے۔ جب میں نے یہ بات سنی بہت خوش ہوا اور پیش نماز کے قریب جاکر
کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک حدیث آپ کے روبرو ایسی بیان کروں جس سے
آپکی آنکھیں روشن ہوں۔ پیش نماز نے کہا اگر تم میری آنکھیں روشن کروگے تو
میں بھی تمہارے آنکھیں روشن کرونگا میں نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان
کیا اور ان سے ان کے باپ نے اور ان سے ان کے دادا عبداللہ بن عباسؓ نے
بیان کیا کہ ایک روز ہم حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر
تھے ناگاہ جناب فاطمہؑ روتی ہوئی آپ کی خدمت میں آئیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے
فاطمہؑ کیوں روتی ہو عرض کی حسنؑ وحسینؑ بہت دیر ہوئی باہر چلے گئے ہیں اور نہیں معلوم
رات کو کہاں رہے۔ آپ نے فرمایا اے فاطمہؑ گریہ نہ کرو جس خالق نے انہیں پیدا کیا ہے
وہ تم سے زیادہ ان پر مہربان ہے پھر حضرتؐ نے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیئے عرض
کی خداوندا حسنؑ وحسینؑ خواہ صحرا میں ہوں یا دریا میں تو انکی حفاظت کر اور انکو صحیح وسالم رکھ

اسیوقت جبرئیلؑ نازل ہوئے عرض کی خلاق عالم بعد تحفہ سلام ارشاد فرماتا ہے تم مخزون
نہ ہوں حسن وحسین دنیا وآخرت میں فضیلت رکھتے ہیں اور ان کے والدان سے افضل
ہیں یہ دونوں حظیرہ بنی نجار میں آرام کر رہے ہیں اور حق تعالیٰ نے ایک ملک کو حکم
دیا ہے کہ ان کی حفاظت کرے۔ پس حضرت مسرور ہوئے اور مسکراتے ہوئے
اٹھے اور اپنے اصحاب کو ہمراہ لیکر حظیرہ بنی نجار کی طرف روانہ ہوئے جب وہاں پہونچے
دیکھا دونوں صاحبزادے سو رہے ہیں اور ایک فرشتے نے اپنا ایک پر ان کے نیچے
بچھایا ہے دوسرا پر سے ان پر سایہ کیا ہے حضرت نے دونوں بچوں کے سر اٹھا کر
اپنے زانو پر رکھے اور انکو پیار کرنے لگے تا آنکہ صاحبزادے بیدار ہوئے آپ نے امام حسن کو
اپنے کاندھے پر بٹھلایا اور جبرئیل نے حسین کو اور وہاں سے روانہ ہوئے آپ فرما رہے
تھے خدا کی قسم آج میں تمہاری فضیلت تمام لوگوں پر ظاہر کروں گا جسطرح سے خدا نے
تمہیں فضیلت دی ہے۔ چونکہ لوگ جبرئیلؑ کو دیکھتے نہ تھے اسلئے انہیں گمان ہوا کہ دونوں
صاحبزادے حضرت ہی کے کاندھے پر ہیں حضرت ابوبکر آپ کے نزدیک آئے عرض کی
یا رسول اللہ ایک صاحبزادہ مجھے دیجئے تا آپ کا بار سبک ہو حضرت نے فرمایا اے ابوبکر
ایسے دو شخصوں نے انہیں اٹھایا ہے جو سب سے بہتر ہیں۔ اور یہ سوار بھی سب سے بہتر
ہیں اور ان کے والدان سے افضل ہیں پس جب حضرت مسجد میں پہونچے بلال کو حکم دیا کہ سب کو
مسجد میں جمع کر جب سب لوگ جمع ہو گئے حضرت نے فرمایا ایھا الناس کیا میں تمہیں
ان لوگوں کا پتہ بتاؤں جو نانا اور نانی کی طرف سے بہترین مردم ہیں۔ سب نے عرض کی فرمائیے
ارشاد کیا وہ حسن وحسین ہیں کہ ان کا نانا خدا کا رسول ہے اور ان کی نانی خدیجۃ الکبریٰ
ہیں۔ اَیُّھَا النَّاس کیا تم سے ان کا حال بیان کروں جو والدین کے سبب سے افضل خلائق
ہیں سب نے کہا بہتر۔ فرمایا وہ حسن وحسین ہیں جن کے والد خدا اور رسول کے دوست ہیں اور خدا اور رسول انکے دوست ہیں
اور ان کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ہیں۔ اَیُّھَا النَّاس کیا میں تم سے ان کا ذکر کروں

جو چچا اور پھوپی کی وجہ سے بہترین مخلوقات ہیں۔ عرض کی ارشاد ہو فرمایا وہ حسن و حسین ہیں جنکے
عمو جعفر طیار ہیں جو فرشتوں کیساتھ بہشت میں پرواز کرتے ہیں اور انکی پھپی ام ہانی ہیں۔
اَیُّهَا النَّاس کیا میں تمہیں انکی خبر دوں جو ماموں اور خالہ کی جانب سے افضل عالم ہیں سب نے
کہا مناسب ہے آپ نے ارشاد کیا وہ حسن و حسین ہیں جنکا ماموں قاسم فرزند رسول خدا ہے
اور جنکی خالہ زینب دختر رسول خدا ہے پھر حضرت نے انگلیوں کو ملاکر اپنا ہاتھ بلند فرمایا اور
کہا جسطرح میری انگلیاں ملی ہوئی ہیں اسیطرح ہم سب ملے ہوئے محشور ہوں گے۔ خداوندا
تو جانتا ہے کہ حسن بہشت میں ہوگا اور حسین بہشت میں اور ان کے جدّ و جدّہ اور والدین
بہشت میں ہوں گے اور ان کے چچا پھپی اور ماموں خالہ یہ سب بہشت میں ہوں گے
اور جو حسن و حسین کا دوست ہو وہ بھی بہشت میں جائیگا اور جو ان کا دشمن ہو وہ دوزخ
میں جائیگا جب پیش نماز نے یہ حدیث مجھ سے سنی کہا اے جوان تو کون ہے میں نے
کہا میں اہل کوفہ سے ہوں پوچھا عرب ہے یا عجم میں نے کہا عرب۔ اس نے کہا تم
ایسی حدیث روایت کرتے ہو اور یہ لباس کہنہ پہنے ہو۔ یہ کہکر ایک خلعت فاخرہ
مجھے دیا اور ایک خچر بھی عطا کیا جسے میں نے ایک سو دینار کے عوض میں فروخت
کیا پھر مجھ سے کہا اے جوان تو نے میری آنکھیں روشن کیں میں بھی تیری آنکھیں
روشن کرتا ہوں اور تجھے ایسے شخص کے پاس پہونچاتا ہوں جو وہ بھی تیری آنکھیں
روشن کرے میں یہ سنکر خوش ہوا پھر اس نے کہا اے جوان میرے دو بھائی ہیں
ایک پیش نماز ہے دوسرا موذن جو بھائی پیش نماز ہے وہ ہمیشہ سے دوستداران
علی سے ہے اور جو موذن ہے وہ ہمیشہ سے امیر المومنین کا دشمن ہے پس میرا ہاتھ
تھام کر اپنے اس بھائی کے دروازے پر جو پیش نماز تھا لاکر چھوڑ دیا میں نے دق الباب
کیا۔ ایک مرد باہر نکلا جب اسکی نظر مجھ پر پڑی اور خچر اور لباس کو دیکھا پہچان
لیا اور کہا یہ خچر اور لباس میرے بھائی کا ہے اور بھائی نے یہ تمہیں اسی لئے دیا ہے

کہ تم خدا و رسول و اہل بیت کے دوست ہو اب کوئی حدیث علی کی فضیلت میں بیان کرو
میں نے کہا میرے جد اعلی عبداللہ بن عباس سے یہ حدیث مجھے سینہ بسینہ پہونچی
ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک روز ہم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
میں حاضر تھے ناگاہ جناب فاطمہ آپ کی خدمت میں روتی ہوئی آئیں حضرت نے
سبب گریہ دریافت فرمایا سیدہ نے عرض کی بابا جان قریش کی عورتیں مجھ پر طعن
کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ تمہارے والد نے تمہاری تزویج ایسے شخص کیساتھ کردی
ہے جو محتاج ہے اور اسکے پاس کچھ مال و دنیا نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا اے فاطمہ
تم رنجیدہ نہ ہو۔ میں نے تمہاری شادی نہیں کی ہے۔ بلکہ خلاق عالم نے تمہاری
شادی علی سے کی ہے اور جبرئیل و میکائیل کو گواہ مقرر فرمایا ہے۔ اے فاطمہ خدا تعالے
نے تمام خلق سے تمہارے باپ کو برگزیدہ کیا اور اسے اپنا پیغمبر بنایا اور تمہارے
باپ کے بعد علی کو تمام مخلوقات سے چن لیا اور ان کیساتھ تمہاری تزویج کردی
اور انہیں میرا وصی مقرر فرمایا پس علی تمام آدمیوں سے زیادہ بہادر اور سب سے
زیادہ بردبار اور سب سے زیادہ سخی ہے۔ انکا اسلام سب سے پہلے ہے اور انکا علم
سب سے بڑھکر ہے ان کے دونوں فرزند بہترین جوانان بہشت ہیں۔ توریت میں
ان کے نام شبر و شبیر ہیں۔ اے فاطمہ گریہ نہ کرو خدا کی قسم جب قیامت کا دن ہوگا
تمہارے والد کو اور علی کو بہشت کے دو حلّے پہنائے جائیں گے۔ میرے ہاتھ
میں لواء حمد ہوگا چونکہ خدا کے نزدیک علی کا مرتبہ بہت بڑا ہے اسلئے وہ لواء
حمد میں علی کو دونگا جب بروز قیامت عرش خدا کے روبرو میری طلب ہوگی
تو علی میرے ساتھ ہوں گے اور میرے ساتھ علی میری امت کی شفاعت کریں گے
اس ہولناک روز میں منادی ندا کریگا کہ اے محمد تمہارے دادا ابراہیم سب سے
بہترین اور تمہارے بھائی علی ابن ابی طالب سب سے بہتر ہیں۔ اے فاطمہ

بہشت کی کنجیوں پر علی میری اعانت کریں گے اور علی کی شیعہ قیامت کے دن رستگار ہوں گے۔ جب میں نے یہ حدیث بیان کی تو اس مرد مومن نے کہا اے فرزند تم کہاں کے رہنے والے ہو میں نے کہا اہل کوفہ سے ہوں اس نے کہا عرب ہو یا عجم میں نے کہا عرب۔ پھر اس نے تیس لباس اور دس ہزار درہم مجھے عطا کئے اور کہا اے جوان تو نے مجھے بہت خوش کیا اور میری آنکھیں روشن کیں ایک بات میں تم سے اور کہتا ہوں۔ میں نے کہا فرمائیے۔ اس نے کہا کل صبح کو فلاں مسجد میں تم ضرور آنا تاکہ تم کو میرے اس بھائی کا حال جو دشمنان علی سے ہے معلوم ہو جائے پس میں تمام رات مضطرب رہا کہ کب صبح ہو گی اور مجھے کب اس کا حال معلوم ہو گا جب صبح طالع ہوئی میں اس مسجد میں گیا اور صف نماز میں کھڑا ہوا ناگاہ ایک شخص آکر میرے پہلو میں کھڑا ہو گیا اسکے سر پر عمامہ تھا جب وہ رکوع میں گیا سر سے عمامہ گر پڑا میں نے دیکھا اس کا سر مثل خنزیر کے سر کے ہے اور اس کا منہ خنزیر کا منہ ہے جب ہم سب نماز سے فارغ ہوئے میں نے کہا اے شخص یہ تیرا کیا حال ہے یہ سنکر اس نے رو دیا اور کہا آپ ذرا گھر تک چلتے تا میں اپنا حال بیان کروں جب میں اسکے گھر میں داخل ہوا تو اس نے کہا میں فلاں جماعت کا مؤذن تھا ہر صبح کو اذاں اور اقامہ کے بیچ میں علی بن ابی طالب پر (معاذ اللہ) ہزار مرتبہ لعنت کرتا تھا اور بروز جمعہ چار ہزار مرتبہ۔ ایک روز جمعہ کو اپنے گھر آیا۔ اسی دوکان پر جو آپ دیکھ رہے ہیں تکیہ دیکر سو گیا۔ ناگاہ خواب میں دیکھا قیامت برپا ہے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیرالمومنین مسرور و خنداں کھڑے ہیں آپ کے داہنے طرف حسن اور بائیں طرف حسین ہیں۔ ایک پیالہ ان کے نزدیک رکھا ہے حضرت نے فرمایا اے حسن مجھے پانی پلاؤ امام حسنؑ نے حضرت کو پانی پلایا پھر فرمایا اس جماعت کو بھی پانی پلاؤ حسن نے سبکو پانی پلایا آپ نے فرمایا جو شخص اس دوکان پر تکیہ کئے ہوئے ہے اُسے بھی پلاؤ حسن نے

عرض کی ناناجان آپ فرماتے ہیں کہ میں اس شخص کو پانی پلاؤں حالانکہ وہ میرے
پدر عالی مقدار کو ہر روز ایک ہزار مرتبہ برا کہتا ہے اور آج اس نے چار ہزار مرتبہ
برا کہا ہے یہ سنکر حضرتؐ میرے نزدیک تشریف لائے اور فرمایا خدا تجھ پر لعنت
کرے کیوں علی پر لعنت کرتا ہے حالانکہ علی مجھ سے ہیں اور کیوں علی کو برا کہتا ہے
حالانکہ علی مجھ سے ہیں پس حضرتؐ نے مجھ پر تھوک دیا اور مجھے ایک ٹھوکر ماری
اور فرمایا اٹھ خدا تعالیٰ اپنی نعمت کو تجھ پر سے بدل دے۔ جب میں اپنے خواب سے
بیدار ہوا دیکھا کہ میرا سر اور بدن مثل خنزیر کے ہے۔ سلیمان اعمش کہتے ہیں کہ یہ
روایت بیان کرکے منصور نے مجھ سے کہا کیا یہ دو حدیثیں تمہارے پاس ہیں
میں نے کہا نہیں۔ خلیفہ نے کہا اے سلیمان علی کی محبت ایمان ہے اور انکی
دشمنی نفاق۔ خدا کی قسم ان کا دوست نہیں ہے مگر مومن۔ اور انکا دشمن
نہیں ہے مگر منافق میں نے کہا امیر مجھے امان دیجئے تاکچھ عرض کروں۔ کہا بیان
کر۔ میں نے عرض کی آپ قاتل حسین کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ خلیفہ نے
کہا وہ آتش جہنم میں جائیگا اور ہمیشہ اس میں جلیگا میں نے کہا جو شخص
آل رسول سے کسی اور کو شہید کرے اس کا کیا حال ہوگا اس نے کہا وہ بھی
مخلد فی النار ہے۔ لیکن ملک وسلطنت عقیم ہے اور آدمی حکومت کے واسطے
اپنے فرزند کو قتل کرتا ہے اب تو باہر جا اور جو سنا ہے وہ لوگوں سے بیان
کرا نتہی۔

مؤلف کہتا ہے کہ یہ حدیث از اول تا آخر موفق بن احمد اخطب خوارزمی نے
جو علمائے اہل سنت سے ہیں سلیمان اعمش سے روایت کی ہے ملاحظہ ہو ینابیع المودۃ
باب (۶۰) اور صواعق محرقہ میں بھی بعض مضمون اس روایت کا نقل کرکے
اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس حدیث کے ضمن میں جو ابن عباس

کی روایت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کی فضیلت میں ہے اس کو طبری شافعی نے بھی ذخائر العقبیٰ میں بیان کیا ہے جس کا ذکر اکیسویں حدیث میں گزرا اور ایسی ہی روایت بحارالانوار میں ہارون رشید سے بھی منقول ہے۔

مخفی نر ہے کہ کتب معتبرہ میں اور بھی کئی ایسی حدیثیں مروی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ حسن وحسین علیہما السلام نے عالم طفولیت میں کئی مرتبہ صحراؤں اور پہاڑ پر آرام کیا تھا اور ملائکہ اور جنات نے حفاظت کی تھی مگر احقر نے بخیال تطویل انہیں احادیث پر اکتفا کی ہے تفصیل بحارالانوار وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔

باقی ان کرامات ہائے الٰہی کا بیان جو امام حسین علیہ السلام کے حال پر مبذول تھیں۔

روایت آہو

علامہ مجلسی نے بحارالانوار میں اور ملا حسین کاشفی نے روضۃ الشہدا میں کنزالغرائب سے نقل کی ہے کہ ایک روز ایک اعرابی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ ایک ہرنی کا بچہ میں نے گرفتار کیا ہے اور حسن وحسین کیواسطے ہدیۃً آپکی خدمت میں لایا ہوں حضرت نے قبول فرمایا اور اعرابی کو دعائے خیر دی اسوقت امام حسنؑ حاضر تھے ہرنی کے بچہ پر اپنی رغبت ظاہر کی حضرت نے انکو عطا فرمایا تھوڑی دیر گزری تھی کہ امام حسین وہاں آئے دیکھا بڑے بھائی ہرنی کے بچہ کیساتھ کھیل رہے ہیں پوچھا بھائی جان یہ بچہ آپکو کس نے دیا ہے امام حسن نے فرمایا نانا جان نے عنایت فرمایا ہے یہ سنکر امام حسینؑ دوڑے اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی نانا جان آپ نے بڑے بھائی کو ہرنی کا بچہ عطا فرمایا مجھے کیوں نہیں دیا یہ سخن بار بار کہتے جاتے تھے حضرت متفکر تھے اور اپنے چھوٹے نواسے کی تسلی فرماتے تھے اور باتوں میں بہلاتے تھے تا آنکہ صاحبزادے

نے رونے کا ارادہ کیا۔ ناگاہ مسجد کے دروازے سے ایک شور بلند ہوا سب نے دیکھا
کہ ایک ہرنی دوڑتی ہوی آرہی ہے اور اس کا ایک بچہ بھی اسکے ساتھ ہے۔ اس کے
پیچھے ایک بھیڑیا دوڑتا ہوا آتا ہے اور اس ہرنی کو اپنے پنجوں سے مار کر ہانکتا ہے۔
یہانتک کہ ہرنی بچہ لئے ہوئے حضرت کی خدمت میں پہنچی اور بزبان فصیح عرض کی یارسول اللہ
میرے دو بچے تھے ایک کو صیاد نے پکڑ کے آپ کی خدمت میں پیش کیا دوسرا میرے
پاس تھا اسی سے میں خوش تھی اور اب اسے دودھ پلا رہی تھی کہ ناگاہ ایک آواز آئی کہ
اسے ہرنی جلد اپنے بچے کو لیکر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کیونکہ ان کا
چھوٹا فرزند ان کے روبرو کھڑا ہے اور ہرن کے بچے کے لئے رونا چاہتا ہے۔ تمام
فرشتے اپنی اپنی عبادت گاہوں سے سر نکالے اسے دیکھ رہے ہیں اگر حسین روئیگا تمام
ملائکہ مقربین روئیں گے۔ پھر دوبارہ مجھے آواز آئی کہ ہاں اے ہرنی جلدی کر اور اس
سے پہلے کہ حسین کے منہ پر آنسو جاری ہوں اپنے کو پہنچا اگر تو تاخیر کریگی تو اس
بھیڑئیے کو ہم نے تجھ پر مسلط کیا ہے کہ وہ تجھے اور تیرے بچے کو کھالیگا۔ یارسول اللہ
اسی لئے میں اپنے بچے کو لئے بہت جلدی سے حاضر خدمت ہوی ہوں بڑی دور
کی راہ میں نے طے کی ہے اور میرے پاؤں کے نیچے سے خودبخود زمین سرکتی جاتی
تھی۔ الحمد للہ کہ ابھی صاحبزادے کے رخسار پر آنسو جاری نہیں ہوئے اور میں
پہنچگئی۔ یہ سنکر ایک شور تہلیل وتکبیر کا اصحاب سے بلند ہوا۔ حضرت نے وہ بچہ ہرنی
سے لیکر اسے دعائے خیر دی اور بچہ اپنے چھوٹے نواسے حسین کو مرحمت فرمایا۔
امام حسین علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور اپنی والدہ ماجدہ کو وہ بچہ دکھلایا
جناب سیدہ علیہا السلام بھی اس مرحمت الہی سے نہایت مسرور وشاداں ہوئیں
اور شکر خدا بجالائیں۔

عدم ترجیح خط

علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں لکھا ہے کہ بسند مرسل مروی ہے کہ ایک مرتبہ حسن و حسین علیہما السلام نے کچھ حروف لکھے حسن نے حسین سے فرمایا کہ میرا خط تمہارے خط سے اچھا ہے امام حسین نے عرض کی نہیں بھائی جان میرا خط آپ کے خط سے اچھا ہے آخر دونوں صاحبزادوں نے اپنا یہ مقدمہ جناب سیدہ کی خدمت میں پیش کیا اور انصاف چاہا۔ سیدہ نے مناسب نہ جانا کہ ایک فرزند کے خط کو ترجیح دیکر دوسرے کو رنجیدہ کریں۔ فرمایا تم دونوں اپنے والد کے پاس جاؤ اور ان سے یہ امر دریافت کرو۔ صاحبزادے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں خط پیش کر کے ایک کی ترجیح چاہی حضرت امیر نے بھی انکو آزردہ کرنا گوارا نہ فرمایا ارشاد کیا تم یہ خط اپنے نانا جان کی خدمت میں پیش کرو جب حسن و حسین علیہما السلام حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مطلب عرض کیا حضرت نے فرمایا میں بھی اس میں حکم نہیں کرتا جبتک کہ جبرئیلؑ نازل نہ ہوں ناگاہ جبرئیل نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ اس مقدمہ میں اسرائیل حکم کرینگے اسرافیل نے کہا میں بھی اس کا فیصلہ نہیں کر سکتا جبتک کہ خلاق عالم سے نہ پوچھ لوں جب اسرافیل نے اس مقدمہ کو حقتعالیٰ کے روبرو پیش کیا حکم ہوا کہ اس کا فیصلہ فاطمہ ہی سے متعلق ہے جناب سیدہ کو اس امر سے اطلاع دیگئی کہا بہت اچھا میں ہی اس کا فیصلہ کرتی ہوں آپ کی گردن مبارک میں ایک گلوبند تھا آپ نے اس کے موتی زمین پر پھیلا دیئے اور صاحبزادوں سے فرمایا جو ان موتیوں میں سے زیادہ موتی چنے اسی کا خط اچھا ہے (بحار میں دوسرے مقام پر اور روضۃ الشہدا میں مرقوم ہے کہ وہ سات موتی کل ساتھ تھے صاحبزادے ان موتیوں کے اٹھانیکی طرف متوجہ ہوئے امام حسنؑ نے تین موتی اٹھائے اور حسین نے تین) اسوقت جبرئیلؑ کو خداوند عالم کا حکم ہوا کہ فوراً زمین پر جا کر

اُس ایک موتی کے دو ٹکڑے کر دے تا دونوں بچوں میں سے کوئی رنجیدہ نہو جبرئیل نے اسیوقت اُس موتی کے دو ٹکڑے کر دئے ایک ٹکڑا حسن نے اٹھالیا اور دوسرا حسین نے۔ انتہی۔

مولف کہتا ہے کہ یہ روایت بحارالانوار میں دوسرے مقام پر بھی یعنی واقعات دمشق کے بیان میں اور نیز روضۃ الشہدا میں اسی مقام پر ایک عیسائی کی زبانی بتفاوت قلیلہ مرقوم ہے۔

شفاعت حسن وحسین

مناقب ابن شہر آشوب میں بسند معتبر مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کے زمانہ میں ایک شخص نے ایک بہت سخت گناہ کیا جو مستوجب عقوبت تھا۔ سزا کے خوف سے ایک مدت تک غائب رہا۔ ایک روز ایک ایسے راستے میں جو آدمیوں کی آمد و رفت سے خالی تھا اس نے دیکھا کہ حسن وحسین علیہما السلام تنہا کہیں جا رہے ہیں اس شخص نے بڑھکر صاحبزادوں کو اپنے کاندھوں پر اٹھالیا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی یارسول اللہ انی مستجیر باللہ وبہما یعنی میں خدا یتعالیٰ اور حسن وحسین کی امان میں ہوں یہ حالت دیکھکر حضرت مسکرائے۔ اس شخص کی خطا بخش دی اور ارشاد کیا اذھب انت طلیق یعنی چلا جا تو آزاد ہے پھر اپنے نواسوں سے فرمایا اے پیاروں میں نے تمہاری شفاعت اس شخص کے بارے میں قبول کی۔ اسوقت یہ آیہ شریفہ نازل ہوا۔ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوك فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔

بجلی کی روشنی کا دیر تک ٹھہرنا

ابن بابویہ علی اللہ مقامہ نے بسند ہائے معتبرہ امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شب حسن وحسین علیہما السلام جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تھوڑی دیر تک کھیلتے رہے تا آنکہ رات کا ایک حصہ گذرا حضرت نے اپنے نواسوں سے فرمایا

کہ اب اپنی مادر گرامی کی خدمت میں جاؤ جب صاحبزادے روانہ ہوئے ناگاہ ایک بجلی
چمکی اور اس کا نور اُن کے روبرو ظاہر ہوا یہاں تک وہ نور ٹھہرا رہا کہ وہ دونوں قربیح
امامت اپنی والدہ ماجدہ کے بیت الشرف میں پہنچ گئے۔ یہ حالت حضرت ملاحظہ فرمارہے
تھے۔ ارشاد کیا میں خدائے تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں جس نے ہم اہل بیت پر اپنی کرامت
نازل فرمائی اور ہمیں جلیل القدر بنایا (بحارالانوار)۔ مؤلف کہتا ہے مثل اس کے
کتب اہل سنت میں کئی سندوں سے مروی ہے جسکا ذکر سوطھویں حدیث میں گزرا۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی محبت اور دوسرے امور کا بیان

حضرت ابراہیم کو فدا کرنا

مناقب ابن شہر آشوب میں منقول ہے ابن عباس کہتے ہیں میں جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا آپ حسین کو اپنے دہنے زانو پر اور ابراہیم
اپنے فرزند کو بائیں زانو پر بٹھائے ہوئے کبھی اپنے نواسے کے منہ کا بوسہ لیتے اور کبھی
اپنے فرزند کو پیار کرتے تھے۔ ناگاہ جبرئیلؑ نازل ہوئے کہا یا رسول اللہ خداوند علام بعد
بعد تحفۂ درود وسلام ارشاد فرماتا ہے کہ میں تمہارے لئے حسینؑ اور ابراہیم دونوں کو جمع نکروںگا
اب تم ان دونوں میں سے ایک کو اختیار کرو اور دوسرے کو اس پر سے فدا کرو حضرت
نے جب یہ بات سنی ایک نظر یاس سے ابراہیم کو دیکھا اور روئے پھر حسین کو ملاحظہ فرمایا
اور گریاں ہوئے پھر ارشاد کیا ابراہیم کی والدہ کنیز ہے۔ اگر یہ میرا فرزند مرجائیگا تو میرے
سوائے اور کسی کو رنج نہو گا۔ حسین کی والدہ فاطمہ ہیں اور والد علی ہیں جو میرے چچازاد
بھائی اور میرا گوشت وخون ہیں اگر حسین کا انتقال ہوگا تو میری بیٹی اور میرے بھائی کو رنج ہوگا اور مجھے
بھی رنج ہوگا لہذا میں اپنے خاص ملال کو ان دونوں کے رنج پر گوارا کرتا ہوں۔ اے جبرئیل

ہیں نے ابراہیم کو حسین پر سے فدا کیا۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے تین روز بعد ابراہیم نے انتقال کیا۔ جب حضرت اپنے چھوٹے نواسے کو ملاحظہ فرماتے تو اسکو اپنے سینے سے لگا لیتے اور اسکو پیار کر کے فرماتے میں اس نور نظر پر فدا ہوں جس پر سے میں نے اپنے فرزند ابراہیم کو تصدق کیا انتہی۔

ایضاً ملا جامی نے یہ پوری حدیث کتاب شواہد النبوہ میں اور ملا مبین نے وسیلۃ النجاۃ میں نقل کی ہے کذا فی غایۃ السئول۔

امام حسین کا حضرت کے دامن پر پیشاب کرنا

بحار الانوار میں قرب الاسناد و معانی الاخبار ابن بابویہ علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ امام حسین علیہ السلام نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن پر پیشاب کر دیا۔ لوگوں نے چاہا کہ اثنائے بول میں آپ کو اٹھا لیں حضرت نے فرمایا لاتزرموا ابنی یعنی میرے فرزند کے پیشاب کو قطع نکرو۔ پھر حضرت نے پانی طلب فرما کر جہاں پیشاب گرا تھا اس مقام پر ڈالدیا۔

ایضاً ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے سنن ابی داؤد سے نقل کیا ہے ان الحسین بال فی حجر رسول اللہ صلعم فقالت لبابہ اعطنی ازارک حتی اغسلہ قال صلعم انما یغسل من بول الانثیٰ وینضح من بول الذکر یعنی ایک مرتبہ حسین نے حضرت کے آغوش مبارک میں پیشاب کر دیا لبابہ جو ایک عورت تھی اُس نے عرض کی اپنا پائجامہ مجھے عنایت فرمائیے تا میں اُسے دھو ڈالوں حضرت نے فرمایا لڑکی کا پیشاب ہے تا تو دھونیکی ضرورت تھی لڑکے کے پیشاب پر پانی ڈالدینا کافی ہے۔

مؤلف کہتا ہے کہ سابق میں امام حسین علیہ السلام کے فضائل میں جو بیسویں [۲۴] حدیث جو نقل کی گئی وہ بھی مثل اسکے ہے اور نیز اس کتاب کے آٹھویں باب میں نقل

کتاب مطالب السئول ام الفضل سے قریب اس کے حدیث نقل کی جائیگی بہر حال یہ
حدیث صحیح و مشہور اور کئی معتبر سندوں سے مروی ہے۔

امام حسین کا حضرتؐ کی پشت مبارک پر سوار ہونا

بحار الانوار میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جماعت کے
ساتھ نماز ادا فرما رہے تھے اور امام حسین علیہ السلام جو بہت کم سن تھے آپ کے نزدیک
بیٹھے ہوئے تھے جب حضرتؐ نے سجدہ کیا تو حسین آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے
اور اپنے دونوں پاؤں ہلاتے تھے اور کہتے تھے حَلْ حَلْ جب حضرت چاہتے
کہ سر مبارک سجدے سے اُٹھائیں تو اپنے نواسے کو آہستہ سے پشت مقدس سے
اتار کر اپنے پہلو میں بٹھلا دیتے۔ پھر جب حضرت سجدہ فرماتے تو پھر حسین پشت اقدس پر
سوار ہو کر کہتے حَلْ حَلْ تا آنکہ نماز تمام ہوئی اسوقت ایک یہودی وہاں حاضر تھا عرض
کی یا محمد آپ بچوں سے ایسی محبت کرتے ہیں جو ہم نہیں کرتے۔ حضرت نے فرمایا اگر تم
خدا و رسول پر ایمان لاتے تو بچوں پر بھی رحم کرتے یہ سنکر وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔
کذا فی المناقب لابن شہر آشوب۔

مؤلف کہتا ہے کہ کتب فریقین میں باسناد معتبرہ کثیرہ یہ حدیث اور قریب اس کے اور
کئی حدیثیں مروی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسے واقعے مکرر ہوئے ہیں ان میں
سے بعض حدیثیں سابق میں منقول ہوئیں۔

سواری حسن و حسین بر پشت حضرتؐ در نماز

بحار الانوار میں بسند اہل سنت مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ جناب ختمی مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نماز پڑھ رہے تھے حسن و حسین علیہ السلام آکر آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے۔

جب حضرت نے چاہا کہ سجدہ سے سر اٹھائیں اپنے فرزندوں کو آہستگی سے پیٹھ سے اتار دیا۔ جب پھر سجدے میں گئے پھر صاحبزادے پشت اقدس پر سوار ہو گئے اسیطرح جب نماز سے فراغت حاصل ہوئی تو آپ نے دونوں نواسوں کو اپنے زانوؤں پر بٹھلا کر فرمایا جو شخص مجھے دوست رکھتا ہے اسے لازم ہے کہ میرے ان فرزندوں کو دوست رکھے

حضرت کا اپنے نواسوں کیلئے اونٹ بننا

بحار الانوار میں کتاب اربعین فتوانی سے بروایت جابر بن عبداللہ انصاری منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا حضرت چاروں ہاتھوں پاؤں سے مثل اونٹ کے چل رہے ہیں اور حسن و حسین علیہما السلام آپکی پشت مبارک پر سوار ہیں۔ آپ فرماتے ہیں تمہارا اونٹ سب اونٹوں سے بہتر ہے اور تم سب سواروں سے اچھے ہو۔

ایضاً مولوی مبین نے وسیلۃ النجاۃ میں حضرت عمر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ نے حسین کو اپنی پشت مبارک پر سوار فرمایا ہے اور ایک ڈوری اپنے منہ میں لی ہے اسکا سرا حسین کے ہاتھ میں دیا ہے اور گھٹنوں کے بل چل رہے ہیں یہ دیکھ کر میں نے کہا نعم الجمل جملک یا ابا عبداللہ یعنی اے حسین آپکا اونٹ بہت اچھا ہے آنحضرت نے فرمایا ہے نعم الراکب ھو یا عمر یعنی اے عمر وہ سوار بھی بہت اچھے ہیں بعض روایات میں وارد ہے کہ اس کے بعد حسین نے عرض کی ناناجان اونٹ آواز کرتا ہے یہ سنکر آنحضرت نے حسینؑ کی خاطر سے دو مرتبہ فرمایا عف عف فوراً جبرئیل امین نازل ہوئے اور عرض کی تیسری مرتبہ آپ عف فرمائینگے تو آتش جہنم بالکل خاموش ہو جائیگی انتہی کلامہ۔

بحارالانوار میں شرف النبی سے منقول ہے کہ ایک روز جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ دور سے حسن وحسین آتے ہوئے نظر آئے آپ اپنے نواسوں کو دیکھکر فوراً کھڑے ہوگئے آگے بڑھ کے انہیں اٹھالیا اور دونوں کو دونوں کاندھوں پر سوار فرماکر ارشاد کیا نعم المطیّ مطیکما ونعم الراکبان انتما وابوکما خیر منکما تمہارا اونٹ اچھا اونٹ ہے اور تم اچھے سوار ہو اور تمہارے والد تم سے بہتر ہیں۔

مولّف کہتا ہے کہ بعض حدیثیں مثل اسکے کتب اہل سنت سے حقیر نے سابق میں نقل کی ہیں ان کے سوائے اور بھی حدیثیں کتاب مستطاب بحارالانوار وغیرہ میں مرقوم ہیں بخیال طوالت یہاں اسی پر اکتفا کی۔

حضرت کا منبر سے اترنا

بحارالانوار میں مرقوم ہے کہ ایک روز حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے۔ ناگاہ امام حسن وامام حسین علیہما السلام مسجد میں داخل ہوئے اسوقت دونوں صاحبزادے گلابی قمیص پہنے ہوئے تھے اور چونکہ بہت کمسن تھے اس لئے چلنے میں گر پڑتے تھے پھر اٹھتے جاتے تھے جب حضرت کی نظر مبارک نواسوں پر پڑی فوراً منبر سے اتر آئے اور اپنے نواسوں کو آغوش میں اٹھالیا پھر منبر پر تشریف لیگئے اور شہزادوں کو اپنے روبرو بٹھلاکر فرمایا کہ میرے فرزند میرے جگر کے ٹکڑے ہیں جو زمین پر چلتے ہیں۔

مولّف کہتا ہے کہ مثل اس کے کئی حدیثیں کتب فریقین میں مروی ہیں۔

حسین کے رونے سے حضرت کی بیتابی

ابن شہر آشوب رح نے کتاب مناقب میں لکھا ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا حضرت عایشہ کے گھر سے برامد ہوئے اور جناب سیدہ کے بیت الشرف سے آپکا گذر ہوا سنا کہ امام حسینؑ رو رہے ہیں فرمایا اے فاطمہ کیا تم نہیں جانتیں کہ حسین کے رونے سے مجھے رنج ہوتا ہے کذا فی البحار۔

حزن پیغمبر خدا از تنگی گریبان

ملا حسین کاشفی نے روضۃ الشہدا میں کتاب کنز الغرائب سے نقل کیا ہے کہ ایک روز جناب سیدہ نے اپنے دونوں فرزندوں کیلئے دو کرتے سیکر صاحبزادوں کو پہنائے اور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا جب حسن وحسین آپکی خدمتہ میں حاضر ہوئے آپنے دونوں کو گود میں لیا دیکھا کہ چھوٹے نواسے کے کرتے کا گریبان تنگ ہے جس سے صاحبزادے کا گلا گھٹ گیا ہے حضرت نے فوراً گریباں کھولا تو اس نازک گردن کے اطراف ایک خط نظر پڑا یہ دیکھکر آپ بہت متالم ہوئے اسیوقت جبرئیلؑ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی یا رسول اللہ فقط گریبان کے نشان سے جو حسینؑ کی گردن پر آپنے ملاحظہ فرمایا آپکے دل کو رنج وملال ہوا۔ اسوقت آپکا کیا حال ہوگا کہ اسی خط کے مقام کو اہل جفا خنجر سے کاٹیں گے اور راس صاحبزادے کے سر مبارک کو بدن سے جدا کریں گے یہ سنکر حضرت بہت محزون وگریاں ہوئے

تعلیم تکبیر

بحار الانوار میں شیخ ابو جعفر طوسی سے بروایت صحیح مروی ہے کہ جناب امام حسینؑ

نے بہ نسبت اور بچوں کے دیر میں بات کرنا شروع کیا ایک مرتبہ جناب رسول خدا
علیہ التحیۃ والثنا حسینؑ کو اپنے ساتھ مسجد میں لائے اور اپنے پہلو میں کھڑا کر کے
نماز کے لئے تکبیر کہی صاحبزادے نے بھی چاہا کہ تکبیر کہے مگر اچھی طرح سے نکہہ سکا
حضرت نے اپنے نواسے کی تعلیم کے لئے دوبارہ تکبیر کہی یہانتک کہ ساتویں تکبیر
کے بعد امام حسینؑ نے درست تکبیر کہی اسی لئے شروع نماز میں ساتھ مرتبہ تکبیر کہنا سنت ہوا

تعویذ حسین

بحار الانوار میں بروایت صاحب کافی امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے
کہ جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا حسن وحسین کو اسطرح تعویذ فرماتے یعنی
خدا کی پناہ میں دیتے تھے اعیذ کما بکلمات اللہ التامۃ واسمائہ الحسنی
کلہا عامۃ من شر السامۃ والھامۃ ومن کل عین لامۃ
ومن شر حاسد اذا حسد پھر حضرت نے ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمایا
کہ اسی طرح ابراہیم خلیل اللہ اپنے دونوں فرزند اسمٰعیل و اسحٰق کو تعویذ کرتے
تھے۔ **ایضاً** ناسخ التواریخ میں عبد اللہ بن عمر سے منقول ہے کہ جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا میں حسن وحسین کو اس طرح خدا کی پناہ میں دیتا
ہوں جس طرح ابراہیم خلیل نے اسمٰعیل و اسحٰق کو خدا کی پناہ میں دیا تھا پھر حسن وحسین
کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اعیذ کما بکلمات اللہ التامۃ من
کل عین لامۃ ومن کل شیطان وھامۃ۔
ایضاً ناسخ التواریخ میں مرقوم ہے کہ اکثر تفاسیر میں لکھا ہے کہ جناب
رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا حسن وحسین کو معوذتین سے تعویذ فرماتے تھے اسی لئے
ان دونوں سورتوں (یعنی قل اعوذ برب الناس وقل اعوذ برب الفلق)

کا نام معوذتین ہو گیا۔ اور لکھا ہے کہ حضرت نے معوذتین سے حسن وحسین کو اس قدر تعویذ فرمایا کہ عبداللہ بن مسعود وغیرہ اصحاب ان دونوں سوروں کو عوذتان حسن وحسین کہنے لگے اور ان کو قرآن شریف سے نہیں جانتے تھے۔

عطائے میراث بحسنؑ وحسینؑ

کتاب مناقب ابن شہر آشوبؒ میں دو سندوں سے مروی ہے۔ جس کا محصل یہ ہے کہ ایک مرتبہ جناب سیدہ حسن وحسین کو ساتھ لئے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں عرض کیا یا رسول اللہ یہ دونوں آپ کے فرزند ہیں انہیں کوئی میراث عطا فرمائے حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اما الحسن فان لہ ھیبتی وسودی واما الحسین فان لہ جرأتی وجودی یعنی حسن کو تو میں نے اپنا رعب وجلال عطا کیا اور حسین کو اپنی شجاعت اور سخاوت دی۔

ایضاً بحار الانوار میں بنقل خصال ابن بابویہ وعلل الشرائع وارشاد بسند معتبر زینب بنت ابی رافع سے یہ حدیث مروی ہے جسکے آخری الفاظ یہ ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا اما الحسن فان لہ ھیبتی وسوددی واما الحسین فان لہ شجاعتی وجودی۔

ایضاً بحار میں بنقل خصال ابن بابویہ رح صفوان بن سلیمان سے مروی ہے وہ کہتے ہیں ان النبی قال اما الحسن فانحلہ الھیبۃ والحلم واما الحسین فانحلہ الجود والرحمۃ۔ یعنی حضرتؐ نے فرمایا کہ حسن کو تو رعب وجلال اور بردباری عطا کرونگا اور حسین کو سخاوت اور رحمدلی بخشونگا۔

ایضاً بروایت اخری مروی ہے کہ حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اما الحسن فنحلتہ ھیبتی وسوددی واما الحسین فنحلتہ سخائی وشجاعتی

مؤلف کہتا ہے کہ یہ حدیث کتب فریقین میں باسناد معتبرہ مشہورہ مروی ہے، چنانچہ اٹھائیسویں حدیث میں کتب اہل سنت سے اس کا ذکر گزر چکا۔

راستے میں حضرت کا اپنے نواسے کے ساتھ دوڑنا

بحارالانوار میں کتب معتبرہ فریقین سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں باہر تشریف لیجارہے تھے۔ راستے میں حسین کو دیکھا کہ اطفال کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ حضرت بے تابانہ دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے اصحاب سے آگے بڑھ گئے تا اپنے نواسے کو گود میں اٹھالیں۔ صاحبزادے نے ادھر ادھر اور اُدھر سے اِدھر بھاگنا شروع کیا اور ہنستا جاتا تھا۔ حضرت بھی ساتھ ساتھ دوڑتے تھے تا آنکہ اپنے فرزند کو پکڑ لیا اور اُسکے منہ پر اپنا منہ رکھکے پیار کیا پھر فرمایا حسین مجھ سے ہے میں حسین سے ہوں حسین کا دوست خدا کا دوست ہے۔

مؤلف کہتا ہے کہ سابق میں کتب معتبرہ اہل سنت سے احقر یہ حدیث نقل کر چکا ہے

کثرت محبت جناب سرور عالم

بحار میں بنقل صاحب کامل الزیارۃ بسند معتبر عمران بن حصین سے مروی ہے وہ کہتے ہیں قال رسول اللہ صلعم لی یا عمران ان لکل شئ موقعا من القلب وما وقع موقع ھٰذین الغلامین من قلبی شئ قط فقلت کل ھذا یا رسول اللہ قال یا عمران وما خفی علیك اکثر ان اللہ امرنی بحبھما۔ یعنی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے عمران ہر چیز کے لئے دل میں ایک مقام ہوتا ہے۔ میرے دل میں جو حسن وحسین کی محبت کا مقام ہے اسے کبھی کوئی اور چیز نہیں لیسکتی۔ میں نے

عرض کی یارسول اللہ آپ اس قدر ان صاحبزادوں سے محبت رکھتے ہیں حضرت
نے فرمایا تم میری محبت جس قدر ان کی نسبت جانتے ہو میں اس سے زیادہ انہیں
دوست رکھتا ہوں اور بے شک خدا نے مجھے ان کی محبت کا حکم دیا ہے انتہیٰ
مؤلف کہتا ہے کہ احادیث متواترہ سے جو کتب فریقین میں مروی ہیں
ثابت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسن اور امام حسین
علیہما السلام سے بے حد وانتہا محبت رکھتے تھے اور یہ محبت رکھنا حضرت کا
بمقتضائے بشریت نہ تھا بلکہ خاص خدائے تعالےٰ کے حکم سے حضرت
محبت رکھتے تھے چنانچہ حدیث عمران میں حضرت نے خود اسکی تصریح فرمادی ہے
اور نیز دوسری حدیثوں میں اس امر کی صراحت موجود ہے جو ذیل میں نقل کیجاتی ہیں

جناب سرور عالم کی محبت حکم خدا سے تھی

بحار الانوار میں بروایت صاحب کامل الزیارۃ بسند معتبر امیر المومنین علیہ السلام
سے منقول ہے قال سمعت رسول اللہ ص یقول یا علی لقد
اذهلنی هذان الغلامان یعنی الحسن والحسین
ان احب بعدهما احدا ابدا ان ربی امرنی ان
احبهما واحب من یحبهما امیر المومنین فرماتے ہیں کہ
مجھ سے جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا نے ارشاد کیا یا علی مجھے
ان دونوں فرزندوں یعنی حسن وحسین نے اس امر سے غافل کردیا
کہ ان کے سوائے میں دوسرکسی سے محبت کروں۔ اور بے شک
میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ ان کو دوست رکھوں اور
جو ان کے دوست ہیں انکو بھی دوست رکھوں۔

تیسری حدیث

بحار الانوار میں بروایت صاحب کامل الزیارۃ عبداللہ بن مسعود رض سے منقول ہے قال سمعت رسول اللہ ص یقول من کان یحبنی فلیحب ابنی ھذین فان اللہ امرنی بحبھما۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ جناب ختمی مآب ص نے ارشاد فرمایا جو شخص میرا دوست ہے اسے چاہیئے کہ حسن وحسین سے محبت رکھے۔ کیونکہ خدا نے مجھے ان کی محبت کا حکم دیا ہے

محبت با دوستان حسن وحسین

بحار الانوار میں بروایت صاحب کامل الزیارۃ ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے قال امرنی رسول اللہ ص بحب الحسن والحسین فاحبھما وانا احب من یحبھما لحب رسول اللہ ایاھما ابوذر کہتے ہیں کہ مجھے جناب رسول خدا ص نے حسن وحسین سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے اس لئے اُن دونوں صاحبزادوں سے میں محبت رکھتا ہوں اور اُن کے دوستوں کے ساتھ میں اس لئے محبت رکھتا ہوں کہ خود حضرت اُن سے محبت رکھتے تھے۔

فضیلت محبت

بحار میں بسند معتبر ابوذر غفاری سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ جناب رسالتمآب ص حسن وحسین کو پیار فرماتے تھے اور ارشاد کرتے تھے من احب الحسن والحسین وذریتھما مخلصا لم تلفح النار

وجهه ولو کانت ذنوبه بعدد رمل عالج الا ان یکون ذنبا یخرجه من الایمان جو شخص حسن وحسین سے اور اُن کی ذریت سے خالص محبت رکھے۔ آتش جہنم اسے ہرگز نجلائے گی ہرچند اُس شخص کے گناہ تعداد میں ریگ صحرا کے برابر ہوں ہاں اگر اس شخص کا ایسا گناہ ہو جس سے اُسکا ایمان باقی نہ رہا ہو تو وہ کسی حال میں بخشا نجائیگا۔

مؤلف کہتا ہے کہ سابق میں کتب معتبرۂ اہل سنت سے بہت سی حدیثیں مثل اس کے منقول ہوئیں۔

ایک یہودی کا امام حسین کو اپنے گھر میں چھپا رکھنا

فخرالدین طریحی نے کتاب منتخب میں اور ملا حسین واعظ نے روضۃ الشہدا میں نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کسی غزوے پر تشریف فرما ہوئے۔ حضرت امیر بھی آپ کے ساتھ تھے اور حسن وحسین علیہما السلام چونکہ بہت کم سن تھے اس لئے اپنی مادر گرامی کے پاس رہے ایک روز امام حسین علیہ السلام تنہا گھر سے نکلکر ایک طرف روانہ ہوئے وکان عمرہ یومئذ ثلث سنین اس وقت آپ کی عمر تین برس کی تھی۔ اتفاقاً مدینہ کے باغوں میں آپ کا گذر ہوا آپ ہر طرف پھرتے تھے اور درختوں کی سیر فرما رہے تھے۔ ناگاہ ایک یہودی جس کا نام صالح بن رقعہ تھا اُدھر سے گزرا اسکی نظر صاحبزادے پر پڑی۔ فوراً آپ کو اُٹھا لیا اور اپنے گھر لیجا کر کسی مقام پر چھپا دیا (یہاں کا حال سنئے) جب امام حسین علیہ السلام کو گھر سے نکلے بہت دیر ہوی اور نماز عصر کا بھی وقت آگیا مگر آپ کی خبر کچھ نہ معلوم ہوی ففار قلب فاطمہ بالھمّ والحزن علی ولدھا الحسین فصارت تخرج من

دارھا الی باب مسجد النبی صلعم سبعین مرۃ جناب سیدہ
مضطرب ہوئیں درد و غم کا ایک دریا قلب مبارک میں جوش کرنے لگا اسی
حالت بیقراری میں اپنے گھر سے مسجد نبی ؐ تک ستّر مرتبہ تشریف لائیں مگر حسین
کا نشان نپایا اور) کوئی ایسا شخص نملا جسے صاحبزادے کی تلاش میں روانہ فرمائیں
آخر بڑے شاہزادے سے فرمایا اے آرام جان ماتم رسیدہ واے نور دیدہ
غم دیدہ مدینے سے باہر جاکر اپنے چھوٹے بھائی کی خبر لے - میرا یہ مجروح
دل اس کے فراق میں جل رہا ہے اور آتش غم میرے سینے میں بھڑک رہی
ہے امام حسن مجتبیٰ (کہ اُس وقت آپ کا سن چار برس کا تھا) اٹھے اور
مدینے سے باہر نکل کر چھوٹے بھائی کی تلاش میں مشغول ہوئے - ہر طرف
نخلستان میں پھرتے اور اس طرح پکارتے تھے یاحسین بن علی یاقرۃ
عین النبی ؐ این انت اے بھائی تم کہاں ہو اور کیوں نہیں اپنا دیدار
اپنے بھائی کو دکھلاتے - اسی طرح وہ شاہزادہ اپنے چھوٹے بھائی کی تلاش
میں نعرے مارتا تھا مگر کہیں سے کچھ جواب نہ ملتا تھا - ناگاہ اُس وقت آپ کو
ایک ہرن نظر آیا آپ اسکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یاظبیۃ ھل
رایت اخی حسینا اے ہرن کیا تونے میرے بھائی حسین کو دیکھا ہے
جان فخر عالم کی برکت سے خدائے تعالیٰ نے اس آہو کو فوراً گویا کیا بزبان فصیح اُس
نے عرض کی اے نور دیدۂ پیغمبر واے سرور سینۂ زہرا وحیدر صالح بن رقعہ یہودی
آپکے بھائی کو اُٹھا کر اپنے گھر لے گیا اور وہاں چھپا رکھا ہے - شاہزادۂ اولیا
یعنی حسن مجتبیٰ اس یہودی کے مکان پر تشریف لائے اور اسے آواز دی صالح
فوراً باہر نکل آیا - حسن مجتبیٰ نے فرمایا اے صالح میرے بھائی حسین کو جلد باہر لا کر
میرے حوالے کر ورنہ اگر میں اپنی والدہ عالی مقدار سے کہوں تو ایک ایسی آہ سحر گاہی

سے درگاہ الہی میں فریاد کریگی جس سے کوئی یہودی روے زمین پر زندہ نہ رہیگا - اور اگر آپ اپنے پدر بزرگوار سے ملتمس ہوں تو بزخم تیغ آبدار جملہ جہود نابکار کو فی النار کر دیں گے اور اگر آپ اپنے جد نامدار سے عرض کروں تو ایسے تیرہائے دعا کمان اخلاص سے چلائیں گے جن سے تمام دنیا کے یہود ناوک عذاب دنیوی کا نشانہ بنجائیں گے صالح یہودی شاہزادے کی اس تقریر فصیح سے بہت متعجب و متحیر ہو اعرض کی یا صبی من امّك اے صاجزادے آپ کی والدہ کون ہیں آپ نے فرمایا امی فاطمۃ الزہرا - بنت محمد ن المصطفیٰ ص - قلادۃ الصّفوہ - و درّۃ صدف العصمہ - وغرۃ جمال العلم والحکمہ - وھی دائرۃ المناقب والمفاخر - ولمعۃ من انوار المحامد والماثر خمرت لطینۃ وجودھا تفاحۃ من تفاح الجنہ وکتب اللہ فی صحیفتھا عتق عصاۃ الامّہ وھی ام السّادات النجبا - وسیدۃ النسا والبتول العذرا میری والدہ وہ ہیں جن کی برگزیدہ صفتوں سے ذات برگزیدگی گرویدہ اور جن کی ذات مطہر گوہر صدف عصمت سے ملقب دحسن علم کی جن سے تازگی اور جمال حکمۃ کی جن سے روشنی - تمام مناقب و مفاخر پر جو حاوی اور جملہ محاسن و مکارم کے انوار کا جن سے ظہور - جن کا مبارک وجود بہشت کے سیب سے مخمر اور جن کے مہر کے قبالے میں عاصیوں کے نجات محرر جو تمام سادات کرام کی والدہ اور تمام جہان کی عورتوں کی سردار - جن کے پاکیزہ القاب بتول و عذرا یعنی فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا ہیں - صالح نے کہا آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم مبارک معلوم ہوا اب فرمائیے کہ آپ کے پدر بزرگوار کون ہیں - امام حسن نے فرمایا ان ابی اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب الضارب بالسیفین والطّاعن بالرّمحین والمصلی مع النبی ص فی القبلتین والمفدی نفسہ

لسید الثقلین ابو الحسن والحسین میرے والد بزرگوار شیر یزداں شاہ
مرداں جو میدان جہاد میں دو تلواروں سے جنگ فرماتے ہیں اور منکروں کے ساتھ
دو نیزوں سے حرب کرتے ہیں۔ جنہوں نے جناب رسول خدا کی اقتدا سے دو قبلوں کی
طرف نماز پڑھی اور شب ہجرت اپنی جان سید انس و جان پر نثار کی۔ جبرئیل نے آپکی
جوانمردی کے وصف کو آسمان سے بیان کیا خلاق عالم نے آپ کا نام علی رکھا۔
رسول خدا نے آپ کی تعظیم میں اہتمام کیا سید غالب محور فلک مواہب علی بن ابی طالب[1]
ہیں۔ صالح نے عرض کی اب میں نے آپکے پدر بزرگوار کو بھی پہچان لیا ارشاد فرمائیے
کہ جد عالی مقدار کون ہیں۔ امام حسن مجتبےٰ نے فرمایا جدّی درۃ من الصدف
الجلیل۔ وثمرۃ من شجرۃ ابراھیم الخلیل الکوکب الدری
والنور المضی من مصباح التبجیل المعلقۃ فی عرش الجلیل۔
سید الکونین ورسول الثقلین ونظام الدارین
وفخر العالمین ومقتدی الحرمین وامام المشرقین والمغربین
وجد السبطین انا الحسن واخی الحسین یعنی میرے نانا
گوہر صدف شرف خلیل و میوۂ درخت بخت اسمٰعیل جس نے مکہ میں نماز عشا پڑھی اور
مسجد اقصیٰ میں سنت ادا کی۔ زیر عرش خدا وتر میں قیام کیا۔ خلاق عالم نے جن پر سلام کیا
عرش کی سیر کرائی مقام قاب قوسین تک پہنچایا۔ رسول ثقلین امام عالمین سید کونین انتظام
دارین مقتدائے اہل حرمین پیشوائے اہل مشرقین و مغربین جد سبطین سندین
جن میں پہلا میں ہوں۔ دوسرے میرے بھائی حسینؑ ہیں۔ امام حسن مجتبیٰ یہ مناقب
بیان فرما رہے تھے اور آپکے کلام معجز نظام کے اثر سے اس یہودی کے آئینہ دل
کے زنگ کفر پر صیقل ہوتی جاتی تھی۔ برابر اسکی آنکھوں سے آنسو ٹپکتے تھے اور
دیدۂ حسرت سے وہ آپکے جمال باکمال کو دیکھ رہا تھا۔ جب آپ کی تقریر تمام ہوئی[2]

[1] روضۃ الشہداء ۱۲۰
[2] روضۃ الشہداء ۱۲۰

اس نے عرض کی اے جگر بند رسول خدا پہلے اس سے کہ میں آپ کے بھائی کو آپ کے سپرد کروں۔ کلمۂ شہادتین مجھے تلقین فرمائیے تا میں احکام اسلام کا تابع اور فرمان قرآن کا مطیع ہو جاؤں امام حسن نے اسے کلمۂ شہادت تعلیم فرمایا اس نے بصدق دل اسلام کو قبول کیا اور اپنے گھر میں جاکر امام حسین کو باہر لایا اور ایک طبق درہم و دینار سے بھر کر دونوں صاحبزادوں پر سے نثار کیا۔ امام حسن نے اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کے بیت الشرف کی طرف مراجعت فرمائی چھوٹے فرزند کو دیکھ کر جناب سیدہ کے دل مضطر نے آسائش پائی۔ دوسرے روز صالح اپنی قوم کے ستر آدمیوں سمیت مسلمان ہو کر جناب سیدہ کے دروازے پر حاضر ہوا سب نے شہادتین کی آوازیں بلند کیں۔ صالح نے اپنی ریش سفید جناب سیدہ کے آستانے پر ملکر آہ وزاری عرض کی کہ اے دختر پیغمبر خدا مجھ سے بہت بڑا قصور صادر ہوا ہے کہ آپ کے فرزند دلبند کو آزردہ کیا اپنی اس حرکت سے پشیمان اور کفر کو ترک کر کے مسلمان ہو گیا ہوں میری تقصیر کو معاف فرمائیے جناب سیدہ نے کہلا بھیجا کہ میں نے خود تو عفو کیا تیری تقصیر سے درگذری مگر یہ علی مرتضیٰ کے فرزند ہیں ان سے معافی کی درخواست کر۔ صالح نے صبر کیا اور حضرت امیرالمومنین کا انتظار کرتا رہا تا آنکہ آپ جہاد سے واپس تشریف فرما ہوئے۔ صالح نے آپکی ملازمت حاصل کر کے صورت حال عرض کی حضرت امیر نے فرمایا کہ اے صالح میں بھی تجھ سے راضی ہوا اور تیرے گناہ کو بخشدیا مگر حسن و حسین ریحان روضۂ رسالت و نہال حدیقہ جلالت جگر گوشگان سید عالم و نور دیدگان خواجہ اولاد آدم ہیں تو آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو اور آپ سے عفو تقصیر چاہ۔ صالح محزون و گریہ کنان جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی اے سید المرسلین و اے رحمۃ للعالمین صالح سے ایک خطا صادر ہوئی جو آپ کے فرزند کو کسقدر ایذا دی یعنی حسین کو جناب سیدہ کی بے اجازت اپنے گھر لیگیا

مگر یہ امر نادانی سے واقع ہوا ہے جس وقت اطلاع ہوی فوراً حاضر کیا۔ اب کمر اسلام باندھی ہے اور شرع وسنت کی متابعت اختیار کی اپنے فعل سے توبہ کرتا ہوں اور اپنی نادانی پر پشیمان ہوں کیا ہو سکتا ہے کہ آپ میرا گناہ معاف فرمائیں۔ حضرت نے یہ سنکر ارشاد فرمایا اے صالح میں نے اپنے حصہ کی تقصیر بخشدی۔ مگر میرے فرزند برگزیدگان خدا ہیں جب خدائے تعالیٰ تجھ سے راضی ہو تو اس وقت تجھے فائدہ ہے یہ سنکر وہ بیچارہ جنگل کی طرف روانہ ہوا اور نہایت تضرع وزاری سے درگاہ باری میں عرض کرتا تھا اے پروردگار مجھ سے بہت بڑا قصور سرزد ہوا ہے میں نے اپنا حال تباہ اور اپنا نامہ عمل اس بے ادبی سے سیاہ کیا۔ ستر۱۷ہ دن تک اس کا یہی حال تھا کہ روز وشب صحرا میں پھرتا تھا اور نالہ وفریاد کرتا تھا۔ اٹھارھویں روز جبریل امین خلاق عالم کی طرف سے حضرت پر نازل ہوے اور عرض کیا کہ او سبحانہ تعالیٰ بعد تحفۂ درود وسلام ارشاد فرماتا ہے کہ اب اُس پیر مجروح دل کو بلوالو۔ ہم نے اسکی توبہ قبول کی اور اُس کے گناہوں کو معاف کیا انتہیٰ۔

آپ کا احوال بوقت وفات آنحضرت

جناب امام حسین علیہ السلام کی عمر حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت چھے برس سات مہینے کی تھی کیونکہ آپ کی پیدائش شعبان کی تیسری یا پانچویں کو سنہ ۴ھ میں ہوی اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات تاریخ ہجرت سے نو یا تیرہ دن کم دس برس کے بعد ہوی اسی وجہ سے علمانے حضرت کی وفات کو سنہ ۱۱ھ میں لکھا ہے یہ مہینوں کے حساب سے ہے۔ ورنہ چونکہ سال ہجرت محرم سے شروع ہوتا ہے اور حضرت کی وفات صفر کی اٹھائیسویں یا ربیع الاول کی دوسری کو ہوی لہذا اس وقت گیارھواں سال ہجری شروع تھا۔

حسن و حسین علیہما السلام کا خواب

روضۃ الشہدا میں۔ جناب سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کے بیان میں مرقوم ہے کہ (جب حضرت امیر اور جناب سیدہ علیہما السلام اپنا اپنا خواب بیان کر چکے) اسی اثنا میں حسن و حسین بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی نانا جان اس وقت ہم دونوں بھائیوں نے ایک عجیب طرحکا خواب دیکھا ہے تھوڑی دیر ہوئی کہ یکایک ہماری آنکھ لگ گئی کیا دیکھتے ہیں کہ ایک تخت ہوا پر جا رہا ہے اور ہم اس تخت کے نیچے سر برہنہ چل رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ تخت میرا تابوت ہے کہ لوگ اسے اٹھائیں گے اور تم اسکے نیچے سر کھلے گیسو پریشان کئے چلوگے۔

حضرت کا حسنین کو وداع کرنا

بحار میں جناب سرور کائنات علیہ و آلہ التحیات کے انتقال کی ایک حدیث طویل میں مرقوم ہے کہ حضرتؐ نے وقت اخیر بلال سے فرمایا کہ میرے دونوں فرزندوں کو لے آ جب حسن و حسین حاضر ہوئے اور اپنے جد بزرگوار کو سخت علالت میں پایا فریاد واجداہ و امحمداہ بلند کی اور روتے ہوئے اپنے کو حضرتؐ کے سینۂ مبارک پر گرا دیا حضرتؐ نے انکو اپنی چھاتی سے لگا لیا کبھی انکی خوشبو سونگھتے تھے اور کبھی انکو پیار فرماتے تھے امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ میں نے خیال کیا کہیں ایسا نہ ہو کہ اسوقت یہ دونوں فرزند حضرتؐ کے اندوہ کی زیادتی کا سبب ہوں اس خیال سے میں نے چاہا کہ ان کو حضرتؐ کے پاس سے علیحدہ کروں حضرتؐ نے فرمایا یا علی انہیں چھوڑ دو تا میں انکی خوشبو سونگھ لوں اور یہ میری خوشبو سونگھ لیں یہ میری آخری ملاقات کرلیں اور میں انکی آخری ملاقات کرلوں (افسوس ہے کہ بعد ان فرزندوں پر بڑی بڑی

مصیبتیں اور سخت بلائیں وارد ہوں گی افسوس یہ ہے کہ بعد بہت ظلم اٹھائیں گے اور زہر ستم اور تیغ جفا سے قتل کئے جائینگے پھر تین مرتبہ فرمایا خدا ان لوگوں پر لعنت کرے جو انکو ستائیں اور ڈرائیں اور ان پر ظلم وستم کریں اے پروردگار میں نے ان بچونکو تیرا اور افضل مومنین یعنی علی کے سپرد کیا ہے۔

ایضًا روضۃ الشہداء میں لکھا ہے کہ جب حضرت کی وفات کا وقت قریب پہونچا تو آپ نے سیدہ سے ارشاد فرمایا اے فاطمہ اپنے بچونکو بلاؤ جناب سیدہ نے حسن وحسین علیہما السلام کے پاس کہلا بھیجا کہ جلد آئیں صاحبزادے ایسے اضطراب سے روانہ ہوئے کہ سروں سے عمامہ گر پڑے جو شخص صاحبزادوں کی یہ حالت دیکھتا تھا فریاد و فغاں کرتا تھا اسی حالت سے حضرت کے قریب پہونچے اور سلام کرکے آپ کے نزدیک بیٹھ گئے جب حضرت نے اپنے نواسوں کو سر برہنہ اور مضطرب الحال دیکھا بیتاب ہو گئے اور بے اختیار رونے لگے اسطرح آپ روئے کہ آپکی بکا سے تمام اہل خانہ میں ایک شور بکا بلند ہوا مروی ہے کہ پھر امام حسنؑ نے اپنا منہ حضرت کے منہ پر اور امام حسین نے اپنے سر کو آپ کے سینہ پر رکھدیا۔ حضرت نے (جو اسوقت بیہوش تھے) اپنی آنکھیں کھولدیں۔ اور از راہ لطف ومحبت اپنے نواسوں کو دیکھنا شروع کیا کبھی انکی خوشبو سونگھتے تھے کبھی انکو پیار فرماتے تھے۔ اور انکی تعظیم وتکریم اور محبت ومودت کے بارے میں وصیت فرماتے تھے مقتل نور الائمہ میں مسطور ہے کہ اسوقت حضرت بہ سبب ناتوانی کے آہستہ سے ارشاد فرماتے تھے کہ ان چہروں پر افسوس ہے جن پر غبار یتیمی بیٹھے گا اور ان گیسوؤں پر حیف ہے جو گرد غریبی سے آلودہ ہوں گے۔ میری امت کے جفاکار نہیں معلوم تم سے کیا سلوک کریں اور میرے بعد تمہارا کیا حال ہو۔ صاحبزادوں نے عرض کی نانا جان آپ ہم

کو ہمیشہ اپنی چھاتی سے لگاتے تھے اور ہمیں پیار فرماتے تھے۔ اب آپ کے بعد ہمیں کون پناہ دیگا اور کون ہماری غمگساری اور دل نوازی کریگا (اور بروایت صاحب بحارالانوار پھر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امیر سے اپنے بعد کے ظلم وستم کا حال جو اہل بیت پر وارد ہونیوالا تھا بیان فرماکر اسقدر روئے کہ آپ کے اشکہائے حسرت محاسن مبارک سے ٹپکنے لگے اور جو چادر کہ آپ پر اڑائی گئی تھی وہ آنسوؤں سے تر ہو گئی حضرت امیر فرماتے ہیں کہ حضرت کے بکا سے میرا جگر پارہ ہو گیا اسوقت میں حضرت کا سر مبارک اپنی چھاتی سے لگائے ہوئے تھا اور حضرت اپنی بیٹی فاطمہ کو اپنے سینہ سے لگائے تھے اور حسن وحسین حضرت کے قدمہائے عرش پیما سے لپٹے ہوئے کبھی ان کے بوسے لیتے تھے اور کبھی اپنی آنکھوں کو ان سے ملکر روتے تھے۔ اسی حالت میں حضرت نے انتقال فرمایا صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ الطیبین الطاہرین۔

پانچواں باب

آپ کے ان حالات کا بیان جو حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے زمانہ سے متعلق ہیں۔

علامہ مجلسی جلاءالعیون میں تحریر فرماتے ہیں کہ محمد بن یعقوب کلینی رضی اللہ تعالی عنہ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جس راتکو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دار دنیا سے ریاض جنت کی طرف رحلت فرمائی اہل بیت طاہرین علیہم السلام پر وہ رات بہت سخت گزری اور ان پر ایسی ایک حالت طاری ہوئی جس سے وہ بے خبر تھے کہ آیا ہم ہوا پر معلق ہیں یا زمین پر ساکن اسلئے کہ حضرت نے خدائے تعالی کی راہ میں قریب وبعید سب کی عداوت

مول لی تھی اور خدا کے حکم سے بہتوں کو قتل کیا تھا۔ چونکہ کفار و منافقین در پئے
انتقام تھے اسلئے آپ کی عترت کو بہت ہراس تھا پس اس وقت خلاق عالم نے ایک
فرشتے کو بھیجا اور بروایت دیگر جبرئیل کو روانہ فرمایا اہل بیت علیہم السلام ان کو
ندیکھتے تھے مگر آواز سنتے تھے پس جبرئیل نے کہا السلام علیکم اہل البیت
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بے شک خدائے تعالیٰ ہر مہلکہ میں تسلی دیتا ہے اور
ہر شئے گم شدہ کا عوض عطا فرماتا ہے پھر یہ آیت پڑھی کل نفس ذائقۃ الموت
وانما توفون اجورکم یوم القیامۃ فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ
فقد فاز وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور پھر کہا اے عترت پیغمبر خدا۔
حق سبحانہ تعالیٰ نے تم کو برگزیدہ کیا سب پر فضیلت دی۔ تمام گناہوں اور عیبوں سے
پاک فرمایا۔ تمکو اپنے پیغمبر کی عترت بنایا۔ اپنا علم تمہیں سپرد کیا۔ اپنی کتاب تمہیں میراث
میں دی۔ اپنے علم کا صندوق تمکو ٹھرایا تمہارے لئے اپنے نور کی مثال بیان
فرمائی اور تمہیں خطاؤں سے معصوم اور فتنوں سے محفوظ کیا۔ پس تم خدا تیعالی کی
اطاعت سے صبر کرو۔ بدرستیکہ وہ تم سے اپنی رحمت کو دور نہیں کرتا اور اپنی نعمت
تم سے زائل نہیں فرماتا۔ خدا کی قسم اہل اللہ خاصان خدا تمہیں ہو۔ اور تمہارے
ہی سبب سے خدا تیعالی نے اپنی نعمت تمام خلق پر پوری فرمائی اور تمام پریشانیوں
کو جمع کیا اور تمام کلموں کو متفق فرمایا خدا کے دوست تمہیں ہو۔ جو شخص تمہاری
ولایت اختیار کرے وہ رستگار ہے اور جو تم پر ستم کرے اور تمہارا حق چھین لے
وہ گمراہ ہے حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تمہاری مودت تمام مسلمانوں پر فرض
فرمائی ہے اور تمہاری مدد کرنے پر قادر ہے جب چاہیگا اور مناسب سمجھیگا
تمہاری نصرت کریگا پس تم صبر کرو اور عاقبت نیک کے منتظر رہو منا قب
ابن شہر آشوب میں مرقوم ہے کہ جبتک جناب رسولؐ خدا زندہ رہے حسنؑ وحسینؑ

آنحضرت کو یا ابہ کہا کرتے تھے اور حضرت امیر کو امام حسن یا ابالحسین کہتے تھے اور امام حسین یا ابالحسن جب آنحضرت کا انتقال ہوا اسوقت سے دونوں شاہزادے حضرت امیر کو یا ابہ کہنے لگے۔

مولف کہتا ہے کہ حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام کیلئے دوسری مصیبت عظیمہ جو کم سنی میں درپیش ہوئی وہ جناب سیدہ علیہا السلام کا انتقال تھا۔ جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ شہزادے اپنی والدہ ماجدہ کے سایہ عاطفت میں کم سے کم پچھتر دن اور زیادہ سے زیادہ چھ مہینے رہے دکیونکہ جناب سیدہ کے انتقال کی تاریخ میں اختلاف ہے بروایات معتبرہ امامیہ یا تو جمادی الاولیٰ کی چودھویں یا جمادی الاخریٰ کی تیسری کو آپ نے انتقال فرمایا اور بروایت اہل سنت آپکی تاریخ وفات رمضان کی تیسری ہے) پھر مادر گرامی سے بھی جدائی ہوگئی اور حضرت امیر علیہ السلام کے ظل مکرمت میں جوان ہوئے

جناب سیدہ کی آخری محبت

ملا حسین واعظ کتاب روضۃ الشہدا میں ذکر وفات جناب سیدہ کے مقام پر لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت امیر علیہ السلام بیت الشرف میں تشریف فرما ہوئے دیکھا کہ سیدہ نے روٹی پکانے کے لئے کسی قدر آٹے کو خمیر کیا ہے اور کچھ مٹی بھگو دی ہے تا اپنے فرزندوں کے سر دھوئیں اور ان کے کپڑے دھونے کا بھی سامان فرما رہی ہیں۔ امیر المومنین نے ازراہ تحیر پوچھا کہ اے سیدہ نساء العالمین میں نے تمہیں کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ ایکروز دنیا کے دو کاموں میں مشغول ہوں آج خلاف عادت بوقت واحد تین کاموں میں مصروف ہو اس کی کیا وجہ ہے جناب سیدہ نے جب یہ کلام سنا چشمہائے مبارک سے قطرات عبرات ٹپکنے لگے عرض کی یا امیر المومنین ھذا فراق بینی و بینک اب آپ سے میری جدائی کا وقت آگیا میں نے رات کو خواب میں دیکھا

کہ میرے پدر بزرگوار میرے سرہانے کھڑے ہر طرف ملاحظہ فرما رہے ہیں گویا کسی کے منتظر ہیں میں نے ایک چیخ ماری اور عرض کی بابا جان اتنے دنوں سے آپ کہاں تھے کہ آپ کی جدائی میں میرا دل کباب اور جسم لاغر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا بیٹی میں تو یہیں ہوں اور انتظار کر رہا ہوں میں نے عرض کی آپ کس کا انتظار فرما رہے ہیں حضرت نے ارشاد کیا اے فاطمہ میں تیرے انتظار میں ہوں اب جدائی کا زمانہ گذر گیا تیری ملاقات کا اشتیاق مجھے حد سے بڑھکر تھا اب تو قید خانہ دنیا کی مصیبتوں سے رہائی پائے گی اور باغ جنت کی سیر کو آئیگی اے فاطمہ جلد آ۔ جب تک تو نہ آئے میں یہاں سے نہیں جانے کا میں نے عرض کی بابا جان مجھے بھی حد سے زیادہ آپ سے ملنے کی آرزو تھی اور ہمیشہ آپ کی ملاقات کے اشتیاق میں میرے دن گذر رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا اے فاطمہ بس جلدی کر تا کل کی رات کو میرے پاس رہے اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی یا علی اب عالم بقا کا اشتیاق مجھے انتہا ہے اور میں جانتی ہوں کہ آج میری زندگی کا آخر روز یا میری رحلت کی پہلی شب ہوگی اسی لئے میں اس وقت چند روٹیاں تیار کر دیتی ہوں کیونکہ کل جب آپ میری مصیبت میں مشغول رہیں تو میرے فرزند بھوکے نہ رہ جائیں۔ اور اپنے بچوں کے کپڑے بھی اسلئے دھو دیتی ہوں کہ نہیں معلوم میرے بعد کون ان کا لباس دھوئیگا۔ اور میں چاہتی ہوں کہ ان کے سر دھو کر بالوں میں کنگھی بھی کر دوں اب نہیں خبر کہ میرے بعد کون ان کو نہلائیگا اور ان کے گیسوؤں سے کون گرد و غبار کو دھوئیگا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے جب سیدہ کی یہ باتیں سنیں دل بھر آیا اشک حسرت چشمہائے خونین سے جاری ہوئے فرمایا اے سیدہ تمہارے پدر عالی مقدار کے فراق کا داغ ابھی میرے سینے سے نہیں مٹا۔ اور حضرت کی جدائی کے زخم ابھی تک مندمل نہیں ہوئے تھے کہ تمہاری مفارقت کی نوبت آئی اور داغ پر داغ ظاہر ہونے لگے۔ سیدہ علیہا السلام نے عرض کی یا امیر المومنین اُس مصیبت میں جسطرح آپ نے صبر فرمایا ہے۔ اس الم میں

بھی صبر کیجئے۔ یہ فرماتی تھیں اور اپنے بچوں کا لباس دھوتی جاتی تھیں۔ ان کے رخسار ہائے نازنین پر نظر تھی اور برابر آنسو ٹپک رہے تھے حسن وحسین علیہما السلام بھی اپنی والدہ کی اس حالت پر بیتاب اور نالاں تھے۔

جناب سیدہ کی آخری رخصت

روضۃ الشہدا میں مرقوم ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام نے اپنے اخیر وقت حسن وحسین کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضے میں بھیجدیا اور امیر المومنین علیہ السلام سے عرض کی کہ اب ذرا آپ تشریف رکھئے اور میری چند آخری وصیتیں بگوش دل سماعت فرمائے۔ حضرت امیرؑ بیٹھ گئے۔ سیدہؑ نے وصیتیں بیان کرنی شروع کیں جب وصیتیں ختم ہوئیں ناگاہ خروش فغان وشور وبکا در حجرہ سے بلند ہوا دیکھا حسن وحسین کہہ رہے ہیں بابا جان جلد حجرے کا دروازہ کھولئے تا ہم بھی اندر آئیں اور اپنی والدہ کا آخری دیدار دیکھ لیں اور رخصت ہولیں۔ امیر المومنین فوراً اٹھے درِ حجرہ کھولدیا صاحبزادوں کو گود میں لیکر نوازش فرمائی اور ارشاد کیا اے پیارو تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہ تمہاری والدہ کی اس وقت رحلت ہوگی۔ صاحبزادوں نے عرض کی بابا جان جب ہم اپنے نانا کے روضے پر پہنچے ایک نالہ کی آواز ہمارے کان میں آئی اور یہ صدا ہم نے سنی کہ ابراہیم خلیل کہتے ہیں کہ بینیان زہرا آئے اسمعیل ذبیح کہتے ہیں کہ شفیعان روز قیامت وارد ہوئے محمد حبیب خدا فرماتے ہیں کہ میرے جگر بند آئے جب ہم روضے میں داخل ہوے تو حضرت کے مرقد مطہر سے آواز بلند ہوی کہ اے میرے فرزند ولبے میرے پیارو اپنے گھر پھر جاؤ اور اپنی مادر عالی مقدار کا دیدار باز پسین دیکھ لو میں تمہاری والدہ ماجدہ کے استقبال کو آیا ہوں اور تمام انبیا میرے ساتھ ہیں۔ یہ سنکر ہم نے فوراً مراجعت کی اور یہاں چلے آئے اس کے بعد صاحبزادوں نے اپنے کو جناب سیدہ کے پاؤں پر گرادیا

زمین پر تڑپتے تھے اور رو رو کر کہتے تھے اماجان اک ذرا آنکھیں کھولئے اور ہمارا حال ملاحظہ فرمایئے جب یہ دردناک آواز جناب سیدہ کے گوش مبارک میں پہنچی آنکھیں کھولدیں اور ہاتھ بڑھا کر بچوں کو اپنی آغوش میں لیا اور فرمایا اے پیارو اے مظلومو نہیں معلوم میرے بعد تمہارا کیا حال ہوگا اور تمہارے دشمن تمہارے ساتھ کیا سلوک کریں گے اس کے بعد جناب سیدہ نے اپنی صاحبزادیوں کو بھی بلالیا اور ان سب کو حضرت امیرالمومنین کے سپرد کیا اور ان کے بارے میں دوبارہ آپ سے سفارش کی الخ۔

کفن سے جناب سیدہ کے ہاتھوں کا بلند ہونا

ملا محمد خراسانی ماتم کدے میں لکھتے ہیں کہ فضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ جب حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سیدہ کے حنوط و کفن سے فارغ ہوئے فرمایا اے ام کلثوم اے زینب اے حسن اے حسین اپنی مادر گرامی کی آخری رخصت کے لئے آؤ اور دیدار واپسین دیکھ لو پس سب سے پہلے حسن و حسین دوڑے اور اپنے کو جناب سیدہ کی میت پر گرادیا عرض کی اماجان ہمارے ناناجان کی خدمت میں ہمارا اسلام پہنچایئے اور عرض کیجئے کہ آپ کے بعد دنیا میں ہم دو یتیم باقی رہ گئے ہیں یہ کہکر بے اختیار آواز نالہ و افغان بلند کی خدا گواہ ہے کہ اس وقت ایک نالہ شوق جناب سیدہ کے قلب سے بلند ہوا اور ایک آہ سوزناک جگر سے کھینچکر اپنے دونوں ہاتھ اس طرح اٹھا دیئے کہ بندہائے کفن ٹوٹ گئے اپنے دونوں فرزندوں کے گلے میں باہیں ڈالدیں۔ ان کو سینے سے لگالیا اور چھوڑتی نہ تھیں، ناگاہ جانب آسمان سے آواز غیبی آئی کہ یا علی حسن و حسین کو اُن کی مادر گرامی کی میت سے جدا کیجئے کہ اُن کے رونے سے تمام ملائکہ سماء رو رہے ہیں۔ اور حبیب اپنے محبوب کا مشتاق ہے۔

مؤلف کہتا ہے کہ بحارالانوار کی جلد دہم بیان وفات جناب سیدہ میں علامہ مجلسی نے

حضرت حفصہ سے ایک طولانی روایت نقل کی ہے حدیث ماتم کردہ جو ابھی مذکور ہوئی اس کا ایک جزء ہے۔ کتب فریقین میں متواتر ہے کہ جناب سیدہ کا جنازہ شب کو اٹھایا گیا اور آپ کی نماز میت میں حضرت امیر اور حسن وحسین علیہم السلام اور چند بنی ہاشم اور سلمان وابوذر ومقداد وعمار وبریدہ اسلمی وغیرہم چند اخص اصحاب شریک تھے باقی صحابہ شریک نہ ہوسکے بلکہ افسوس ہے کہ حضرت عائشہ ام المومنینؓ بھی آپ کی میت پر تشریف نہ لاسکیں۔ چنانچہ شیخ عبدالحق صاحب دہلوی جو علمائے موثقین اہل سنت سے ہیں کتاب جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ جس وقت جناب سیدہ نے وفات پائی حضرت عائشہؓ بنت ابی بکر صدیقؓ نے چاہا کہ سیدہ کے گھر میں داخل ہوں۔ اسما بنت عمیس نے منع کیا اور اندر آنے نہ دیا حضرت عائشہؓ نے اپنے پدر بزرگوار سے شکایت کی اور کہا یہ زن خثعمیہ مجھے دختر رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کی میت پر آنے نہیں دیتی اور ان کے جنازے کے لئے اپنی رائے سے ایک چیز بمثل ہودج عروس بنائی ہے حضرت ابوبکرؓ جناب سیدہ کے در پر آئے اور اسما سے کہا کہ تم نے بنت نبی کے جنازے پر آنے سے زوجۂ جناب رسولخدا کو کیوں منع کیا اور یہ ایک نئی چیز کیا بنائی ہے اسما نے کہا خود سیدہ نے فرمایا ہے کہ ان کی میت پر میں کسی کو نہ آنے دوں اور یہ جنازہ میں نے انکی پسند اور فرمائش کے موافق بنایا ہے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اگر ایسا ہے تو جس طرح سیدہ کی وصیت ہے اس پر عمل کرو۔ انتہیٰ۔

واقعات زمانہ حضرات شیخینؓ

کتب معتبرۂ فریقین میں مرقوم ہے کہ ایک روز حضرت ابوبکرؓ جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کے منبر پر گئے اور چاہا خطبہ ادا کریں امام حسن اور امام حسین نے کہا یا ابا بکرؓ انزل عن منبر جدنا یعنی آپ ہمارے نانا جان کے منبر پر سے اتر جائیے۔

مولف کہتا ہے کہ یہ امر دو مرتبہ واقع ہوا ہے۔

اوّل حضرت ابوبکرؓ کے اوائل خلافت میں۔ چنانچہ ابن حجر مکی جو موثقین علمائے اہل سنت سے ہیں صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں اخرج الدارقطنی ان الحسن جاء الی ابی بکر وھو علی منبر رسول اللہ صلعم فقال انزل عن مجلس ابی فقال صدقت واللہ انہ لمجلس ابیک لا مجلس ابی ثم اخذہ واجلسہ فی حجرہ وبکی فقال علیؑ اما واللہ ما کان عن رائی فقال صدقت واللہ ما اتھمتک ایک دفعہ امام حسنؑ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے وہ اسوقت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر تھے۔ امام حسنؑ نے فرمایا میرے والد کے مقام سے اتر جائیے حضرت ابوبکر نے کہا سچ ہے خدا کی قسم یہ آپ ہی کے والد کا مقام ہے۔ میرے والد کا مقام نہیں اس کے بعد حضرت ابوبکر نے امام حسن کو اٹھا کر اپنے آغوش میں بٹھلایا اور روئے حضرت امیر المومنین علیؑ نے فرمایا کہ واللہ حسن کا یہ کلام میری رائے سے نہ تھا حضرت ابوبکر نے کہا آپ سچ فرماتے ہیں خدا کی قسم میں آپ پر اس بات کی تہمت نہیں کرتا۔ محصلاً

ایضاً اس حدیث کو سیوطی نے تاریخ الخلفا میں بروایت ابونعیم وغیرہ نقل کیا ہے۔ کنز العمال میں بھی بعینہ یہ روایت موجود ہے۔ طبری شافعی نے بھی ریاض نضرہ میں بلا تفاوت اس روایت کو لکھا ہے۔ اور علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں فضائل سمعانی اور تاریخ خطیب سے بروایت اسامہ بن زید اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

دوسرے حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانے میں جناب امام حسین نے حضرت عمرؓ سے کہا انزل عن منبر ابی۔ چنانچہ ملا علی متقی کنز العمال میں اور شاہ ولی اللہ والد مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کتاب ازالۃ الخفا میں اور حافظ جمال الدین بن یوسف تھذیب الکمال لاسماء الرجال میں لکھتے ہیں (واللفظ للاول) عن

حسین بن علی قال صعدت الی عمر بن الخطاب المنبر فقلت له انزل عن منبر ابی واصعد منبر ابیك فقال ان ابی لم یکن له منبر فاقعدنی معه فلما نزل ذهب الی منزله فقال لی من علمك هذا فقلت ما علمنیه احد قال ای بنی لو جعلت تاتینا وتغشانا قال فجیت یوما وهو خال بمعٰویه - وابن عمر بالباب لم یوذن له فرجعت فلقینی بعد - فقال لم ارك اتیتنا فقلت انی جئت وانت خال بمعٰویه فرایت ابن عمر (بالباب فرجع ابن عمر) فرجعت فقال انت احق بالاذن من عبد الله ابن عمر انما انبت فی رؤسنا ماتری الله عزوجل ثم انتم - (تہذیب) امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں جس کا محصل یہ ہے کہ ایک روز میں حضرت عمرؓ کے پاس گیا دیکھا وہ منبر پر بیٹھے ہیں میں بھی منبر پر چڑھ گیا اور ان سے کہا میرے والد کے منبر سے اتر ئے اور اپنے باپ کے منبر پر جائے انہوں نے کہا میرے باپ کا تو کوئی منبر نہیں ہے یہ کہکر مجھے اٹھا لیا اور اپنے پاس بٹھلایا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وہ منبر سے اترے مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لیگئے اور مجھ سے پوچھا یہ بات آپکو کس نے سکھائی ہیں نے کہا مجھے کسی نے یہ بات نہیں سکھائی یہ سنکر انہوں نے کہا اے صاحبزادے اگر آپ میرے پاس آیا کرتے تو خوب تھا حضرت فرماتے ہیں کہ پھر میں ایک مرتبہ ان کے پاس گیا۔ اسوقت وہ معاویہ سے خلوت کئے ہوئے تھے اور ان کے فرزند عبداللہ دروازہ پر کھڑے ہوئے تھے۔ انکو اندر جانیکی اجازت نہ ملی تھی جب میں نے یہ حال دیکھا تو وہاں سے واپس چلا گیا۔ اسکے بعد ایک مرتبہ انہوں نے مجھ سے ملاقات کی اور کہا کہ آپ میرے پاس پھر نہیں آئے میں نے کہا میں تو آیا تھا مگر آپ معاویہ کیساتھ

خلوت میں تھے اور آپ کے فرزند عبداللہ دروازے پر تھے جب وہ پلٹ گئے میں بھی پلٹ گیا یہ سنکر انہوں نے کہا آپ اجازت پانے کے ابن عمر سے زیادہ حقدار ہیں یہ بال جو ہمارے سر میں ہیں انکو نہیں اگایا مگر خدا یتعالیٰ نے اور آپ لوگوں نے۔

ایضاً ابن حجر متاخر نے صواعق محرقہ میں امام حسن مجتبیٰ کی تقریر کی روایت کے بعد لکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایسا کلام حضرت عمر رض کے ساتھ امام حسین علیہ السلام سے بھی واقع ہوا ہے جسوقت کہ حضرت عمر منبر پر تھے پس حضرت عمر نے کہا خدا کی قسم یہ آپ کے والد کا منبر ہے میرے باپ کا منبر نہیں۔ حضرت امیر نے فرمایا واللہ میں نے حسین کو یہ بات کہنے کیلئے حکم نہیں دیا ہے۔ حضرت عمر نے جواب دیا خدا کی قسم میں آپ پر اس کا اتہام بھی نہیں کرتا۔ اور ابن سعد کی روایت میں ہے کہ پھر حضرت عمر رض نے حضرت امام حسین ع کو اٹھا کر اپنے نزدیک بٹھلایا اور کہا ھل انبت الشعر علی رؤسنا الا ابوك ای ان الرفعة ما نلناها الا به۔

ہمارے سر پر یہ بال نہیں اگائے مگر آپ کے والد نے یعنی یہ منزلت و رفعت جو ہمیں حاصل ہوئی ہے وہ محض آپ کے والد کے سبب سے ہے انتہی کلامہ

حسن حسین علیہما السلام کو حضرت عمر کا اپنے فرزند سے زیادہ مال عطا کرنا

طبری الشافعی نے ریاض النضرہ میں عبداللہ ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رض کے زمانے میں جب شہر مداین فتح ہوا اور وہاں سے مال آیا تو حضرت عمر رض کے حکم سے ایک نطع مسجد میں بچھایا گیا اور تمام مال اس پر جمع کیا گیا پھر صحابہ جمع ہونے لگے سب سے پہلے حضرت امام حسن ع نے فرمایا اے امیر اس مال سے جو خدا یتعالیٰ نے مسلمانوں کو دیا ہے میرا حق

عطا کیجئے حضرت عمر نے کہا بہت خوشی کے ساتھ لیجئے پھر ایک ہزار درہم آپ کو عطا کئے اسکے بعد امام حسین نے کہا اے امیر اس مال سے جو خلاق عالم نے اہل اسلام کو دیا ہے میرا حصہ دیجئے حضرت عمر نے کہا خوشی سے لیجئے پھر آپ کو بھی ایک ہزار درہم دئے آپ کے بعد عبداللہ ابن عمر نے کہا اے امیرالمومنین اس دولت سے جو خدا نے مسلمانوں کو مرحمت کی ہے میرا حصہ لائے حضرت عمر نے کہا خوشی سے لو پھر پانسو درہم اپنے فرزند عبداللہ کو دئے۔ ابن عمر نے کہا کہ میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جوان تھا اور حضرت کے ساتھ جہاد میں شریک ہوا۔ حسن وحسین بچے تھے جو مدینے کے راستوں میں کھیلتے تھے اُن کو تو آپ نے ایک ایک ہزار درہم عطا فرمائے اور مجھے پانسو۔ حضرت عمر نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ جا پہلے تو اُن کے والد بزرگوار کے مرتبے کے برابر اپنے باپ کا مرتبہ ثابت کر اور ان کی مادر گرامی کے برابر اپنی ماں کو اور اُن کے جد امجد کے مقابلے میں اپنے جد کو اور ان کے چچا اور ماموں اور خالہ کے مقابلے میں اپنے چچا اور ماموں اور خالہ کو پیش کر۔ تو ان لوگوں کا مقابلہ ہرگز نہیں کر سکنے کا۔ کیونکہ ان کے والد علی مرتضٰے ہیں اور ان کی والدہ فاطمہ زہرا ان کے نانا محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ان کی نانی خدیجۃ الکبریٰ اور ان کے چچا جعفر طیار ہیں اور ان کے ماموں ابراہیم بن رسول اللہ اور ان کی خالائیں رقیہ وام کلثوم ہیں جو حضرت کی بیٹیاں ہیں کذا فی وسیلۃ النجاۃ مؤلفہ مولوی مبین۔

آپ کا سفر میں بیمار ہونا

بحار الانوار میں کتاب کافی سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ امام حسین علیہ السلام بقصد عمرہ مکے روانہ ہوئے راستے میں شدت سے دردسر عارض ہوا امیرالمومنین کو

جب یہ خبر پہنچی فوراً حضرت نے اپنے فرزند کی تلاش میں مدینے سے کوچ فرمایا تاآنکہ مقام سقیاپر امام حسینؑ سے ملاقات ہوی کہ آپ بیمار ہوکر وہاں ٹھہر گئے تھے۔ حضرت امیر نے مرض کی حالت دریافت فرمائی عرض کیا بابا جان شدت سے سر میں درد ہے اس وقت امیر المومنین نے ایک اونٹ منگواکر اپنے فرزند کی طرف سے نحر کیا اور آپ کے سر کے بال دور کئے اور اپنے ہمراہ امام حسین کو مدینے میں واپس لائے جب آپ کا مرض دفع ہوا پھر آپ نے عمرہ ادا فرمایا

ایک مسئلے کا جواب

بعض کتب شیعہ میں ابوسلمہ سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت عمر بن خطاب کے ہمراہ حج کے لئے مکہ معظمہ کا سفر کیا جب ہم ابطح میں پہنچے ایک مرد اعرابی وہاں آیا اور خلیفہ صاحب کی خدمت میں عرض کی اے جناب میں حج کے ارادے سے اپنے مکان سے روانہ ہوا اور احرام بھی باندھ چکا تھا۔ راستے میں شتر مرغ کے انڈے میں نے پائے چند انڈوں کو اٹھا کر پکایا اور کھالیا کیا کوئی کفارہ اس کے سبب سے میرے ذمہ ہے۔ حضرت عمر نے کہا کہ اس مسئلے کا جواب میں تو نہیں جانتا مگر تو یہاں بیٹھ جا شائد جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کے ذریعہ سے تیرا جواب مل جائے اس گفتگو میں تھے کہ ناگاہ امیر المومنین علی تشریف فرما ہوے اور آپ کے پیچھے امام حسین بھی تھے حضرت عمر بن خطاب نے کہا اے اعرابی یہ علی بن ابی طالب ہیں۔ اب اپنا مسئلہ آپ سے بیان کر۔ اعرابی نے حضرت امیر سے اپنے مطلب کو عرض کیا۔ حضرت امیر نے امام حسین کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ میرے اس نور چشم سے اپنا مقصد بیان کر وہ تیرا جواب دیگا اعرابی نے نادانی سے کہا یہ عجیب ماجرا ہے

کہ میرے مسئلے کا جواب کوئی نہیں دیتا اور ہر ایک دوسرے کی طرف حوالے کرتا ہے
حاضرین سے کہا اے جاہل تو جانتا ہے یہ کون ہیں یہ جناب رسول خدا کے فرزند
ہیں تو اپنا مسئلہ ان سے دریافت کر یہ سنکر اعرابی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور
کیفیت بیان کی امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں
عرض کی۔ ہیں۔ فرمایا جس قدر انڈے تو نے کھائے ہیں اتنی اونٹنیوں پر اونٹوں کو
چھوڑ دے جب وہ حاملہ ہوں اور ان کے بچے پیدا ہوں تو ان بچوں کو خانۂ کعبہ
میں ہدیۃً روانہ کردے حضرت عمر نے کہا یا بن رسول اللہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ
اونٹنی اپنا حمل گرا دیتی ہے۔ جناب امام حسین نے فرمایا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے
کہ انڈے گندے ہو جاتے ہیں۔ حضرت عمر نے کہا بے شک بہت درست ہے
اس وقت حضرت امیر المومنین اُٹھ کھڑے ہوے اپنے فرزند کو سینے سے
لگالیا اور فرمایا ذریۃ بعضھا من بعض واللہ سمیع علیم۔
کذا فی البحار۔

مؤلف کہتا ہے قریب اس روایت کے ایک حدیث کتب معتبرۂ اہل سنت
میں بھی مرقوم ہے جس میں تصریح واقع ہوی ہے کہ مسئلۂ مذکورہ کا جواب خود حضرت
امیر نے ارشاد فرمایا چنانچہ کتاب ذخائر العقبیٰ اور ریاض النضرہ میں محب طبری
نے اور کتاب ازالۃ الخفا میں مولوی شاہ ولی اللہ صاحب نے نقل کیا ہے۔
جس کا محصل یہ ہے کہ محمد بن زبیر سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ ایک مرتبہ میں
دمشق کی مسجد میں داخل ہوا دیکھا وہاں ایک مرد پیر بیٹھا ہے کہ پیری کی وجہ سے
اسکی پسلی کی ہڈیاں کج ہو گئی ہیں۔ میں نے کہا اے شیخ تم نے خلفا میں سے
کسکو پایا اُس نے کہا حضرت عمر کو میں نے کہا اُن کے زمانے میں تم کس لڑائی
میں شریک ہوئے۔ کہا جنگ یرموک میں۔ میں نے کہا کوئی خبر ان کی بیان کرو۔

مرد پیر نے کہا میں ایک مرتبہ چند جوانوں کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوا راستے میں ہم نے شتر مرغ کے تھوڑے سے انڈوں کو توڑ دیا حالانکہ اس وقت احرام باندھ چکے تھے جب مناسک حج سے فراغت پائی (اور مدینے میں آئے) اس امر کا ذکر ہم نے حضرت عمر سے کیا یہ سنکر وہ ایک طرف روانہ ہوئے اور ہم سے کہا کہ تم بھی میرے پیچھے چلے آؤ ہم بھی اُن کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہانتک کہ جناب رسول خدا علیہ التحیتہ والثنا کے حجروں کے قریب پہنچے اور وہاں ایک حجرے کے دروازے کو مارا ایک بی بی نے اندر سے آواز دی حضرت عمرؓ نے کہا کیا ابو الحسن گھر میں ہیں اس بی بی نے کہا نہیں وہ اپنی نہر کی طرف تشریف لیگئے ہیں حضرت عمر وہاں سے نہر کی طرف روانہ ہوئے اور ہم سے اپنے ساتھ چلنے کو کہا ہم بھی ساتھ روانہ ہوئے تاآنکہ ہم سب ایک نہر کے پاس حضرت امیر کی خدمت میں پہونچے دیکھا آپ اپنے ہاتھ سے وہاں کی مٹی درست فرما رہے ہیں جب آپ نے حضرت عمرؓ کو دیکھا فرمایا مرحبا کیوں یہانتک تکلیف کی حضرت عمرؓ نے کہا میں ایک مسئلہ دریافت کرنے آیا ہوں وہ یہ کہ ان لوگوں نے حالت احرام میں شتر مرغ کے انڈوں کو توڑا ہے اب کیا کرنا چاہیئے حضرت امیر نے فرمایا یہ مسئلہ پوچھنے کیلئے ایک آدمی کو بھیجدیا ہوتا حضرت عمرؓ نے کہا آپکی خدمت میں حاضر ہونیکے لئے میں زیادہ حقدار ہوں حضرت امیر نے فرمایا ان لوگوں کو ضرور ہے کہ جتنے انڈے توڑے ہیں اتنی اونٹنیوں پر نر کو چھوڑیں اور جو بچے پیدا ہوں وہ ہدیہ خانہ کعبہ کر دیں حضرت عمر نے کہا کہ کبھی اونٹنیاں حمل گرا دیتی ہیں حضرت امیر نے فرمایا کبھی انڈے گندے ہو جاتے ہیں یہ سنکر حضرت عمرؓ نے مراجعت کی اور کہا کہ اے پروردگار کوئی مشکل مجھ پر نازل نہ کر مگر اسوقت جبکہ امیر المومنین میرے پہلو میں ہوں انتہی۔

مولف کہتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا

کے زمانے میں اور حضرت کے بعد حضرات خلفائے ثلثہ کے عہد میں مدینہ منورہ سے سوائے مکہ معظمہ کے اور کہیں کا سفر نہیں فرمایا جب حضرت عثمان کے انتقال کے بعد جناب امیر علیہ السلام کو خلافت ظاہری ملی اور طلحہ و زبیر نے آپکی بیعت توڑ کے فتنۂ بصرہ قائم کیا حضرت امیر علیہ السلام نے اس فتنہ کے دفع کرنیکے لئے مدینہ منورہ سے بصرہ کا قصد فرمایا اسوقت حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام آپ کے ہمراہ بصرے کو روانہ ہوئے اور جنگ جمل میں شریک رہے مگر بطور خاص امام حسین علیہ السلام کی مبارزت اس جنگ میں کسی کتاب میں بندہ کی نظر سے نہیں گزری ہاں امام حسن علیہ السلام کی حرب بطور خاص مروی ہے جس کا ذکر بحار الانوار میں مرقوم ہے جنگ جمل فتح ہونیکے بعد حضرت امیر المومنین علیہ السلام بصرہ میں تشریف لیگئے اور حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام اور اکثر بنی ہاشم آپ کے ساتھ تھے وہاں چندروز آپ نے قیام فرمایا پھر کوفہ کو تشریف لائے اور اپنا دار الخلافت وہیں معین فرمایا البتہ ہر سال حج کیلئے مکہ معظمہ کو تشریف لیجایا کرتے تھے ایک مرتبہ شام کی طرف امیر شام سے جہاد کرنیکے لئے نہضت فرمائی اور مقام صفین پر تقریبًا ایک سال تک مقیم رہے اور قاسطین سے جہاد فرماتے رہے۔ اس لڑائی کی ختم ہونیکے بعد پھر کوفے کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے منور فرمایا پھر ایک مرتبہ خوارج کے دفاع کیلئے مقام نہروان کو تشریف لیگئے۔ بعد فتح و نصرت پھر کوفے کو مراجعت فرمائی اور وہیں رونق افروز رہے تا آنکہ شہادت پائی ان تمام معرکوں میں امام حسن و امام حسین علیہما السلام ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے ان مقامات میں امام حسین علیہ السلام سے بعض معجزات بھی ظاہر ہوئے ہیں۔

چنانچہ کتاب ماتم کدہ صفحہ ۲۴۰ میں بنقل بحار الانوار نصر بن مزاحم سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ صفین کے سفر میں حضرت امیر المومنین نے جب مدائن سے کوچ

فرمایا۔ عصر کے وقت ایک صحرائے بے آب وگیاہ میں پہنچے جہاں کی زمین تاب آفتاب سے سیاہ ہو گئی تھی اور گھانس کا ایک تنکا اس جنگل میں نہ تھا حضرت امیر نے اس بیابان میں نزول اجلال فرمایا۔ اہل لشکر ایسے بے آب وگیاہ مقام پر آپ کے درود و توقف سے سخت متعجب ہوئے مگر کسیکو طاقت سوال نہ تھی تا آنکہ وہ رات بسر ہوئی اور دن نکل آیا جب آفتاب طلوع کے قریب پہونچا اور حضرت کی طرف سے اسوقت بھی کوچ کا حکم صادر نہ ہوا تو عدی بن حاتم طائی (جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور حضرت امیر المومنین کی فوج کے سرداروں سے تھے آپکی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی بابی انت وامی یا امیر المومنین۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بالفعل اس مقام سے کوچ کیلئے حضرت کا ارادہ نہیں ہے میں آپ پر فدا ہوں اس جنگل میں پانی نایاب ہے اور بی آبی وکمی علوفہ کے سبب عساکر فیروزی ماثر بر دقت واقع ہوگی چونکہ حضرت امیر اسوقت تلاوت قرآن واوراد واذکار میں مشغول تھے عدی کو اشارے سے سکوت کا امر فرمایا اور اس مقام سے حرکت وسکون کے بارے میں کوئی حکم ندیا عدی نے اپنے خیمہ کی طرف مراجعت کی جب آفتاب بلند ہوا اور تاب خورشید اور گرمائے شدید کی وجہ سے ہوا مثل کورہ حداد کے گرم ہوئی تمام افواج کے سردار اور اس شاہ گردوں پناہ کے جان نثار خیمہ اقدس کے در پر جمع ہوئے اور سب نے متفق اللفظ عرض کیا یا امیر المومنین ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں تمام لشکر ظفر پیکر حرارت آفتاب اور شدت عطش سے بیتاب ہے اس صحرا میں حضرت کا توقف نہیں معلوم کسوجہ سے ہوا اگر آج یہاں سے کوچ نفرمائیں تو تمام چارپائے اور سوار ہلاک ہوجائینگے حضرت امیر المومنین نے ارشاد فرمایا علیّ بالحسین یعنی میرے فرزند حسین کو بلاؤ یہ سنکر اطراف وجوانب سے لوگ آپکے بلانیکے لئے دوڑے جب

فرمایا۔ عصر کے وقت ایک صحرائے بے آب وگیاہ میں پہنچے جہاں کی زمین تاب آفتاب
سے سیاہ ہوگئی تھی اور گھانس کا ایک تنکا اس جنگل میں نہ تھا حضرت امیر نے
اس بیابان میں نزول اجلال فرمایا۔ اہل لشکر ایسے بے آب وگیاہ مقام پر آپ کے
ورود و توقف سے سخت متعجب ہوئے مگر کسیکو طاقت سوال نہ تھی تاآنکہ وہ رات
بسر ہوئی اور دن نکل آیا جب آفتاب طلوع کے قریب پہونچا اور حضرت کی طرف
سے اسوقت بھی کوچ کا حکم صادر نہ ہوا تو عدی بن حاتم طائی جو سرور عالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے صحابی اور حضرت امیرالمومنین کی فوج کے سرداروں سے تھے
آپکی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی بابی انت و امی یا امیرالمومنین۔
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بالفعل اس مقام سے کوچ کیلئے حضرت کا ارادہ نہیں ہے
میں آپ پر فدا ہوں اس جنگل میں پانی نایاب ہے اور بے آبی وکمی علوفہ کے سبب
عساکر فیروزی مآثر پر دقت واقع ہوگی چونکہ حضرت امیر اسوقت تلاوت قرآن
واوراد واذکار میں مشغول تھے عدی کو اشارے سے سکوت کا امر فرمایا اور
اس مقام سے حرکت وسکون کے بارے میں کوئی حکم ندیا عدی نے اپنے خیمہ کی طرف
مراجعت کی جب آفتاب بلند ہوا اور تاب خورشید اور گرمائے شدید کی وجہ سے
ہوا مثل کورۂ حداد کے گرم ہوئی تمام افواج کے سردار اور اس شاہ گردون
پناہ کے جان نثار خیمہ اقدس کے در پر جمع ہوئے اور سب نے متفق اللفظ عرض
کیا یاامیرالمومنین ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں تمام لشکر ظفر پیکر حرارت آفتاب
اور شدت عطش سے بیتاب ہے اس صحرا میں حضرت کا توقف نہیں معلوم کس وجہ
سے ہوا اگر آج یہاں سے کوچ نفرمائیں تو تمام چارپائے اور سوار ہلاک
ہوجائینگے حضرت امیرالمومنین نے ارشاد فرمایا علی بالحسین یعنی میرے فرزند حسین
کو بلاو یہ سنکر اطراف وجوانب سے لوگ آپکے بلانیکے لئے دوڑے جب

فرزند رسول الثقلین حضرت امام حسین حاضر خدمت ہوے اسوقت آپ کے دست
مبارک میں ایک عصا تہا جس پر آپ تکیہ کرکے کھڑے ہوگئے کیونکہ آپ کا دستور تھا
کہ اپنے پدر عالیمقدار کے حضور میں جب تک حضرت التفات نہ کرتے
آپ کوئی بات نہ کرتے اور خاموش کھڑے رہتے کمیل ابن زیاد نخعی نے
کہ محرم حضور ہمایوں اور صاحب اسرار مکنون تھے عرض کی یا امیرالمومنین شفیع روز قیامت
وضامن خطاہائے امت حاضر ہیں حضرت نے اپنا سر مبارک بلند فرمایا اور ارشاد کیا
اے نور دیدہ ان پیاسونکو سیراب کرو۔ سید الشہدا نے عرض کی سمعاً وطاعةً پھر اپنے
اپنے دست مبارک میں جو عصا تہا اسکو زمین میں نصب فرما دیا۔ اس امام سرفراز
کی قوت اعجاز سے وہ عصا بالیدہ ہونے لگا یہانتک کہ بہت بلند ہوا اور بہت سی
ڈالیاں اور پتے اس میں نکل آئے (وہ ایک بہت بڑا درخت ہوگیا) عجیب تر
یہ بات ہے کہ اس درخت کے پیڑ سے ایک بڑی نہر جاری ہوئی اور اس نہر سے بہت
سی چھوٹی نہریں نکل کر ہر ایک نہر عساکر منصورہ کے ہر دستہ کی طرف رواں ہوئی
اور اس درخت میں کئی قسم کے میوے ظاہر ہوئے کہ بعض کو لوگ پہچانتے
تھے اور بعض کو نہیں وہ میوے اسقدر لذیذ تھے کہ تمام عمر میں کسی نے ایسی لذت
نہیں پائی تھی پس وہ تمام لشکر کثیر اور اس کے سردار اس درخت کے میوؤں
سے اور پانی سے بفرمان حضرت امیرالمومنین سیر و سیراب ہوئے سب نے اپنی
تمام خورجینیں اور ظروف ان میوؤں سے بھر لئے اور وہ جملہ ناکام جناب سید الشہدا
کی برکت سے کامیاب ہوئے جب عصر کا وقت ہوا حضرت امیر نے اس مقام سے
کوچ کا حکم دیا تمام افواج نے حرکت کی سید اوصیا اور حسن مجتبیٰ اور شہید کربلا علیہم التحیۃ
والثنا بھی گھوڑوں پر سوار ہوکر روانہ ہوئے اسوقت وہ درخت پر ثمر بھی ہمراہ رکاب
رواں ہوا حضرت امیر نے اپنے فرزند دلبند سے ارشاد فرمایا کہ اے حسین ع

آپنے عصا کو لیلو جب سید الشہدا نے حسب الحکم علی مرتضیٰ اپنا دست دراز فرمایا فوراً وہ درخت مثل اول کے عصا ہو گیا۔ اصحاب نے عرض کی یا امیر المومنین یہ کیا کرامت ہے کہ رب العزت نے آپ کے فرزند حسین کو عنایت فرمائی ہے حضرت امیر نے فرمایا کہ یہ سب میں ایک چھوٹا عطیہ ہے جو خلاق عالم نے میرے نور چشم کو عطا فرمایا ہے ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

صفین میں آپ کا محاربہ

جلاء العیون میں علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ بعض کتب معتبرہ میں عبداللہ ابن قیس سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ میں غزوہ صفین میں حضرت امیر المومنین کیساتھ تھا۔ ابو الاعور سلمی نے جو امیر شام کے لشکر کے سرداروں سے تہا ہم سے پہلے فرات پر پہونچکر آب فرات کو ہم پر بند کر دیا کہ کوئی شخص ہم میں سے پانی نہیں پی سکتا تھا۔ لشکر اہل اسلام نے حضرت امیر سے پیاس کی شکایت کی۔ حضرت نے ایک فوج مخالفین کے دفع کرنیکے لئے روانہ فرمائی ہر چند اس جمعیت نے دشمن کا مقابلہ کیا مگر بسبب کثرت اعدا شکست کہائی اور سب پسپا ہوئے۔

حضرت کو اس سے رنج ہوا جناب سید الشہدا نے عرض کی بابا جان اگر اجازت ہو تو میں جاتا ہوں حضرت نے اجازت دی پس وہ نور دیدۂ حیدر کرار چند سواران نامدار کو ہمراہ لئے روانہ ہوا جب فوج مخالف قریب رہگئی شمشیر آبدار نیام سے لی اور اس شجاعت سے دشمنوں پر حملہ کیا کہ پہلوانوں کے جگر کانپنے لگے ضرب تیغ خارا شگاف سے بہتوں کو مار کے گرا دیا بقیۃ السیف بہاگ گئے اور فرات کا گہاٹ آپ کے قبضہ میں آگیا جب اس فتح کی خبر حضرت امیر کو پہونچی چشمہائے مبارک سے ایک جوئے اشک رواں ہوئی۔ اصحاب

نے عرض کی یا امیر المومنین حضرت کے فرزند ارجمند کی برکت سے پہلے پہل ہمکو ایسی فتح نمایاں حاصل ہوی یہ مقام تو بڑی خوشی کا تھا ایسے وقت میں رنج وملال کی وجہ کیا ہے۔ آپنے فرمایا مجھے اس وقت یاد آگیا کہ صحرائے کربلا میں اس میرے فرزند پر دشمنان دین آب فرات بند کر دیں گے اور اسکو بالب تشنہ شہید کریں گے اس کی شہادت کے بعد اس کا گھوڑا اہل بیت کے خیمے کی طرف روانہ ہوکر فریاد کریگا اور کہیگا کہ وا ہے اس امت جفا کار سے جس نے اپنے پیمبر کے نواسے کو قتل کیا ہے انتہیٰ

مقتل ابی مخنف میں بھی یہ روایت مختصراً مرقوم ہے اور اس میں لکھا ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے پھر یہ اشعار پڑھے ؎

ارى الحسين قتيلا قبل مصرعه ۔۔۔ علماً يقيناً بان يبلى باسرار ى

اذ كل ذى نفس اوغير ذى نفس ۔۔۔ كل الى اجل يجرى و مقدار

فما امر زمان اغبر وجلا ۔۔۔ ولا ارى اليوم صفواً بعد امرار

محصل اشعار یہ ہے کہ میں حسین کی شہادت سے پہلے جانتا ہوں کہ وہ قتل کیا جائیگا اور یہ علم یقینی ہے جس سے بھید ظاہر کئے جاتے ہیں۔ جب ہر ذی نفس اور غیر ذی نفس سب کے لئے ایک اجل معین ہے کہ اس کے بعد وہ فانی ہونیوالے ہیں تو پھر کسقدر ناگوار ہوگا وہ زمانہ جو خوف و ترس سے بھرا ہو۔ اور میں بروز قتل حسینؑ اسکی سختی کے بعد کوئی راحت نہیں پاتا۔

مولف کہتا ہے کہ جنگ صفین میں اسوقت حضرت امیر علیہ السلام نے جو حضرت امام حسینؑ کو قتال کی اجازت دی وہ بعض مصالح پر مبنی تھی ورنہ محاربات صفین میں آپ حسن و حسین علیہما السلام کو رخصت حرب نہیں دیتے تھے اور حتی الامکان اپنے ان فرزندوں کو دشمنوں کے حملوں سے بچاتے تھے۔

صفین میں حضرت امیر کا حسن حسین کی حفاظت کرنا

صاحب ماتم کدہ نے ابو حنیفہ دینوری سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ روز ہائے صفین سے ایک روز حیدر کرار میدان کارزار میں رونق افروز تھے اور حسن وحسین علیہما السلام آپ کے دائیں اور بائیں گھوڑوں پر سوار تھے ناگاہ امیر شام کے لشکر سے مخالفین کا ایک گروہ علیحدہ ہو کر آپ کے قریب آیا اور آپ پر تیر چلانے لگا۔ حضرت امیر نے جو یہ حال دیکھا فوراً اپنے ہاتھ بڑھا کر دونوں شاہزادوں کو پکڑ لیا اور انہیں کھینچکر اپنے گھوڑے کے پیچھے کر دیا تاکہ دشمنوں کے تیروں سے کوئی آسیب انہیں نہ پہنچے۔

ایضاً محافظت حسنین

تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین میں جو کتب معتبرہ سے ہے محاربات صفین کے واقعات سے ایک روز کے واقعہ میں لکھا ہے۔ زید بن وہب سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ (بعد اس کے کہ بعض اہل عراق نے ایک روز شکست کھائی) امیر المومنین علیہ السلام اپنی اولاد امجاد سمیت قلب سے میسرے کی طرف متوجہ ہوئے حالانکہ اس وقت آپ کے ساتھ صرف قبیلہ ربیعہ رہ گیا تھا۔ چونکہ لشکر شام کی طرف سے تیروں کی بوچھار ہو رہی تھی کہ کوئی تیر دوش مبارک پر سے گزرتا تھا اور کوئی زیر بغل سے۔ حضرت تیروں کو لیتے اور دست مبارک سے توڑ دیتے تھے اور بنفس نفیس اپنے فرزندان دلبند یعنی حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کی حمایت وحفاظت فرماتے تھے اور اُن کے اور اہل شام کے بیچ میں آجاتے تھے کہ مبادا کسی تیر سے انہیں صدمہ نہ پہنچے۔ احمر نام حضرت عثمانؓ کا ایک غلام کہ شجاعان روزگار سے

شمار ہوتا تھا۔ یہ حالت دیکھکر حضرت کی طرف آیا۔ ادہر سے کیسان غلام امیر المومنین آگے بڑھکر اسکا سدراہ ہوا۔ آپس میں شمشیر زنی ہونے لگی۔ آخر کیسان احمر کے ہاتھ سے شہید ہوا (اور چونکہ کیسان ایک مومن کامل تھا) حضرت اس کے قتل سے سخت متالم اور شدت غضب سے برافروختہ ہوئے فرمایا قتلنی اللہ ان لم اقتلك اگر میں تجھے قتل نہ کروں خدا مجھے قتل کرے۔ اور کمال غیظ سے کسی حربے کی طرف بھی توجہ نہ فرمائی دست مبارک بڑھا کر اس کی زرہ کے گریبان کو پکڑ لیا اور اسے گھوڑے سے اٹھا کر اسقدر بلند فرمایا کہ اس کی ٹانگیں گردن مبارک پر لٹکتی تھیں پھر اس زور سے زمین پر پٹکا کہ اس کے سینہ و گردن کے استخواں سب چور چور ہو گئے بعد ازاں شہزادوں کو حکم دیا کہ اس کا فیصلہ کر دیں۔ امام حسین اور محمد حنفیہ نے تلواروں سے اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے۔

مؤلف کہتا ہے کہ اس روایت میں امیر المومنین کے جس غلام کی شہادت کا حال مرقوم ہے غالباً اس کا نام کیسان نہو گا بلکہ کچھ اور ہو گا۔ کیونکہ اکثر کتب مورخین سے ثابت ہوتا ہے کہ کیسان غلام امیر المومنین علیہ السلام امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد تک زندہ رہا اور رفاقت مختار علیہ الرحمہ میں اس نے کارہائے نمایاں کئے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔

محمد حنفیہ کا جہاد اور حسن و حسین کی محافظت

صاحب مجمع البحرین نے کتاب منتخب میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم غزوہ صفین میں حضرت امیر المومنین کی رکاب ظفر انتساب میں تھے ایک روز قتال کی صفیں آراستہ ہوئیں طرفین کے مبارزوں سے کسی شخص نے ابھی تک میدان محاربہ میں قدم نہیں رکھا تھا کہ اسد اللہ الغالب

نے اپنے فرزند محمد حنفیہ کو طلب کر کے فرمایا اے فرزند میمنہ اہل شام پر حملہ کرو اس صاحبزادے نے آپ کے حکم کی فوراً تعمیل کی مخالفین کے میمنہ پر پہنچکر ایسے متواتر حملے کئے کہ دشمن سب بھاگ گئے اور چند زخم آپ کے بدن مبارک پر بھی آئے آپ مظفر و منصور واپس ہوئے اور امیرالمومنین کی خدمت میں پہنچکر عرض کی یا اباہ العطش العطش حضرت امیر نے خود اپنے دست مبارک سے اپنے فرزند ارجمند کو پانی پلایا اور تھوڑا سا پانی ان کی زرہ اور بدن پر چھڑک دیا۔ ابن عباس کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ اس صاحبزادے کی زرہ کے حلقوں میں سے خون ٹپک رہا تھا ابھی تھوڑی دیر ہوی تھی کہ دوبارہ حضرت نے ان سے فرمایا یا بنی شدّ علیٰ میسرۃ عسکر معاویہ اے فرزند اہل شام کے میسرے پر حملہ کرو اس شاہزادہ سعادتمند نے فوراً میسرے پر حملہ کیا اور اس زور سے تلواریں ماریں کہ لشکر مخالف کے چھکے چھوٹ گئے کچھ تو مقتول ہوے باقی ماندہ فوج نے فرار کیا۔ مگر اس جنگ میں کئی زخمہائے گراں ان کے جسم نازنین پر آئے جب وہ فتحیاب ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوے تو فریاد کی اَلماء اَلماء مجھے پانی پلاؤ کہ بہت پیاسا ہوں خود حضرت امیر نے بڑھکے ایک قدح پرآب دست مبارک میں لیا اور اس بہادر فرزند کو پانی پلایا اور بقیہ پانی ان کی زرہ پر چھڑک دیا لیکن ابھی اس صاحبزادے نے پوری طرح دم نہ لیا تھا کہ حکم اسد اللٰہی نافذ ہوا یا بنیّ شدّ علی القلب اے فرزند اب لشکر شام کے قلب پر حملہ کرو محمد حنفیہ نے فوراً گھوڑا اٹھایا اور دشمن کی فوج کے قلب پر بڑی شدت سے حملہ آور ہوے۔ اور بہت سے پہلوانوں کو شمشیر صاعقہ بار سے مار کے گرادیا مگر اب کے بار وہ بھی زخموں کی کثرت سے کوفتہ ہو کر بعد فتح امیرالمومنین کی خدمت میں واپس ہوے اور روبرو کھڑے ہو کر رونا شروع کیا حضرت امیر علیہ السلام اُٹھ کھڑے ہوے اور محمد حنفیہ کی آنکھوں کے

بیچ میں بوسہ دیکر فرمایا اے فرزند تمہارا باپ تم پر فدا ہو تم نے بہت کر روبرو جہاد کر کے مجھے مسرور کیا مگر یہ رونا کیسا کیا خوشی سے روتے ہو یا رنج سے محمد حنیفہ نے عرض کی بابا جان میں کیونکر نہ روؤں حالانکہ آپ نے تین مرتبہ مجھے دشمنوں میں بھیجدیا اور اب جبقدر کہ میں زخمی ہوں آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں ہر حملہ کے بعد میں نے چند ساعت بھی آسائش نہ پائی تھی کہ آپ نے دوسرے حملہ کا حکم دیا اور میرے ان دونوں بھائیوں حسنؑ و حسینؑ کو اپنے نزدیک سے جدا نہیں فرماتے اور کبھی انکو جہاد کا حکم نہیں دیتے یہ سنکر حضرت نے دوبارہ اپنے فرزند کو پیار کیا اور فرمایا یا بنیؑ انت ابنی وھذان ابنا رسول اللہ ۱۲ فلا اصونھما من القتل اے فرزند تو میرا پسر ہے اور یہ دونوں نور چشم رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرزند ہیں کیا میں انکی حفاظت نہ کروں اور انہیں مقام ہلاکت پر جانے سے نہ روکوں محمد حنیفہ نے عرض کی بلی یا اباہ جعلنی اللہ فداك وقد اھما من کل سوء بہت درست ہے خلاق عالم مجھے آپ پر اور ان بھائیوں پر تصدق کر دے۔

ایضاً جہاد محمد حنفیہ در صفین و محافظت حسنین علیہما السلام

کتاب روضۃ الصفا میں کہ تواریخ معتبرہ اہل سنت سے ہے بیان محاربات صفین میں مرقوم ہے کہ ایک روز امیر شام کے لشکر سے ایک بہادر نامدار جس کا نام کریب بن ابرہہ مزنی جو ایک بہت قوی ہیکل پہلوان تھا میدان کارزار میں آیا اور خود حضرت امیر المومنین کو مبازرت کے لئے طلب کیا کہتے ہیں کہ کریب میں اس قدر قوت تھی کہ درہم کے نقش کو انگوٹھے سے مٹا دیتا تھا۔ کریب کے مقابلے میں لشکر اسلام سے مرتفع بن رضاع نکلا اور اپنا نام و نسب بیان

کیا کریب نے کہا بے شک تو میرا کفو ہے پھر دونوں میں کارزار ہونے لگی آخر مرد مومن شہید ہوا۔ اس کے بعد حارث شیبانی جو صائم الدہر اور قائم اللیل تھا کریب کے مقابل ہوا اور اس متہور بے باک کے ہاتھ سے شہادت پائی حضرت امیر نے جو یہ حال دیکھا یقین فرمایا کہ بغیر تحریک ذوالفقار اُس بدکردار کا شر منقطع نہ ہوگا خود میدان کا ارادہ فرمایا اس اثنا میں عبداللہ بن عدی حارثی نے (جو بنی ہاشم سے تھے) حضرت کی خدمت میں عرض کی یا امیرالمومنین آپ کو میں اپنی قرابت کی قسم دیتا ہوں کہ اس شقی کے مقابلے کی مجھے اجازت دیجئے۔ اگر میں غالب ہوا فہوالمراد ورنہ آپ کی رکاب سعادت انتساب میں شہادت حاصل ہوگی حضرت نے ان کے التماس کو قبول فرمایا۔

عبداللہ حارثی میدان میں آئے اور چند شعر جو حضرت امیر کی مدح پر مشتمل تھے رجز میں پڑھکر کریب پر حملہ کیا فیمابین شمشیر زنی ہونے لگی آخر عبداللہ نے بھی ایک بھاری زخم کھاکر جاں بحق تسلیم کی۔ امیرالمومنین ہر چند اپنے دوستوں کی مصیبت سے بہت غضبناک تھے اور فوراً گھوڑا اٹھاکر دشمن کے نزدیک آ گئے مگر پہلے اسے نصیحت فرمائی خدائے قہار کے عذاب و عقاب سے خوف دلایا تا وہ توبہ کرے مگر چونکہ وہ شقی دارین تھا کہنے لگا یا علی میں نے اس تلوار سے جو میرے ہاتھ میں ہے مثل آپ کے بہت سے بہادروں کا خون بہایا ہے یہ کہکر فوراً حضرت پر تلوار کا وار کیا حضرت نے اُس کے وار کو سپر پر روک کر نہایت سرعت کے ساتھ دست یداللہی سے ذوالفقار آبدار فرق ناہنجار پر اس زور سے لگائی کہ سر و گردن و سینہ و کمر کو کاٹ کر قربوس زین تک اتر آئی اور اس شقی کے برابر دو ٹکڑے ہو گئے اس ضربت سے ایک غلغلۂ آفرین دونوں لشکروں میں بلند ہوا اور آواز تحسین اوج علیین تک پہنچی۔ کریب کے قتل ہونے کے بعد امیرالمومنین اپنے مقام پر واپس تشریف فرما ہوئے اور اپنے فرزند محمد حنفیہ سے ارشاد فرمایا تھوڑی دیر کے لئے تم میدان میں جاؤ کہ دشمن کی فوج

سے طالب خون کریب آئیگا وہ صاحبزادۂ رشید اپنے پدر بزرگوار کے حکم سے معرکۂ
کارزار میں رونق افروز ہوا کہ ناگاہ کریب کے ایک چچازاد بھائی نے آپکے نزدیک
آکر پوچھا اے جوان جس سوار نے میرے چچا کے فرزند کو قتل کیا وہ کہاں گیا آپ نے
فرمایا میں اس سوار کی نیابت میں یہاں کھڑا ہوں یہ سنکر دشمن بہت غصے سے آپ پر
حملہ آور ہوا آپ نے اسکے حملے کو خالی دیکر تلوار کا ایک ایسا ہاتھ لگایا کہ اسکے دو ٹکڑے
ہوگئے اسکے بعد دوسرا ایک مبارز آپ کے مقابل ہوا اور سیدھا جہنم کو پہنچا اسیطرح
ایک ایک پہلوان آتا اور فرزند حیدر کرار کی شمشیر آبدار سے عدم کو جاتا یہانتک کہ ساٹھ
مبارز نامی راہی ملک عدم ہوئے ان سگتے بعد ایک اور جوان اپنی صف سے نکل کر
آپکے نزدیک آیا اور کہا کہ آپ نے میرے اعمام کو قتل کیا اب میں آیا ہوں تا اُن کا انتقام
آپ سے لوں یا اُن سے ملحق ہو جاؤں حضرت محمد حنفیہ اسکی جرأت سے نہایت متعجب
ہوئے پھر اسنے ساتھ ہی آپ پر حملہ کیا آپ نے نہایت پھرتی سے اسکے حملے کو رد
فرما کر خود تلوار کا وار کیا اس نے بھی خالی دیا۔ تھوڑی ہی رد و بدل کے بعد ایک
پر زور ہاتھ آپ نے لگا کر اسے گھوڑے سے گرا دیا۔ روایت میں وارد ہے کہ بعض لوگوں
نے محمد حنفیہ سے عرض کی امیرالمومنین اکثر محاربہ اعدا اور مقامات خوف میں آپ کو
بھیجتے ہیں اور حسن وحسین کی محافظت میں بے حد سعی فرماتے ہیں اسکی وجہ کیا ہے
محمد حنفیہ نے جواب دیا کہ حسن وحسین علیہما السلام امیرالمومنین کی دونوں آنکھوں کے
مقام پر ہیں اور میں دونوں ہاتھوں کی جگہ ہوں۔ ہر آدمی اپنے ہاتھوں سے اپنی
آنکھوں کی محافظت کرتا ہے۔ انتہی۔ منتخب فخری میں مروی ہے کہ یہ بات ایک
خارجی نے حضرت محمد حنفیہ سے پوچھی تھی یعنی اس کی وجہ کیا ہے کہ آپ کے والد
غزوات میں آپ سے مدد لیتے ہیں اور حسن وحسین کو کوئی تکلیف نہیں دیتے محمد حنفیہ
نے کہا یا ویلک اما علمت انہما عیناہ وانا یمینہ فھو یدفع بیمینہ

عن عینیہ یعنی خدا کا تجھ پر عذاب ہو تو نہیں جانتا کہ وہ دونوں امیر المومنین کی آنکھیں ہیں اور میں آپکا دہنا ہاتھ۔ پس آپ اپنے دہنے ہاتھ سے اپنی آنکھوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

حضرت امیر کا امام حسن کو جہاد سے روکنا

ناسخ التواریخ میں مرقوم ہے کہ ایک روز ایام صفین میں امام حسن مجتبےٰ علیہ السلام نے لشکر شام سے جنگ کے لئے سبقت فرمائی امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا کہ حسن کو روکو اور لڑائی سے باز رکھو اور مجھے برباد نہ کرو کیونکہ میں خوفناک ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ یہ دونوں فرزند حسن و حسین قتل کئے جائیں اور جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کی نسل منقطع ہو جائے۔

ایک مرتبہ حضرت امیر کا امام حسین کو مبارزت کی اجازت دینا

صاحب ماتم کدہ نے ابو حنیفہ دینوری سے روایت کی ہے کہ ایک روز ایام صفین میں زبرقان بن بدر کہ صفت شجاعت سے موصوف حضرت سید انبیا علیہ التحیۃ والثنا کے زمانے میں عامل صدقات تھا۔ اور حضرت عمر خطابؓ کے عہد خلافت میں غزائے شام پر مامور ہو کر یہیں متوطن ہو گیا تھا لشکر شام سے گھوڑا بڑھا کر میدان میں آیا اور مبارز طلبی کی جگر گوشۂ رسول و نور دیدۂ بتول فرزند شہسوار بدر و حنین حضرت امام حسین نے اپنے پدر بزرگوار سے قتال کی اجازت طلب کی حضرت نے اجازت عطا فرمائی یہ دیکھکر آپکے بھائی یعنی حضرت امام حسن و محمد حنفیہ مضطرب ہوئے اور آپ کو مبارزت سے روکا حضرت امیر نے اپنے فرزندوں کو تسلی دے کر فرمایا میرے نور چشم حسین کو جانے دو کہ اس میں ایک حکمت پوشیدہ ہے حسب ارشاد سب ہٹ گئے

اور جناب سید الشہدا میدان میں تشریف فرما ہو کر زبرقان کے برابر کھڑے ہو گئے۔ زبرقان آپ کی شوکت اور دبدبہ سے کانپ گیا اور کہا پہلے آپ اپنا نام و نسب بتائیے شاہزادے نے فرمایا کہ میں فرزند علی مرتضیٰ و دلبند بتول عذرا اسبط رسول الثقلین یعنی حسین ہوں یہ سنکر زبرقان نے عرض کی یابن رسول اللہ اگر آپ اپنی شمشیر و سنان سے میرے اعضا کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں تب بھی میری مجال نہیں کہ گستاخانہ آپ پر نظر کر سکوں پھر کیونکر آپ سے محاربہ جائز ہو گا میں نے بارہا دیکھا ہے کہ حضرت رسول یزداں آپ کے لب و دنداں کے بوسے لیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا جب تو ایسا جانتا ہے تو پھر کیوں امیر شام کو ہم پر ترجیح دی ہے۔ زبرقان نے عرض کی اپنے پدر بزرگوار سے میری شفاعت فرمائیے تا میرے گناہ سے درگزریں۔ آپ نے قبول کیا اور زبرقان کو اپنے ہمراہ لئے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس کی سفارش کی حضرت نے اس کی خطاؤں کو معاف فرمایا انتہیٰ۔

روضۃ الصفا میں بھی بعینہ یہ روایت مرقوم ہے مگر امام حسین کی جگہ امام حسن کا نام لکھا ہے۔

امام حسین علیہ السلام کا معجزہ

ناسخ التواریخ میں ثاقب المناقب سے بروایت امام محمد باقر علیہ السلام مرقوم ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین کے ایک غلام موسوم بہ نجاد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ امیر المومنین علیہ السلام ایک جہاد میں اپنے دشمنوں پر تیر چلا رہے تھے میں نے دیکھا کہ جو تیر آپ نے لگایا دشمن کو قتل کرنے کے بعد پھر اس تیر کو ایک فرشتہ آپ کی خدمت میں حاضر کرتا تھا میں نے جب فرشتوں کو دیکھا

میری بصارت جاتی رہی گھبرا کر حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا
حضرت نے میری حالت دیکھ کر فرمایا شاید تو نے فرشتوں کو دیکھا ہے کہ تیروں کو
حضرت امیر المومنین کی خدمت میں واپس لاتے تھے یہ فرما کر آپ نے اپنے دست
مبارک سے میری آنکھوں پر مسح فرمایا جس سے فوراً میری آنکھیں بینا ہو گئیں۔

آپکا دوسرا معجزہ حضرت امیر کے زمانے میں

ناسخ التواریخ میں عیون المعجزات سے منقول ہے حضرت صادق علیہ السلام فرماتے
ہیں ایک مرتبہ اہل کوفہ نے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر قحط آب
کی شکایت کی اور عرض کیا آپ باران رحمت کیلئے دعا فرمائے حضرت
امیر علیہ السلام نے جناب سید الشہداء سے فرمایا اے حسین اٹھو اور اہل کوفہ کیلئے
بارش کی دعا کرو۔ آپ کھڑے ہو گئے پہلے خدا کی حمد ادا کی پھر جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ پر درود بھیجا اس کے بعد کہا اللھم معطی الخیرات ومنزل البرکات
ارسل السماء علینا مِدْرَارًا[1] واسقنا غیثا مغزارًا[2] واسعا
غدقًا[3] مجلجلًا[4] سحًا[5] سفوحًا[6] فجاجًا[7] تنعش بہ الضعیف من عبادک
وتحی بہ المیت من بلادک آمین رب العالمین۔ اے پروردگار معطی
خیرات و منزل برکات ہمارے لئے ابر بارندہ بھیج اور ایسی شدت والی۔ باوسعت
اور کثیر الباراں اور ز برسات سے ہمیں پانی عطا فرما جو بلندی سے آئے اور زمین پر جاری ہو۔

---

[1] مِدرارا بالکسر ابر بسیار بارندہ ۱۲ [2] مغزارا بمعنی کثیر ۱۲ [3] غدق بمعنی کثیر الماء ۱۲
[4] مجلجل ابر بارندہ و صاحب آواز [5] سح ریختن آب از بالا بزیر ۱۲ [6]
سفوح جاری شوندہ [7] فجاج از فجج بمعنی ہر دو پا کشادہ داشتن ۱۲

اور تین لقموں سے زیادہ تناول نہیں فرماتے تھے لوگوں نے حضرت سے اسکی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ خدا کا حکم قریب پہنچا ہے اب ایک رات یا دو راتوں سے زیادہ میں تم میں نہ رہونگا (یعنی صحیح و تندرست) میں چاہتا ہونکہ جب رحمت خدا کو فائز ہوں تو میرا شکم طعام سے خالی ہو۔

حضرت امیر کا اپنی شہادت کی خبر دینا

ملا حسین واعظ نے روضۃ الشہدا میں لکھا ہے کہ جب حضرت امیر علیہ السلام فتح نہروان سے فارغ ہو کر کوفے میں تشریف فرما ہوئے وہ مہینا رمضان کا تھا آپ مسجد میں رونق افروز ہوئے اور منبر پر جا کر حمد خدا و نعت رسولؐ خدا ادا فرمائی اس کے بعد اپنے دہنی طرف دیکھا امام حسن علیہ السلام بیٹھے تھے ارشاد کیا یا بنی کم مضی من شہرنا ھذا۔ اے فرزند کتنے دن اس مہینے کے گزرے ہیں۔ امام حسنؑ نے عرض کی یا امیر المومنین تیرہ دن منقضی ہوئے پھر حضرت نے اپنے بائیں طرف ملاحظہ فرمایا دیکھا امام حسین علیہ السلام بیٹھے ہیں فرمایا یا بنی کم بقی من شہرنا ھذا اے نور دیدہ اس مہینے کے کتنے دن باقی ہیں امام حسینؑ نے عرض کی باباجان سترہ دن باقی ہیں حضرت امیر نے اپنی محاسن مبارک پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ بدبخت ترین امت اس ماہ میں اس ریش کو میرے سر کے خون سے رنگین کریگا پھر آپ نے ایک شعر پڑھا جس کا مضمون یہ ہے کہ قبیلہ مراد سے ایک نامراد میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے اور میں اس کے ساتھ نیکی چاہتا ہوں الخ۔

بعض کیفیت شہادت حضرت امیر علیہ السلام

کتاب مستطاب بحار الانوار اور جلاء العیون میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی

جب دونوں شاہزادے مسجد میں پہنچے امیرالمومنین کو دیکھا محراب عبادت میں زخمی پڑے ہیں۔ فریاد واابتاہ واعلیاہ بلند کی اور کہا کاش ہم اس سے پہلے مرجاتے اور یہ روز نہیں دیکھنا نصیب ہوتا (المختصر) اسوقت حضرت امیر نے امام حسن مجتبیٰ کو حکم دیا کہ صبح کی نماز باجماعت ادا کریں حضرت امام حسنؑ نے باجماعت نماز پڑھی اور خود حضرت امیر نے نشستہ اشارے سے نماز صبح ادا فرمائی جب حضرت امام حسن نماز سے فارغ ہوئے اپنے پدر بزرگوار کے سر مبارک کو اپنی آغوش میں لیا اور عرض کی باباجان آپ نے ہماری کمر توڑ دی ہم کیونکر آپکو اس حال سے دیکھ سکتے ہیں۔ اور چونکہ یہ صدائے وحشت انگیز تمام کوفہ میں پہونچی تھی تمام مرد وزن اپنے اپنے گھروں سے نکل کر مسجد کی طرف دوڑے جب مسجد میں پہنچے دیکھا کہ حضرت امیرالمومنین کا سر اقدس امام حسنؑ کی گود میں ہے اگرچہ سر کے زخم کو مضبوط باندھ دیا ہے اس پر بھی اس سے خون جاری ہے رنگ مبارک زردی سے مائل بسپیدی ہوگیا ہے حضرت اطراف آسمان پر نظر فرمارہے ہیں اور زبان مقدس تسبیح وتقدیس الٰہی میں مشغول ہے اس کے بعد حضرت بے ہوش ہوگئے یہ حال دیکھکر امام حسن علیہ السلام کی آنکھوں سے قطرات اشک مسلسل جاری ہوئے ان سے چند بوندیں حضرت کے روئے مبارک پر ٹپکیں آپ نے آنکھیں کھولدیں اور فرمایا اے فرزند نہ رو اب اسکے بعد تمہارے باپ پر کوئی خوف نہیں یہ تمہارے جد بزرگوار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ یہ خدیجۃ الکبریٰ اور فاطمہ زہرا اور حوریان بہشت تمہارے باپ کے پاس حاضر ہیں اور ملائکہ آسمان نے درگاہ حق تعالیٰ میں صدائیں بلند کی ہیں۔ اے فرزند گرامی اسوقت تم مجھ پر رو رہے ہو حالانکہ تم میرے بعد زہر ستم سے شہید ہوگے اور تمہارے بھائی

حسین شمشیر جفا سے شہید کئے جائیں گے انتہی ملخصاً۔

امام حسین کا حضرت امیر کی مصیبت پر بیقرار ہونا

روضۃ الشہدا میں مرقوم ہے کہ جب حضرت امیر علیہ السلام عین نماز میں زخمی ہوئے اور آپکی حالت متغیر ہونے لگی تو حضرت کو ایک عبا میں لٹا کر ایک طرف سے امام حسنؑ نے اٹھایا اور دوسری طرف سے امام حسینؑ نے اسی طرح آپ کو بیت الشرف کی طرف لیچلے۔ جلاء العیون میں حضرت محمد بن حنفیہ سے مروی ہے کہ خود حضرت امیر نے فرمایا مجھے اٹھاؤ اور گھر لے چلو پس ہم حضرت کو نہایت آہستگی سے اٹھا کر بیت الشرف میں لیگئے۔ تمام مومنین حضرت کے اطراف اس شدت سے گریہ وزاری کرتے تھے کہ قریب تھا اپنے کو ہلاک کریں حضرت امام حسینؑ نے عین گریہ وزاری میں اپنے پدر بزرگوار سے عرض کیا اے باباجان آپ کے بعد ہمارا کون سرپرست ہوگا۔ آج کے دن آپکی مصیبت ہم پر مثل جد بزرگوار جناب رسول مختارؐ کی مصیبت کے ہے۔ گویا ہم نے آپ ہی کے غم کیلئے رونا سیکھا ہے یہ سنکر حضرت امیرؑ نے اپنے فرزند کو اپنے نزدیک بلایا دیکھا کہ اس مظلوم کی آنکھیں شدت گریہ سے زخمی ہو گئی ہیں اپنے دست مبارک سے اپنے نور چشم کے آنسو پونچھے اور ان کے دل پر ہاتھ رکھکر تسکین وتسلی دی

وصیت امیر المومنین

جلاء العیون میں مرقوم ہے کہ محمد بن یعقوب کلینی اور شیخ مفید اور شیخ طوسی اعلی اللہ مقامہم اور تمام محدثین نے بطرق کثیرہ حضرت امام حسنؑ اور امام موسیٰ کاظم علیہما السلام اور سلیم بن قیس ہلالی سے روایت کی ہے کہ وقت اخیر حضرت امیر علیہ السلام

نے اپنے تمام فرزندوں اور اہل بیت اور رؤسائے شیعہ کو جمع فرمایا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کو اپنا وصی وخلیفہ مقرر کیا آپکی امامت پر نص فرمائی آسمانی کتابیں پیغمبروں کے صحیفے علوم گزشتگان اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور تمام انبیا کی زرہیں اور ہتیار امام حسن ع کو تفویض کئے اور ارشاد فرمایا اے فرزند گرامی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں اپنا وصی بناؤں اور تمام کتابیں اور اسلحہ جو میرے پاس ہیں وہ تمہیں سپرد کروں جسطرح سے کہ خود حضرت نے مجھے اپنا وصی کرکے اپنی کتابیں اور ہتیار مجھے تسلیم فرمائے تھے اور یہ بھی مجھ سے فرمایا ہے کہ میں تمہیں اس امر کا حکم دوں کہ اپنی وفات کے وقت تم اپنے بہائی حسین ع کو اپنا وصی مقرر کرو اور یہ سب تبرکات انہیں سپرد کرو پھر حضرت امیر علیہ السلام امام حسین علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے فرزند آنحضرت نے تمہیں بھی یہ حکم دیا ہے کہ اپنی شہادت کے وقت اپنے فرزند علی کو اپنا وصی بنانا اور یہ سب چیزیں انہیں سپرد کرنا۔ پھر امام زین العابدین علیہ السلام کی طرف (جو اسوقت بہت کم سن تھے) خطاب فرمایا اور کہا اے فرزند جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے بھی یہی ارشاد فرمایا ہے پس جب تیرے انتقال کا زمانہ قریب پہنچے تو اپنے فرزند محمد باقر ع کو اپنا وصی مقرر کرنا اور یہ سب چیزیں اسے دیدینا جب اسے پانا تو آنحضرت کی طرف سے اور میری طرف سے اسے سلام پہنچانا الخ۔

بعض وصایائے امیر المومنین علیہ السلام

منجملہ ان وصیتوں کے جو حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے شیعوں کو

دفن حضرت امیر علیہ السلام

بحار الانوار وغیرہ کتب معتبرہ احادیث میں بروایات معتبرہ کثیرہ مروی ہے اور
محدثین و مورخین اہل سنت نے بھی لکھا ہے کہ جب حسب وصیت حضرت امیر المومنین
کے انتقال کے بعد حسن و حسین علیہما السلام نے آپکو غسل دیکر کفن پہنا کر جنازے میں
لٹایا جنازہ خود بخود آگے سے اٹھا اور روانہ ہوا شاہزادوں نے اسکو پیچھے سے
اٹھایا تھا جب صحرائے غری میں پہنچا جسے اب نجف کہتے ہیں جنازہ ٹھہر گیا صاحبزادوں
نے وہاں کی زمین سے تھوڑی سے مٹی نکالی دیکھا قبر شریف تیار ہے بعد ادائے
نماز میت حضرت امیرؑ کو وہاں دفن کر دیا۔

حضرت امیر کی تجہیز و تکفین غیب سے ہونا

شواہد النبوہ میں ملا جامی نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت کی ہے
آپ فرماتے ہیں کہ جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے انتقال فرمایا تو ہم نے
سنا ایک ہاتف کہتا ہے کہ تم سب باہر جاؤ اور اس بندۂ خدا کو ہمارے پاس
چھوڑ دو۔ ہم سب باہر نکل آئے۔ حجرے کے اندر سے آواز آئی کہ محمد علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے وفات پائی اور آپکا وصی بھی شہید ہوا اب امت کی نگہبانی کون کریگا
دوسرے شخص نے جواب دیا کہ جو شخص آپ کی سیرت اختیار کرے اور آپکا پیرو ہو
وہی امت کی نگہبانی کریگا۔ جب آوازیں موقوف ہوئیں ہم اندر گئے دیکھا امیر المومنین ؑ
غسل دئے ہوئے اور کفن پہنائے ہوئے ہیں۔

چھٹا باب

حضرت امام حسینؑ کے حالات حضرت امیر علیہ السلام کی شہادت کے بعد سے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی شہادت تک

حکایت پیر خرابہ نشین

ملا حسینؒ کاشفی نے روضۃ الشہدا میں لکھا ہے کہ جب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام نے اپنے پدر بزرگوار کے دفن سے فارغ ہو کر کوفہ کی طرف مراجعت فرمائی قریب در کوفہ ایک ویرانے سے بہت دردناک رونیکی آواز آئی دونوں حضرات اس طرف روانہ ہوئے دیکھا ایک شخص بہت ضعیف و نحیف ایک ویرانے میں تنہا خاک پر پڑا ہے اور ایک اینٹ سر کے نیچے رکھے ہوئے نالہ وزاری کر رہا ہے پوچھا اے شخص تو کون ہے اور کیوں اس طرح رو رہا ہے اس نے جواب دیا میں ایک مرد غریب عزیزوں سے جدا محزون و بیمار و عاجز و ناچار ہوں تمام احباب چھٹ گئے نہ ماں ہے نہ باپ نہ کوئی خویش ہے نہ برادر نہ بی بی ہے نہ فرزند نہ غمخوار ہے نہ ہمنشیں - فرمایا پھر تیری بیمارداری کون کرتا ہے عرض کی کہ ایک برس سے میں اس شہر میں ہوں ہر روز ایک بزرگ یہاں آ کر میرے سرہانے بیٹھتے اور مثل پدر شفیق میری تیمار میں مشغول ہوتے تھے فرمایا کیا ان کا نام تجھے معلوم نہیں - اس بیمار نے عرض کی معلوم نہیں فرمایا کیا تو نے کبھی انکا نام نہیں پوچھا - عرض کی میں نے پوچھا تھا مگر انہوں نے کہا کہ تجھے میرے نام سے کیا کام ہے میں تیری خدمت محض خالصاً للہ کرتا ہوں نہ شہرت اور ریا کیلئے دونوں حضرات نے فرمایا اے شخص انکا رنگ رو اور وضع کیسی تھی اس ضعیف نے کہا

میں اندھا ہوں ان کی ہیئت تو نہیں بیان کرسکتا مگر تین روز ہوئے کہ وہ حضرت
میرے پاس نہیں آئے اور میری خبر نہ لی نہیں معلوم ان پر کیا واقعہ ہوا۔
پوچھا اے شخص کوئی نشانی ان کی بات چیت اور انکی خصلت کی جانتا ہے
تو بیان کر اس فقیر نے کہا انکی نشانی یہ ہے کہ ہمیشہ تہلیل و تسبیح خدا میں
مصروف رہتے اور جب تسبیح میں آواز بلند کرتے گویا آسمان کے دروازے
کھل جاتے تھے اور میں تسبیح و تہلیل کی صدا ہر طرف سے سنتا تھا
جب میرے نزدیک بیٹھتے تو فرماتے مسکین جالس مسکین
یعنی ایک فقیر ہے کہ فقیر کے پاس بیٹھا ہے غریب جالس غریب
ایک غریب ہے کہ غریب کے ساتھ ہم نشیں ہے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام
یہ سنکر بے اختیار روئے اور اس سے کہا یہ نشان ہمارے پدر بزرگوار
امیر المؤمنین کے ہیں۔ اس پیر نے عرض کی ان حضرت کو کیا ہوا جو آج
تین دن سے تشریف فرما نہ ہوئے۔ فرمایا اے شخص ایک بدبخت نے
آپ کے سر اقدس پر تلوار لگائی جس سے آپ نے آج انتقال فرمایا ہم اسوقت
آپ کے دفن سے فارغ ہو کر آرہے ہیں اس واقعہ کا سننا تھا کہ وہ مرد پیر
ایک چیخ مار کر بے اختیار زمین پر گر پڑا اور تڑپ تڑپ کر کہتا تھا کہ میرا
یہ مرتبہ ہوا جو امیر المؤمنین میری خدمت کریں۔ ہر چند امام حسن و امام حسین علیہما السلام
نے اس مرد ضعیف کو بہت سمجھایا اور تسلی دی مگر اس کا اضطراب بڑھتا جاتا
تھا کسی طرح قرار نہ آتا تھا آخر عرض کی اے شاہزادو آپ کے جد بزرگوار
احمد مختار صلعم کا صدقہ اور آپ کے پدر عالیمقدار حیدر کرار کا واسطہ مجھے اپنے
والد کی قبر مطہر پر لے چلئے تا میں اُن حضرت کی زیارت کروں امام حسن علیہ السلام
نے اس ضعیف کا دہنا ہاتھ تھام لیا اور امام حسین علیہ السلام اس کا بایاں ہاتھ

تمام کر وہاں سے روانہ ہوئے یہانتک کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام
کی قبر منور پر اسے پہنچا دیا اس مرد ضعیف نے حضرت کی تربت پر گر کر بے حد
گریہ و زاری کی اور کہا اے پروردگار اس مزار مبارک کے صاحب کا واسطہ
اسیوقت میری جان لے لے۔ کہ مجھے ان کی جدائی کی طاقت نہیں ہے درگاہ خدا
میں اس کی دعا قبول ہوئی اور حضرت امیر علیہ السلام کے مرقد مطہر پر اسی
دم اسکی روح نکل گئی امام حسن اور امام حسین علیہما السلام نے جو یہ حال ملاحظہ
فرمایا بہت روئے اور اسکی تجہیز و تکفین کر کے حضرت امیرؑ کی قبر
مبارک کے قریب اسکو دفن فرمایا۔

بعض حالات صلح امام حسنؑ علیہ السلام با امیر شام

بحار الانوار اور جلاء العیون میں مرقوم ہے کہ جب (حضرت امیر المؤمنین
علیہ السلام کی شہادت کے بعد چند مصالح اہم کے سبب) حضرت امام حسن
علیہ السلام اور امیر شام میں صلح منعقد ہوئی وہ شہر دمشق سے کوفہ کی طرف
روانہ ہوئے تا آنکہ بروز جمعہ مقام نخیلہ میں (جو کوفہ سے بہت قریب ہے)
منزل کی اور وہاں نماز کے بعد (اہل کوفہ کے روبرو جو اس کے
استقبال کو آئے تھے) ایک خطبہ پڑھا آخر خطبہ میں کہا اے اہل کوفہ
میں نے تمہارے ساتھ اس لئے قتال نہیں کیا تھا کہ تم نماز پڑھو یا روزہ
رکھو یا زکوٰۃ دو بلکہ اس لئے جنگ کی تھی کہ مجھے خلافت و امارت مل جائے
اب وہ مجھے حاصل ہوگئی ہر چند تم ناراض تھے اور میں نے حسنؑ بن علیؑ
سے چند شرطیں کی ہیں کہ وہ سب میرے پاؤں کے نیچے ہیں اس کے بعد
کوفہ میں داخل ہوئے اور چند روز وہاں ٹھہر کر ایک دن مسجد میں آئے

واسطے ایک تھوڑا سا فائدہ ہے تا وقتیکہ خلاق عالم حق کا غلبہ چاہے اور اس کے اسباب مہیا ہوں الخ
قریب اس کے تاریخ اعثم کوفی اور دوسری تواریخ اہل سنت میں بھی مرقوم ہے۔

حضرت امام حسین کا امیر شام سے بیعت نہ کرنا

بحار الانوار اور جلاء العیون اور اکثر تواریخ اہل سنت میں مثل تاریخ ابن اعثم کوفی و روضۃ الصفا وغیرہ کے مرقوم ہے کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام اور امیر شام میں صلح ہو چکی تو امیر شام نے کہا اب ضرور ہے کہ حسین بن علی بھی آئیں اور بیعت کریں۔ کوئی شخص آپ کے بلانے کے لئے روانہ ہوا جناب سید الشہدا نے انکار فرمایا اور تشریف نہ لائے حضرت امام حسن علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے امیر شام میرے بھائی حسین سے ہاتھ اٹھاؤ ان کو بیعت پر مجبور نہ کرو وہ ہرگز تم سے بیعت نہ کریں گے جبتک کہ وہ قتل نہ کئے جائیں اور ان کو کوئی شخص قتل نہیں کر سکتا جب تک کہ میں اور ان کے تمام اہل بیت قتل نہ ہو جائیں اور ان کے اہل بیت ہرگز قتل نہیں ہو سکتے جب تک کہ ان کے تمام شیعہ مقتول نہ ہوں اور اس وقت تمام اہل شام اس کام میں ستاصل اور معدوم ہو جائیں گے جب بھی یہ امر میسر نہ ہوگا۔ یہ سنکر امیر شام نے سکوت اختیار کیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے دست بردار ہوئے۔

سوال امام حسینؑ در بارہ صلح امیر شام و جواب امام حسنؑ

بحار الانوار اور جلاء العیون میں بعض کتب معتبرہ سے منقول ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام نے امیر شام سے صلح کی امام حسین علیہ السلام محزون وغمناک اپنے بڑے بھائی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسرور و خنداں مراجعت فرمائی لوگوں نے آپ سے اسکا سبب دریافت کیا امام حسینؑ نے فرمایا میں نے اپنے امام کی خدمت میں جاکر پوچھا کہ آپ نے امر خلافت کو کیوں امیر شام پر چھوڑ دیا آپ نے فرمایا جو سبب ہمارے پدر بزرگوار کو پیش ہوا وہی سبب مجھے درپیش ہوا یہ سنکر میں راضی ہوا اور اپنے بھائی اور امام کی خدمت سے مراجعت کی۔

مراجعت امام حسنؑ و امام حسینؑ علیہما السلام از کوفہ بمدینہ

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت کے بعد چھ مہینے تک امام حسن اور امام حسین علیہما السلام اور آپکے اہل بیت کوفے ہی میں مقیم تھے اسکے بعد جب امیر شام سے صلح ہوی تو ان حضرات نے مدینۂ منورہ کو مراجعت فرمائی اور وہیں اقامت اختیار کی۔

سبطین علیہما السلام کا پیادہ حج کرنا

بحار الانوار اور جلاء العیون میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام پیادہ پا حج کو روانہ ہوے راستے میں جو شخص آپ کو پیادہ پا دیکھتا فوراً اپنے کو سواری سے گراکر پیادہ ہوجاتا پس بعض لوگوں کو اپنی پیادہ پائی کی زحمت ناگوار ہوی۔ سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ ہمکو پیدل چلنا بہت دشوار

یہ بھی ممکن نہیں کہ ہم سوار ہوں اور یہ دونوں بزرگوار پیادہ چلیں۔ سعد نے یہ بات امام حسن سے عرض کی اور التماس کیا کہ آپ سوار ہو جائیں حضرت نے فرمایا کہ ہم نے نذر کی ہے کہ خانۂ کعبہ کو پیادہ پا جا کر حج کریں اس لئے ہم سوار نہیں ہو سکتے ہاں اسوقت راستے سے دور چلے جاتے ہیں تا لوگوں کو دشوار نہو۔ یہ حدیث مناقب ابن شہر آشوب میں بھی ابراہیم رافعی سے منقول ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس کا حسنین علیہما السلام کی رکابداری کرنا

بحار الانوار میں بروایت ابن شہر آشوب مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کے گھوڑوں کی رکابوں کو تھام کر دونوں حضرات کو سوار کرایا۔ ایک شخص نے ابن عباس سے کہا کہ آپ حسنین علیہما السلام کی رکابداری کرتے ہیں حالانکہ آپ اُن سے عمر میں بڑے ہیں ابن عباس نے فرمایا اے احمق کیا تو نہیں جانتا کہ یہ بزرگوار کون ہیں یہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ہیں اور یہ خدائے تعالیٰ کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے جو مجھے ان کی رکابداری کا شرف حاصل ہوا ہے انتہیٰ۔ کذا فی المناقب۔

ایک اعرابی کا حسنین علیہما السلام سے مسئلہ دریافت کرنا

جلاء العیون میں بروایت ابن شہر آشوب منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک اعرابی عبداللہ بن زبیر اور عمرو بن عثمان کے پاس آیا اور اُن سے ایک مسئلہ دریافت کیا چونکہ اس مسئلے سے وہ بے خبر تھے ہر ایک دوسرے پر حوالہ کرتا تھا۔ اعرابی نے کہا مجھے ایک مسئلے کے دریافت کرنے کی ضرورت ہے

اس لئے تم سے پوچھتا ہوں اور تم میں سے ہر ایک شخص دوسرے پر حوالے کرتا ہے
خدا کے دین میں ایسے کام جائز نہیں یہ سنکر اُن دونوں نے کہا حقیقت
یہ ہے کہ ہم کو اس مسئلے کا جواب معلوم نہیں اگر تو اس شخص کو چاہتا ہے جو عالم
جملہ مسائل ہو تو امام حسن یا امام حسین کی خدمت میں حاضر ہو اور اُن سے
یہ مسئلہ دریافت کر کہ وہ دونوں بزرگوار دین خدا کے عالم ہیں - اعرابی حسنین
علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا مسئلہ عرض کیا اور جواب شافی سنا
اس وقت ابن زبیر و عمرو بن عثمان کو مخاطب کر کے چند شعر پڑھے جن میں
سے ایک شعر کا مضمون یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ تم دونوں کے رخساروں کو
حسن و حسین کے لئے نعلین بنادے کہ وہ اپنے پاہائے مبارک میں
پہنیں - انتہیٰ اصل شعر یہ ہے ؎

جعل اللہ حرّ[۱] وجهیکما نعلین سبتاً[۲] یطاهما الحسنان

کما فی البحار و ناسخ التواریخ -

تصحیح وضوئے شخصی

بحار الانوار و ناسخ التواریخ میں بنقل کتاب عیون المحاسن مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ
امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کہیں تشریف لیجارہے تھے ایک پیر مرد کو
دیکھا کہ وضو کر رہا ہے مگر وضو کے آداب اور اس کا طریقہ نہیں جانتا
چاہا کہ اسے وضو کی تعلیم کریں مگر اس طرح سے کہ وہ شرمندہ نہو - پس
مصلحۃً دونوں بزرگواروں نے آپس میں مباحثہ کیا اور ہر ایک نے فرمایا کہ میں

---

[۱] حر الوجہ بمعنی رخسار ۱۲ [۲] سبت بمعنی چرم دباغت شدہ برائے نعلین ۱۲

آپ سے بہتر وضو کرتا ہوں پھر اس مرد سے مخاطب ہوے اور فرمایا اے شیخ ہم
دونوں میں تم حکم بنجاؤ اور دیکھو کون اچھا وضو کرتا ہے۔ پھر دونوں حضرات نے
وضو کیا جب اس پیر مرد نے آپکے وضو دیکھے عرض کی آپ دونوں شاہزادے
اچھا وضو کرتے ہیں۔ میں پیر جاہل ہوں کہ وضو کرنا نہیں جانتا۔ اب آپ سے سیکھ لیا
اور آپ کی برکت اور اس شفقت سے جو اپنے جد بزرگوار کی امت پر رکھتے
ہیں میں نے تعلیم پائی اب آپکے ہاتھوں پر اپنی تقصیر سے توبہ کرتا ہوں۔ کذا
فی جلاء العیون۔

بھائیوں کی آپس میں تعظیم

جلاء العیون میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس محفل میں حضرت
امام حسن تشریف فرما ہوتے تو حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے بڑے بھائی کی
تعظیم اور ادب سے بات نہیں کرتے اور جس مجلس میں امام حسین علیہ السلام تشریف
رکھتے محمد حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپکے ادب سے کوئی بات نہیں کرتے تھے
کذا فی البحار۔

سخاوت حسنین علیہما السلام

جلاء العیون میں بنقل کتاب خصال ابن بابویہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے
مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز ایک مرد غریب حضرت عثمان رض بن عفان
کے پاس آیا وہ اسوقت مسجد کے دروازے پر بیٹھے تھے اور اُن سے کچھ مانگا
حضرت عثمان رض نے اپنے خادموں سے کہا کہ پانچ درہم
اسے عطا کرو خادموں نے پانچ درہم دے ر جو دکن کے

حساب سے تقریباً ایک روپیہ چار آنے ہوتے ہیں) اس سائل نے کہا مجھے کسی اور کا پتا بتائیے حضرت عثمان نے مسجد کے ایک گوشے کی طرف اشارہ کیا اور کہا وہاں جو نوجوان بیٹھے ہیں ان کے پاس جا اور ان سے سوال کر وہاں امام حسن اور امام حسین علیہما السلام اور عبداللہ بن جعفر طیارؓ بیٹھے تھے سائل وہاں آیا اور ان حضرات سے سوال کیا امام حسن نے فرمایا اے شخص تین چیزوں کے سوائے اور کسی کیلئے سوال کرنا جائز نہیں۔ اول یہ کہ کسی شخص نے کسیکو قتل کیا ہو اور خون بہا دینے سے عاجز ہو اور اس امر نے اسے محزون و دردناک کر دیا ہو۔ دوسرے یہ کہ کوئی شخص قرضدار رہو اور قرض نے اس کے دلکو مجروح کر دیا ہو۔ تیسرے یہ کہ بہت تنگدست و پریشان ہو جس پریشانی نے اسے خاک پر بٹھلا دیا ہو۔ پس تو ان چیزوں میں سے کس چیز کیلئے سوال کرتا ہے۔ سائل نے ان میں سے ایک چیز کا نام لیا۔ امام حسنؑ نے حکم دیا کہ پچاس دینار (طلا) اسے عطا کریں (دکن کے حساب سے تقریباً چارسو روپیہ حالی ہوتے ہیں) فوراً حکم کی تعمیل کیگئی پھر امام حسین علیہ السلام نے اسے انچاس دینار عطا فرمائے۔ اور عبداللہ بن جعفر نے اڑتالیس دینار مرحمت کئے اس سائل نے یہ زر کثیر لے کر حضرت عثمان کی طرف مراجعت کی انہوں نے پوچھا کیا خبر ہے سائل نے کہا میں نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے پانچ درہم دیئے اور مجھ سے کچھ نہ پوچھا جب میں نے ان بزرگواروں سے سوال کیا تو اس نوجوان نے جن کے سر میں بڑے بڑے بال ہیں یعنی امام حسنؑ نے مجھ سے ایسا ایسا سوال کیا اور جب میں نے جواب دیا تو مجھے پچاس دینار مرحمت فرمائے اور دوسرے نوجوان نے انچاس دینار اور تیسرے صاحب نے اڑتالیس دینار دیئے حضرت عثمان نے کہا

ومن لك بمثل هولاء الفتية اولئك فطموا العلم فطما وحازوا الخير والحكمة۔

یعنی ان نوجوانوں کا مثل تو کہاں پائیگا۔ ان کی دودھ چھڑائی علم سے کی گئی ہے انہوں نے علم کو اپنی طرف منقطع کر لیا ہے اور تمام نیکیوں اور حکمتوں کو جمع فرما لیا ہے۔

مؤلف کہتا ہے کہ اس روایت میں غالباً راوی سے نام کے بیان کرنے میں غلطی ہوئی ہے بجائے عمرو بن عثمان۔ حضرت عثمان کا نام بیان کیا کیونکہ حضرت عثمان کے زمانے میں حضرت امیر علیہ السلام موجود تھے پس سائل مذکور نے اگر کسی کریم کا پتا حضرت عثمان سے پوچھا ہوتا تو وہ ضرور حضرت امیر کا نام بیان کرتے۔ والد کے موجود ہوتے ہوئے بچوں کا ذکر ایسے مقامات پر عادت کے خلاف ہے واللہ اعلم بالصواب۔

حسنین علیہما السلام اور عبداللہ ابن جعفر کا ایک مسکین عورت کو غنی کر دینا

بحار الانوار میں کتاب مناقب سے بروایت ابوجعفر مدائنی منقول ہے کہ ایک مرتبہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالےٰ عنہما حج کے لئے روانہ ہوئے بعض منازل میں وہ اونٹ جس پر ان بزرگواروں کا توشہ تھا گم ہو گیا جب ان پر بھوک پیاس کی شدت ہوئی یکایک ان کی نظر جنگل میں ایک خیمہ پر پڑی خیمہ کے نزدیک گئے دیکھا ایک بوڑھی عورت اس میں بیٹھی ہے اس سے پانی مانگا اس نے کہا یہ بکری حاضر ہے اس کا دودھ دوہ کر پیو ان حضرات نے اس کا دودھ پیا پھر فرمایا اگر کچھ طعام تیرے پاس ہو تو لا اس نے کہا بغیر اس بکری کے میرے پاس اور کوئی چیز نہیں اسکو ذبح کر دیجئے میں آپ کے لئے غذا تیار کر دیتی ہوں ان بزرگواروں میں سے ایک نے بکری کو ذبح کیا اس پیر زن نے

اس کا گوشت بھونکر سامنے لاکر رکھدیا سب حضرات نے اس سے تناول کیا اور
اسی خیمہ میں قیلولہ فرمایا جب چاہا کہ وہاں سے روانہ ہوں اس عورت سے فرمایا کہ ہم
قریشی ہیں اور اب حج کو جا رہے ہیں جب خدا تیعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت مدینہ
کو مراجعت کریں تو ہمارے پاس آنا تا ہم تیرے احسان کا بدلہ کر دیں دیہ فرما کر وہاں
سے کوچ کیا) اس کے بعد اس عورت کا شوہر اپنے خیمہ میں آیا (عورت نے
مہمانوں کے وروداور بکری ذبح کرنیکی کیفیت سے شوہر کو اطلاع دی یہ سنکر
وہ بہت ملول اور اپنی عورت پر غضبناک ہوا) اسے مارا اور بہت ایذا پہنچائی
بحار وکشف ۱۲
(پھر کہا کمبخت پرائے لوگوں کے واسطے جنہیں جانتی ہے نہ پہچانتی میری بکری
ذبح کر دی پھر کہتی ہے قریش کے لوگ تھے) چند روز کے بعد وہ عورت بہت
بحار وکشف ۱۲
فقیر و محتاج ہو گئی اور (اس امید پر کہ شاید مدینہ میں کچھ سدّ رمق مل جائے)
مدینہ منورہ کا سفر کیا (بحار الانوار میں بنقل صاحب کشف الغمہ بروایت ثانی مرقوم
ہے کہ اسوقت اس عورت کا شوہر بھی ساتھ تھا جب یہ دونوں مدینہ میں پہنچے
تو اپنے ایک اونٹ کے ذریعہ سے گذران کرنے لگے) بہر حال ایک روز
وہ عورت مدینہ کے راستہ سے جا رہی تھی حضرت امام حسن نے اسے
دیکھکر پہچان لیا اور اپنے غلام کو بھیجکر طلب فرمایا جب وہ حاضر خدمت ہوئی
حضرت نے فرمایا تو مجھے پہچانتی ہے عرض کی نہیں فرمایا میں وہ ہوں جو فلاں
روز تیرے پاس مہمان ہوا تھا یہ سنکر اس عورت نے بھی حضرت کو پہچانا اور
عرض کی آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں پھر امام حسن علیہ السلام نے حکم دیا کہ
اس عورت کو ایک ہزار گوسپند اور ایک ہزار دینار طلا عطا کریں پھر اپنا ایک
آدمی اسکے ہمراہ کر کے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں اسے روانہ
کیا جب وہ آپکی خدمت میں پہنچی آپ نے بھی اسے ایک ہزار بکریاں اور

ایک ہزار اشرفیاں عنایت فرمائیں اور عبداللہ بن جعفر کے پاس اسے روانہ کیا انہوں نے بھی ایک ہزار گوسپند اور ایک ہزار سونیکے دینار اسے دئیے جس سے وہ عورت تونگر ہوگئی انتہے ۔

علامہ مجلسی نے بحار میں کشف الغمہ سے بھی مثل اس کے نقل کیا ہے جو وہ بتفاوت قلیل ابوالحسن مداینی سے مروی ہے پھر مجلسی فرماتے ہیں کہ یہ قصہ روایات مشہورہ سے ہے اور ائمہ علیہم السلام سے بھی مروی ہے ۔

حسنین علیہما السلام اور عبداللہ بن جعفر کی سخاوت

بعض کتب معتبرہ اہل سنت میں (مثل سلم الادب وغیرہ کے) مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام حج خانہ کعبہ سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے آپ کے ہمراہ عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابوحبہ انصاری بھی تھے راستہ میں ایک مقام پر کثرت سے مینہ برسا یہ بزرگوار ایک اعرابی کے جھوپڑے میں جو وہاں سے قریب تھا پناہ لیگئے تین دن تک برابر پانی برستا رہا اس لئے یہ لوگ تین دن تک وہیں مقیم رہے اعرابی نے ایک گوسپند کو ذبح کرکے آپ کی دعوت کی تیسرے روز جب برسات موقوف ہوئی وہاں سے کوچ کیا چلتے وقت عبداللہ بن جعفر طیار نے اعرابی سے کہا کہ اگر مدینہ آنا ہو تو ہمارے پاس بھی آنا یہ کہکر وہ روانہ ہوگئے ایک مدت کے بعد اتفاقاً وہ اعرابی بہت محتاج ہوگیا اسکی زوجہ نے اس سے کہا کہ اگر اسوقت تم مدینہ جاکر ان نوجوانوں سے جو ہمارے مہمان ہوئے تھے ملاقات کرتے تو مناسب تھا اعرابی نے کہا میں نے ان کے نام فراموش کئے ہیں عورت نے کہا مدینہ میں جاکر دریافت کرو ابن الطیار

کہاں رہتے ہیں۔ یہ سنکر وہ اعرابی مدینہ کو روانہ ہوا جب وہاں پہنچا۔ لوگوں سے پوچھتے ہوئے عبداللہ بن جعفر طیار سے ملاقات کی عبداللہ نے اُس سے کہا کہ اب تو پہلے ہمارے آقا امام حسن مجتبیٰ کی خدمت میں حاضر ہو اعرابی امام حسن علیہ السلام کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ حضرت نے اسے پہچانکر ایک سو اونٹ عطا فرمائے جن میں نر و مادہ دونوں قسمیں تھیں پھر وہ اعرابی امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عطائے حسن کی کیفیت عرض کی۔ آپ نے فرمایا میرے بھائی نے تو تجھے اونٹوں سے غنی کر دیا۔ یہ کہکے ایک ہزار بکریاں اسے مرحمت فرمائیں۔ وہ اعرابی اونٹ اور بکریاں لیکر عبداللہ کی خدمت میں حاضر ہوا عبداللہ بن جعفر طیار نے کہا میرے دونوں بھائیوں نے تجھے اونٹوں اور بکریوں سے غنی کر دیا ہے پھر اُسے خود ایک لاکھ درہم عطا فرمائے۔ وہ اعرابی یہ سب چیزیں لیکر ابوحیۃ انصاری کے پاس آیا انہوں نے حال دریافت کرکے کہا خدا کی قسم اُن بزرگواروں کے عطیہ کے موافق میرے پاس کوئی چیز نہیں مگر تو اپنے اونٹ لاتا ہیں ان پر خرما بار کردوں پھر ابوحیۃ نے اعرابی کے اونٹوں پر خرما بھر دیا راوی کہتا ہے کہ ان اشیا کے ملنے سے وہ اعرابی بہت بڑا تونگر ہو گیا اور کئی پشت تک اس کی اولاد میں تونگری باقی رہی علامہ مجلسی نے بھی یہ روایت بحارالانوار میں نقل کی ہے مگر اعرابی کے مقام پر اسکی عورت کا ذکر کیا ہے اور ابوحیہ انصاری کا نام تو نہیں لکھا مگر اسقدر تحریر کیا ہے کہ ان حضرات کے ساتھ ایک اور شخص اہل مدینہ سے بھی تھا اور اس کی عطا میں لکھا ہے کہ اس شخص مدنی نے کسیقدر آٹا اور کشمش اس عورت کو دی۔

سوال و جواب حسن و حسین

بحار الانوار میں کشف الغمہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ امام حسنؑ مجتبیٰ نے امام حسینؑ کو ایک رقعہ تحریر فرمایا جس کا مضمون یہ تھا اے بھائی تم جو شعرا کو مال کثیر عطا کرتے ہو اسکی وجہ کیا ہے لوگوں کی نظروں میں یہ امر بالکل نامناسب ہے امام حسین نے جب وہ تحریر دیکھی اس طرح جواب لکھا انت اعلم منی بان خیر المال ما وقی العرض یعنی بھائی جان آپ اس امر کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ آدمی کی دولت وہی اچھی ہے جسکے ذریعے سے آدمی اپنی عزت کی حفاظت کرے۔

معجزہ امام حسن علیہ السلام و جائزہ امیر شام

بحار الانوار اور جلاء العیون میں بروایت قطب راوندی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک روز امام حسن علیہ السلام نے امام حسینؑ اور عبد اللہ بن جعفرؓ سے فرمایا کہ امیر شام کے پاس سے اول ماہ آئندہ میں تمہارے پاس جائزے پہنچینگے چنانچہ اس مہینے کی پہلی تاریخ آئی اور جس طرح سے کہ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا تھا امیر شام کے پاس سے مال کثیر موصول ہوا۔ امام حسن علیہ السلام بہت مقروض تھے اپنے حصہ کے مال سے اپنا قرض ادا کیا باقی اپنے اہل بیت اور شیعوں پر تقسیم فرمایا۔ امام حسین علیہ السلام نے بھی اپنا قرض ادا فرمایا اور باقی کے تین حصے کئے ایک حصہ اپنے اہل بیت اور شیعوں کو دیا اور دو حصے اپنے عیال کے پاس بھیجدئے۔ عبد اللہ بن جعفر اپنا قرض ادا کر کے باقی تمام مال امیر شام کے آدمیوں کو دیدیا

جب یہ خبر امیر شام کو پہنچی تو اور بہت سا مال عبداللہ کیلئے روانہ کیا انتہی۔

امام حسین علیہ السلام کا مروان پر غضبناک ہونا

بحار الانوار میں اصبغ بن نباتہ حنظلی سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ مروان بن حکم جس زمانے میں کہ وہ مدینہ کا حاکم تہا منبر پر گیا اور خطبہ پڑھنے کے بعد حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی نسبت کچھ ناشایستہ الفاظ کہے جب وہ منبر سے اترا تو حضرت امام حسین علیہ السلام سے لوگوں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ آج مروان نے مسجد میں حضرت امیر المومنین کی نسبت بدگوئی کی ہے آپ نے فرمایا کیا اسوقت مسجد میں میرے بہائی امام حسنؑ نہ تھے لوگوں نے کہا تھے مگر کچھ نہ فرمایا۔ یہ سنکر امام حسین علیہ السلام غضبناک ہوکر اٹھ کھڑے ہوئے اور اسیوقت مروان کے پاس تشریف لائے اس سے فرمایا یا ابن الزرقا وابن آکلة القمل انت الواقع فی علیؑ اے جوین کہانیوالی عورت زرقا کے بیٹے تیری یہ قدرت ہوئی کہ تو علی کی نسبت بدگوئی کرتا ہے مروان نے جواب دیا کہ تم بچے ہو تم کو عقل نہیں ہے حضرت نے فرمایا سن تیرے اور تیرے تابعین کے بارے میں اور علی اور ان کے دوستوں کے بارے میں جو آیتیں نازل ہوئی ہیں وہ میں بیان کرتا ہوں حق تعالی نے فرمایا ہے ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمن ودا یعنی جو لوگ ایمان لائے ہیں اور عمل صالح کیا ہے قریب ہے کہ خدا ان کیلئے (مسلمانوں کے دلوں میں) محبت ڈالدے یہ آیت علی اور ان کے شیعوں کی شان میں ہے اور نیز خدا نے ارشاد فرمایا ہے۔ فانما یسرناہ بلسانک لتبشر بہ المتقین (الجزو ۱۶) سورہ طٰہٰ)

یعنی ہم نے قرآن کو تمہاری زبان پر آسان کر دیا تاکہ تم اس سے پرہیزگاروں کو خوشخبری دو۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے اس سے علی ابن ابی طالب کو بشارت دی ہے۔ انتہیٰ۔

مؤلف کہتا ہے کہ ظاہرا یہ روایت ناتمام ہے کیونکہ اس میں وہ آیتیں جو مروان کی مذمت کی ہیں مذکور نہیں۔ شاید راوی نے سہو کیا ہو۔

حسن وحسین علیہما السلام کا امیرالمومنین کے بعد افضل الناس ہونا

بحارالانوار میں بنقل کتاب مناقب و بروایت لیث بن سعد مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے نذر کی کہ فلاں کام میرا برآئے تو جو شخص سب سے افضل ہے اس کے پاؤں پر (خوشبو) روغن ملونگا جب اسکی مراد برآئی تو اس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ اس زمانہ میں تمام قریش سے کون شخص افضل ہے بعض نے جواب دیا کہ ہم کو تو اس کا علم نہیں ہے مگر مخرمہ سے جو انساب قریش کا بڑا عالم ہے یہ امر دریافت کرو وہ شخص مخرمہ کے پاس آیا اس زمانہ میں مخرمہ بہت پیر وضعیف ہوگیا تھا اور اسکی عقل ساقط ہوگئی تھی۔ بہرحال اس شخص نے مخرمہ سے کیفیت بیان کی۔ مخرمہ نے اپنے دونوں پاؤں بڑھا دئے اور کہا میرے پاؤں پر روغن ملدے۔ (کہ میں سب سے افضل ہوں) اسوقت مخرمہ کا بیٹا مسور بھی وہاں موجود تھا جب اپنے باپ کی یہ بات سنی اس شخص سے کہا خبردار کہیں ایسی حرکت نہ کرنا فان الشیخ قد خرف یعنی یہ پیر بہت ضعیف ہوگیا ہے اور اسکی عقل جاتی رہی ہے ایام جاہلیت میں جو اس کا مرتبہ تھا اب بھی اس نے اسی کو خیال کیا۔ تو حسن وحسین علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے پاہائے مبارک پر روغن ملدے فانہما

افضل الناس واکرمہم کیونکہ یہی دونوں بزرگوار اس وقت تمام عالم سے بہتر اور سب سے بزرگ تر ہیں۔

مولف کہتا ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام حضرت امیر علیہ السلام کی شہادت کے بعد اپنے بڑے بھائی حضرت امام حسن علیہ السلام کے ساتھ دس برس رہے کیونکہ امام حسن مجتبیٰ کا انتقال صفر کی اٹھائیسویں یا انتیسویں تاریخ ۵۰ھ ہجری میں ہوا اس وقت آپ کی عمر مبارک اڑتالیس برس کی تھی۔ بہت سے محدثین و مورخین اہل سنت اس امر کے معترف اور مصرح ہیں کہ بعض امرائے شام نے حضرت کو زہر دلوا یا جس سے آپنے شہادت پائی۔ چنانچہ ابن عبدالبر نے استیعاب میں سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامہ میں۔ ابن سعد نے طبقات میں۔ ابوالحسن مدائینی نے اپنی تاریخ میں۔ مسعودی نے مروج الذہب میں۔ طبری نے تاریخ الامم والملوک میں۔ ابوالفدا نے المختصر فی اخبار البشر میں۔ خاوندشاہ نے روضۃ الصفا میں اور اعثم کوفی نے اپنی تاریخ میں اس کی تصریح کی ہے۔ حقیر یہاں فقط روایت اعثم کوفی کے خلاصہ کی نقل پر اکتفا کرتا ہے۔

اعثم کوفی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ثقات رواۃ سے میں نے سنا کہ بعض امرائے بنی امیہ نے مروان کو ایک زہر اور مندیل دیکر مدینہ روانہ کیا اور کہا جس طرح سے ہوسکے جعدہ بنت اشعث کو جو حسن بن علی کی زوجہ ہے بہکا کر اس امر پر راضی کردے کہ اس زہر کے استعمال سے آپکو شہید کرے مروان مدینے آیا اور انواع حیل سے جعدہ کو فریب دیا تا آنکہ اس شقیہ نے اسکی درخواست کی تعمیل کی اور اس امر عظیم و شنیع کی مرتکب ہوئی۔ امام حسن علیہ السلام کے تمام جسم میں زہر سرایت کرگیا عمر بن اسحٰق کہتا ہے کہ دوسرے روز جب ہم آپکی خدمت میں حاضر ہوے دیکھا امام حسینؑ اپنے بڑے بھائی کے بالین پر تشریف رکھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں

بھائی جان آپ کو یہ زہر کس نے دیا۔ امام حسن نے فرمایا اے بھائی اگر میں بیان کروں تو اسے کیا تم قتل کرو گے۔ عرض کی بے شک قتل کرونگا۔ حضرت نے فرمایا اگر میں اس زہر سے شہید ہو جاؤں تو خلاق عالم کا عذاب و نکال اس پر بہت ہے (یعنی اسے قتل کرنے کی ضرورت نہیں) اسکے بعد امام حسین کو وصیت فرمائی امر امامت کو آپکے سپرد کیا اور فرمایا اے بھائی میرے انتقال کے بعد اگر فتنے کا خوف نہو تو جد بزرگوار کی قبر انور کے نزدیک مجھے دفن کرنا ورنہ بقیع میں دفن کردینا۔

ایضاً تاریخ اعثم کوفی میں مرقوم ہے جس کا محصل یہ ہے کہ جب امام حسنؑ نے وفات پائی تو امام حسینؑ اپنے برادر عالی قدر کی تغسیل و تکفین سے فارغ ہو کر حسب وصیت آپکا جنازہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ کی طرف لیچلے۔ سعید بن عاص جو مدینہ کا حاکم تھا ایک جماعت بنی امیہ اور بعض مستورات وغیرہا کو اپنے ساتھ لئے ممانعت کیواسطے نکلا اور جنازے کو روکنے کا حکم دیا اسوقت ایک ہنگامہ برپا ہوا اور تمام لوگ دو فریق ہو گئے ایک فرقہ تو دوستان حسینؑ سے تھا اور ایک فرقہ ان کا مخالف قریب تھا کہ لڑائی شروع ہو۔ امام حسین علیہ السلام نے اپنے بھائی کی وصیت کے موافق جنازے کو وہاں سے پھیرا اور آپکو بقیع میں فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کے قریب دفن فرمایا۔ روضۃ الصفا میں بھی قریب اس روایت کے مرقوم ہے۔

ایضاً روضۃ الصفا میں مرقوم ہے کہ جب بنی امیہ امام حسنؑ کے جنازے کی ممانعت کیلئے آئے تو انہوں نے امام حسین علیہ السلام اور آپکے دوستوں پر تیر اندازی کی جس سے چند تیر جنازے پر لگے تھے۔

حال دفن امام حسن علیہ السلام اور بعض امور دیگر

علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں جناب امام حسن علیہ السلام کی وفات اور دفن وغیرہ کے بیان میں بہت سی معتبر روایتیں نقل کی ہیں بندہ اس مقام پر بعض روایات کا خلاصہ عرض کرتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ جب امیر شام کے حکم سے حسن بن علیؑ کو زہر دیا گیا آپ اس کے اثر سے سخت رنجور ہوئے میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا ایک طشت آپ کے سامنے رکھا ہے اور آپ اس میں قے کر رہے ہیں۔ قے فقط خون کی ہے اور جگر کے ٹکڑے نکل رہے ہیں میں یہ دیکھکر گھبرا گیا عرض کی مولا آپ جلد اپنا علاج کیجئے اور اپنی طرف سے بیفکر نہ ہوجئے حضرت نے فرمایا یا عبد اللہ بماذا اعالج الموت یعنی اے بندہ خدا موت کا کیا علاج کیا جائے یہ سنکر میں نے عرض کی انا للہ وانا الیہ راجعون پھر آپ نے مجھ سے فرمایا خدا کی قسم جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا نے یہ عہد فرمایا ہے کہ اس عہدۂ وصایت و امامت کے مالک بارہ امام ہوں گے جن میں سے پہلے علی اور گیارہ آپ کے فرزند ہیں جو بنی فاطمہ ہیں اور ہم سب قتل کئے جائینگے بعض تلوار سے اور بعض زہر سے۔ پھر آپ نے موعظت فرمائی (جسکی تفصیل بحار میں ہے) اس کے بعد امام حسین علیہ السلام تشریف لائے اور اپنے بڑے بھائی سے لپٹ کر آپ کے سر و جبین کے بوسے لئے پھر دونوں بھائیوں میں کچھ راز کی باتیں ہوئیں پھر امام حسنؑ نے امام حسینؑ کو اپنا وصی کیا اور منجملہ اور وصیتوں کے یہ بھی فرمایا اے بھائی جب میرا انتقال ہو تو بعد غسل و کفن میرا جنازہ سیکر نانا جناب رسول خداؐ کی قبر مطہر کے پاس لیجانا اور حضرت کے پہلو میں مجھے دفن کرنا بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو اور اگر کوئی

منع کرے تو میں تم کو جناب رسالتمآب اور امیرالمومنین اور فاطمہ زہرا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم کسی سے منازعت اور مخاصمت نہ کرنا بلکہ میرا جنازہ وہاں سے پھیر کر بقیع میں لیجانا اور میری والدہ ماجدہ کے پاس دفن کر دینا۔ اس وصیت کے بعد آپکا انتقال ہوا (اس وقت آپ کی میت پر اہل بیت کی گریہ وزاری سے ایک کہرام برپا تھا) پھر امام حسین علیہ السلام نے اکثر اقربا کو جمع فرما کر اپنے بڑے بھائی کی تجہیز وتکفین کی اور آپ کی میت کو جنازے میں رکھ کر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضے کی طرف لے چلے جب وہاں پہنچے چاہا کہ حضرت کا روضہ کھولکر اپنے بھائی کی میت اس میں لے جائیں۔ پس مروان اور اولاد واقربائے ابی سفیان اور اکثر بنی امیہ نادان وغیرہ مانع وحائل ہوئے۔ مروان فریاد کرتا تھا اور بنی امیہ کو جوش دلاتا تھا کہ خبردار حسن کو ان کے نانا کے پہلو میں ہرگز دفن نہ ہونے دینا۔ بنی امیہ آمادۂ جدال وقتال ہوی اور تیر چلانے شروع کر دیئے۔ تا آنکہ ستّر تیر امام حسن مجتبیٰ کے جنازے سے نکالے گئے یہ حال دیکھ کر بنی ہاشم نے چاہا تلواریں کھینچ لیں اور مخالفین پر حملہ آور ہوں۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا میں تم لوگوں کو خدائے تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ میرے بھائی کی وصیت کو ضائع نکرو اور ایسی کوئی حرکت صادر نہونے پائے جس سے کوئی قتل ہو جائے۔ پھر آپ مخالفین کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد کیا اگر میرے بھائی حسن مجتبیٰؑ کی وصیت نہوتی تو میں آپ کی میت ضرور یہیں دفن کرتا اور تمہاری ناک خاک پر رگڑ دیتا یہ فرما کر امام حسن کے جنازے کو وہاں سے پھیرا اور بقیع میں لیجا کر جناب سیدہ علیہا السلام کے متصل دفن کیا بعض روایت میں وارد ہے کہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کے پہلو میں دفن فرمایا۔ انتہی محصلاً وملخصاً۔

مرثیہ امام حسینؑ بر قبر امام حسنؑ

کتاب مناقب ابن شہر آشوب اور بحارالانوار میں مرقوم ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام نے اپنے بڑے بھائی کی میت لحد میں رکھی تو اس طرح مرثیہ پڑھا ۱

ءادھن راسی ام تطیب محاسنی ورأسك معفور وانت سليب

یعنی کیونکر میں اپنے سر پر روغن ملوں اور کس طرح اپنے بالوں میں خوشبوئی لگاؤں حالانکہ آپ بیجان پڑے ہیں اور سر مبارک خاک آلودہ ہو گیا ہے ۲

او استمتع الدنيا لشيئ احبه الا كل ما ادنى اليك حبيب

اور کیونکر میں دنیا میں ایسی چیز سے فائدہ اُٹھاؤں جس سے میں محبت رکھتا ہوں۔ مگر وہ چیزیں جو دوست نے آپ سے نزدیک کر دی ہیں یعنی جو خدا نے نعمتہائے اخروی آپکو عنایت فرمائی ہیں۔ اُن کے سوائے یعنی بغیر نعمتہائے اخروی کے نعمات دنیوی سے اب میں متلذذ نہیں ہونے کا ۳

فلا زلت ابکی ما تغنت حمامة عليك وما هبت صبا وجنوب

اے بھائی میں آپ پر اس قدر روؤنگا کہ فریاد کرنے والے پرندے اس سے رشک کھائیں اور رنج اٹھائیں۔ اور جب تک کہ زمانے میں بادصبا اور باد جنوب چلتی ہے اس وقت تک میری بکا برپا رہے گی ۴

وما هملت عينى من الدمع قطرة وما اخضر في روح الحجاز قضيب

جب تک کہ میری آنکھ میں آنسو کا ایک قطرہ بھی باقی رہے اور جب تک کہ باد حجاز میں کوئی شاخ ہری ہو میرا رونا کم نہو گا ۵

بكائى طويل والدموع غزيرة وانت بعيد والمزار قريب

میری بکا طولانی ہے اور آنسو بکثرت ہیں افسوس کہ آپ دور ہیں اور آپ کی قبر

نزدیک ہے ۵۶

غریب و اطراف البیوت تحوطہ الا کل من تحت التراب غریب

آپ ایسے غریب ہیں کہ قبر کی دیواروں نے آپ کا احاطہ کر لیا ہے اور سچ ہے کہ جو شخص
مٹی کے نیچے گیا وہ غریب ہوا ۵۷

ولا یفرح الباقی خلاف الذی مضیٰ وکل فتی للموت فیہ نصیب

جو شخص مرتا ہے اس کے مخالفین کو خوش نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جتنے آدمی ہیں سب کو
موت آنے والی ہے ۵۸

فلیس حریب من اصیب بمالہ ولکن من واری اخاہ حریب

جسکا مال لٹ جائے یا اس کے مال پر کچھ آفت آئے تو وہ مصیبت زدہ نہیں مصیبت زدہ
وہ ہے جو اپنے بھائی کو مٹی میں چھپائے ۵۹

نسیبک من امسیٰ یناجیک طیفہ ولیس لمن تحت التراب نسیب

آپ کا ہمکلام وہ شخص ہے جو آپ کو خواب میں دیکھے اور پکارے ورنہ حقیقت
میں مرنے والے سے کوئی ہمکلام نہیں ہو سکتا۔

بحار الانوار میں قرب الاسناد سے منقول ہے کہ امام حسین علیہ السلام ہر شب جمعہ اپنے
بھائی حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے قبر پر آپ کی زیارت کے واسطے جایا کرتے تھے۔

ساتواں باب

آپ کے حالات امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد سے امیر شام کے انتقال تک

نصوص امامت حسینؑ

جاننا چاہیے کہ علمائے امامیہ نے جناب سید الشہدا کی امامت کو کئی وجوہ سے ثابت

کیا ہے جن کی تفصیل کتاب مستطاب بحار الانوار و مناقب ابن شہر آشوب وغیرہما میں مندرج ہے۔ احقر بطور اجمال کسی قدر بیان کرتا ہے اولا وہ حدیث ہے جو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ائمہ اثنا عشر کے بارے میں کسی قدر اجمال کے ساتھ ارشاد فرمائی ہے اور جو کتب فریقین میں باسناد متواترہ مروی ہے اس سے ثابت ہے کہ امام حسین علیہ السلام تیسرے امام اور مفترض الطاعۃ ہیں اگر حقیر اس حدیث کے جملہ طریقوں کو تفصیل سے بیان کرے تو کئی جز بھی کافی نہونگے لہذا بنظر اختصار اجمالی اشارات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ یحیٰی بن حسن نے کتاب عمدہ میں بیس طریقوں سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا نے ارشاد فرمایا یکون بعدی اثنا عشر خلیفۃ یعنی میرے بعد بارہ خلیفے ہونگے اور صحیح بخاری میں تین طریقوں سے۔ صحیح مسلم میں کئی طریقوں سے صحیح ابوداؤد میں تین طریقوں سے صحیح ترمذی میں ایک طریق سے بتفاوت یسیرہ یہ حدیث مرقوم ہے کذا فی ینابیع المودۃ باب ۷۷ ابن شہر آشوب نے مناقب میں۔ علامہ مجلسی نے بحار میں اور سیوطی نے تاریخ الخلفا میں کتب صحاح ومعتبرہ اہل سنت سے بالفاظ متنوعہ یہ حدیث نقل کی ہے اکثر حدیثوں میں تو بارہ خلفا مروی ہیں اور بعض میں بارہ امیر۔ بعض میں ائمہ کی لفظ مرقوم ہے۔ اور بعض میں اور کچھ۔ بہر حال یہ حدیث متواتر بالمعنی ہے۔ بعض حدیث صحیح میں مرقوم ہے جابر بن سمرہ کہتا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث یکون بعدی اثنا عشر خلیفۃ کے بعد کچھ اور الفاظ بھی ارشاد فرمائے جن کو میں نہیں سمجھا پس میں نے اپنے باپ سے دریافت کیا کہ حضرت نے وہ کیا الفاظ فرمائے تھے۔ والد نے کہا حضرت نے فرمایا کلھم من قریش۔ دوسری حدیث میں خود سمرہ سے کلھم من بنی ھاشم کے الفاظ مروی ہیں

چنانچہ سید علی ہمدانی جو علمائے اہل سنت سے ہیں کتاب مودۃ القربیٰ کے مودۃ عاشرہ میں لکھتے ہیں عن عبد الملک بن عمیر عن جابر بن سمرۃ قال کنت مع ابی عند النبیؐ فسمعتہ یقول بعدی اثنا عشر خلیفۃ ثم اخفی صوتہ فقلت لابی ما الذی اخفی صوتہ قال قال کلھم من بنی ھاشم یعنی یہ جملہ خلفا بنی ہاشم سے ہونگے۔ سماک بن حرب سے بھی مثل اس کے مروی ہے **مؤلف** کہتا ہے کہ اس حدیث کی تفسیر میں بعض علما نہایت متردد اور ان کے جملہ اقوال مختلف ہیں۔ اس لئے کہ بعض خلفا بہت کم اور بعض بہت زیادہ ہیں بارہ کی تعداد کسی پر منطبق نہیں ہوسکتی علاوہ اس کے خلفائے بنی امیہ و بنی عباس میں ظالم اور معلن بفسق بھی گزرے ہیں اس سے ثابت ہے کہ یہ حدیث شریف ان میں سے کسی کے بارے میں نہیں بلکہ خاص اس حدیث میں ائمہ اہل بیت مقصود ہیں۔ اس کے علاوہ اور دوسری حدیثوں میں جو کتب فریقین میں باسناد کثیرہ معتبرہ مروی و منقول ہیں ائمہ اثنا عشر کی تفصیل اور تفسیر اور ان کے نام بھی بیان کئے گئے ہیں۔ لہذا بمفاد الحدیث یفسر الحدیث یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ اس حدیث متواتر سے بھی وہی ائمہ اثنا عشر علیہم السلام مقصود ہیں۔ اب بنظر افادۂ ناظرین محض کتب اہل سنت سے چند وہ احادیث بھی نقل کی جاتی ہیں جو ائمہ اثنا عشر کی امامت پر نص ہونے کے علاوہ حدیث یکون بعدی اثنا عشر خلیفۃ کی مفسر ہیں۔

پہلی حدیث کتاب مودۃ القربیٰ میں سید علی ہمدانی نے جو علمائے اہل سنت سے ہیں اور جن کے بارے میں ملا جامی نے نفحات الانس میں لکھا ہے کہ انہوں نے چار سو اولیا کی صحبت پائی ہے اور علوم ظاہری و باطنی رکھتے تھے۔ سلمان فارسی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ جناب رسول خدا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ حسین بن علی آپ کے زانو پر بیٹھے ہیں۔ حضرت نے اپنے نواسے کو پیار کیا اور فرمایا۔ انت سید ابن سید اخو سید وانت امام ابن امام واخو امام وانت حجۃ ابن حجۃ اخو حجۃ ابو حجج تسعۃ تاسعھم قائمھم۔ یعنی اے حسین تو سردار اور امام اور حجت خدا ہے اور سردار وامام وحجۃ خدا کا فرزند ہے اور سردار وامام وحجۃ خدا کا بھائی ہے اور نو حجۃ خدا کا باپ ہے جن میں سے نواں حجۃ خدا قائم (و مہدی) ہوگا۔

دوسری حدیث۔ کتاب مودۃ القربیٰ میں مرقوم ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انا وعلی والحسن والحسین وتسعۃ من ولد الحسین مطھرون معصومون یعنی میں اور علی اور حسن وحسین اور فرزندان حسین سے نو شخص پاک و معصوم ہیں۔

تیسری حدیث مودۃ القربیٰ میں ابن عبایہؓ بن ربعی سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا انا سید النبیئین وعلی سید الوصیین ان اوصیائی بعدی اثنا عشر اولھم علی واخرھم القائم المھدی یعنی میں انبیا کا سردار ہوں، علی تمام اوصیا کے سردار ہیں اور میرے بعد میرے وصی بارہ ہیں جن میں سے پہلے علی ہیں اور جن کے آخر قائم مہدی ہیں۔ ایضاً کتاب فرائد السمطین میں حموینی شافعی نے بسند خود عبایہ ربعی سے اور اس نے ابن عباس سے بعینہ یہ حدیث روایت کی ہے۔

چوتھی حدیث کتاب مودۃ القربیٰ میں حضرت امیرؑ سے منقول ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من احب ان یرکب سفینۃ النجاۃ ویستمسک بالعروۃ الوثقیٰ ویعتصم بحبل اللہ المتین

فلیوال علیاً بعدی ولیعاد عدوہ ولیاتم بالائمۃ الھداۃ فانھم خلفائی واوصیائی وحجج اللہ علی خلقہ بعدی وسادات امتی وقادات الاتقیاء الی الجنۃ حزبھم حزبی وحزبی حزب اللہ وحزب اعدائھم حزب الشیطان ۔ یعنی جو شخص چاہے کہ نجات کی کشتی پر سوار ہو اور خدا کی مستحکم ریسمان کو تھام لے تو اسے ضرور ہے کہ میرے بعد وہ علی کو اپنا حاکم سمجھے اور ان کے دشمنوں سے عداوت رکھے اور ہدایت کرنے والے اماموں کی پیروی کرے کیونکہ وہ میرے خلفا اور اوصیا ہیں اور تمام خلق پر حجۃ خدا ہیں ۔ میری امت کے سردار ہیں اور پرہیزگاروں کو بہشت میں لے جانے والے ہیں ۔ انکا لشکر میرا لشکر ہے اور میرا لشکر خدا کا لشکر ہے اور ان کے دشمنوں کا لشکر شیطان کا لشکر ہے ۔

پانچویں حدیث مودۃ القربیٰ میں زیدؓ بن حارثہ سے ایک طولانی حدیث مذکور ہے جسکا بعض یہ ہے کہ جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا نے علی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا لکل نبی اٰیۃ وھذا اٰیۃ ربی والائمۃ الطاھرون من ولدہ اٰیات ربی لن تخلو الارض من اھل الایمان ما ابقی اللہ احدا من ذریتہ یعنی ہر نبی کے پاس ایک خدا کی نشانی رہتی ہے اور میرے پاس علی خدا کی نشانی ہے جو ائمہ طاہرین کہ علی کی اولاد سے ہیں وہ بھی خدا کی نشانیاں ہیں جب تک کہ خدا علی کی ذریت سے ایک شخص کو بھی باقی رکھے زمین اہل ایمان سے خالی نہ رہے گی ۔

چھٹی حدیث کتاب مودۃ القربیٰ میں حضرت امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا الائمۃ من ولدی فمن اطاعھم فقد اطاع اللہ ومن عصاھم فقد عصی اللہ ھم عروۃ الوثقیٰ

وھم الوسیلة الی اللہ تعالیٰ یعنی کل ائمہ میری اولاد سے ہیں جس نے
ان کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس
نے خدا کی نافرمانی کی۔ وہ عروۃ الوثقیٰ اور خدائے تعالیٰ تک رسائی کا وسیلہ ہیں
ساٹھویں حدیث ۔ فرائد السمطین میں حموینی شافعی نے جو موثقین اہل سنت
سے ہیں۔ ابن عباس رضؓ سے روایت کی ہے کہ ایک (یہودی جس کا نام نعثل تھا
آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور کئی سوال کئے۔ حضرت نے ان کے جواب
ادا فرمائے اُن کی تفصیل اسی کتاب میں مرقوم ہے بعض سوال یہ ہیں کہ) یہودی
نے حضرت کی خدمت میں عرض کی فاخبرنی عن وصیك من ھو فما من
نبی الا ولہ وصی وان نبینا موسیٰؑ بن عمران اوصی یوشع
بن نون فقالؐ ان وصیّی علی بن ابی طالب وبعدہ سبطای الحسن والحسین
تتلوہ تسعة ائمة من صلب الحسین قال یا محمد فسمھم لی قالؐ اذا مضی الحسین فابنہ علی
فاذا مضی علی فابنہ محمد فاذا مضی محمد فابنہ جعفر فاذا مضی جعفر فابنہ موسیٰ
فاذا مضی موسی فابنہ علی فاذا مضی علی فابنہ محمد فاذا مضی محمد
فابنہ علی فاذا مضی علی فابنہ الحسن فاذا مضی الحسن فابنہ
الحجّة محمد المھدی فھولاء اثنا عشر الخ یعنی اے محمد مجھ سے بیان
فرمائے کہ آپ کا وصی کون ہے کیونکہ ہر پیغمبر کے لئے ایک وصی ہوتا ہے اور
ہمارے نبی موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون کو اپنا وصی کیا تھا۔ حضرت نے
ارشاد فرمایا میرے وصی علی بن ابی طالب ہیں اور ان کے بعد ان کے دونوں
فرزند حسن وحسین وصی ہیں ان کے بعد فرزندان حسین سے نو امام اوصیا ہیں
یہودی نے عرض کی ان کے نام بھی بیان فرمائے۔ حضرت نے فرمایا حسین کے
بعد انکا فرزند علی (زین العابدین) ہے اس کے بعد اس کا فرزند محمد باقر اس کے بعد اسکا

فرزند جعفر (صادق) اس کے بعد اس کا فرزند موسی (کاظم) اسکے بعد اسکا فرزند علی
(رضا) اسکے بعد اسکا فرزند محمد (تقی) اسکے بعد اس کا فرزند علی (نقی) اسکے بعد اسکا
فرزند حسن (عسکری) اسکے بعد اسکا فرزند حجۃ خدا محمد مہدی اور یہی بارہ ہیں نعثل
نے عرض کی اب یہ ارشاد ہو کہ علی اور حسن وحسین کی وفات کیونکر ہوگی۔ حضرت نے
فرمایا علی کے سر پر تلوار کا ایک زخم لگیگا جس سے وہ انتقال کریں گے۔ حسنؑ کو
زہر دیا جائیگا حسین ذبح کئے جائیں گے۔ یہودی نے کہا پھر انکا مقام کہاں ہوگا۔
فرمایا بہشت میں میرے درجے میں۔ نعثل نے کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ
وانک رسول اللہ واشھد انھم الاوصیاء بعدک یا رسول اللہ
انبیا کی قدیم کتابوں میں اور اس کتاب میں جس میں حضرت موسٰی علیہ السلام نے
ہم سے عہد لیا ہے میں نے یہ لکھا دیکھا کہ زمانہ آخر میں ایک پیغمبر مبعوث ہونگے
جن کا نام احمد و محمد ہوگا۔ وہ خاتم انبیا ہیں۔ ان کے بعد کوئی پیغمبر نہیں اور
ان کے بعد بارہ اوصیا ہیں پہلے وصی ان کے چچا کے بیٹے اور ان کے داماد
ہیں۔ دوسرے اور تیسرے وصی اسی پیغمبر کی اولاد سے ہیں۔
اس پیغمبر کی امت وصیؑ اول کو تلوار سے قتل کریگی۔ دوسرے وصی کو زہر سے
اور تیسرے وصی کو بھی اس کے اہل بیت کی ایک جماعت کے ساتھ مقام غربت
میں پیاسا رکھ کر تلواروں سے قتل کریگی۔ وہ مثل گوسپند کے ذبح کیا جائیگا اور اپنے
قتل پر صبر کریگا جس سے اس کے اور اس کے اہل بیت کے درجات بلند ہونگے
اور اس کے محب و شیعہ آتش جہنم سے نجات پائیں گے اور دوسرے نو اوصیا تیسرے
وصی کی اولاد سے ہونگے یہ جملہ بارہ ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ میری اولاد سے
جو بارھواں امام ہے۔ وہ غائب ہوگا یہانتک کہ اسے کوئی نہ دیکھے گا اور میری امت
پر ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ اس وقت فقط اسلام کا نام باقی رہیگا اور کچھ نہیں اور قرآن کے

محض حروف رہیں گے اور کچھ نہیں۔ پس اس وقت خدائے تعالیٰ بارھویں امام کو ظاہر ہونے کے لئے حکم دیگا۔ اسکے ذریعے سے اسلام کو غالب فرمائیگا اور اسے دین کا مجدد بنائیگا۔ پس ان لوگوں کے واسطے نجات ہے جو ائمہ اثنا عشر کی اطاعت کریں اور اُن سے محبت رکھیں اور ان لوگوں کے لئے عذاب ہے جو اُن سے بغض رکھیں اور ان کی مخالفت کریں۔ یہ سنکر نعثل اُٹھ کھڑا ہوا اور یہ اشعار پڑھے ۵۱

صلی اللہ ذو العلی علیک یا خیر البشر

اے بہترین مخلوقات خدائے تعالیٰ آپ پر رحمت کاملہ نازل فرمائے ۵۲

انت النبی المصطفیٰ والھاشمی المفتخر

آپ برگزیدہ پیغمبر اور صاحب فخر ہاشمی ہیں ۵۳

بکم ھدانا ربنا وفیک نرجو ما امر

آپ کے ذریعے سے ہمارے پروردگار نے ہمکو ہدایت کی اور آپ کی ذات سے ہمیں امید ہے کہ جو خدائے تعالیٰ نے امر فرمایا ہے وہ بجالائیں گے ۵۴

ومعشر سمیتھم ائمۃ اثنا عشر

اور وہ گروہ جن کا نام آپ نے ائمہ اثنا عشر فرمایا ہے ۵۵

حباھم رب العلی ثم اصطفاھم من کدر

پروردگار عالم نے ان کو برگزیدہ فرمایا اور اُن کی حمایت کی اور انہیں تمام کدورتوں اور عیوب سے پاک اور برگزیدہ کیا ۵۶

قد فاز من والاھم وخاب من عادی الزھر

جس شخص نے اُن سے محبت کی وہ رستگار رہا اور جس نے ان سے عداوت کی وہ خائب وخاسر ہوا ۵۷

اٰخرھم یسقی الظما وھو الامام المنتظر

ان ائمہ کے آخریں وہ امام ہوگا جو پیاسے کو سیراب کریگا اور وہی امام منتظر ہے ۵۹

عترتك الاخيار لى والتابعون ما أمر

آپ کی عترت طاہرہ اور وہ لوگ جو آپ کے حکم کے تابع ہیں وہ میرے لئے (کافی) ہیں ۵۹

من كان عنهم معرضا فسوف تصلاه سقر

جو شخص ان سے منہ پھیرے اور انکا مخالف ہو اُسکو آتش جہنم جلا دیگی انتہی محصلاً۔

علامہ مجلسی نے بھی یہ حدیث بحار کی جلد نہم میں دوسری کتاب سے نقل کی ہے۔

آٹھویں حدیث فرائد السمطین میں حموینی شافعی نے لکھا ہے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلعم ان خلفائی واوصیائی وحجج اللہ علی الخلق بعدی الاثنا عشر اولھم علی واخرھم ولدی المھدی فینزل روح اللہ عیسیٰ بن مریم فیصلی خلف المھدی یعنی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے خلفا اور اوصیا اور حجتہائے خدا اس کی مخلوق پر میرے بعد بارہ ہیں جن میں سے پہلے علی اور جن کا آخر میرا فرزند مہدی ہوگا۔ جب مہدی ظاہر ہوگا تو عیسیٰ بن مریم نازل ہونگے اور مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

نویں حدیث حموینی شافعی نے فرائد السمطین میں امیر المومنین سے روایت کی ہے قال قال رسول اللہ صلعم یا علی اکتب ما املی علیك قلت یا رسول اللہ اتخاف علی النسیان قال لا وقد دعوت اللہ عز وجل ان یجعلك حافظا ولكن اكتب لشركائك الائمة من ولدك بهم تسقى امتى الغيث وبهم يستجاب دعائهم وبهم يصرف الله عن الناس البلاء وبهم تنزل الرحمة من السماء

وھٰذا اولھم واشار الی الحسن ثم قال وھٰذا ثانیھم واشار الی الحسین ثم قال والائمۃ من ولدہ یعنی جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا نے مجھ سے ارشاد فرمایا یا علی میں جو کہتا ہوں وہ لکھ لو ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ کو یہ خیال ہے کہ میں آپ کے ارشاد کو بھول جاؤنگا ۔ حضرت نے فرمایا نہیں یہ خیال نہیں حالانکہ میں نے خدائے تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ تمہیں تمام علوم کا حافظ بنا دے مگر یہ تحریر ان ائمہ کے لئے ہے جو تمہاری اولاد سے ہیں اور مرتبۂ امامت میں تمہارے شریک ان کی برکت سے خدائے تعالیٰ پانی برساتا ہے اور ان کے طفیل سے میری امت کی دعائیں قبول کرتا ہے ان کے وجود سے بلائیں دفع ہوتی ہیں اور ان کے ذریعے سے رحمت نازل ہوتی ہے ۔ پھر حسن کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ ان میں سے پہلا شخص ہے اور حسین کی طرف دکھلا کر ارشاد کیا یہ ان میں کا دوسرا شخص ہے اور باقی ائمہ اسکی اولاد سے ہونگے ینابیع باب (۳) ۔

دسویں حدیث ۔ فرائد السمطین میں حموینی شافعی نے ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی سے ارشاد فرمایا یا علی انا مدینۃ العلم وانت بابھا ولن توتی المدینۃ الا من قبل الباب وکذب من زعم انہ یحبنی ویبغضک لانک منی وانا منک لحمک لحمی ودمک من دمی وروحک من روحی وسریرتک من سریرتی وعلانیتک من علانیتی سعد من اطاعک وشقی من عصاک وربح من تولاک وخسر من عاداک فاز من لزمک وھلک من فارقک مثلک ومثل الائمۃ من ولدک بعدی مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی

ومن تخلف عنہا غرق ومثلکم کمثل النجوم کلما غاب نجم طلع نجم الی یوم القیامۃ۔ ینابیع باب ۴۲

یا علی میں علم کا شہر ہوں اور تم اس کا دروازہ ہو شہر میں کوئی شخص نہیں آتا مگر دروازے سے اگر تمہارے دشمن کو یہ خیال ہو کہ وہ مجھے دوست رکھتا ہے تو وہ جھوٹا ہے کیونکہ تم مجھ سے ہو میں تم سے ہوں تمہارا گوشت میرا گوشت ہے تمہارا خون میرے خون سے تمہاری روح میری روح سے تمہارا بھید میرے بھید سے اور تمہارا ظاہر میرے ظاہر سے ہے جو تمہارا مطیع ہے وہ سعید ہے جو تمہارا نافرمان ہے وہ شقی ہے جس نے تم سے محبت کی اس نے فائدہ اُٹھایا اور جس نے تم سے دشمنی کی اُس نے نقصان پایا۔ جو تمہارا ملازم ہے وہ رستگار ہے اور جو تم سے جدائی رکھنے والا ہے وہ گمراہ ہے تمہاری مثال اور تمہاری اولاد سے دو کر ائمہ کی مثال مثل کشتی نوح کے ہے جو اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی جس نے اُسے چھوڑ دیا وہ غرق ہوا۔ اور نیز تمہاری مثال ستاروں کی سی ہے کہ جب ایک ستارہ غائب ہوا دوسرے ستارے نے طلوع کیا یہی حال قیامت تک رہیگا۔

گیارھویں حدیث حموینی شافعی نے فرائد السمطین میں سلیم بن قیس ہلالی سے ایک طولانی حدیث روایت کی ہے جس کا خلاصہ بقدر ضرورت یہ ہے۔ سلیم کہتے ہیں کہ حضرت عثمان کی خلافت کے زمانے میں ایک روز مسجد نبی میں اکثر مہاجرین و انصار جمع ہوئے اور اپنی اپنی فضیلتیں بیان کرنی شروع کیں حضرت امیرؑ خاموش تھے ان میں سے بعض نے کہا یا ابا الحسن آپ بھی کچھ فرمائیے۔ حضرت نے اس وقت اپنے فضائل بیان فرمائے تمام مہاجر و انصار آپ کی ہر فضیلت کی تصدیق کرتے تھے اور بعد تصدیق آپ دوسری فضیلت

بیان کرتے تھے اُن کی تفصیل فرائدالسمطین میں مرقوم ہے بعض اُن فضیلتوں میں سے آپ نے یہ) فرمایا ایہا الناس جب حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت انما ولیکم اللہ وآیت اطیعوا اللہ وغیرھما جو آیتیں میری شان میں نازل ہوئی ہیں اپنے اصحاب کے روبرو تلاوت کیں قالوا یا رسول اللہ ھذہ الایات فی علی خاصۃ قال بلے فیہ وفی اوصیائی الی یوم القیامہ قالوا بیّن ھم لنا قال علی اخی ووارثی ووصیی وولی کل مومن بعدی ثم ابنی الحسن ثم ابنی الحسین ثم التسعۃ من ولد الحسین القرآن معھم وھم مع القرآن لایفارقونہ ولا یفارقھم حتی یردوا علی الحوض الحدیث ینابیع باب ۳۸ اصحاب نے عرض کی یارسول اللہ کیا یہ آیتیں خاص علی کی شان میں ہیں حضرت نے فرمایا ہاں علی کی شان میں اور میرے ان اوصیا کی شان میں ہیں جو میرے بعد قیامت تک ہونگے۔ اصحاب نے عرض کی ان کے نام بھی ارشاد فرمائے تو مناسب ہے حضرت نے فرمایا سب سے پہلے علی ہیں جو میرے بھائی اور وارث اور وصی ہیں اور وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں ان کے بعد میرا فرزند حسن اور حسن کے بعد حسین۔ حسین کے بعد اسکے نو فرزند ہوں گے کہ قرآن جن کے ساتھ ہے اور وہ قرآن کے ساتھ ہیں نہ وہ قرآن سے جدا ہوں گے نہ قرآن اُن سے جدا ہوگا یہانتک کہ بروز قیامت حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں الخ۔

بارھویں حدیث ۔ حلیۃ الاولیا میں حافظ ابونعیم نے اور حموینی شافعی نے فرائدالسمطین میں ابن عباس سے روایت کی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان یحیی حیاتی ویموت مماتی

ويسكن جنات عدن التي غرس فيها قضيبا ربي فليوال علياً وليوال وليه وليقتد بالائمة من ولده من بعده فانهم عترتي خلقوا من طينتي ورزقوا فهما وعلما وويل للمكذبين بفضلهم من امتي القاطعين فيهم صلتي لا انالهم الله شفاعتي انتهى ينابيع باب(۴۳) - یعنی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص چاہتا ہے کہ میری زندگی کی طرح زندگانی کرے اور میری موت کے مانند مرے اور جنت عدن میں اس کا مقام ہو تو چاہیئے وہ شخص علی سے اور ان کے دوستوں سے محبت رکھے اور علی کی اولاد سے جو ائمہ ہیں علی کے بعد ان کی اطاعت کرے کیونکہ وہ میری عترت ہیں اور میری مٹی سے مخلوق ہوئے ہیں خدائے تعالی نے ان کو پورا علم وفہم عطا فرمایا ہے میری امت سے جو لوگ ان کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں اور ان کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتے ہیں اُن پر خدا کا عذاب ہے ہرگز ان کو میری شفاعت نصیب نہوگی محصلاً - مثل اسکے موفق بن احمد نے فضائل اہل بیت میں امام حسین علیہ السلام سے روایت کی ہے ینابیع باب(۴۳) - اور کتاب الاصابہ میں قریب اس حدیث کے زیاد بن مطرف سے مروی ہے - ینابیع باب(۴۳) - ایضاً امام احمد حنبل نے کتاب فضائل میں یہ حدیث روایت کی ہے -

تیرھویں حدیث شیخ عبد الحق دہلوی نے کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب میں لکھا ہے کہ مدینے کی کھجوروں کے اقسام میں ایک تمر صیحانی ہے کہ جابر بن عبد اللہ انصاری کی روایت سے یہ حدیث صحت کو پہنچی ہے کہ ایک روز حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امیر کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لئے ہوئے ایک باغ میں تشریف لیجا رہے تھے - ناگاہ ایک

خرمے کے درخت سے یہ آواز پیدا ہوئی ھٰذا محمد سید الانبیاء وھٰذا علی سید الاولیاء ابو الائمۃ الطاہرین یعنی یہ محمد ہیں جو تمام پیغمبروں کے سردار ہیں اور یہ علی ہیں جو تمام اولیا کے سردار اور ائمۂ طاہرین کے پدر بزرگوار ہیں۔ اسکے بعد حضرت کا گذر دوسرے درخت کے قریب سے ہوا اس میں سے یہ آواز بلند ہوئی ھٰذا محمد رسول اللہ وھٰذا علی سیف اللہ یعنی یہ محمد پیغمبر خدا ہیں اور یہ علی شمشیر خدا ہیں۔ اس لئے ان درختوں کا نام صیحانی رکھا گیا۔ ایضاً کتاب منتخب اللغات شاہجہانی میں بذیل لغۃ صیحان یہ حدیث علامہ ابن اثیر سے منقول ہے۔

چودھویں حدیث فریقین میں یہ حدیث مشہور ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن وحسین علیہما السلام کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ابنائی ھٰذان امامان قاما اوقعدا کما فی المناقب لابن شہر آشوب والبحار یعنی میرے یہ دونوں فرزند امام ہیں خواہ حکومت پر قائم ہوں خواہ خانہ نشین رہیں شرح صحیح مسلم المسمیٰ بالسراج الوہاج کے جزو دوم کتاب الامارہ صفحہ (۱۹۶) میں مرقوم ہے کہ آنحضرت نے فرمایا الحسن والحسین امامان قاما اوقعدا اور ابن شہر آشوب کتاب مناقب میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث نبوی پر جملہ اہل اسلام متفق ہیں۔

مؤلف کہتا ہے کہ اس مضمون کی حدیثیں جو ائمہ اثنا عشر کی امامت پر بطور نص وارد ہوئی ہیں کتب امامیہ میں علی الخصوص کتاب مستطاب بحار الانوار کے مجلدات میں بکثرت منقول ہیں اور حد تواتر کو پہنچی ہیں احقر نے انہیں پر اکتفا کی اگر کسی کو استیعاباً ان حدیث کا ملاحظہ منظور ہو تو وہ مجلدات بحار الانوار اور کتاب مناقب ابن شہر آشوبؒ وغیرہما کی طرف رجوع کرے۔

ثانیاً بتواتر ثابت ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت جناب امام حسین علیہ السلام کو اپنا وصی و خلیفہ مقرر فرمایا اور آپ کی امامت پر نص فرمائی۔ چنانچہ علامہ مجلسی نے جلاء العیون میں لکھا ہے عامہ و خاصہ نے بطرق متواترہ روایت کی ہے کہ امام حسن نے اپنی وفات کے وقت امام حسین کو اپنا وصی بنایا اور آپ کی امامت کی تصریح کی۔ ان روایات کی تفصیل بحار الانوار میں موجود ہے۔ ایضاً بحار الانوار۔ عوالم۔ اعلام الوریٰ۔ اور جلاء العیون میں بروایات فریقین مرقوم ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام کا وقت وفات قریب پہنچا آپ نے قنبر سے ارشاد فرمایا کہ میرے بھائی محمد حنفیہ کو بلا لاؤ۔ قنبرؓ نے آپ کی طلب سے محمد حنفیہ کو اطلاع دی۔ محمد فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس قدر تعجیل کی کہ اپنی نعلین کے بند بھی نہ باندھے اور قنبر کے ساتھ جلدی سے روانہ ہوئے تا آنکہ امام حسن مجتبیٰ کی خدمت میں پہنچکر سلام کیا حضرت نے فرمایا اے محمد میرے نزدیک بیٹھو ایسے وقت میں تمہارا غائب رہنا اور ایسے کلام کے سننے سے محروم ہونا مناسب نہیں جس سے مردے زندہ ہوتے ہیں اور زندے مرجاتے ہیں۔ لازم ہے کہ تم اہل بیت علم کے صندوق اور ضلالت کی تاریکیوں میں ہدایت کے چراغ بنے رہو۔ اس میں شک نہیں ہے کہ ایک باپ کی اولاد میں بحسب مدارج و فضائل فرق ہوتا ہے جس طرح سے کہ ایک دن کی ساعتوں میں ایک ساعت دوسری ساعت سے زیادہ روشن ہوتی ہے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ خدائے تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں امامت کو مقرر فرمایا اور بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ داؤد علیہ السلام کو زبور عطا فرمائی۔ اور ان میں سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برگزیدہ فرمایا۔ تمام انبیاء پر بزرگی دی۔ اے بھائی مجھے تمہاری نسبت اس امر کا خوف نہیں ہے کہ تم حسد کروگے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے کفار کو

حسد کی صفت سے یاد فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کفار احسد امن عند انفسھم من بعد ماتبین لھم الحق اور حق تعالیٰ نے تم پر شیطان کو راہ نہیں دی ہے۔ اے محمد ہمارے پدر عالی مقدار نے جو بات تمہاری شان میں کہی ہے کیا میں تمکو اس سے اطلاع دوں۔ محمد حنفیہ نے عرض کی بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا بروز فتح بصرہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ میرے ساتھ دنیا و آخرت میں نیکی کرے پس اسے لازم ہے کہ میرے فرزند محمد کیساتھ نیکی کرے اے محمد اگر تم چاہو تو میں اس زمانے کی بھی خبر دیسکتا ہوں جس زمانے میں کہ تم اپنے پدر بزرگوار کی پشت مقدس میں تھے اے بھائی اس بات کا یقین کرو کہ حسین میرے انتقال کے بعد امام مفترض الطاعۃ ہیں۔ یہ امامت جد عالیمقدار اور والد بزرگوار سے ان کو میراث میں پہنچی ہے۔ اور خدا کی کتابوں میں انکی خلافت مرقوم ہے خلاق عالم نے جان لیا ہے کہ اہل بیت بہترین مخلوقات ہیں پس اہل بیت میں سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برگزیدہ فرمایا اور آپکو نبوت دی حضرت نے اپنی خلافت کے لیئے امیر المومنین کو اختیار فرمایا اور امیر المومنین نے مجھے اختیار کیا میں اپنے بھائی حسینؑ کو اختیار کرتا ہوں۔ یہ سنکر محمد حنفیہ نے عرض کی یا ابن رسول اللہ آپ میرے امام اور سردار ہیں اور جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا تک پہنچنے کے لئے آپ ہی وسیلہ ہیں۔ خدا کی قسم میں چاہتا تھا کہ آپ سے پہلے میری جان جسم سے نکل جائے۔ بیشک میرے خیال میں آپکے اوصاف کے ایسے کلمات موجود ہیں جو اندازۂ بیان میں نہیں آسکتے جس صفت کو میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ پہلے ہی سے بیان کی گئی ہے اور خدا کی کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔ آپکے فضائل و مناقب کے احصا کرنے میں فصحا کی زبانیں بند ہیں اور کاتبون کے قلم عاجز اور کند۔ خدا تعالیٰ نیک عمل والوں کو ایسی ہی جزا دیتا ہے۔ پھر عرض کی کہ حسینؑ بن علی علم میں ہم سب سے بڑھکر ہیں اور حلم میں ہم سب سے زیادہ تر

جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کی قرابت بہت قریب ہے - وہ اس
زمانے سے امام ہیں جس زمانے میں کہ دنیا میں پیدا بھی نہیں ہوئے تھے - اور
اس وقت انہوں نے وحی خدا کو پڑھا ہے جسوقت کہ بات بھی کرنی شروع نہ کی تھی
اگر علام الغیب جانتا کہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا سے کوئی اور بہتر ہے تو اسی کو
اختیار کرتا پس جب اس نے حضرت کو اختیار فرمایا اور حضرت نے امیر المومنین کو امیر المومنین
نے آپکو اور آپ نے حسین کو اختیار کیا تو ہم نے تسلیم کی اور راضی ہوئے مشکلوں میں
ان سے پناہ مانگیں گے اور شبہات میں ان سے ہدایت پائیں گے انتہیٰ -

امام حسین علیہ السلام کے معجزات کا بیان

پہلا معجزہ بحار الانوار میں کتاب بصائر الدرجات ورجال کشی سے منقول ہے
صالح بن میثم کہتا ہے ایک مرتبہ میں اور عبایہ بن ربعی دونوں ملکر ایک زن مومنہ
کے پاس جس کا نام حبابہ والبیہ تھا اور جسکی پیشانی پر کثرت سجود سے گٹے پڑ گئے تھے
ملاقات کے لئے گئے جب وہاں پہنچے ابن ربعی نے کہا اے خاتون یہ تمہارا بھتیجا
صالح بن میثم ہے حبابہ نے کہا خدا کی قسم بیشک یہ میرا بھتیجا ہے پھر میری طرف
متوجہ ہوئیں اور کہا اے بھتیجے کیا میں تجھے امام حسینؑ کے بعض معجزات سے خبر
دوں - میں نے کہا بہت اچھا اے پھپی - حبابہ نے کہا میں ہمیشہ حضرت امام حسینؑ
کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھی اتفاقاً میری دونوں آنکھوں کے بیچ میں برص یعنے
کوڑھ پیدا ہو گیا اس سبب سے میں نے چند روز تک آپکی زیارت کو ترک کر دیا جب
آپ کو میری اس بیماری کی خبر ہوئی حضرت خود مع اصحاب میرے گھر تشریف فرما
ہوئے اسوقت میں اسی مقام پر نماز پڑھ رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا اے حبابہ کیا
وجہ ہوئی کہ تم ایک مدت سے ہمارے پاس نہیں آئیں میں نے عرض کی یا بن

رسول اللہ اس بیماری نے جو میرے منہ پر ظاہر ہوئی ہے شرف ملازمت کے حصول سے مجھے محروم رکھا ہے حضرت نے فرمایا اپنے برقع کو ذرا اٹھاؤ میں نے برقع ہٹایا آپ نے اپنا لعاب دہن مبارک اس مقام پر لگایا اور ارشاد کیا خدا یتعالی کا شکر بجالاؤ کہ یہ بیماری تم سے دفع ہوگئی میں نے اسی وقت سجدہ کیا اور شکر خدا بجالائی جب سجدے سے سر اٹھایا آپ نے فرمایا آئینہ میں دیکھو میں نے آئینہ لیکر اس میں نظر کی دیکھا کہ اثر اور نشان تک اس بیماری کا سے کر منہ پر نہیں ہے

دوسرا معجزہ

کتاب مناقب فاطمہ میں منقول ہے کہ حبابہ والبیہ ایک روز جناب سید الشہدا کی خدمت میں حاضر ہوئیں اس زمانے میں ان کے سر کے بال سفید ہوگئے تھے حضرت نے دعا فرمائی فوراً وہ سیاہ ہوگئے۔

تیسرا معجزہ

بحار الانوار کتاب خرائج سے منقول ہے یحیی ابن ام الطویل کہتا ہے ایک مرتبہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا ناگاہ ایک جوان حضرت کے پاس آیا وہ اسوقت شدت سے رو رہا تھا آپ نے ارشاد فرمایا اے شخص کیوں روتا ہے جوان نے عرض کی یا ابن رسول اللہ میری والدہ کا اسی وقت انتقال ہوا ہے اور کوئی وصیت نہیں کی حالانکہ بہت سا مال ان کے پاس تھا ہاں مرنے سے پہلے اتنا تو کہا تھا کہ جب میں مرجاؤں تو کوئی اور کام نہ کرنا بلکہ پہلے حضرت کی خدمت میں اطلاع دینا جب آپ نے یہ کیفیت سنی ہم سے فرمایا اٹھو تا اس زن صالحہ کے گھر جائیں ہم سب اٹھے اور حضرت کے ہمراہ اس عورت کے دروازے پر پہنچے - دیکھا وہ عورت مری پڑی ہے اور اسپر ایک چادر اڑھا دی گئی

ہے حضرت امام حسین علیہ السلام نے وہیں سے اپنے دست مبارک اٹھا کر دعا کی اے پروردگار تو اس عورت کو زندہ کر دے تا وہ اپنے امور میں وصیت کرے ادھر حضرت اس دعا سے فارغ ہوئے ادھر وہ عورت زندہ ہو گئی اور فوراً کلمۂ شہادتین پڑھ کے اٹھ بیٹھی جب اس کی نظر حضرت پر پڑی عرض کی اے مولا گھر میں تشریف لائیے آپ گھر میں داخل ہو کر اس کے بالین پر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا اے عورت خدا تعالےٰ تجھ پر رحم فرمائے اپنے امور میں وصیت کر اس ضعیفہ نے عرض کی یا ابن رسول اللہ میرے پاس اسقدر مال ہے میں نے اسے فلاں مقام پر رکھا ہے اس میں سے تیسرا حصّہ آپ کی نذر ہے اپنے دوستوں میں سے جسے چاہئے مرحمت فرمائیے۔ باقی دو ثلث اس فرزند کے ہیں بشرطیکہ آپ کے نزدیک ثابت ہو کہ وہ آپ کے غلاموں میں اور دوستوں میں سے ہے اگر وہ مخالف ہے تو باقی دو ثلث بھی آپ ہی کا مال ہے کیونکہ مومنین کے مال میں منافقین کا کوئی حق نہیں ہے پھر حضرت سے اس عورت نے التماس کی کہ آپ مجھ پر نماز میت پڑھیے اور میرے دفن میں شریک ہو جئے یہ کہکر وہ پھر لیٹ گئی اور انتقال کیا۔

چوتھا معجزہ

بحار الانوار میں کتاب خرایج سے منقول ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک اعرابی نے چاہا کہ حضرت امام حسینؑ کے علم و قدر کا امتحان کرے پس مدینہ منورہ کا قصد کیا جب قریب اس شہر کے پہنچا تو اپنے ہاتھ سے استمنا کر کے جنب ہو گیا اور مدینہ میں داخل ہو کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے جس وقت اسے دیکھا ارشاد فرمایا اما تستحی یا اعرابی ان تدخل الی امامك وانت جنب یعنی اے اعرابی تجھے شرم نہیں آتی کہ جنب ہو کر اپنے امام کی خدمت میں

آنکھ ہے اعرابی نے عرض کی یا ابن رسول اللہ جس حاجت کے لئے میں حاضر ہوا تھا وہ پوری ہوئی یعنی آپ کے معجزے سے میں واقف ہوگیا۔ پھر اس اعرابی نے مراجعت کی اور غسل کرکے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو جو مسائل کہ منظور تھے وہ آپ سے دریافت کرلئے۔

پانچواں معجزہ

بحارالانوار میں کتاب خرائج سے بروایت امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کسی کام کے لئے جس میں سفر کرنا ضرور تھا اپنے بعض غلاموں کو معین فرمایا اور ارشاد کیا کہ فلاں روز سفر نہ کرنا بلکہ فلاں روز روانہ ہونا اگر تم میرے حکم کی مخالفت کروگے تو راہزن تمہیں راستہ میں ملیں گے اور تمہیں قتل کرینگے ان ناسعادتمند غلاموں نے اس وقت آپ کے فرمانے کے خلاف کیا اور جس دن کے سفر سے حضرت نے منع فرمایا تھا اسی روز روانہ ہوکے راستہ میں چوروں نے ان پر حملہ کیا اور سب کو قتل کرکے تمام اسباب لوٹ لیگئے جب حضرت کو اس واقعہ کی خبر ملی تو نہایت رنجیدہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ میں نے انکو پہلے ہی اس کی خبر دی تھی ڈرایا تھا مگر انہوں نے نہ مانا یہ فرماکر فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور والی مدینہ کے پاس تشریف لائے والی نے عرض کی یا ابن رسول اللہ میں نے سنا ہے کہ قطاع الطریق نے آپ کے غلاموں کو قتل کیا خدا تعالیٰ آپکو اس کے عوض میں اجر جمیل عطا فرمائے حضرت نے فرمایا میں اپنے غلاموں کے قاتلوں کو بتا دیتا ہوں تم انہیں گرفتار کرکے قصاص میں قتل کرو مدینہ کے حاکم نے عرض کی یا ابن رسول اللہ کیا آپ انہیں پہچانتے ہیں حضرت نے فرمایا بیشک۔ جس طرح سے تمہیں پہچانتا ہوں ان قاتلوں کو بھی پہچانتا ہوں پھر آپ نے

ایک ایسے شخص کی طرف جو حاکم کے سامنے کھڑا تھا اشارہ کرکے فرمایا کہ ان قاتلوں میں سے ایک شخص یہ بھی ہے۔ اس مرد نے عرض کی یا بن رسول اللہ آپ نے مجھے کہاں سے پیدا کیا اور کیونکر جانا کہ میں ان قاتلوں سے ہوں آپ نے فرمایا اگر میں اصل واقعات تجھ سے بیان کروں تو میری تصدیق کریگا عرض کی بیشک خدا کی قسم میں آپکی تصدیق کرونگا آپ نے فرمایا جب تو مدینہ سے باہر روانہ ہوا تو تیرے ساتھ فلاں اور فلاں اشخاص تھے پھر حضرت نے ہر ایک کا نام و نشاں تفصیلا بیان فرمایا کہ ان میں سے چار آدمی مدینہ کے امراسے تھے اور باقی مدینہ کے لشکر کے لوگ تھے۔ جب حاکم نے یہ کیفیت سنی اس مرد سے کہا کہ ہاں اے شخص میں جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کی قسم منورا ور منبر کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تو سچ سچ نہ بیان کریگا تو اسقدر تازیانے تجھے لگاؤنگا کہ تیرا تمام گوشت گر جائے۔ اس مرد نے کہا خدا کی قسم فرزند رسولؐ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے حضرت اس واقعہ سے ایسے واقف ہیں جیسے گویا ہمارے ساتھ ہی تھے پس حاکم نے ان سب کو گرفتار کیا اور سب سے اقرار لیکر ان کی گردنیں مارنیکا حکم دیدیا۔

چھٹا معجزہ

بحار الانوار میں خرائج سے اور ناسخ التواریخ میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص جو بہت مالدار تھا جناب سید الشہدا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا بن رسول اللہ میں فلاں عورت سے جو بہت مالدار ہے نکاح کرنا چاہتا ہوں آپ سے مشورہ کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں حضرت نے فرمایا اس عورت سے تزویج نہ کر (کہ بہت نقصان اٹھائیگا) اس بے سعادت نے حضرت کے حکم کی مخالفت کرکے اسی عورت سے نکاح کیا جب وہ عورت اس کے گھر آئی تھوڑی

ہی مدت میں وہ مرد مفلس اور پریشان حال ہوگیا عورت کی دولت بھی ضائع ہوئی
اور اپنا مال بھی کھو بیٹھا - جب حضرت کو اس امر کی اطلاع ہوئی اس مرد سے فرمایا
میں نے پہلے ہی تجھ سے کہدیا تھا مگر تو نے نہ مانا اب بھی کہتا ہوں کہ اس عورت
کو طلاق دیکر فلاں عورت سے شادی کر - اس شخص نے اب کے بار حضرت کے
حکم کی تعمیل کی زن مذکورہ کو طلاق دیکر جس عورت سے کہ حضرت نے فرمایا تھا
نکاح کیا ایک سال نہیں گزرا تھا کہ بہت سا مال اس کے ہاتھ آیا پھر اس کے بطن
سے اس مرد کے لئے دو فرزند پیدا ہوئے اور اس کا حال درست ہوگیا ۔

ساتواں معجزہ

بحار الانوار میں مناقب ابن شہر آشوب اور کشف الغمہ سے بروایت امام جعفر صادق
علیہ السلام منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین علیہ السلام ایک بیمار کی عیادت
کے لئے تشریف فرما ہوئے جس کو بہت شدت کی تپ تھی اس بیمار کا نام عبداللہ
بن شداد تھا جب حضرت اس کے گھر میں داخل ہوئے فوراً تپ اس کے جسم سے
دفع ہوگئی اور وہ اٹھ بیٹھا جب حضرت اس کے قریب تشریف لائے اس نے
عرض کی یا بن رسول اللہ ان مراتب سے جو خدا تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے ہیں
میں بہت خوش ہوں اور لطف یہ ہے کہ بخار بھی آپ کے قدموں کی برکت سے بھاگتا
ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ خلاق عالم نے جتنی چیزیں دنیا میں پیدا کی ہیں ان
سب کو حکم دیا ہے کہ ہماری اطاعت کریں پس اسوقت جتنے لوگ وہاں موجود تھے
ان سب نے یہ آواز سنی کہ کوئی شخص کہتا ہے لبیک حالانکہ وہ کسی کو نظر نہ آتا
تھا الخ

آٹھواں معجزہ

بحارالانوار میں کتاب تہذیب شیخ ابوجعفر طوسی سے نقل کیا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ موسم حج میں ایک عورت خانہ کعبہ کا طواف کر رہی تھی اس کے پیچھے ایک مرد بھی طواف کرتا تھا۔ ناگاہ اس عورت کا ہاتھ چادر سے باہر نکل آیا جب اس مرد نے اس کا ہاتھ دیکھا تو اپنا ہاتھ بلند کرکے اس کے ہاتھ پر رکھدیا۔ خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے فوراً دونوں ہاتھ باہم پیوست کردیئے اس مرد نے پھر بہت کچھ چاہا اور زور کیا کہ اپنا ہاتھ چھڑالے مگر چھڑا نسکا یہ دیکھکر تمام لوگوں نے اپنا طواف قطع کیا اور ان دونوں زن و مرد کے پاس جمع ہوئے حاکم کو بھی خبر کی۔ حاکم مکہ نے وہاں حاضر ہوکر فقہا کو طلب کیا اور ان کے بارے میں مشورت کی سب نے کہا کہ اس مرد کا ہاتھ قطع کرنا چاہیئے کیونکہ اس نے خیانت کی ہے حاکم نے کہا جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کے فرزندوں سے بھی یہاں کوئی موجود ہے لوگوں نے کہا ہاں حضرت امام حسین علیہ السلام آج ہی کی شب کو تشریف فرما ہوئے ہیں حاکم نے آپکو طلب کیا جب آپ تشریف لائے۔ عرض کی یا ابن رسول اللہ ملاحظہ فرمائیے یہ کیسی بلا ان کے سر پر نازل ہوئی ہے حضرت نے جب ان کی حالت دیکھی قبلہ کی طرف منہ کیا اور دعا کرنیکے لئے اپنے دست مبارک بلند فرماکر دیر تک دعا فرماتے رہے پھر اس مرد اور عورت کے قریب رونق افروز ہوئے اور اپنے دست مبارک سے اس مرد کے ہاتھ کو عورت کے ہاتھ سے جدا فرمادیا حاکم نے پوچھا کہ آیا اس مرد کو کچھ سزا دینی چاہیئے حضرت نے فرمایا نہیں (کیونکہ وہی رسوائی اس کو سزا کے لئے کافی ہوگئی)

نواں معجزہ

بحار الانوار میں کتاب مناقب ابن شہر آشوب سے منقول ہے کہ جناب سید الشہدا کے زمانہ میں ایک عورت اور اس کے بچے کے بارے میں دو مردوں نے باہم مخاصمت کی ہر مرد کہتا تھا کہ یہ عورت میری زوجہ ہے اور اس کا بچہ میرا فرزند ہے حضرت کہیں تشریف لیجا رہے تھے ناگاہ آپکا گزر اس مقام پر ہوا جہاں وہ مرد مخاصمت کر رہے تھے ان کی مخاصمت کو آپ نے ملاحظہ فرما کر پوچھا کہ نزاع کی وجہ کیا ہے ان دونوں نے اپنا دعویٰ اور مخاصمہ حضرت کی خدمت میں عرض کیا آپ نے مدعی اول سے فرمایا تو بیٹھ جا پھر اس عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد کیا اے عورت اس سے پہلے کہ خداوند عالم تیرا پردہ فاش کرے اور تو رسوا ہو اپنا حال سچ سچ بیان کر۔ عورت نے عرض کی یابن رسول اللہ یہ جو مرد کہ بیٹھا ہے وہی میرا شوہر ہے اور بچہ بھی اسی کا ہے اس دوسرے مرد کو میں نہیں جانتی۔ حضرت نے جب اس عورت کی یہ بات سنی اس کے شیر خوار بچہ کی طرف متوجہ ہوئے حالانکہ اس نے ابھی تک بات کرنی شروع نہ کی تھی اور فرمایا اے لڑکے خدا تعالیٰ کے اذن و قدرت سے گویا ہو اور بیان کر کہ یہ جو تیری ماں کہہ رہی ہے آیا وہ سچی ہے یا جھوٹی۔ وہ بچہ فوراً حضرت کے اعجاز سے گویا ہوا اور بزبان فصیح عرض کی یابن رسول اللہ میں نہ اس مرد کا فرزند ہوں اور نہ اس مرد کا بلکہ میرا باپ فلاں چرواہا ہے جو فلاں قبیلہ سے ہے یہ سنکر حضرت نے اس عورت کو سنگسار کرنیکا حکم دیا۔ اور اس بچہ نے اس کے بعد پھر کبھی کوئی بات نہ کی۔

دسواں معجزہ

بحار الانوار اور مناقب ابن شہر آشوب میں مرقوم ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے ایک مرتبہ اصبغ بن نباتہ کو ان کی درخواست پر شہر کوفہ سے مسجد قبا تک جو کئی منزلوں کا فاصلہ ہے بطی الارض ایک چشم زدن میں پہنچا دیا صح۔

گیارھواں معجزہ

بحار الانوار میں کتاب مناقب ابن شہر آشوب سے اور ناسخ التواریخ میں کتاب عوالم سے بروایت عبد العزیز منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک جماعت حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوی اور عرض کی یا ابن رسول اللہ اپنے فضائل سے ہم کو مطلع فرمایئے حضرت نے فرمایا ہمارے فضائل کے سننے کی تم میں سے کسی کو تاب نہیں ہے اگر تم اس امر کو آزمانا چاہتے ہو تو ابھی تم سب علیحدہ ہو جاؤ اور اپنے میں سے کسی ایک شخص کو میرے پاس چھوڑ دو میں اس کے روبرو کچھ اپنے فضائل بیان کروں گا اگر وہ شخص ہمارے فضائل سن سکے اور کچھ اسکی حالت متغیر نہو تو تم سے بھی بیان کئے جائیں گے یہ سنکر وہ سب لوگ علیحدہ ہو گئے اور اپنے میں سے ایک شخص کو حضرت کے پاس چھوڑ دیا حضرت نے اس شخص کے روبرو چند کلمے بیان فرمائے ان کلمات کا سننا تھا کہ فوراً وہ شخص بیہوش ہو گیا اور اسکی زبان بند ہو گئی پھر کسی سے اس نے بات نہ کی یہ حالت دیکھکر وہ جماعت واپس چلی گئی۔

بارھواں معجزہ

بحار الانوار میں کتاب دلائل سے بروایت امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ

ایک مرتبہ جناب سید الشہداء علیہ السلام حج کیلئے مکہ معظمہ کو پیادہ پا روانہ ہوئے یہانتک
کہ پیادہ پائی کی صعوبت سے آپ کے پاہائے مبارک پر ورم آگیا۔ آپ کے بعض غلاموں
نے عرض کی اے آقا اگر آپ اسوقت سوار ہوجاتے تو مناسب تھا کیونکہ سوار
ہونیسے پاہائے مبارک کا ورم کم ہوجائیگا حضرت نے فرمایا نہیں سوار تو میں نہیں ہونگا
مگر ہاں یہ جو منزل ہمارے آگے ہے جب ہم وہاں پہنچیں تو ایک شخص حبشی ایک
قسم کا روغن لئے ہوئے تجھے ملیگا پس وہ روغن تو اس سے خرید لینا جس کے
ملنے سے میرے پاؤں کا ورم جاتا رہیگا اور خبردار وہ روغن اس سے مفت نہ لینا
غلام نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں میں خوب جانتا ہوں آگے
کوئی ایسی منزل نہیں ہے جس میں کوئی ایسا روغن بیچنے والا ہو آپنے فرمایا دیکھ منزل کے
اسی طرف تیرے سامنے وہ شخص آتا ہے۔ اس کے بعد ایک میل اور مسافت طے
کی تھی کہ ناگاہ ایک حبشی دور سے نظر آیا حضرت نے اپنے غلام سے فرمایا۔ جا اور
اس حبشی سے روغن لیکر اسکی قیمت اسے عطا کر حضرت کے غلام نے آگے بڑھکر
اس حبشی سے ملاقات کی اور روغن طلب کیا اس حبشی نے کہا تم کس کیلئے یہ روغن چاہتے
ہو حضرت کے غلام نے کہا سبط رسول الثقلین کیلئے چاہتا ہوں حبشی نے کہا مجھے
حضرت کی خدمت میں لیچلو المختصر وہ حبشی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی
یا ابن رسول اللہ میں آپکا غلام اور تابع ہوں بھلا ہو سکتا ہے کہ میں حضرت سے اس
روغن کی قیمت لوں مگر ہاں غلام کی ایک گزارش ہے وہ یہ کہ اس وقت میں اپنی
عورت کو دروازہ میں چھوڑکر آیا ہوں آپ دعا فرمائیں کہ خلاق عالم مجھے ایک فرزند
نرینہ تام الخلقة عطا فرمائے حضرت نے فرمایا تو اپنے گھر کو مراجعت کر کہ خدا تعالے
نے تجھے تیری حسب خواہش ایک لڑکا مرحمت فرمایا ہے حبشی فوراً وہاں سے واپس
ہوکر اپنے گھر پہنچا دیکھا حضرت کے فرمانیکے موافق فرزند نرینہ صحیح وسالم پیدا ہوچکا

ہے یہ دیکھکر پھر اس نے حضرت کی خدمت میں مراجعت کی اور آپکو دعائیں دیں
آپ نے اس سے روغن لیکر اپنے پاہائے مقدس پر ملا جس سے فورًا وہ ورم
جاتا رہا اور پاہائے اطہر مثل سابق کے صحیح و درست ہو گئے - اس روایت کے
لکھنے کے بعد علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ امام حسن علیہ السلام کی نسبت بھی بعینہ یہ
معجزہ مروی ہے اور بعینہ ایک طرح کے حالات دو اماموں سے بعید ہیں لہذا
ظاہر یہ بات ہے کہ یہاں نام کی تحریر میں نساخ سے غلطی واقع ہوئی ہے -
مولف کہتا ہے کہ سہو ہر ایک مقام پر ممکن ہے یعنی فی الحقیقت یہ معجزہ ایک
ہی امام کا ہے یا امام حسنؑ کا یا امام حسینؑ کا اور دو روایتوں میں جو دو اماموں کے نام
لکھے ہیں وہ راوی یا نساخ کا سہو ہے -

تیرھواں معجزہ

مدینۃ المعاجز میں بروایت راوندی مروی ہے کہ امام حسین علیہ السلام تنہا کہیں تشریف
لیجا رہے تھے راستہ میں ایک دشمن نے اپنا ہاتھ اٹھایا تا آپ کے رخسار پر (معاذ اللہ)
طمانچہ مارے فورًا بقدرت خدا اس کا ہاتھ خشک ہوگیا جب اس نے اپنا یہ حال
دیکھا عاجز ہوا اور نہایت تضرع سے عرض کی یا ابن رسول اللہ دعا فرمائی تا خلاق عالم
مجھے اس بلا سے نجات دے حضرت نے رحم فرما کر دعا کی آپ کے دعا کی برکت
سے پھر اسی وقت اس کا ہاتھ درست ہوگیا -

چودھواں معجزہ

ناسخ التواریخ میں مدینۃ المعاجز سے منقول ہے ابو محمد عبد اللہ بن محمد بیان کرتے
ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت

کے فرزند علی اکبر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی بابا جان میں اسوقت انگور چاہتا ہوں۔ حالانکہ وہ موسم انگور کا نہ تھا حضرت نے اپنا دست مبارک مسجد کے ستون پر مارا فوراً وہاں سے انگور اور موز نکل آئے حضرت نے فرمایا خدا کے پاس اسکے دوستوں کیلئے اس سے بھی زیادہ موجود ہے (پھر وہ انگور اور موز اپنے فرزند کو عطا فرمائے)۔

پندرھواں معجزہ

ناسخ التواریخ میں مدینتہ المعاجز سے بروایت بعض اولاد زبیر منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ایک منزل پر ٹھیرے حضرت کیلئے خادموں نے ایک درخت خرما کے نیچے جو بالکل خشک تھا فرش بچھا دیا اس پر آپ رونق افروز ہوئے اور دست مبارک بلند فرما کر بعض ایسے کلمات سے دعا کی کہ ہم ان کلمات کو نہ سمجھ سکے فوراً وہ سوکھا درخت سرسبز و شاداب ہو گیا اور رطب تازہ سے بار آور ہوا۔ ایک جمّال جس نے اونٹ کرایہ سے دیا تھا وہاں موجود تھا یہ حال دیکھکر کہا خدا کی قسم یہ جادو ہے حضرت نے ارشاد فرمایا ویلک یعنی تجھ پر عذاب ہو یہ جادو نہیں بلکہ فرزند رسول کی دعا ہے جسے خداوند تعالیٰ نے قبول فرمایا ہے۔ پھر لوگ اس درخت پر چڑھے اور اس کے تمام رطب توڑ کر کھائے اور باقی جمع کئے۔

مولّف کہتا ہے کہ ایک ایسا معجزہ بعینہ جلاء العیون اور بحار الانوار میں حضرت امام حسن علیہ السلام کے بارے میں منقول ہے اور ایک طرح کی دو حالتیں دو اماموں سے بعید ہیں اس لئے معلوم ہوتا ہے نام کے بیان یا تحریر میں راوی یا نساخ سے غلطی ہوئی حقیقت میں وہ ایک ہی امام کا معجزہ ہے۔

سولھواں معجزہ

ناسخ التواریخ وغیرہ میں کتاب مدینۃ المعاجز سے بروایت ام اسلم (زوجہ آنحضرتؐ) مروی ہے
وہ کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں
ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر گئی اور ان سے پوچھا کہ حضرت کہاں تشریف
لےگئے ہیں ام سلمہ نے کہا تم بیٹھو وہ حضرت ابھی تشریف لاتے ہیں۔ میں بیٹھ گئی
تھوڑی ہی دیر میں حضرت رونق افروز ہوئے میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ
پر میرے ماں باپ فدا ہوں میں نے کتب سابقہ میں پڑھا ہے کہ پیغمبر کیلئے ایک
وصی ہوتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کا ان کی زندگی میں ایک وصی تھا اور جب
انکا انتقال ہوا تو انہوں نے ایک (دوسرا) وصی چھوڑا اب فرمائی کہ آپ
کا وصی کون ہے حضرت نے ارشاد فرمایا میری زندگی میں اور وفات کے بعد
میرا ایک ہی وصی ہے اور میرا وصی وہ شخص ہے کہ اسوقت میں جو کام کرتا ہوں
وہ شخص بھی وہ کام کرے یہ فرما کر حضرت نے ایک چھوٹا سا پتھر اٹھایا اور
انگشتہائے مبارک سے اسے ملنا شروع کیا تا آنکہ وہ مثل آٹے کے ہو گیا پھر
اسکو آپ نے گوندکر اپنی انگوٹھی سے اس پر مہر کی اور فرمایا جو شخص اسطرح
سے پتھر کو مثل آٹے کے گوندکر اس پر مہر کرے وہ میرا وصی ہے۔ ام اسلم
کہتی ہیں کہ اس کے بعد میں حضرت امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوئی اور
عرض کی کیا جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کے آپ ہی وصی ہیں۔ فرمایا ہاں
پھر ایک پتھر کا ٹکڑا اٹھایا اور آنحضرت کی طرح اس پر مہر فرمائی اور ارشاد کیا
اے ام اسلم جو شخص اس طرح پتھر پر مہر کرے وہ میرا وصی ہے پھر میں وہاں
سے امام حسنؑ کے پاس آئی وہ اسوقت کمسن بچے تھے میں نے کہا یا ابن رسول اللہ

کیا آپ اپنے پدر بزرگوار کے وصی ہیں حسن مجتبیٰ نے فرمایا ہاں میں ہی اپنے والد ماجد کا وصی ہوں پھر ایک پتھر لیا اور مثل حضرت امیر کے اس پر مہر کی۔ پھر میں امام حسین کے پاس آئی اسوقت آپ بہت کمسن تھے میں نے عرض کی آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں کیا آپ اپنے بھائی کے وصی ہیں آپ نے فرمایا میرے سوا میرے بھائی کا کوئی وصی نہیں یہ فرما کر اسیطرح ایک چھوٹے پتھر پر اپنی مہر کی۔ راوی کہتا ہے کہ ام اسلم کو خلاق عالم نے اس قدر زندہ رکھا کہ جب سید الشہداء علیہ السلام شہید ہوئے اور آپ کے اہل بیت نے مدینہ کو مراجعت کی اسوقت ام اسلم نے امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا ابن رسول اللہ کیا آپ اپنے پدر بزرگوار کے وصی ہیں آپ نے فرمایا ہاں میں ہی حضرت کا وصی ہوں یہ ارشاد کر کے پتھر کے ٹکڑے اٹھائے اور انہیں مثل آٹے کے گوندکر اس پر اپنی مہر فرمائی کہ تمام حروف پورے طور پر نمایاں ہو گئے۔

مولف کہتا ہے کہ کتب احادیث امامیہ میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے احوال میں بتفاوت قلیل دوسرے طریق سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔ اور قریب اس کے کتاب کشف الغمہ و تحفہ رضویہ میں حبابہ والبیہ سے مروی ہے جنکی کنیت ام غانم تھی۔

سترھواں معجزہ

ناسخ التواریخ میں بروایت راوندی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت امام حسن ع کی شہادت کے بعد ایک جماعت حضرت امام حسین ع کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا ابن رسول اللہ ان عجیب کراماتوں سے جو امیر المومنین ع

ہم کو دکھلاتے تھے آپ کے پاس کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا تم میرے پدر بزرگوار کے چہرۂ انور سے واقف ہو سب نے عرض کی ہم کسطرح واقف نہیں کہ ہمیشہ آپ کی خدمت سے مشرف ہوتے رہے یہ سنکر حضرت نے ایک حجرے کے دروازے پر جو پردہ پڑا تھا اپنے دست مبارک سے اسے کھینچا اور فرمایا اس حجرے میں دیکھو۔ ان لوگوں نے جو حجرے میں نظر کی دیکھا حضرت امیر علیہ السلام تشریف فرما ہیں یہ دیکھکر سب متعجب ہوئے اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک امیرالمومنین خلیفہ برحق ہیں اور حجۃ خدا ہیں اور آپ ان کے فرزند ہیں۔ صاحب اسرار الشہادۃ نے بنقل صفار بروایت امام حسن عسکری علیہ السلام قریب اس کے نقل کیا ہے۔

اٹھارھواں معجزہ

ناسخ التواریخ میں بروایت راوندی امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے پدر بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام ایک صحرا کی طرف روانہ ہوئے میں بھی آپ کے ساتھ تھا جب صحرا میں پہنچے میں نے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ وہاں تشریف فرما ہیں میرے والد ان کو دیکھکر سواری سے اتر پڑے اور اس بزرگ کے قریب بیٹھ گئے آپس میں باتیں ہونے لگیں میرے پدر بزرگوار جب اس بزرگ کو خطاب کرتے تو فرماتے جعلت فدا اک تھوڑی دیر کے بعد دونوں بزرگواروں نے ایک دوسرے کو رخصت کیا۔ وہ بزرگ اٹھے اور وہاں سے روانہ ہوئے میرے پدر عالیمقدار کی انہیں پر نظر تھی یہانتک کہ وہ آنکھوں سے پوشیدہ

ہوگئے اس وقت میں نے عرض کی باباجان یہ کون بزرگ تھے جنکی اسقدر آپ نے تعظیم و تکریم کی فرمایا بیٹا یہ تمہارے جدّ عالیمقام حسین بن علی علیہما السلام تھے

انیسواں معجزہ

بحارالانوار میں بروایت صاحب عیون المحاسن انس بن مالک سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حسین بن علی علیہما السلام کے ہمراہ تھا کہ آپ اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی قبر پر تشریف لائے اور وہاں بیٹھ کر بہت روئے پھر مجھ سے فرمایا اے انس تم یہاں سے چلے جاؤ میں علیحدہ ہو گیا اور تھوڑی دور جاکر بیٹھا۔ میرے علیحدہ ہونیکے بعد آپ نماز کیلئے کھڑے ہوئے اور دیر تک نمازیں پڑھتے رہے اس کے بعد میں نے سناکہ آپ نے یہ اشعار پڑھے ۔ ۱

یارب یا ربّ انت مولاہ فارحم عبید الیک ملجاہ

اے میرے پروردگار تو میرا آقا ہے پس اس بندۂ حقیر پر رحم کر جو تجھی سے پناہ کی امید رکھتا ہے ۲

یاذا المعالی علیک معتمدی طوبیٰ لمن کنت انت مولاہ

اے صاحب کبریائی و بزرگواری تجھی پر میں بھروسہ رکھتا ہوں۔ خوشحال اس کا جسکا تو آقا و مددگار ہو ۳

طوبیٰ لمن کان خائفا ارقا یشکوا الی ذی الجلال بلواہ

خوشحال اس بندے کا جو اپنے پروردگار سے خائف اور تمام شب بیدار رہے اور اپنی مصیبتوں اور بلاؤں کی شکایت اس سے کرے ۴

ومابہ علّۃ ولا سقم اکثر من حبہ لمولاہ

اور کسی طرح کی بیماری اور کوئی مرض اس بندے کو سوائے اپنے پروردگار کی
محبت کے نہو ٥٥

اذا اشتکی بثہ وغصتہ   اجابہ اللہ ثم لبیاہ

جب وہ بندہ اپنے اندوہ اور رنج کی شکایت اللہ تعالیٰ سے کرے تو وہ اسکو
قبول فرمائے اور جواب میں ارشاد کرے لبیک ٥٦

اذا ابتلی بالظلام مبتهلا   اکرمہ اللہ ثم ادناہ

جسوقت وہ بندہ (غم والم کی) تاریکیوں میں مبتلا ہوا اور بتضرع وزاری دعا
کرے تو خلاق عالم اسے اپنے لطف وکرم سے بزرگی عطا فرمائے اور اپنے
قرب میں اسے جگہ دے۔ انس کہتے ہیں کہ جب حضرت اس مناجات سے
فارغ ہوئے تو میں نے سنا کہ آپکے جواب میں ہاتف غیب سے یہ آواز آئی ٥

لبیک عبدی وانت فی کنفی   وکلما قلت قد علمناہ

یعنی لبیک اے میرے بندے تو میرے قریب اور میری پناہ میں ہے اور
جو کچھ تو نے کہا وہ سب ہم نے سنا ٥٢

صوتک تشتاقہ ملائکتی   فحسبک الصوت قد سمعناہ

تیری آواز سننے کے تمام فرشتے مشتاق ہیں تجھے یہ کافی ہے کہ تیری دعا کو
ہم نے (نہایت محبت سے) سنا ٥٣

دعاک عندی یجول فی حجب   فحسبک الستر قد سفرناہ

تیری دعا ہمارے پردۂ جلال تک پہنچی ہیں تجھے کافی ہے کہ ہم نے پردے
تیرے روبرو سے اٹھا دئے ٥٤

لو هبت الریح فی جوانبه   خر صریعا لما تغشاہ

اگر میرے جلال کی نسیم کسی شخص مقرب کے اطراف چلے تو اسکو تاب استقامت

باقی نہ رہے اور وہ فوراً غش کھا کر گر پڑے۔

سلنی بلا رغبۃ ولا رھب ولا تخف انسننی انا اللہ

جس چیز کو تیرا جی چاہے بے رعب ودہراس مجھ سے طلب کر اور خوف نہ کر کہ میری ذات مستجمع تمام صفات کمال کی ہے کذا فی المناقب لابن شہر آشوب

بیسواں معجزہ

بحار میں حذیفہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسالتمآب کے زمانہ میں امام حسین ع سے سنا کہ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میرے قتل پر سرکشان بنی امیہ جمع ہوں گے اور ان کا افسر عمر سعد ہوگا میں نے کہا کیا آپ کو آنحضرت نے اس کی خبر دی ہے فرمایا نہیں میں متعجب ہو کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کو بیان کیا حضرت نے فرمایا علمی علمہ وعلمہ علمی لاننا نعلم بالکائن قبل کینونتہ یعنی میرا علم حسین کا علم ہے اور حسین کا علم میرا علم ہے اور بیشک ہم ہر چیز کو اس کے ہونے سے پہلے جان لیتے ہیں۔

مولف کہتا ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے زمانہ کے حالات میں جناب سید الشہداء کے کئی معجزات کا ذکر ہو چکا ہے اور آئندہ ابواب بس علی الخصوص اس کتاب کے حصہ ثانیہ وثالثہ میں بہت سے معجزے مذکور ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ

آپ کے بعض اوصاف واخلاق کا بیان۔

روزے کے وجوب کی توجیہ

ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے کتاب مناقب میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے پوچھا کہ خلاق عالم نے اپنے بندوں پر روزے

کس لیئے فرض کیئے ہیں حضرت نے فرمایا اس لیئے کہ دولتمند بھوک کا مزہ چکھیں اور فقراو مساکین پر انفاق کریں۔

آپ کا حلم

ملا مبین نے وسیلۃ النجاۃ میں لکھا ہے کہ ایک روز آپ مدینہ کے باہر تشریف لیجا رہے تھے اور آپ کے اصحاب سے تقریباً چار سو آدمی آپ کے ساتھ تھے راہ میں ایک شخص نے کسی سے پوچھا کہ آپ کون ہیں جنکے سر پر جناب رسول خدا کا عمامہ ہے جسم میں حضرت ہی کا پیرہن ہے تلوار بھی آپ ہی کی حمائل ہے لوگوں نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں یہ رسول اللہ کے نواسے حسینؑ بن علیؑ ہیں چونکہ وہ شخص دشمنان اہل بیت سے تھا آپ کے سامنے اگر نازیبا کلمات اپنی زبان پر جاری کیئے آپ نے تبسم فرمایا اور اس سے مخاطب ہوکر کہا اے شخص کیا تجھے صحرا نوردی کی وجہ سے خشکی ہوگئی ہے اگر ایسا ہے تو میرے ساتھ چل کہ میں تیرے علاج میں سعی کروں اگر تجھے تیری بیوی نے ستایا ہے تو لے یہ زر نقد حاضر ہے اس کو لیجا کر دے کہ وہ راضی ہو غرض اس طرح کی بہت سی لطف آمیز باتیں فرمائیں۔ (کہ وہ شرمندہ ہوگیا) حضرت کیساتھ جو اصحاب تھے ان میں سے کسی نے بڑھکے عرض کی اگر اجازت ہو تو ابھی اسے قتل کر دیتا ہوں آپ نے اس کے جواب میں فرمایا نحن الجبال الرواسی لا یزعزعنا العواصف یعنی جسطرح سے کہ پہاڑ ہوائے تند و سخت چلنے سے اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتے ہم بھی اسیطرح حلیم و بردبار ہیں کہ کوئی چیز ہمیں جنبش نہیں دے سکتی۔

غصے کی نسبت آپ کا قول

وسیلۃ النجاۃ میں ملا مبین لکھتے ہیں کہ کسی شخص نے آپکا قصور کیا تھا حاضرین کو خیال ہوا کہ آپ ضرور اسے سزا دینگے مگر آپ کی پیشانی پر بل بھی نہ آیا اسے کچھ بھی نہ کہا اور حاضرین کو ارشاد فرمایا لا یدخل الملائکۃ بیتا فیھا کلب جس گھر میں کتا ہو اس میں فرشتے نہیں آتے مطلب یہ تھا کہ غصہ میں زیادتی کتے کی خاصیت ہے انسان کو اس سے بچنا چاہیئے۔

ہمنشینی با مساکین

بحار الانوار اور جلاء العیون میں تفسیر عیاشی سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین علیہ السلام کہیں تشریف لیجا رہے تھے راستہ میں چند مساکین پر آپکا گزر ہوا کہ اپنی عبائیں بچھا کر بیٹھے تھے اور کچھ سوکھی روٹیاں ان کے روبرو تھیں جنھیں وہ کھا رہے تھے۔ جب حضرت ان کے قریب پہنچے ان فقیروں نے حضرت کی دعوت کی آپ اسی وقت گھوڑے پر سے اتر کے ان کے برابر بیٹھ گئے اور ایک دو لقمے ان کیساتھ تناول کر کے یہ آیہ شریفہ تلاوت فرمایا ان اللہ لا یحب المستکبرین بروایت ثانی کچھ تناول نہ فرمایا اور اسطرح عذر کیا کہ یہ تمہاری روٹیاں صدقے کی ہیں صدقہ مجھ پر حرام ہے (بہر حال) پھر ان مساکین سے ارشاد کیا کہ میں نے تمہاری دعوت قبول کی اب تم کو بھی چاہیئے کہ میری دعوت قبول کرو یہ سنکر وہ فقیر سب اٹھ کھڑے ہوئے حضرت ان کو اپنے ہمراہ بیت الشرف میں لائے اور کنیزوں سے فرمایا کہ تم نے جو کچھ عزیز مہمانوں کیلئے مہیا کیا ہے حاضر کرو

پھر حضرت نے ان مساکین کی ضیافت کی اور بہت سا انعام دیکر رخصت فرمایا

اداے قرض اسامہ

بحار الانوار اور جلاء العیون میں کتاب مناقب ابن شہر آشوب سے منقول ہے کہ جب اسامہ بن زید اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں انہوں نے دنیا سے انتقال کیا تو حضرت امام حسین ؑ ایک روز ان کی عیادت کو تشریف لیگئے جب ان کے قریب رونق افروز ہوئے دیکھا کہ اسامہ بہت ملول اور اندوہناک ہیں اور کہتے ہیں واغماہ - حضرت نے پوچھا اے بھائی تمہارے اسقدر اندوہ کی وجہ کیا ہے اسامہ نے عرض کی یا بن رسول اللہ میں ساٹھ ہزار درہم کا قرضدار ہوں اس لئے مجھے نہایت فکر و ملال حاصل ہے حضرت نے فرمایا کچھ فکر نہ کرو تمہارا قرض جسقدر ہے میرے ذمہ ہے - عرض کی ایسا نہ ہو ادا ہونے سے پہلے میں قضا کر جاؤں آپنے فرمایا تم گھبراؤ نہیں میں ابھی تمہارا قرض ادا کردیتا ہوں یہ کہکر فوراً حضرت نے ساٹھ ہزار درہم ان کے قرض خواہوں کو عطا کردئے اور اسامہ کو سبکدوش فرما دیا -

بادشاہونکی خصلت کی نسبت آپکا قول

کتاب مناقب اور بحار الانوار میں مرقوم ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اکثر یہ فرماتے تھے شر خصال الملوک الجبن من الاعداء والقسوۃ علی الضعفاء والبخل علی الاعطاء یعنی بادشاہوں کیلئے سب سے بری خصلتیں تین ہیں جنگ میں دشمنوں سے ڈرجانا - ضعیفوں پر سختی سے پیش آنا - بذل عطا کے وقت بخل کرنا -

اپنی صحبت کی نسبت آپ کا قول

بحارالانوار میں کشف الغمہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا من اتانا لم یعدم خصلۃ من اربع ایۃ محکمۃ وقضیۃ عادلۃ واخا مستفاداً ومجالسۃ العلماء یعنی جو شخص ہمارے پاس آئے وہ چار صفات سے ایک صفت کو ضرور پائیگا اوّل یہ کہ وہ آیات محکمات کو سنیگا جو واضح الدلالت ہوں۔ دوسرے قضیہ عادلہ کی مطابقت تیسرے مومنین کی اخوت چوتھے علما کی ہم نشینی

فرزدق پر انعام

بحارالانوار میں انس المجالس سے منقول ہے کہ جب مروان بن حکم نے اپنی حکومت کے وقت فرزدق شاعر کو مدینہ سے اخراج کا حکم دیا تو اسوقت فرزدق رخصت کیلئے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے انہیں چارسو دینار یعنی اشرفیاں مرحمت فرمائیں۔ بعض لوگوں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ یہ مرد شاعر اور فاسق ہے اس قدر رقم آپ نے اسے کیوں عطا فرمائی حضرت نے فرمایا آدمی کا مال سب سے اچھا وہ ہے جس سے آدمی اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔ میرے جدامجد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے کعب بن زہیر شاعر کے قصور کو معاف کیا تھا اور عباس بن مرداس کے بارے میں فرمایا اقطعوا لسانہ عنی اسکی زبان کو میرے جانب سے قطع کردو یعنی اسے مال کثیر عطا کرو تا وہ مجھے بدی سے یاد نہ کرے۔

ایک سائل کو مال کثیر عطا فرمایا

بحارالانوار و رجلاء العیون میں کتاب انس المجالس سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ

ایک اعرابی مدینہ منورہ میں آیا اور لوگوں سے یہ بات دریافت کی کہ یہاں سب سے زیادہ کریم اور سخی کون شخص ہے سب نے کہا فرزند رسول جگر گوشہ بتول لخت دل فاتح بدر و حنین حضرت امام حسینؑ سب سے زیادہ سخی ہیں یہ سنکر وہ اعرابی مسجد نبی میں آیا دیکھا جناب خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثنا نماز پڑھ رہے ہیں اعرابی نے یہ چند اشعار آپ کی مدح میں پڑھے ۔ ؎

لم یخب الان من رجاك ومن | حرك من دون بابك الحلقہ
انت جواد وانت معتمد | ابوك قد كان قاتل الفسقہ
لولا الذی كان من اوائلكم | كانت علینا الجحیم منطبقہ

یعنی جس شخص نے آپ سے کوئی امید کی اور آپ کے دروازے کی زنجیر کو ہلایا وہ کبھی نا امید نہ ہوا آپ سخی ہیں اور آپ وہ ہیں کہ سب لوگوں کا آپ پر بھروسہ ہے ۔ آپ کے والد بزرگوار تمام کافروں اور فاسقوں کے قاتل تھے ۔ اگر آپ کے جد و پدر کی ہدایتیں نہ ہوتیں تو ہم سب دوزخ میں چلے جاتے مجملاً ۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ اشعار سماعت فرمائے اور بعد فراغ نماز قنبر سے ارشاد فرمایا آیا مال حجاز سے کچھ باقی ہے قنبر نے عرض کی چار ہزار دینار رطلا یعنی اشرفیاں باقی ہیں حضرت نے فرمایا وہ اشرفیاں لاؤ کہ یہ اعرابی اسکی نسبت ہم سے زیادہ حقدار ہے پس حضرت بیت الشرف میں رونق افروز ہوئے اور اپنی ردائے مبارک میں وہ چار ہزار دینار باندھ کر ہمت عالی سے اس مال کثیر کو اپنی دانست میں قلیل تصور فرمایا حجاب سے دروازے کی آڑ میں کھڑے ہو کر ایک پٹ کے اوٹ میں سے وہ دینار اعرابی کو عطا فرمائے اور چند شعر عذریہ کے نظم فرما کر اس اعرابی کے روبرو پڑھے وہ اشعار یہ ہیں ۔ ؎

خذھا فانی الیك معتذر | واعلم بانی علیك ذو شفقہ

لو کان فی سیرنا الغداة عصا　　امست سمانا علیک مندفقہ
لکن ریب الزمان ذو غیر　　والکف منی قلیلة النفقہ

اے اعرابی یہ اشرفیاں لے اور میں بسبب کمی مال کے تجھ سے عذر خواہ ہوں اور یہ جان لے کہ میری شفقت تیرے حال پر کبھی کم نہ ہوگی اے اعرابی اگر ہمارے ہاتھ میں عصائے حکومت وخلافت جو ہمارا حق ہے رہتا تو ہمارے جود وعطا کے آسمان سے ہمیشہ تجھ پر بارش ہوتی رہتی لکن حوادث زمانہ سے چونکہ حالات بدلتے رہتے ہیں اس لئے آج کل ہم بہت تنگ دست ہیں۔ جب اعرابی نے وہ اشرفیاں لیں رونا شروع کیا حضرت نے فرمایا اے شخص شائد تو اس لئے روتا ہے کہ یہ مال جو ہم نے عطا کیا وہ تیری نظروں میں کم ہے۔ اعرابی نے عرض کی یابن رسول اللہ یہ بات ہرگز نہیں بلکہ میں اس لئے روتا ہوں کہ یہ مبارک ہاتھ باوجود اس کثرت جود وسخا کے کیونکر خاک میں پوشیدہ ہو جائیںگے

وعظ میں آپ کا کلام حکمت التیام

مولانا علی بن عیسیٰ اربلی نے کتاب کشف الغمہ میں لکھا ہے کہ حضرت کے بعض کلام سے یہ خطبہ ہے ان الحلم زینة والوفاء مروة والصلة نعمة والاستکبار صلف والعجلة سفه والغلو ورطه ومجالسة اهل الدناءة شر ومجالسة اهل الفسق ریبة یعنی بردباری زینت ہے اور وعدہ پورا کرنا مروت ہے اور صلہ رحم نعمت ہے اور تکبر بیہودگی ہے اور جلدی حماقت ہے اور حماقت ضعف عقل اور غلو کرنا ورطہ ہلاکت ہے اور پست لوگوں میں بیٹھنا شر ہے اور فاسقوں کی ہمنشینی باعث تہمت ہے

آپ کی پشت مبارک پر نشان تھے

بحار الانوار اور جلاء العیون میں کتاب مناقب ابن شہر آشوب سے بروایت شعیب

بن عبدالرحمٰن منقول ہے کہ جناب سیدالشہدا علیہ التحیۃ والثنا جب شہید ہوئے تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ کی پشت مبارک پر نشان اور گٹے پڑے ہوئے ہیں بعض نے امام زین العابدین علیہ السلام سے اس کا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار اکثر راتوں کو اپنی پشت مبارک پر بہت سا مال اٹھا کر بیوہ عورتوں اور یتیموں اور مسکینوں کے گھروں پر جا کر انہیں دے آتے تھے اس لئے آپ کی پشت اقدس پر گٹے پڑ گئے تھے۔

حال سخاوت

مولوی مبین جو متعین علمائے اہل سنت سے ہیں کتاب وسیلۃ النجاۃ میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سخی ترین بنی آدم تھے ایک روز ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا ابن رسول اللہ میں محتاج اور صاحب اطفال ہوں مجھے اس ایک شب کی روزی عطا فرمائیے حضرت نے فرمایا ذرا ٹھہر جا کہ ہمارے پاس کچھ مال آنیوالا ہے تھوڑی دیر نہیں گذری تھی کہ امیر شام کے پاس سے پانچ ہزار اشرفیوں کی پانچ تھیلیاں آپ کی خدمت میں موصول ہوئیں آپ نے وہ پانچوں تھیلیاں اس فقیر کو عنایت فرمائیں اور ارشاد کیا کہ تھوڑے سے مال کیلئے تجھے بہت انتظار کرنا پڑا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اسقدر مال آنیوالا ہے تو تجھے اتنی دیر نہ ٹھہراتا اے شخص ہم اہل بلا ہیں اور آسایشہائے دنیوی سے مہجور ہم کو معاف کرنا۔

معلم کو انعام کثیر

بحارالانوار میں مناقب ابن شہرآشوب علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ ایک معلم نے جس کا نام عبدالرحمٰن بن سلمی تھا حضرت امام حسین علیہ السلام کے کسی فرزند کو سورہ

مبارکہ الحمد تعلیم کیا جب اس صاحبزادے نے حضرت کی خدمت میں اس سورہ کی تلاوت کی تو حضرت نے حکم دیا کہ معلم کو ایک ہزار دینار طلا اور ایک ہزار حلہ زیبا عطا کریں۔ اور اس کے منہ کو موتیوں سے بھروا دیا۔ لوگوں نے جب یہ کثرت عطا دیکھی تو عرض کی یابن رسول اللہ اس معلم کو اتنی اجرت مرحمت کرنی ضرور نہ تھی حضرت نے فرمایا سورہ حمد کی تعلیم کی اجرت اس عطا سے کہاں پوری ہو سکتی ہے اس کا حق اس سے بھی زیادہ ہے پھر آپ نے یہ اشعار موزوں فرما کر پڑھے ؎

اذا جادت الدنیا علیک فجد بھا علی النّاس طرّا قبل ان تتفلت

فلا الجود یفنیھا اذا ھی اقبلت ولا البخل یبقیھا اذا ما تولت

یعنی جب تیرے پاس دولت دنیا آئے تو تو بھی بذل و عطا کیا کر۔ کیونکہ جب دنیا کسی کے طرف منہ کرتی ہے تو پھر کتنی ہی سخاوت کیجائے وہ کم نہیں ہوتی۔ اور جب وہ منہ پھیر لیتی ہے تو پھر کتنا ہی بخل کیا جائے وہ باقی نہیں رہتی۔

حال سخاوت و سوالات از اعرابی

بحار الانوار میں جامع الاخبار سے بروایت اخطب خوارزم جو موثقین علمائے اہل سنت سے ہیں منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک اعرابی حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی یابن رسول اللہ میں ایک خون کا ضامن ہوں اور ادائے دیت مجھ سے ممکن نہیں۔ اپنے دل میں میں نے یہ خیال کیا کہ ایسے شخص سے سوال کرنا چاہئے جو کریم ترین مردم ہو حضرت سے زیادہ میں کسی کو سخی نہیں پاتا۔ حضرت نے فرمایا اے شخص میں تجھ سے تین مسئلے پوچھتا ہوں۔ اگر تو نے ایک کا جواب دیا تو میں تیرے دَین میں کا تیسرا حصہ ادا کروں گا۔ اگر دو مسئلوں کا جواب دیا تو میں دو ثلث عطا کروں گا اور اگر تینوں مسئلوں کا جواب دیا تو میں تجھے پورا خون

بہا دوں گا۔ اعرابی نے عرض کی یا ابن رسول اللہ یہ بات کیونکر جائز ہے کہ آپ سا شخص
مجھ سے آدمی سے کوئی مسئلہ دریافت کرے۔ حالانکہ آپ اہل علم و شرف ہیں حضرت
نے فرمایا ہاں میں نے اپنے نانا جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا سے سنا
ہے آپ فرماتے تھے۔ المعروف بقدر المعرفۃ نیکی بقدر معرفت ہے (یعنے
ہر شخص کیساتھ اسکی معرفت کے موافق نیکی کرنی چاہیے پس امتحان معرفت کے لئے
سوال ضرور ہے) اعرابی نے عرض کی کہ آپ جو چاہیے پوچھیے اگر میں آپ کے سوال
کا جواب جانتا ہوں عرض کروں گا ورنہ خود حضرت سے دریافت کرونگا اور اسے
یاد رکھوں گا حضرت نے فرمایا ای الاعمال افضل یعنی بہترین اعمال کیا ہے
اعرابی نے عرض کی الایمان باللہ یعنی خدا تعالیٰ پر ایمان لانا حضرت نے فرمایا
فما النجاۃ من المھلکۃ مقام ہلاکت سے نجات کس چیز کے ساتھ حاصل ہوتی ہے
اس نے عرض کی الثقۃ باللہ یعنی خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنیسے فرمایا۔ فما یزین
الرجل یعنی آدمی کی زینت کس چیز سے ہوتی ہے عرض کی علم معہ حلم
یعنی علم سے جسکے ساتھ حلم بھی ہو فرمایا۔ فان اخطاہ یعنی اگر کسی کو علم نہ ہو عرض کی
مال معہ مروۃ۔ یعنی مال سے جسکے ساتھ سخاوت ہو۔ حضرت نے
فرمایا فان اخطا یعنی اگر کسی کے پاس مال بھی نہ ہو اعرابی نے عرض کی فقرٌ
معہ صبرٌ یعنی فقر سے جسکے ساتھ صبر بھی ہو۔ حضرت نے فرمایا فان اخطاہ
یعنی اگر کوئی فقر مع الصبر بھی نہ رکھتا ہو اعرابی نے کہا فصاعقۃ تنزل من السماء
وتحرقہ فانہ اہل لذلک یعنی اسوقت ایک بجلی آسمان سے گرے
اور اس شخص کو جلا دے کہ وہ شخص اسی کا سزاوار ہے۔ یہ سنکر حضرت مسکرائے اور
ایک تھیلی جس میں ایک ہزار دینار سونیکے تھے عطا فرمائی۔ اور ایک انگوٹھی بھی
جسکی قیمت دو سو درہم کی تھی اسے مرحمت کی اور فرمایا دینار تو اپنے قرض خواہوں کو

دے۔ اور انگوٹھی کو اپنے نفقہ میں خرچ کر۔ اعرابی نے وہ مال لیا اور کہا اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ یعنی جس خاندان میں رسالت مقرر کرنی چاہیے اسے خداوند عالم بہتر جانتا ہے۔

مولف کہتا ہے کہ فخر الدین طریحی نے اس روایت کو اپنے منتخب میں دوسرے طریقہ سے نقل کیا ہے جو روایت سابقہ سے کسی قدر متفاوت ہے احقر چاہتا ہے کہ ناظرین کے ملاحظہ کیلئے اسے بھی نقل کرے وھی ھذہ منتخب فخری میں مرقوم ہے کہ ایک روز جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا مسجد نبی میں تشریف فرما تھے اور یہ واقعہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی وفات کے بعد کا ہے اسی مسجد میں ایک طرف عبداللہ بن زبیر تھے دوسری طرف عتبہ بن ابی سفیان بھی بیٹھا تھا ناگاہ ایک اعرابی جو ایک سرخ رنگ اونٹ پر سوار تھا وارد ہوا قریب مسجد اونٹ سے اتر کے اونٹ کو مسجد کے دروازے پر باندھ دیا اور خود مسجد میں داخل ہو کر عتبہ کے قریب آیا اور اسکو سلام کیا عتبہ نے سلام کا جواب دیا اعرابی نے کہا میں نے اپنے چچا کے بیٹے کو قتل کیا ہے اس کے ورثا مجھ سے خون بہا طلب کرتے ہیں اور میں محتاج ہوں اگر تم سے ہو سکتا ہے تو میری مدد کرو یہ سنکر عتبہ نے اپنے غلام سے کہا کہ اس اعرابی کو ایک سو درہم دے اعرابی ایک سو درہم کا نام سنکر غضبناک ہوا اور کہا میں پوری دیت یعنی خون بہا سے کم نہیں لینے کا۔ یہ کہکر وہاں سے عبداللہ بن زبیر کے پاس آیا اور اپنی حاجت بیان کی ابن زبیر نے اپنے غلام سے کہا کہ اسے دوسو درہم عطا کر اعرابی یہاں بھی سخت رنجیدہ ہوا اور کہا مجھے پورا خون بہا چاہیے پھر ابن زبیر کو چھوڑ کر حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا ابن رسول اللہ مجھ سے ایک خون ہو گیا ہے اور خون کے طالب دیت چاہتے ہیں میں امیدوار

ہوں کہ حضرت میری مدد فرمائیں ۔ یہ سنکر حضرت نے ارشاد فرمایا یا اعرابی نحن
قوم لا نعطی المعروف الا قدر المعرفة یعنی اے اعرابی ہم جسکے ساتھ نیکی کرتے ہیں
اسکی معرفت کے موافق کرتے ہیں اعرابی نے عرض کی آپ جو چاہیں مجھ سے سوال فرمائیں
حضرت نے فرمایا اے اعرابی ما النجاة من المهلکة مقام ہلاکت سے نجات کس چیز کے
ساتھ ہوتی ہے عرض کی التوکل علی اللہ عز وجل ۔ یعنی خدائے عز وجل پر
توکل کرنیسے فرمایا ما روح الهمت یعنی ہمت میں جان کس چیز سے پڑتی ہے عرض
کی الثقة باللہ یعنی خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنیسے آپنے فرمایا ما یحصن بہ العبد
یعنی کس چیز کیساتھ بندہ (عذاب خدا سے) محفوظ رہتا ہے اعرابی نے کہا محبتکم
اهل البیت یعنی آپ حضرات اہل بیت کی محبت کیساتھ ۔ فرمایا ما یزین بہ الرجل
یعنی آدمی کی زینت کس چیز سے ہوتی ہے عرض کی علم وعمل یزینہ حلم یعنی علم
وعمل جسکے ساتھ حلم بھی ہو ۔ فرمایا فان اخطاء ذلک کلہ یعنی اگر کوئی علم وحلم نہ رکھتا ہو
اعرابی نے کہا فعقل یزینہ تقاء یعنی پس عقل سے جسکے ساتھ پرہیزگاری بھی
ہو ۔ فرمایا اگر یہ بھی نہ ہو عرض کی سخاء یزینہ حسن خلق یعنی سخاوت سے جسکے
ساتھ حسن خلق بھی ہو فرمایا اگر یہ بھی نہ ہو ۔ اعرابی نے عرض کی فمعرفتہ یزینہا عفة
یعنی معرفت سے جسکے ساتھ عصمت ہو فرمایا اگر یہ بھی نہ ہو ۔ عرض کی شجاعة یزینہا
ترک العجب یعنی شجاعت سے جسکے ساتھ تکبر نہ ہو ۔ آپنے فرمایا اگر یہ بھی نہ ہو
اعرابی نے عرض کی یا ابن رسول اللہ اگر کوئی آدمی ان صفات سے کوئی صفت نہ
رکھتا ہو تو اس کا مرجانا بہتر ہے یہ سنکر حضرت نے اسے بیس ہزار درہم عطا فرمائے
اور ارشاد کیا دس ہزار درہم تو اپنے قرض میں دے اور دس ہزار درہم
اپنے اور عیال کے لئے خرچ کر اعرابی نے وہ مال کثیر لیا اور یہ اشعار حضرت
کے روبرو پڑھے ۔

طربت وهاج الیٰ معبق　　ولا بی مقام ولا معتق

ولکن طربت لآل الرسول　　فلذ لی الشعر والمنطق

هم الاکرمون هم الانجبون　　نجوم السماء بهم تشرق

سبقت الانام الی المکرمات　　وانت الجواد فلا تلحق

ابوك الذی ساد بالمکرمات　　فقصر من سبقہ السبق

بکم فتح اللہ باب الرشاد　　وباب العنا ربکم یغلق

ایک مکان عیش یا جائے قیام کی مجھے تمنا تھی حالانکہ میرے لیے کوئی مکان اور جائے محبت نہیں ہے۔ مگر میں بسبب آل رسول کے مسرور ہوں اور انہیں کی وجہ سے میرا کلام اور میرے اشعار مجھے لذت دیتے ہیں۔ یہ حضرات بزرگان دین ونجیب وشریف ہیں وہ آسمان کے ستارے ہیں جن سے ہمیں روشنی ملتی ہے۔

یا بن رسول اللہ تمام بزرگیوں میں آپ نے اہل عالم پر سبقت کی ہے اور آپ ایسے سخی ہیں کہ کوئی شخص آپکا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ آپ کے پدر بزرگوار جملہ کرامتوں میں سب کے سردار تھے کہ جتنے سبقت کرنیوالے ہیں سب ان کے پیچھے رہ گئے۔ آپ حضرات کے ذریعہ سے خدا یتعالیٰ نے ہدایت کا دروازہ کھولدیا اور گمراہی کا در بند کردیا ہے۔

رنجش وصلح با محمد بن حنفیہ

بحارالانوار میں بروایت امام جعفر صادق علیہ السلام مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور محمد حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں باہم کچھ رنج کی گفتگو ہوئی اور اسی ملال میں آپس سے جدا ہوئے۔ پھر محمد حنیفہ نے حضرت امام حسین ع کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس کا مضمون یہ تھا۔ بھائی جان آپ کے اور میرے

پدر بزرگوار امیر المومنین ہیں پس باپ کی طرف سے تو آپکو مجھ پر کسی طرح کی فضیلت نہیں۔ ہاں آپ کی والدہ ماجدہ جناب فاطمہ زہرا ہیں۔ اگر میری والدہ تمام دنیا کی مالک ہوں تب بھی آپ کی مادر گرامی کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ اب میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ یہ عریضہ جب نظر انور سے گذرے اسی وقت میرے پاس تشریف لائے اور مجھے مسرور فرمائیے کیوں کہ فضل و احسان کی سزاوار فقط آپ کی ذات بابرکات ہے والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت نے جب یہ نامہ ملاحظہ فرمایا فوراً محمد حنیفہ کے گھر تشریف فرما ہوئے اور انہیں راضی اور خوشنود فرمایا پھر کبھی ان دونوں بزرگواروں میں کوئی رنجش واقع نہیں ہوئی۔ کذا فی المناقب لابن شہر آشوب۔

منازعت با ولید بن عتبہ و جرأت

بحار الانوار میں کتاب مناقب ابن شہر آشوب سے منقول ہے کہ ایک روز ایک مزرعہ پر حضرت امام حسین علیہ السلام اور ولید بن عتبہ میں کچھ منازعت واقع ہوئی حالانکہ اس زمانے میں ولید مدینہ کا حاکم تھا۔ حضرت نے غصہ سے ولید کا عمامہ اس کے سر سے نکالا اور اس کی گردن میں لپیٹ کر اس طرح جھٹکا دیا کہ وہ زمین پر گر پڑا پھر اسے مٹی پر گھسیٹ کر چھوڑ دیا۔ اسوقت مروان بھی وہاں موجود تھا (ولید کو غیرت دلانیکے لئے) کہنے لگا کہ میں نے کسی کو اپنے امیر پر ایسی جرأت اور گستاخی کرتے ہوئے آج تک نہیں دیکھا۔ ولید نے کہا اے مروان خدا کی قسم تو نے یہ بات حمیت اور میری طرفداری سے نہیں کہی بلکہ میرے حلم پر تو نے حسد کیا ہے فی الحقیقت یہ مزرعہ حسین بن علی کا ہے اور آپ ہی حق پر ہیں جب حضرت نے ولید کا یہ کلام

سنا کہ اس نے آپ کی حقیت کا اعتراف کیا ہے تو ارشاد فرمایا اے ولید میں نے اس فرزعہ کو اب تمہیں بخشدیا یہ فرماکر آپ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

علامہ مجلسی جلاء العیون میں تحریر فرماتے ہیں کہ جناب سید الشہداء علیہ السلام کی جو شجاعت وجوانمردی صحرائے کربلا میں ظاہر ہوئی ہے کوئی شخص اسکی تعریف وتوصیف نہیں کر سکتا۔

موّلف کہتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی بعض شجاعت کا حال معرکہ کربلا کے بیان میں ذکر کیا جائیگا۔

آپ کا ایک قول

کتاب مناقب ابن شہر آشوب میں مرقوم ہے کہ آپ نے فرمایا موتٌ فی عزٍّ خیرٌ مِن حیاۃٍ فی ذُلٍّ یعنی عزت وآبرو سے مرجانا ذلت کی زندگی سے بہتر ہے۔

پچیس حج پیادہ پا

کتاب ذخائر العقبیٰ میں طبری شافعی نے لکھا ہے عن مصعب بن زبیر قال حج الحسین خمسا وعشرین حجۃ ماشیا اخرجہ ابو عمر وصاحب الصفوہ والبغوی فی معجمہ عن عبید اللہ بن عبید مصعب بن زبیر کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے پچیس حج پاپیادہ کئے۔

ایضاً بحار الانوار میں بنقل صاحب مناقب بروایت ابن بطہ۔ عبداللہ بن عبید ابو عمیر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پچیس حج پیدل بجالائے آپ کے گھوڑے کوتل اور محملین آپ کے پیچھے پیچھے لئے جاتے تھے۔

خوف خدا

ناسخ التواریخ میں مرقوم ہے کہ عوالم کی سترویں جلد میں جامع الاخبار سے نقل کیا گیا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام نماز کیلئے وضو فرماتے تھے تو خداوند عالم کے خوف سے آپ کے رخسار ہائے مبارک کا رنگ زرد ہو جاتا تھا اور آپ کے تمام اعضا میں لرزہ پڑ جاتا تھا۔

کرم و بخشش میں آپ کا قول

بحار الانوار قال الحسین صاحب الحاجۃ لم یکرم وجھہ فاکرم وجھک عن ردہ یعنی جو شخص کسی کے پاس اپنی حاجت لیجاتا ہے وہ اپنی آبرو کھو دیتا ہے پس تو اس کے سوال کو رد کر کے اپنی آبرو ضائع نکر۔

خوف خدا میں آپ کا قول

کتاب مناقب ابن شہر آشوب میں مرقوم ہے کہ ایک روز بعض لوگوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے عرض کی یا ابن رسول اللہ آپ اپنے پروردگار سے بہت ہی خوف فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا لایامن یوم القیامۃ الا من خاف اللہ فی الدنیا عذاب روز قیامت سے کوئی شخص محفوظ و مامون نہ ہوگا مگر وہ شخص جو دار دنیا میں اپنے پروردگار سے خوف کرتا رہا ہو

آزادی کنیز

بحار الانوار اور جلاء العیون میں کشف الغمہ سے منقول ہے انس کہتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا ناگاہ آپ کی ایک کنیز حاضر ہوئی

اور ایک پھول بطور تحفہ کے آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے فرمایا انت حرۃ لوجہ اللہ یعنی تو راہ خدا میں آزاد ہے میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ آپ نے اس کنیز کو ایک پھول پیش کرنے کے عوض میں آزاد فرمایا حضرت نے فرمایا کہ خلاق عالم ارشاد فرماتا ہے اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوہا یعنی اگر کوئی شخص تمہیں کسی چیز سے تحیۃ کرے (یعنی سلام کرے) تو تم اس چیز سے بہتر کے ساتھ جواب دو اور بدلہ کر دیا اسی تحیۃ کو پھیر دو اور اس پھول سے بہتر تحیۃ یہ تھا کہ اس کنیز کو آزاد کر دوں۔ کذا فی وسیلۃ النجاۃ للمولوی المبین۔

آزادی غلام

بحار الانوار میں کشف الغمہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین کے کسی غلام نے کچھ ایسا قصور کیا جو لائق سزا ہو۔ حضرت نے اس غلام کو مارنے کا حکم دیا اس نے عرض کی اے آقا والکاظمین الغیظ (یعنی غصے کو روکنے والے) یہ سنکر حضرت نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ پھر اس نے کہا والعافین عن الناس (یعنی آدمیوں کو معاف کرنے والے) حضرت نے فرمایا میں نے تجھے عفو کیا۔ اس غلام نے عرض کی واللہ یحب المحسنین (یعنی خدائے تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے) آپ نے فرمایا انت حر لوجہ اللہ ولک ضعف ما کنت اعطیک یعنی خدائے تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے میں نے تجھے آزاد کیا اور جتنا نفقہ تجھے دیا کرتا تھا آج سے اسکا مضاعف دیا کرونگا۔

ایک یہودی کے غلام کی یہودی سے سفارش

بحار الانوار میں کتاب مناقب ابن شہر آشوب سے منقول ہے حضرت امام حسین علیہ السلام

فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا علیہ التحیتہ والثنا نے ارشاد فرمایا افضل الاعمال بعد الصلوٰۃ ادخال السرور فی قلب المومن بما لا اثم فیہ یعنی نماز کے بعد سب اعمال سے بہتر مومن کے دل کو خوش کرنا ہے ایسے امر سے جس میں کوئی گناہ نہو۔ ایک روز میں نے ایک غلام کو دیکھا کہ ایک کتے کو اپنے ساتھ لئے کھانا کھارہا ہے میں نے اس سے اس کا سبب دریافت کیا اس نے کہا یابن رسول اللہ میں ان دنوں بہت غمزدہ اور محزون ہوں میں چاہتا ہوں کہ اس کتے کو خوش کروں شاید اس کی خوشی سے کسی قدر میرا غم دفع ہووے کیونکہ میرا مالک یہودی ہے (اور مجھے بہت ستاتا ہے) امیدوار ہوں کہ اس کے ہاتھ سے مجھے نجات ملے راوی کہتا ہے کہ یہ سنکر حضرت اس یہودی کے پاس جو اس غلام کا مالک تھا تشریف لائے اور ارشاد کیا اے شخص میں تجھے دوسو دینار طلا (یعنی اشرفیاں) دیتا ہوں تو اپنے فلاں غلام کو میرے ہاتھ فروخت کر۔ یہودی نے عرض کی یابن رسول اللہ جن مبارک قدموں کو زحمت دیکر آپ میرے گھر تشریف فرما ہوئے ہیں ان قدموں پر سے میں نے اس غلام کو نثار کیا اور یہ باغ جو میرا ہے اس غلام کو ہبہ کیا۔ قیمت کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت نے فرمایا میں نے یہ اشرفیاں تجھے ہبہ کیں یہودی نے عرض کی یابن رسول اللہ میں نے یہ اشرفیاں قبول کیں اور اس غلام کو بخشدیں۔ حضرت نے فرمایا میں نے اس غلام کو آزاد کیا اور تمام مال اس کو دیدیا اس یہودی کی زوجہ جو یہ حال دیکھ رہی تھی عرض کرنے لگی اے آقا میں مسلمان ہوگئی اور اپنا مہر اپنے شوہر کو بخشدیا۔ یہودی نے کہا میں بھی مسلمان ہوا اور اپنا مکان اپنی زوجہ کو ہبہ کیا۔

کثرت عبادت

بحار الانوار میں بنقل کتاب العقد مؤلفہ ابن عبد ربہ سنی اور جلاء العیون میں بروایت سید بن طاؤس منقول ہے کہ ایک مرتبہ بعض لوگوں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے عرض کی یا ابن رسول اللہ آپ کے پدر بزرگوار کی اولاد کس قدر کم ہے آپ نے فرمایا میں تعجب میں ہوں کہ میں کیونکر پیدا ہوا۔ کیونکہ میرے والد بزرگوار ہمیشہ ہر رات دن میں ایک ہزار رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔

آپ پر تکبر کا اتہام

بحار الانوار میں مرقوم ہے کہ ایک شخص نے امام حسین کی خدمت میں عرض کی کہ آپ میں تکبر بہت ہے حضرت نے فرمایا معاذ اللہ تکبر اور کبریائی ذات خلاق عالم کے لئے مخصوص ہے دوسرے کو جائز نہیں۔ اور جو چیز تو مجھ میں دیکھتا ہے وہ عزت ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے فللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین

خضاب

بحار میں کافی سے منقول ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اپنی ریش مبارک کو منہدی اور وسمے سے خضاب فرماتے تھے۔

ایضاً مشکوۃ باب مناقب اہل بیت کی تیسری فصل میں مرقوم ہے عن انس قال اتی عبید اللہ بن زیاد براس الحسین فجعل فی طشت فجعل ینکت وقال فی حسنہ شیئاً قال انس فقلت واللہ انہ کان اشبھھم برسول اللہ وکان مخضوبا بالوسمۃ انس کہتے ہیں کہ جب ابن زیاد کے پاس حسین بن علی کا سر آیا تو اسے ایک طشت

میں رکھا اور چھڑی سے اُس پر مارنا شروع کیا۔ پھر آپ کے حسن کی نسبت کچھ بات کہی میں نے کہا خدا کی قسم حسین رسول خدا سے بہت مشابہ تھے اور اسوقت آپ کی ریش مبارک وسمے سے خضاب کی ہوی تھی۔

ایضاً کافی۔ قال ابو عبد اللہ قتل الحسین وھو مختضب بالوسمۃ یعنی جس وقت امام حسین علیہ السلام شہید ہوے آپ کی ریش مبارک پر وسمے کا خضاب تھا۔

ابن زبیر کے پاس آپ کی دعوت

بحار الانوار میں کشف الغمہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ عبد اللہ بن زبیر نے حضرت امام حسین کی اور آپ کے اصحاب کی دعوت کی حسب دعوت حضرت مع اصحاب ابن زبیر کے گھر تشریف لے گئے سب نے کھانا کھایا مگر حضرت نے تناول نہ فرمایا ابن زبیر نے عرض کی یا بن رسول اللہ آپ ما حضر تناول نہیں فرماتے ارشاد کیا میں روزے سے ہوں۔ مگر روزہ دار تحفہ چاہتا ہے عرض کی وہ کیا تحفہ ہے فرمایا الدھن والمجمر یعنی روغن خوشبو۔ اور عود دان۔

حضرت کی فصاحت و بلاغت

آپ کی فصاحت و بلاغت کی شہادت میں آپ کے وہ خطبے اور اشعار جو اس کتاب میں جابجا مرقوم ہیں کافی ہیں۔ اور منجملہ حضرت کے کلام معجز نظام کے یہ خطبہ بھی ہے یا ایھا الناس نافسوا فی المکارم وسادعوا فی المغانم ولا تحتسبوا بمعروف لم تعجلوا واکتسبوا الحمد بالنجح ولا تکتسبوا بالمطل ذما فمھما یکن لاحد عند احد صنیعۃ لہ رای انہ لا یقوم

بشکرہا فاللہ لہ بمکافاتہ فانہ اجزل عطاءً واعظم اجراً واعلموا
انّ حوائج الناس الیکم من نعم اللہ علیکم فلا تملوا النعم
فتحور نقما واعلموا انّ المعروف مکسب حمد او معقب اجرا فلو را
یتم المعروف فی رجل را یتموہ حسنا جمیلا یسر الناظرین ولو را
یتم اللوم را یتموہ سمجا مشوّہا تنفر منہ القلوب و تغض دونہ
الابصار ایہا الناس من جاد ساد و من بخل رذل و انّ اجود
الناس من اعطی من لا یرجوہ و انّ اعفی الناس من عفی عن قدرۃ
و انّ اوصل الناس من وصل من قطعہ و الاصول علی مغارسہا
بفروعہا تسموا۔ فمن تعجل لاخیہ خیراً وجدہ اذا قدم علیہ
غدا و من اراد اللہ تبارک و تعالی بالصنعۃ الی اخیہ کافاہ
بہا فی وقت حاجتہ و صرف عنہ عن بلاء الدنیا ما ھو اکثر منہ
و من نفس کربۃ مومن فرّج اللہ عنہ کرب الدنیا والآخرہ و من
احسن احسن اللہ الیہ واللہ یحب المحسنین (از کتاب کشف الغمہ)
یعنی ایہا الناس نیک کاموں کی طرف رغبت کرو اور غنیمت آخرت کے حاصل
کرنے میں سرعت سے کام لو اور جس نیکی میں تم نے جلدی نہ کی ہو اسے نیکی نہ سمجھو
حاجت روائی خلق سے تعریف حاصل کرو اور احسان میں تاخیر سے قابل مذمت
نہ ہو اگر کسی کا احسان کسی پر ہو اور محسن جانے کہ یہ شخص اسکا شکریہ ادا نکریگا تو اسکی
پروا نکرے کیونکہ خدائے تعالیٰ اس کا عوض دیگا اور وہ سب سے بڑا بخشش کرنیوالا
اور سب سے زیادہ اجر دینے والا ہے اور جانو کہ لوگوں کی حاجتیں تمہاری طرف
خدا کی نعمت ہے پس نعمت خدا سے ملول نہو کہ اس صورت میں وہ نعمتیں عذاب خدا
سے مبدل ہو جائیں گی اور یہ بھی جانو کہ نیکی سے دنیا میں تعریف حاصل ہوتی ہے

اور آخرت میں اجر ملتا ہے۔ پس اگر تم کسی شخص میں نیکی دیکھتے ہو تو اسے ایسا حسین
وجمیل پاتے ہو جسکو دیکھ کر لوگ خوش ہو جاتے ہیں اور کسی میں بُرائی دیکھتے ہو تو
اسے ایسا قبیح اور بدصورت پاتے ہو جس سے دل نفرت کرتے ہیں اور آنکھیں بند
ہو جاتی ہیں۔ ایہا الناس مرد سخی عزیز ہے اور بخیل رذیل۔ سب سے زیادہ سخی وہ شخص
ہے جو بغیر سوال عطا کرے اور سب سے بڑا عفو کرنے والا وہ انسان ہے جو باوجود
قدرتِ انتقام نہ لے اور سب سے زیادہ صلۂ ارحام بجالانے والا وہ آدمی ہے کہ
اس شخص کی نسبت جو اس سے قطع رحم کرتا ہے صلۂ رحم بجالائے۔ درختوں کی
جڑیں اپنے مقامات پر بسبب اپنی شاخوں کے نام رکھی جاتی ہیں یعنی ہر شخص کا
حُسن وقبح اسکے افعال سے معلوم ہوتا ہے۔ پس جو شخص کسی برادر مومن کے ساتھ
نیکی کرنے میں جلدی کرے تو بروز فردا جب اس کے پاس جائیگا تو نیکی دیکھے گا
اور جو شخص کسی کے ساتھ نیکی کرنے میں محض قربتہ خدا کا ارادہ کرے تو خدا تعالیٰ
بوقت حاجت اس کا عوض اُسے دیگا اور اس کی بلائیں دفع فرمائیگا اور جو شخص کسی
مومن کی سختی کو دفع کرے خلاق عالم اس کی دنیا و آخرت کی سختیوں کو دفع فرمائیگا۔
اور جو شخص کسی پر احسان کرے او سبحانہ تعالیٰ اس پر احسان کریگا اور وہ محسنین کو
دوست رکھتا ہے۔

آپ کی نظم

جناب سید الشہدا علیہ السلام نے گاہ گاہ اشعار بھی نظم فرمائے ہیں۔ منجملہ ان کے
یہ شعر ہے جو مناقب ابن شہر آشوب میں مرقوم ہے ؎

یا اھل لذۃ الدنیا لابقاء لھا ۔ ان اغترارا بظل زائل حمق

اے اہل لذت دنیا۔ دنیا فانی ہے۔ بیشک شئے فانی سے فریب کھانا حمق کی نشانی ہے۔

ایضاً کتاب مناقب میں یہ اشعار آپ کے مروی ہیں

سبقت العالمین الی المعالی بحسن خلیقة وعلو همه
ولاح بحکمتی نورالهدی فی لیال فی الضلالة مدلهمه
یرید الجاحدون لیطفوه ویابی الله الا ان یتمه

یعنی حسن خلق اور علو ہمت کے سبب میں تمام عالم سے بزرگی میں سبقت لیگیا ہوں۔ شبہائے تاریک ضلالت میں میری عقل وحکمت سے نور ہدایت چمکا ہے جو لوگ منکر ہیں وہ چاہتے ہیں کہ اس نور کو بجھا دیں اور خلاق عالم چاہتا ہے کہ اسے تمام کرے۔

ایضاً علی بن عیسی اربلی رحمۃ اللہ علیہ نے کشف الغمہ میں آپ کے یہ اشعار بھی نقل فرمائے ہیں

ذهب الذین احبهم وبقیت فیمن لا احبه
فیمن اراه یسبنی ظهر المغیب ولا اسبه

میرے دوستوں نے تو انتقال کیا اب اُن لوگوں میں ہیں رہ گیا ہوں جو میرے دشمن ہیں جسکو میں دیکھتا ہوں وہ ایسا ہے کہ غائبانہ مجھے برا کہتا ہے اور میں اسے برا نہیں کہتا

یبغی فسادی ما استطاع وامره مما اربه
حنقا یدب الی الضرا وذاک مما لا ادبه

جہانتک اُس سے ہو سکتا ہے وہ میری برائی چاہتا ہے اور میں اُس کے کام درست کرتا ہوں، وہ کینہ وحسد سے میرے نقصان کا قصد کرتا ہے اور میں اُس کی نسبت ایسا نہیں کرتا

ویری ذباب الشر من حولی یطن ولا یذبه
واذا خبا وغر الصدور فلا یزال به یشبه

وہ دیکھتا ہے کہ مکھیاں شر میرے گرد بھنبھنا رہی ہیں اور وہ انہیں نہیں ہنکاتا جب اس کے دل میں آتش کینہ دب جاتی ہے تو پھر اسے بھڑکاتا ہے

افلا یعیج بعقله افلا یثوب الیه لبه
افلا یری ان فعله مما یسور الیه غبه

یعنی وہ کیوں اپنی عقل سے کام نہیں لیتا اور کیوں اسکی سمجھ اسکی طرف رجوع نہیں کرتی کیا وہ

نہیں جانتا کہ یہ فعل اس کا ان افعال سے ہے کہ اس کا انجام بد اس پر غلبہ کرےگا۔ ۵

حسبی بربی کافیا ما اختشی - والبغی حسبہ ولقل من یبغی علیہ فما کفاہ اللہ ربہ

میرا خدا میرے لئے کافی ہے جب تک میں اس سے ڈرتا رہوں اور دشمن کو اسکی بغاوت کافی ہے اور بہت کم ایسا ہے کہ کسی پر بغاوت کی گئی ہو اور اسکی مدد خدا نے نہ کی ہو۔

ایضاً کشف الغمہ میں یہ اشعار آپ کی تصنیف سے لکھے ہیں ۵

اذا ما عضک الدھر فلا تجنح الی خلق ولا تسأل سوی اللہ تعالی قاسم الرزق

۵

فلو عشت وطوفت من الغرب الی الشرق لما صادفت من یقدر ان یسعد او یشقی

یعنی جب زمانہ تجھے تکلیف پہنچائے تو اپنی احتیاج مخلوق کے سامنے نہ پیش کر اور سوائے اللہ تعالیٰ کے جو روزی کا تقسیم کرنے والا ہے کسی سے نہ مانگ۔ کیونکہ اگر تو زندہ رہے اور مشرق سے مغرب تک گردش لگائے تب بھی ایسے کسی شخص کو نہ پائیگا جو کسی کو نیک بخت یا بد بخت بنا سکے۔ ایضاً ۵

اللہ یعلم ان ما بیدی یزید لغیرہ وبانہ لم یکتسبہ بخیرہ ومیرہ

خدائے تعالیٰ جانتا ہے کہ جو کچھ یزید کرتا ہے وہ اسکے غیر کے لئے ہے اور نیز یہ کہ یزید نے اپنی محنت اور کسب سے اسے حاصل نہیں کیا ۵

لو انصف النفس الخؤن لقصرت من سیرہ ولکان ذلک منہ ادنی شرہ من خیرہ

اگر نفس خائن انصاف سے کام لے تو ضرور اپنی رفتار میں کمی کریگا اور البتہ یہ بات بہ نسبت اسکے غیر کے خیر سے نزدیک تر ہوگی۔ ایضاً ۵

اذا استنصر المرء امرأ لا یدی لہ فناصرہ والخاذلون سواء

جب کوئی شخص کسی عاجز و ناچار سے مدد چاہے تو اس کی مدد کرنے والا اور مدد نہیں کرنیوالا دونوں برابر ہیں ۵

انا بن الذی لا تعلمون مکانہ ولیس علی الحق المبین طخاء

میں اُس شخص کا فرزند ہوں جس کا مرتبہ تم نہیں جانتے حالانکہ حق روشن پر کوئی پردہ نہیں ہے

الیس رسول اللہ جدی و والدی ۵۳ انا البدران خان النجوم خفاء

کیا رسول اللہ میرے جد بزرگوار نہیں ہیں اور اگر ستارے پوشیدہ ہوں تو ہوں مگر میں

بدر کامل ہوں (کہ پوشیدہ نہیں ہو سکتا) ۵۴

الم ینزل القرآن وسط بیوتنا صباحا ومن بعد الصباح مساء

کیا ہمارے گھر میں رات دن قرآن نہیں اترتا رہا ۵۵

ینازعنی واللہ بینی وبینہ یزید ولیس الامر حیث یشاء

یزید مجھ سے منازعت کرتا ہے اور خدا کی قسم یہ امر ویسا نہیں ہے جیسا وہ چاہتا ہے ۵۶

فیا الضحاء اللہ انتم ولاتہ وانتم علی ادیانہ امناء

اے مخلصین خدا تمہیں خدا کے دوست اور اُس کے دین کے امین ہو ۵۷

بای کتاب ام بایۃ سنۃ تناولہا عن اہلہا البعداء

کس کتاب کی دلیل اور کس حدیث کی حجت سے دور والوں نے اس خلافت کو

حاصل کیا ہے۔ ایضاً ۱

انا الحسین بن علی بن ابی طالب البدر بارض العرب

میں حسین بن علی بن ابی طالب ہوں کہ وہ ملک عرب کے چاند تھے ۵۲

الم تروا وتعلموا ان ابی قاتل عمرو ومبیر مرحب

کیا تم نہیں جانتے کہ میرے والد بزرگوار عمرو بن عبدود کے قاتل اور مرحب کے

ہلاک کرنے والے ہیں۔ ۵۳

ولم یزل قبل کشوف الکرب مجلیا ذلک عن وجہ النبی

وہ برابر پیغمبر خدا کے سامنے سے کفار کو دور کرتے رہے جب تک کہ لڑائی

ختم نہ ہوئی ۵۴

الیس من اعجب عجب العجب ان یطلب الابعد میراث النبی
واللہ قد اوصی بحفظ الاقرب

کیا یہ بے حد تعجب کی بات نہیں ہے کہ دور والے میراث پیغمبر کے طالب ہوں حالانکہ خدائے تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ قریب کے رشتہ داروں کی رعایت ملحوظ رہے

ایضاً ۹۱۔

ما یحفظ اللہ یصن ما یضع اللہ یھن من یسعد اللہ یلن لہ الزمان خشن

جس چیز کی خدا حفاظت کرتا ہے وہ محفوظ رہتی ہے اور جسے چھوڑ دیتا ہے وہ ذلیل ہوتی ہے۔ جس شخص کو خدائے تعالیٰ نیک بخت بناتا ہے تو زمانہ اس کے لئے نرم ہو جاتا ہے ہر چند وہ کیسا ہی سخت ہو ۹۲

اخی اعتبر لا تغتر کیف تری صرف الزمن یجزی بما اوتی من فعل قبیح او حسن

اے بھائی عبرت حاصل کر دھوکا نکھا تو گردش زمانہ کو دیکھتا ہے کہ جسطرح اسکے ساتھ برتاؤ کیا جاتا ہے وہ بدلہ دیتا ہے ۹۳

افلح عبد کشف الغطاء عنہ ففطن وقر عیناً من رای ان البلاء فی اللسن

جس بندے کے آگے سے پردے اٹھا دیے گئے پھر اس نے عقل سے کام لیا وہ رستگار ہوا اور جس نے یہ جانا کہ زبان سے یعنی کلام بیجا سے آفت آتی ہے تو اس نے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا ۹۴

فھماز من الفاظہ فی کل وقت و وزن وخاف من لسانہ عزبا حدید الخزن

پس جبکہ وہ کلام کریگا تو اپنے الفاظ کی خوبی و خرابی جانچ لیگا اور زبان کی تیزدھار سے ڈرتا رہیگا ۹۵

ومن یکن معتصما باللہ ذی العرش فلن یضرہ شی و من یعدی علی اللہ و من

جو شخص خدائے تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ

کون ہے جو خدا یتعالی سے سرکشی کر سکے ۵۶

من یامن اللہ یخف وخائف اللہ امن وما لما یثمرہ الخوف من اللہ ثمن

جو خدا یتعالی سے بے خوف ہوا وہ ہمیشہ خوف کی حالت میں ہے اور جو اس سے ڈرا وہ ہمیشہ امن میں ہے اور خوف خدا سے جو پھل ملتا ہے اسکی کوئی قیمت نہیں ۵۷

یا عالم السر کما یعلم حقا ما علن صل علی جدی ابی القاسم ذی النور المبین ۵۸

اکرم من حیٍّ ومن لفف میتاً فی کفن وامنن علینا بالرضا فانت اهل للمنن

اے ظاہر و مخفی کے جاننے والے میرے جد بزرگوار پر جو صاحب نور روشن اور افضل احیا و اموات ہے رحمت نازل کرا اور ہم پر اپنی خوشنودی سے احسان کر کہ تو صاحب احسان ہے ۵۹

وعافنا فی دیننا من کل خسر وغبن ماخاب من خاب کمن یوما الی الدنیا رکن

اور ہم کو دین کے ہر عیب و نقصان سے بچا۔ جو دنیا کی رغبت کر کے محروم و نا امید ہوا ویسا کوئی نا امید نہیں ۶۰

طوبی لعبد کشفت عنه غیابات الوسن والموعد اللہ ما یقضی به اللہ یکن

خوشا حال اس کا جسکے آگے سے غفلت کے پردے اٹھا دیئے گئے خدا سب کا وعدہ گاہ ہے جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے ایضاً ۶۱

ابی علی وجدی خاتم الرسل والمرتضون لدین اللہ من قبلی

میرے والد بزرگوار علی اور نانا خاتم المرسلین ہیں اور دین خدا کے لئے جو برگزیدہ ہیں وہ میرے طرفدار ہیں ۶۲

واللہ یعلم والقرآن ینطقه ان الذی بیدی من لیس یملک لی

اور خدا یتعالی جانتا ہے اور قرآن ناطق ہے کہ جو چیز اس شخص کے قبضہ میں ہے جس کا وہ مالک نہیں ہو سکتا وہ میرا مال ہے (یعنی خلافت) ۶۳

مایرتجی بامرء لا قابل عذلا ولا یزیغ الی قول ولا عمل

اس شخص سے کیا امید ہے جو نصیحت قبول نہیں کرتا ہوا ور نہ کسی قول وعمل کی طرف مائل ہو ۵۴

ولا یری خائفا فی سترہ وجلا ولا یحاذر من ھفو ولا زلل

وہ تنہائی میں خدا سے نہیں ڈرتا اور بے ہودہ باتوں اور لغزشوں سے پرہیز نہیں کرتا ۵۵

یا ویح نفسی ممن لیس یرحمھا اما لہ فی کتاب اللہ من مثل

میرا نفس اس شخص کے سبب سے قابل ترحم ہے جو اس پر رحم نہیں کرتا کیا اس شخص کیلئے کتاب خدا میں مثال مذکور نہیں ہے ۵۶

اما لہ فی حدیث اللہ معتبر من العمالقة العادیة الاول

کیا شاہان عمالقہ جادیہ سابقین کے ذکر میں اسکے لئے قابل عبرت کوئی بات نہیں ۵۷

یا ایھا الرجل المغبون شیمتہ انی ورثت رسول اللہ عن رسل

اے وہ شخص جسکے اخلاق میں نقصان ہے سمجھ لے کہ میں سلسلہ وار تمام انبیائے سلف سے ہوتے ہوئے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ کا وارث ہوں ۵۸

انت اولی بہ من اللہ فبما تری اعتللت وما فی الدین من علل

کیا تو آل رسول سے زیادہ امر خلافت کا مستحق ہے پھر تیرے پاس کیا عذر رہے حالانکہ دین میں کوئی عذر نہیں چلتا ایضاً ۵۱

یا نکبات الدھر دولی دولی واقصری ان شئت او اطیلی

اے حوادث ہائے زمانہ تم برابر گردش کئے جاؤ چاہو کمی کرو یا زیادتی ۵۲

رمیتنی رمیة لا مقیل بکل خطب فادح جلیل

اے زمانے ہر کار سترگ و دشوار میں مصیبت کا تیر تو نے مجھے مارا ہے جس کا دفعیہ ممکن نہیں

وکل عباء اسیئ ثقیل ۵۳ اول ما رزیت بالرسول

تو نے بار گراں وثقیل ہر آفت کا مجھ پر ڈالا۔ سب میں پہلی مصیبت جو مجھ پڑی وہ یہ تھی

کہ میرے نانا کا سایہ میرے سر سے اٹھ گیا ہے

وبعدہ بالطاہرۃ البتول　　ولوالد البر بنا الوصول

پھر میری والدہ ماجدہ بتول طاہرہ نے انتقال فرمایا ان کے بعد شفیق اور محسن باپ کی جدائی مجھ سے ہوئی ہے

وبالشفیق الحسن الجلیل　　والبیت ذی التاویل والتنزیل

پھر برادر مہربان حسن مجتبیٰ نے مجھے چھوڑ کر رحلت کی قسم ہے خانہ کعبہ کی وہ صاحب تاویل و تنزیل تھے

ورزأنا المعروف من جبریل　　فما لہ فی الرزء من عدیل

ہماری وہ مصیبت ہے جسکی خبر جبرئیل نے دی ہے اور تمام مصیبتوں میں وہ بے نظیر ہے

مالک عنی الیوم من عدول　　وحسبی الرحمٰن من منیل

اے بلا تو ہر چند مجھ سے ٹلنے کی نہیں مگر میرا مہربان خدا میری مدد کیلئے کافی ہے

(از کشف الغمہ)

مولف کہتا ہے کہ آپ کے وہ اشعار جو مناجات میں فرمائے اور وہ اشعار جو امام حسنؑ کی مرثیہ میں تھا کہے سابق میں بیان ہو چکے اور بیان واقعہ کربلا میں رجز وغیرہ کے اشعار بلیغہ آئندہ نقل کئے جائینگے۔

آپ کی معلومات

منجملہ آپ کی معلومات کے یہ بھی ہے کہ آپ طیور کی بولی سمجھتے تھے جسکو علم منطق الطیر کہتے ہیں چنانچہ کتاب مناقب میں تفسیر ثعلبی سے بروایت امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ جب **گدھ** بآواز بلند بولتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے ابن آدم عش ما شئت آخرہ موت یعنی اے انسان جبتک تیرا جی

چاہے دنیا میں رہ کہ آخر اس کا موت ہے اور کوا کہتا ہے ان فی البعد من الناس
انس یعنی آدمیوں سے دور بھاگنے میں آرام ہے اور قبنرہ یعنی چکاوک
دچنڈول کہتا ہے اللھمّ العن مبغضی آل محمدؐ یعنی اے خدا اہل بیت رسول کے
دشمنوں پر لعنت کر اور بابیل کی یہ صدا ہے الحمد للہ رب العالمین آخر سورہ تک
اور لفظ ضالین بمدہ اسطرح مد دیتا ہے جیسے کوئی اچھا خاصہ قاری۔

امیر شام کے روبرو آپ کا خطبہ پڑھنا

ناسخ التواریخ میں لکھا ہے کہ کتاب عوالم میں صحابہ و تابعین سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ
بعض لوگوں نے امیر شام سے کہا اے امیر اہل اسلام کی توجہ حسینؑ بن علی کی طرف
بہت ہے اور اکثر لوگ ان کی جانب مائل ہیں ایسی حالت میں مناسب یہ ہے کہ حسین
سے کہا جائے کہ وہ منبر پر جا کر خطبہ ادا کریں چونکہ وہ طلیق اللسان نہیں اور ان کی زبان
کلام بلیغ سے عاجز ہے (اس کے علاوہ رعب مجلس ان پر طاری ہوگا) اس لئے وہ
جسطرح سے کہ چاہئے خطبہ ادا نہ کر سکینگے اور اس وجہ سے مسلمانوں کی نظروں میں ان کی
عظمت گھٹ جائیگی امیر شام نے کہا تمہاری اس رائے سے مجھے اتفاق نہیں۔ پہلے
ان کے بڑے بھائی حسنؑ بن علی کی نسبت بھی ہم کو یہی خیال ہوا تھا۔ اور اسی بنا پر ہم
نے ان سے خطبہ پڑھنے کی درخواست کی تھی وہ جو منبر پر گئے تو ایک خطبہ فصیح و بلیغ
کے ذریعہ سے ہم سب کو ذلیل کر ڈالا جس سے ان کی وقعت لوگوں کی نظروں میں اور
ترقی کر گئی۔ اب بھی اسی واقعہ کا سامنا ہے۔ امیر شام کے اصحاب اور ارکین سلطنت
نے اس قول کو نہ مانا اپنے مطلب کے انجاح میں اصرار و الحاح کرنے لگے۔ ناچار امیر شام
نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو بلوا بھیجا جب حضرت تشریف فرما ہوئے تو عرض کی
یا ابا عبد اللہ کیا ممکن ہے کہ آپ منبر پر تشریف لیجائیں اور حاضرین کو ایک خطبہ سنائیں

حضرت نے فرمایا کیوں نہیں - پھر آپ اسی وقت منبر پر رونق افروز ہوئے اور نہایت فصاحت و بلاغت سے حمد خدا و نعت رسول خدا کو ادا فرمایا اثنائے خطبے میں کسی شخص نے کہا یہ کون شخص خطبہ پڑھتا ہے اس کی آواز حضرت نے بھی سنی بعد ختم حمد و نعت ارشاد کیا - نحن حزب الله الغالبون وعترة رسول الله الاقربون واهل بيته الطيبون واحد الثقلين الذين جعلنا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ثانی كتاب الله تبارك وتعالى الذى فيه تفصيل كل شيئ لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه والمعول علينا فی تفسيره ولا يبطينا تاويله بل نتبع حقائقه فاطيعونا فان طاعتنا مفروضة اذ كانت بطاعة الله ورسوله مقرونة قال الله عزوجل اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم فان تنازعتم فی شیئ فردوه الى الله والرسول - وقال ولو ردوه الى الرسول والى اولى الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم - ولولا فضل الله عليكم ورحمته لاتبعتم الشيطان الا قليلا واحذركم الاصغاء الى هتوف الشيطان بكم فانه لكم عدو مبين فتكونوا كاوليائه الذين قال لهم -
لا غالب لكم اليوم من الناس وانی جار لكم فلما تراءت الفئتان نكص على عقبيه وقال انی بری منكم - فتلقون للسيوف ضربا وللرماح وردا وللعمد حطما وللسهام غرضا ثم لا يقبل من نفس ايمانها لم تكن امنت من قبل او كسبت فی ايمانها خيرا
یعنی ہم لشکر خدا ہیں جو سب پر غالب ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عترت ہیں جو قرابت قریبہ حضرت سے رکھتے ہیں اور آپ کے وہ اہل بیت ہیں جو تمام

گناہوں سے پاک ہیں - اور ان دو قابل قدر چیزوں سے ہم ایک ہیں (جنہیں آنحضرت اپنی امت میں چھوڑ گئے) ہم وہ ہیں جنکو حضرت نے کتاب خدا کا ثانی اور مانند قرار دیا جس میں ہر شئے کی تفصیل ہے - اس کے اطراف و جوانب امور باطلہ سے مبرا ہیں اسکی تفسیر ہمارے پاس ہے اسکی تاویل ہم کو شک میں نہیں ڈالتی بلکہ ہم اسکی حقیقتوں پر عمل کرتے ہیں - پس تم لوگ ہماری اطاعت اختیار کرو ہماری اطاعت فرض ہے کیونکہ خدا و رسول کی اطاعت سے متصل بیان کیگئی ہے چنانچہ خلاق عالم نے فرمایا ہے کہ خدا کا حکم مانو - اور رسول کا اور ان لوگوں کا حکم مانو جو صاحبان حکومت ہیں پس اگر کسی امر میں تم جھگڑا کرو تو اس امر میں خدا اور رسول کے حکم کی طرف رجوع کرو" اور نیز ارشاد کیا ہے کہ " اگر اس چیز کے بارے میں وہ لوگ پیغمبر اور صاحبان حکومت کی طرف رجوع کرتے تو ان میں سے جو حقیقت کو پا لینے والے ہیں وہ اس چیز سے واقف ہو جاتے - اے مسلمانو اگر تم پر اللہ کا فضل اور اسکی مہر نہ ہوتی تو چند آدمیوں کے سوائے سب کے سب شیطان کے پیرو ہو گئے ہوتے" ایہاالناس میں تمہیں ڈراتا ہوں کہ خبردار شیطان کی آوازوں کو نسننا اور اس کے فتنوں سے اجتناب کرنا کیونکہ وہ تمہارا بڑا دشمن ہے اور اپنی دشمنی تم پر ظاہر کر دی ہے اگر تم میری مخالفت کروگے تو شیطان کے ان دوستوں اور تابعداروں میں محسوب ہوگے جنکے بارے میں شیطان نے کہا ہے کہ آج لوگوں میں کوئی ایسا نہیں جو تم پر غالب آسکے اور میں تمہارا پشت و پناہ ہوں پھر جب دونوں فوجیں آمنے سامنے آئیں تو اپنے الٹے پاؤں چلا اور لگا کہنے کہ مجھ کو تم سے کچھ سروکار نہیں پس تم شمشیر ہائے بلاسے گھائل اور سنانہائے عذاب سے مجروح گرز ہائے آفت سے زخمی اور تیر ہائے عقاب سے بسمل ہو جاؤ گے اسوقت ندامت کچھ فائدہ نہ دیگی اور جو شخص پہلے ایمان نہ لایا ہو اور اعمال خیر نہ کئے ہوں اس کا اسوقت

کا ایمان مقبول نہ ہوگا۔ حضرت اسیطرح خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ امیر شام کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو تمام لوگ آپ کی طرف ہو جائیں عرض کی حسبک یا ابا عبد اللہ قد ابلغت یعنی یا ابا عبداللہ آپ نے حق نصیحت ادا فرمایا اور حکم خدا کو پہنچایا بس یہی کافی ہے۔

امیر شام سے ایک اعرابی کی سفارش

کتاب ستطاب بحار الانوار میں مناقب ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین علیہ السلام امیر شام کے پاس تشریف لائے وہاں ایک اعرابی اپنی کسی ضرورت کے لئے بیٹھا تھا امیر شام اعرابی کو گفتگو سے منع کر کے حضرت سے باتوں میں مشغول ہوئے اعرابی نے بعض حاضرین سے پوچھا کہ یہ حضرت کون ہیں لوگوں نے کہا۔ حسینؑ بن علی ہیں۔ اعرابی نے حضرت کی خدمت میں عرض کی یا ابن رسول اللہ غلام نوازی فرما کر میرے مقدمہ میں سفارش فرمایئے حضرت نے اسکی مطلب براری کے لئے امیر شام کو چند کلمے ارشاد فرمائے امیر شام نے آپ کے فرمانے کو قبول کیا اعرابی کی ضرورت رفع کی اور جو اسکی حاجت تھی بر لائے۔ اعرابی نے اسیوقت یہ اشعار نظم کر کے پڑھے ؎

انیت العیشمی ولم یجد لی ۔ الی ان حزہ ابن الرسول

ھو ابن المصطفیٰ کرما وجودا ۔ ومن بطن المطھرۃ البتول

وان لھاشم فضلا علیکم ۔ کما فضل الربیع علی المحول

یعنی میں ایک پیر منحنی اور مرد خشک کے پاس اپنی حاجت لے کر آیا مگر اس نے میرے بارے میں بخشش و عطا نہ کی یہانتک کہ اسکو فرزند رسول نے ترغیب دی وہ صاحب جود و کرم یعنی حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کا فرزند ہے بتول عذرا کے شکم مطہر سے متولد ہوا ہے اے گروہ بنی امیہ تم پر بنی ہاشم اسطرح فضیلت رکھتے ہیں جیسے بہار کا موسم فصل خزاں اور

کے پاس آیا اس نے میرا نام پوچھا میں نے کہا علی مروان نے کہا آپ کے بھائی کا نام کیا ہے میں نے کہا علی۔ مروان نے کہا علی اور علی۔ نہیں معلوم آپ کے والد کا کیا ارادہ ہے کہ اپنے فرزندوں کے نام بغیر علی کے رکھتے ہی نہیں۔ یہ کہکر میرے لئے وظیفہ مقرر کر دیا۔ جب میں اپنے پدر بزرگوار حسینؑ بن علی کی خدمت میں حاضر ہوا تو مروان کی گفتگو سے آپ کو اطلاع دی آپ نے فرمایا چمڑوں کی دباغت کرنیوالی زرقا کے فرزند یعنی مروان پر عذاب ہو۔ اگر میرے لئے سو فرزند بھی پیدا ہوں تو سب کے نام علی رکھوں گا

احتجاج با مروان

بحار الانوار میں کتاب مناقب ابن شہر آشوب و احتجاج طبرسی سے منقول ہے کہ ایک دن مروان نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے کہا کہ اگر جناب فاطمہ کے سبب سے آپ کو فخر نہ ہوتا تو پھر آپ کس کے سبب سے ہم پر افتخار کرتے یہ سنکر آپ غضبناک ہوئے فوراً مروان پر حملہ کیا اور دست مبارک سے اس کا حلق پکڑ کے دبایا (کہ اسکی آنکھیں نکل آئیں) پھر اس کا عمامہ اس کے گلے میں ڈالکر اسطرح لپیٹ دیا کہ وہ زمین پر گر پڑا آپ کے پرزور ہاتھوں کی قوت کی تاب نہ لایا اور بے ہوش ہو گیا جب آپ نے اسکی یہ حالت دیکھی چھوڑ دیا اور بعض قریشیوں کی طرف مخاطب ہوئے اور ارشاد کیا کہ میں تمہیں خلاق عالم کی قسم دیتا ہوں کہ اگر میں سچی بات کہوں تو میری تصدیق کرنا کیا دنیا میں کوئی ایسے دو شخصوں کو تم جانتے ہو کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک مجھ سے اور میرے بھائی حسنؑ سے زیادہ دوست ہوں۔ اور میرے اور میرے بھائی کے سوائے روئے زمین پر کیا کوئی اور بھی آنحضرت کا نواسا ہے سب نے عرض کی ہرگز نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں بالیقین جانتا ہوں کہ بغیر اسکے کوئی شخص تمام دنیا میں ملعون ابن ملعون نہیں۔ اس کا باپ حکم وہ تھا جسکو آنحضرت نے مدینہ سے نکلوا دیا تھا۔ بیشک

مابین مشرق و مغرب کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو مروان اور اس کے باپ سے زیادہ خدا و رسول اور اہل بیت کا دشمن ہو میرے اس قول کی سچائی کی دلیل یہ ہے کہ اے مروان تو اسوقت غصہ میں آئیگا اور تیری عبا تیرے کاندھے پر سے گر جائیگی راوی کہتا ہے کہ واللہ میں نے دیکھا کہ اسی وقت مروان غصہ میں اٹھ کھڑا ہوا اور اسکی عبا اس کے کاندھے پر سے گر پڑی

تزویج دختر زینب خاتون و گفتگو با مروان

کتاب مناقب میں منقول ہے کہ حضرت عثمان کے انتقال کے بعد امام حسن نے عائشہ بنت عثمان کی خواستگاری کی مروان نے (جو حضرت عثمان کا بہنوئی اور ان کی اولاد کا سرپرست تھا) انکار کیا اور عائشہ بنت عثمان کا بیاہ عبداللہ بن زبیر سے کر دیا (اسکی ایک مدت کے بعد) جب مروان امیر شام کی طرف سے مدینہ کا حاکم مقرر ہوا (اور امام حسنؑ مجتبیٰ نے بھی شہادت پائی) تو امیر شام نے اسے لکھا کہ عبداللہ بن جعفر طیار کی صاحبزادی یعنی امّ کلثوم بنت زینب کی خواستگاری میرے فرزند یزید کیواسطے کر۔ حسب حکم امیر شام مروان بدفرجام عبداللہ بن جعفر کی خدمت میں آیا اور یزید کے بارے میں امیر شام کا پیغام پہنچایا۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا ہمارے بزرگ اور آقا حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں وہ حضرت اس لڑکی کے حقیقی ماموں بھی ہیں اس لڑکی کا اختیار حضرت ہی کو حاصل ہے پس اس مقدمہ میں جو آپ ارشاد فرمائینگے میں اس امر کی تعمیل کرونگا۔ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو اس مقدمہ کی اطلاع دی گئی تو حضرت نے خلاق عالم کی درگاہ میں یہ دعا کی۔ استخیر اللہ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْ لِھٰذِہِ الْجَارِیَۃِ رِضَاکَ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍؐ یعنی اللہ تعالےٰ سے میں طلب خیر کرتا ہوں اے پروردگار اس لڑکی کیواسطے اہل بیت نبیؐ میں سے اس شخص کو جو تیرا پسندیدہ ہو مقرر فرما دے۔ اسکے بعد سب لوگ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں جمع ہوئے جناب سیدالشہدا علیہ التحیۃ والثنا

بھی تشریف لائے۔ مروان بھی اپنے کو مزین اور آراستہ کرکے اس محفل میں حاضر ہوا اور حضرت کے پہلو میں بیٹھ کر کہنے لگا کہ مجھے امیر شام نے حکم دیا ہے کہ عبداللہ بن جعفر کی لڑکی ام کلثوم کی خواستگاری ان کے فرزند یزید کیلئے کروں اور اس لڑکی کے پدر بزرگوار جسقدر مہر چاہیں وہ مقرر کروں اس کے علاوہ ان کا قرض بھی جتنا ہو ادا کردوں۔ یہ امر دونوں قبیلوں کی صلح کا باعث اور بنی ہاشم کی سفاخرت کا سبب ہوگا۔ مجھے یہ تعجب ہوتا ہے کہ یزید (باوجود سلطنت وحکومت) کیونکر تمہیں مہر دینے کو راضی ہوا حالانکہ یزید وہ ذی مرتبت شخص ہے جس کا کوئی کفو نہیں اور ابر اس کے چہرے سے طلب آب کرتا ہے۔ پس یا اباعبداللہ آپ جواب باصواب دیجیے اسوقت حضرت نے فرمایا الحمد للہ الذی اختارنا لنفسہ وارتضانا لدینہ واصطفانا علےٰ خلقہ یعنی میں خلاق عالم کی حمد کرتا ہوں جس نے ہم اہل بیت کو خاص اپنے لئے اختیار فرمایا اپنے دین کی ہدایت کے لئے ہم کو پسند کیا اور اپنی تمام مخلوقات پر ہم کو خلیفہ بنایا اسیطرح آپ نے ایک خطبہ بلیغ ارشاد کرکے فرمایا یا مروان قد قلت فسمعنا اما قولك مہرھا حکم ابیھا بالغا ما بلغ فلعمری لو اردنا ذلك ما عدونا سنۃ رسول اللہ فی بناتہ ونسائہ واھل بیتہ وھو ثنتا عشرۃ اوقیۃ یکون اربعماۃ وثمانین درھما یعنی اے مروان تو نے جتنی باتیں کہیں ہم نے سنیں وہ جو تو نے کہا کہ عروس کا باپ جس قدر مہر چاہے ادا کردیا جاتا ہے پس بالفرض اگر ہم اس نسبت پر راضی ہوتے تو چارسو اسی درہم سے زیادہ مہر جو سنت نبوی ہے ہرگز مقرر نہ کرتے۔ واما قولك مع قضاء دین ابیھا متی کن نسائنا یقضین عنا دیوننا اور جو تو نے یہ بات کہی کہ لڑکی کے باپ کا قرض بھی جسقدر ہو ادا کیا جائیگا پس نہایت تعجب ہے

کسوقت اور کون سے زمانے میں ہماری عورتوں نے ہمارے فرضوں کو ادا کیا ہے
واما صلح ما بین ہذین الحیین فانا قوم عادیناکم فی اللہ
ولم نکن نصالحکم للدنیا فلعمری لقد اعیا النسب فکیف السبب
وہ جو تو نے بیان کیا کہ یہ امر ان دونوں قبیلوں کی صلح کا باعث ہوگا پس خوب یاد
رکھنا چاہیئے کہ ہم نے محض خدا تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے تم لوگوں سے دشمنی کی ہے
پس کیونکر دنیا کے لیئے صلح کر سکتے ہیں حیرت کا مقام ہے کہ قرابت نسبی جو تم میں اور ہم
میں ہے وہ تو باعث صلح نہ ہوئی پھر رابطہ سببی سے کیا خاک صلح ہوگی۔ واما
قولك العجب بیزید کیف یستمہر فقد استمہر
من ہو خیر من یزید ومن ابی یزید ومن جد یزید
اور وہ جو تو نے کہا کہ یزید سے عجب ہے کہ وہ کیوں مہر دیتا ہے پس یہ عین نادانی
ہے ارے جاہل مہر تو اس شخص نے بھی دیا ہے جو یزید و پدر یزید و جد یزید سے بہتر ہے
واما قولك ان یزید کفو من لا کفو لہ فمن کان کفوہ قبل
الیوم فھو کفوہ الیوم ما زادتہ امارتہ فی الکفائۃ شیئاً
اور وہ جو بات تو نے کہی کہ یزید وہ شخص ہے جس کا کوئی کفو (یعنی ہم مرتبہ) نہیں پس جو
شخص کہ پہلے اس کا کفو تھا وہی اب بھی اس کا کفو ہے اب جو امارت اسے ملگئی
ہے اس سے اسکی شرافت نہیں بڑھسکتی۔ واما قولك بوجہہ یستسقی
الغمام فانما کان ذلك لوجہ رسول اللہ اور وہ جو تو نے
کہا کہ یزید کے چہرے سے ابر طلب آب کرتا ہے پس یہ تعریف خاص میرے
جد بزرگوار رسول مختار کی ہے نہ یزید کی۔ واما قولك من یغبطنا بہ اکثر
ممن یغبطہ بنا فانما یغبطنا بہ اہل
الجہل ویغبطہ بنا اہل العقل اور وہ جو تو نے کہا کہ یہ امر تمہارے

فخر کا باعث ہے تو ہاں جاہل اور ناداں لوگ ایسا ہی سمجھتے ہیں ولکن جو آدمی عاقل
اور صاحبان فہم ہیں ان کے نزدیک اس امر سے یزید ہی کو فخر ہے نہ ہم کو۔ اس کے
بعد آپ نے ارشاد کیا۔ فاشهدوا جميعا انی قد زوجت ام کلثوم
بنت عبد الله بن جعفر من ابن عمها القاسم بن محمد بن جعفر علی
اربع ماة و ثمانين درهما وقد نحلتها ضيعتی بالمدينة
او قال ارضی بالعقيق وان غلتها فی السنة ثمانية
الاف دينار ففيها لهما غنی انشاء الله
اے حاضرین گواہ رہنا کہ میں نے امّ کلثوم بنت عبد اللہ بن جعفر طیار کی تزویج اس کے
چچا کے بیٹے قاسم بن محمد بن جعفر طیار کے ساتھ مہر سنت پر کر دی اور ان دونوں کے
اخراجات کیواسطے میں نے اپنا فلاں مزرعہ جو اسی شہر میں ہے اور جس کا سالانہ
محاصل آٹھ ہزار دینار طلا ہیں اس لڑکی کو بخشدیا اور وہ ان کیلئے انشاء اللہ دو واسطے بہت
ہے جب مروان نے حضرت کا یہ کلام معجز نظام سنا اس کا رنگ متغیر ہو گیا کہا
اے بنی ہاشم تم نے مجھ سے مکر کیا اور تم اپنی عداوت سے دست بردار نہیں ہوتے
حضرت نے فرمایا ہم نے مکر نہیں کیا بلکہ یہ امر اسبات کا عوض تھا جو تو نے فلاں لڑکی
میرے بھائی حسنؑ کو نہیں دی اسوقت مروان نے یہ اشعار پڑھے ؎

اردنا صهركم لنجد ودا قد اخلقه به حدث الزمان
فلما جئتكم فجبهتمونی وبحتم بالضمير من الشنان

یعنی ہم نے چاہا تھا کہ تم سے خویشی کر کے اس محبت کو تازہ کر دیں جسکو زمانے کے حوادث
نے کہنہ کر دیا ہے پس جب میں تمہارے پاس آیا تم بہ مکر پیش آئے اور نا سزا
کہنے لگے اور جو عداوت کہ تمہارے دل میں پوشیدہ تھی اسکو ظاہر کیا۔ یہ سنکر
بنی ہاشم کے ایک غلام نے جس کا نام ذکوان تھا اسطرح جواب دیا ؎

اماط اللہ عنھم کل رجس — وطھرھم بذلک فی المثانی
فمالھم سواھم من نظیر — ولاکفوھنالک ولامدانی
اتجعل کل جبار عنید — الی الاخیار من اھل الجنان

یعنی خدا تعالی نے اہل بیت سے ہر عیب وگناہ کو دور کیا ہے اور قرآن مجید میں انہیں بطہارت یاد فرمایا دنیا میں انکے سوائے کوئی ان کا نظیر اور کفو نہیں وہ اپنے آپ نظیر ہیں اور تو اے مروان چاہتا ہے کہ ہر جبار بدکار کو نیکوکاران اہل بہشت کے برابر کردے راوی کہتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد عبداللہ بن زبیر نے عائشہ بنت عثمان کو طلاق دی بعد عدہ حضرت امام حسینؑ نے ان سے نکاح فرمایا صح۔

مناظرہ با عبداللہ بن عمرو عاص

ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب میں تحریر فرمایا ہے کہ طرانی نے کتاب ولایت و مناقب میں اور سمعانی نے کتاب فضائل میں باسانید معتبرہ روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین علیہ السلام کہیں تشریف لیجارہے تھے ناگاہ آپ کا گذر عبداللہ بن عمرو عاص پر سے ہوا عبداللہ نے کہا اگر کوئی شخص چاہے کہ ایسے بزرگوار کو دیکھے جو اہل آسمان کے نزدیک محبوب ترین خلائق ہو تو اس گزرنیوالے یعنی حسین بن علی کو وہ معائنہ کرے۔ اسوقت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ بھی وہاں موجود تھے جب انہوں نے عبداللہ کی زبانی یہ بات سنی تو عبداللہ کو حضرت کی خدمت میں حاضر کیا اور اس کے کلام کو حضرت کے روبرو دہرایا حضرت نے فرمایا اے عبداللہ جب تم جانتے ہو کہ میں افضل خلائق ہوں تو پھر بروز صفین مجھ سے اور میرے پدر بزرگوار سے کیوں جنگ کی۔ حالانکہ میرے والد مجھ سے افضل ہیں۔ عبداللہ نے عرض کی یا ابن رسول اللہ مجھ سے جناب رسالتمآب نے فرمایا تھا کہ اپنے باپ کی اطاعت کر اور میرے باپ نے مجھے اس جنگ کا حکم دیا تھا حضرت نے فرمایا کیا تم نے خدا تعالی کا حکم نہیں سنا جو اس نے فرمایا ہے

وان جاهداك علی ان تشرك بی ما لیس لك بہ علم فلا تطعهما

یعنی اگر تیرے ماں باپ تجھ سے جھگڑا کریں کہ تو میرے ساتھ کسی چیز کو شریک کرے جس کا تجھے علم نہیں تو ہرگز ان کی اطاعت نہ کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد کیا ہے انما الطاعة فی المعروف یعنی اطاعت نیک کام میں ہوتی ہے۔

ایضاً آنحضرت نے فرمایا لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق یعنی خدا تعالی کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں یہ سنکر عبداللہ خاموش ہوگیا۔

آپکی نسبت عبداللہ بن عمر کا قول

اصابہ فی تمیز الصحابہ میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن عمر کعبہ کے سایہ میں بیٹھے تھے کہ ناگاہ حسینؑ بن علی کو آتے ہوئے دیکھکر کہا ھذا احب اھل الارض الی السماء الیوم یعنی آج کے روز یہ بزرگوار اہل آسمان کے نزدیک تمام اہل زمین سے زیادہ محبوب ہیں

خط مروان بامیر شام

بحار الانوار میں رجال کشی سے منقول ہے کہ جس زمانے مین مروان امیر شام کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا ایک مرتبہ اس نے امیر شام کو اسطرح خط لکھا کہ عمرو بن عثمان نے مجھے خبر دی ہے کہ اہل عراق وامرائے حجاز حسینؑ بن علی کے پاس آیا جایا کرتے ہیں اور انکو خلافت کی ترغیب دیتے ہیں وہ یہ بھی کہتا تھا کہ عجب نہیں کہ وہ خروج کریں۔ ہر چند میں نے تحقیقات کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الحال تو حسین بن علی دعوی خلافت نہ کریں گے مگر آیندہ (یعنی آپ کے بعد جو مسند خلافت پر جلوس کریگا اس کیلئے) مقام فکر ہے پس اس مقدمہ میں جو آپ کی مرضی ہو اس سے مجھے اطلاع دیجیئے والسلام جب یہ خط امیر شام کو پہنچا تو انہوں نے اسطرح جواب ترقیم کیا۔

نامہ امیر شام بمروان

تیرا خط مجھے پہنچا جو کچھ تو نے حسین بن علی کے بارے مین لکھا تھا مجھے معلوم ہوا پس

خبردار کہ ہرگز حسینؑ بن علی سے کسی امر میں متعرض نہ ہو جب تک کہ وہ تجھ سے کچھ تعلق نہ رکھیں تو بھی ان سے کچھ تعلق نہ رکھ انکو برہم نہ کر جبتک وہ میری صلح پر قایم رہیں گے اور میری سلطنت میں منازعت نہ کریں گے میں بھی ان سے کسی امر میں متعرض نہ ہوں گا والسلام یہ نامہ تو امیر شام نے مروان کو لکھا اس کے بعد ایک خط حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں روانہ کیا جس کا یہ مضمون تھا۔

نامہ امیر شام بحضرت

امابعد یا اباعبداللہ آپ کے بعض نامناسب امور کی خبر مجھے پہنچی ہے اگر وہ سچ ہے تو مجھے امید ہے کہ آپ وہ امور ترک فرما دیں گے۔ کیونکہ جو شخص خدا تعالیٰ سے کوئی عہد و پیمان کرے تو اسکو سزاوار یہ ہے کہ اپنے عہد و میثاق پر وفا کرے۔ اگر وہ خبر جو مجھے پہنچی ہے جھوٹ اور افترا ہے تو بیشک آپ بری الذمہ ہیں مگر میں پھر بھی یہی کہتا ہوں کہ آپ اپنے نفس کو نصیحت فرمائیے اپنے عہد کو یاد کیجئے اور اسکو پورا فرمائیے۔ یہ یقین جانئے کہ جب آپ میرا انکار کرینگے تو میں بھی آپکا انکار کرونگا۔ اگر آپ مجھ سے مکر کرینگے تو میں بھی مکر کرونگا۔ اس امت کے اجتماع کو برہم نہ فرمائیے اور باعث ظہور فتنہ نہ ہوجیئے۔ آپنے لوگوں کو پہچان لیا ہے اور ان کا امتحان کرلیا ہے بس اپنی جان اور دین پر اور اپنے نانا کی امت پر رحم فرمائیے اور نادان اور سفیہوں کے دھوکے میں نہ آئیے والسلام جب یہ خط حضرت کی خدمت میں موصول ہوا آپ اس کے مضمون سے واقف ہوئے اور اس طرح اس کا جواب ادا فرمایا۔

نامہ حضرت بامیر شام

امابعد فقد بلغنی کتابک۔ تذکر انہ قد بلغک عنی امور انت لی عنھا راغب وانا بغیرھا عندک جدیر۔ فان الحسنات لا یھدی بھا ولا یسددھا الا اللہ (الی ان قال)

بہ ہدی الحسنات ولا یسدد الیہا

والنماد قاه الیک الملاقون المشاؤن بالنمیم
وما ارید لک حربا ولا علیک خلافا وایم اللہ
انی لخائف للہ فی ترک ذلک وما اظن اللہ راضیا بترک ذلک
ولا عاذرا ابدا ون الاعذارفیہ الیک الخ

یعنی تمہارا خط موصول ہوا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چند خبریں میری جانب سے کسی نے تمہیں پہنچائی ہیں جن کو تم میری نسبت مناسب نہیں جانتے اور مجھے ان امور سے بری ہونا اچھا سمجھتے ہو پس اس امر کا یقین کرنا چاہیے کہ ابواب حسنات کسی کے آگے بغیر مرضی خلاق عالم نہ کھلتے ہیں نہ بند ہوتے ہیں (یعنی تمام امور میں توفیق خدا کی طرف سے ہے) جن لوگوں نے یہ خبر تمہیں پہنچائی ہے وہ لوگ تملق کرنیوالے اور سخن چین ہیں جو مجھ پر بہتان کیا ہے۔ میں تم سے لڑائی کا ارادہ نہیں رکھتا اور نہ میں نے تمہاری مخالفت کی تیاری کی ہے مگر خدا کی قسم مجھے خوف ہے کہ اس مخالفت کے ترک کرنیسے کہیں خلاق عالم مجھ پر غضب نہ فرمائے الخ

مولف کہتا ہے کہ یہ نامہ مبارک بہت طولانی ہے جس میں آپ نے بعض امور قبیحہ جو مکتوب الیہ سے صادر ہوئے تفصیل سے بیان فرمائے ان پر انکار کیا نصیحتیں فرمائی ہیں خاکسار اس پورے خط اور اس کے ترجمہ کو بعض وجوہ سے ذکر نہ کر سکا۔ جس وقت امیر شام نے نامہ والا کو معاینہ کیا کہا میں نہیں جانتا تھا کہ حسینؑ بن علیؑ کے دل میں اسقدر کینے ہیں۔ اسوقت یزید بھی حاضر تھا اپنے باپ سے کہا آپ اس خط کا جواب تحریر فرمائیے اور حسینؑ اور ان کے والد کی نسبت سخت اور ناسزا باتیں اس میں درج کیجیے اسی اثنا میں عبداللہ بن عمرو عاص بھی وہاں حاضر ہوا۔ امیر شام نے حضرت کا خط عبداللہ کو دکھلا کر کہا دیکھو مجھے حسینؑ نے کیا کیا سخت باتیں لکھی ہیں عبداللہ نے خط دیکھکر کہا کہ اس کے جواب میں جسقدر آپ سے ممکن ہو حسین کو برا بھلا لکھیئے گا اور ان کے معایب کا شمار

کیجئے گا۔ یہ سنکر امیر شام نے ہنسکر کہا یزید نے بہی مجھے ایسی ہی رائے دی ہے
فی الحقیقت دونوں خطا پر ہیں۔ بہلا میں حسینؑ کے اور ان کے والد کے کیا عیب
بیان کرسکتا اور لکہہ سکتا ہوں۔ حالانکہ ان دونوں میں کوئی عیب نہیں ہے اگر ایسی
چند جہوٹی باتیں لکہوں جنہیں تمام لوگ دروغ اور افترا جانتے ہیں تو اس سے کیا حاصل
ہے۔ ہاں میں نے چاہا تہا کہ انہیں کچھہ تہدید اور تخویف کروں مگر اسوقت اسکی بہی
مصلحت نہیں ہے انتہیٰ محصلاً۔ احتجاج طبرسی میں بہی یہ پوری روایت موجود ہے
اور اس قدر اس میں زیادہ ہے کہ پہر امیر شام نے حضرت کے جواب میں کوئی سخت
کلمہ نہیں لکہا جو مزاج مبارک پر ناگوار ہوا اور جو کچھ ہدایا و تحائف آپ کی خدمت میں روانہ
کئے جاتے تھے ان کو موقوف بہی نہ کیا۔ ہر سال آپکی خدمت میں دس لاکھ درہم
پیش کئے جاتے تھے یہ درہم ہر قسم کے تحائف اور ہدایا کے علاوہ تہے انتہیٰ۔

مشورت امیر شام با مروان و سعید بن عاص

بحار الانوار میں کتاب العقد سے بروایت اندلسی منقول ہے کہ (جس زمانہ میں امیر شام
کی طرف سے مروان بن حکم مدینہ کا حاکم تھا) امیر شام نے (مدینہ میں آکر اپنے فرودگاہ پر
مروان کو بلوا بہیجا جب وہ حاضر ہوا تو اس سے کہا حسینؑ ابن علی کے بارے میں تیری
کیا رائے ہے مروان نے کہا کہ آپ انکو اپنے ساتھ شام کو لیجائیے اور ان میں اور
اہل عراق میں تفرقہ ڈالدیجئے یہ سنکر امیر شام نے کہا اردت واللہ ان تستریح
منہ وتبتلیتنی بہ خدا کی قسم تونے ارادہ کیا ہے کہ خود تو ان سے بیفکر ہوجائے
اور مجھے مبتلا کرے اور مصیبت میں پہنسا دے پس اگر میں ان کے حرکات وکلمات
پر صبر کرونگا تو میری طبیعت کے خلاف ہوگا اور اگر ان کی نسبت برائی سے پیش
آؤنگا تو قطع رحم کا باعث ہوگا یہ کہکر مروان کو اٹہا دیا۔ اس کے بعد سعید بن عاص کو
بلوا بہیجا جب وہ آیا تو کہا یا ابا عثمان حسینؑ بن علیؑ کے مقدمہ میں تم اپنی رائے

بیان کرو سعید بن عاص نے کہا خدا کی قسم حسین بن علی سے آپ کو اپنی ذات پر تو کوئی خوف نہیں جو کچھ خوف ہے وہ آپ کے بعد آپ کے ولی عہد کیلئے ہے اور آپ حسینؑ کیلئے ایک ایسے حریف کو چھوڑ جاتے ہیں (اس سے مراد یزید ہے) کہ اگر حسین اس سے کشتی لڑیں تو وہ بھی کشتی لڑیگا اگر حسینؑ اس سے سبقت چاہیں تو وہ بھی سبقت چاہے گا (یعنی یزید۔ حسینؑ بن علی کے مقابلہ سے عاجز نہیں) بس میری صلاح یہ ہے کہ حسینؑ کو نخلستان میں چھوڑ دیجئے گا کہ وہ مثل ایک درخت خرما کے رہیں کہ وہ پانی پیتا ہے اور ہوا میں بلند ہوتا ہے مگر آسمان تک نہیں پہنچتا۔

مولف چاہتا ہے کہ اب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی شہادت کے بعد سے امیر شام کے انتقال تک کے واقعات ہر سال کے علیحدہ طور پر لکھے۔

آٹھواں باب

بعض کتب معتبرہ میں مرقوم ہے کہ ۵۰ھ ہجری میں جناب امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد بعض امرائے شام نے حج کا ارادہ کیا جب دمشق سے روانہ ہوئے اور منزل بمنزل طے مسافت کرتے ہوئے مدینہ منورہ میں پہنچے مدینہ والوں نے ان کا استقبال کیا انہوں نے جب غور کر کے دیکھا تو معلوم ہوا اکثر استقبال کرنیوالے قرشی ہیں۔ انصار سے بہت کم لوگوں نے ان کا استقبال کیا ہے۔ یہ دیکھکر انہوں نے کہا کہ انصار کو کیا ہوا جو انہوں نے ہماری پیشوائی نہیں کی۔ بعض لوگوں نے جواب دیا کہ اندنوں انصار بہت محتاج اور فقیر ہو گئے ہیں۔ ان کو سواری تک میسر نہیں جس پر وہ سوار ہو کر کسی کی پیشوائی کریں۔ انہوں نے کہا کہ ان کے وہ جانور جن سے وہ زراعت اور باغوں میں پانی سینچتے ہیں کیا ہوئے اتفاقاً اسوقت قیس بن سعد بن عبادہ انصاری جو انصار کے سردار اور سردارزادے تھے وہاں موجود تھے

یہ بات انہیں سخت ناگوار ہوی۔ جواب دیا ہاں اے امیر انصار نے اپنے اونٹوں کو غزوہ بدر و احد
اور دوسرے غزوات میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تباہ اور فنا کردیا
یہ وقت وہ تھا کہ انصار کفار پر راہ خدا میں تلواریں لگاتے تھے یہانتک کہ امر خدا یعنی
اسلام ظاہر ہوگیا ہر چند کفار کو ناگوار تھا۔ جب اس امیر نے یہ بات سنی خاموش ہوگیا۔
اس کے بعد پھر قیس نے کہا کہ جناب رسول خدا ص نے ہمیں خبر دی ہے کہ ہم آپ کے بعد
ظالموں کے ظلم وجور میں گرفتار ہوں گے اسوقت اس امیر نے کہا کہ پھر تمہیں آنحضرت نے کیا حکم
دیا۔ قیس نے کہا ہم سے آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم ان زحمتوں پر صبر کریں یہانتک
کہ آنحضرت سے ملاقات کریں اس نے کہا بس اب تم صبر اختیار کرو اس کے بعد
پھر قیس نے گفتگو شروع کی اور کہا اے امیر تم ہمارے شتران آب کش کا ذکر کرکے
ہماری توہین کرتے ہو۔ خدا کی قسم میں نے تم لوگوں کو بروز غزوہ بدر دیکھا کہ شتران آب کش
پر سوار ہو کر جنگ کر رہے تھے کہ نور خدا کو بجھادیں اس کے بعد تم نے ہماری تلواروں
کے خوف سے اسلام قبول کیا اس امیر نے کہا اے قیس تم ہم پر منت رکھتے ہو کہ انصار نے
جناب رسول خدا ص کی نصرت کی ہے حالانکہ خدا یتعالی کو اور قریش کو سزاوار ہے کہ تم
پر منت رکھیں۔ کیونکہ آنحضرت قریش سے ہیں اور ہمارے بنی عم ہیں پس یہ نعمت تم پر
ہم سے ہے یعنی خدا نے تم کو ہمارے انصار اور تابع بنایا اور تم نے ہمارے سبب سے
ہدایت پائی۔ قیس نے جواب دیا کہ خدا یتعالی نے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جن و
انس وسیاہ وسفید پر رسالت ونبوت کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ کو رحمۃ للعالمین
قرار دیا جب مبعوث ہوئے تو پہلے وہ بزرگوار علی ہیں جنہوں نے آپکی تصدیق کی اور
سب سے اول ایمان لائے۔ اور ابو طالب آنحضرت صلعم کے حارس ونگہبان اور شر
کفار سے آپ کے محافظ تھے۔ آپکو تبلیغ رسالت پر تحریص کرتے تھے تاآنکہ ان کے انتقال
کا زمانہ قریب پہنچا۔ اسوقت اپنے فرزند علی کو اپنی وزارت اور حضرت کی نصرت پر مقرر

کیا پس علی نے ہر شدت و مصیبت میں اپنی جان حضرت کی سپر بنائی۔ خلاق عالم نے اس کرامت سے تمام عرب و عجم میں علیؑ کو اختصاص دیا ایک مرتبہ حضرت نے بنی عبدالمطلب کو مثل ابوطالب اور ابولہب وغیرہما کے جو چالیس آدمی تھے جمع فرمایا اور ارشاد کیا کہ تم میں سے ایسا کون شخص ہے جو میری نصرت کرے۔ میرا قوت بازو۔ میرا وزیر و وصی اور میرے بعد جملہ مومنین کا حاکم ہو۔ اس پر علی کے سوائے کسی نے کچھ جواب نہیں دیا حالانکہ حضرت نے اس کلام کا تین مرتبہ اعادہ فرمایا۔ ہر مرتبہ علی عرض کرتے تھے یا رسول اللہ آپکی نصرت کے لئے میں حاضر ہوں۔ مرتبہ سوم میں حضرت نے علیؑ کے سر کو اپنے آغوش میں لیا اور ان کے منہ میں کچھ پھونک دیا اور فرمایا اے پروردگار علیؑ کے سینہ کو علم و فہم اور حکمت سے مملو کردے پھر ارشاد کیا (اے گروہ بنی ہاشم اور) اے ابوطالب علیؑ کی اطاعت کرو کیونکہ خدا یتعالیٰ نے ان کو میری نسبت مثل ہارون کے بہ نسبت موسیٰ بنایا ہے۔ پھر حضرت نے علی کیساتھ عقد اخوت پڑھا۔ اسی طرح قیس نے بہت سے فضائل حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے بیان کئے۔ پھر کہا کہ انہیں بنی ہاشم سے ایک جعفر بن ابی طالب ہیں کہ خدا یتعالیٰ نے ان کو بہشت میں یا دو پر عطا فرمائے ہیں اور انہیں بنی ہاشم سے حضرت حمزہ سید الشہدا ہیں۔ اور انہیں میں سے جناب فاطمہ سیدہ نساء اہل جنت ہیں پس اگر جناب رسول خدا علیہ التحیۃ و الثنا اور آپ کے ان اہل بیت کو علیحدہ کردیا جائے تو اے گروہ قریش خدا کی قسم ہم تم سے بہتر اور خدا اور رسول کے نزدیک تم سے محبوب تر ہیں جب یہ کلام اس امیر نے سنا تو نہایت غصہ سے کہا اے قیس تم نے کس سے یہ کلمات سیکھے ہیں اور کس نے یہ خبریں سنائی ہیں کیا تمہارے باپ نے تم سے یہ باتیں کہی ہیں۔ قیس نے کہا میں نے یہ سب باتیں اس بزرگوار سے سنی ہیں جو مجھ سے اور میرے باپ سے افضل ہیں اور ان کا حق مجھ پر میرے والد سے زیادہ ہے اس امیر نے پوچھا وہ کون ہیں قیس نے کہا وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں جو اس امت کے عالم اور صدیق ہیں۔ جنکی شان میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے قل کفیٰ باللہ

شهيداً بيني وبينكم ومن عنده علم الكتاب پھر بہت سی
آیتیں جو حضرت امیر المومنین کی شان میں نازل ہوئی تھیں تلاوت کیں۔ پھر کہا یہ بزرگوار
وہ ہیں جن کی مدح میں خلاق عالم نے یہ آیت بھیجی ہے افمن کان علی بینۃ من
ربہ ویتلوہ شاھد منہ اور جن کی نسبت آنحضرت نے بروز غدیر خم ارشاد فرمایا
من کنت مولاہ واولی بہ من نفسہ فعلی اولی بہ من نفسہ اور غزوہ
تبوک میں فرمایا انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی
جب قیس نے یہ احتجاجات تمام کئے اس امیر کو سخت ناگوار ہوا تمام شہر میں منادی کرادی
کہ آج سے جو شخص علی کی فضیلت بیان کرے مال اُس کا وقف اور خون اس کا ہدر ہے
انتہیٰ ملخصاً ومحصلاً کذا فی البحار۔

مؤلف کہتا ہے کہ اکثر مورخین ومحدثین فریقین نے تصریح کی ہے کہ اسی زمانہ سے امیر المومنین
علیہ السلام کی نسبت تمام ملکوں میں یاوہ گوئی شروع ہوئی خطیب بالائے منبر آپ پر سب
کرتے تھے اور کلمات ناشایستہ زبان پر لاتے تھے کما فی کتاب الاحداث للمدائنی
وغیرہ اور مسلم اور ترمذی نے اپنی صحیح میں اور نسائی نے خصائص میں کما
نقل فی النصائح الکافیہ روایت کی ہے کہ بعض امرائے بنی امیہ نے سعد بن
ابی وقاص کو حکم دیا اور کہا کہ علی پر سب کرنے سے تمہیں کونسی چیز مانع ہے سعد نے جواب
دیا کہ مجھے تین حدیثیں علی کی فضیلت کی ایسی یاد ہیں جنکو جناب رسالتمآب صلعم نے ارشاد
فرمایا پس میں ہرگز علی کو برا نہیں کہہ سکتا کیونکہ ان تین حدیثوں میں سے ایک بھی میرے
لئے ہوتی تو میرے واسطے تمام شتران سرخ مو سے بہتر تھا۔ اور سنن ابن ماجہ
میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ بعض امرائے شام حج کے لئے آئے سعد وقاص ان کی
ملاقات کو گئے جب ان کی محفل میں پہنچے تو وہاں امیر المومنین کا ذکر ہوا اسوقت اس امیر
نے آپکی شکایت میں ناسزا الفاظ کہے یہ سنکر سعد کو غصہ آیا اور کہا اے امیر تم اس بزرگوار

کی نسبت یہ الفاظ کہتے ہو جنکی شان میں حضرت سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
من کنت مولاہ فعلی مولاہ تا آخر حدیث اور امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے
سند میں اور حاکم نے مستدرک میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت
نے فرمایا من سبّ علیا فقد سبّنی - یعنی جس نے علی کو برا کہا اُس نے مجھے برا کہا۔
مولف مناسب سمجھتا ہے کہ یہاں چند وہ اخبار فقط کتب اہل سنّت سے نقل کرے
جن سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت امیر پر سب کرنیوالوں کو دار دنیا میں بعض عذاب
سے معذب فرمایا ہے وھی ھذہ ۔

ایک دشمن کو ایک دوست نے خواب میں قتل کیا

شواہد النبوہ میں ملا جامی نے لکھا ہے کہ امام مستغفری نے کتاب دلائل النبوہ میں بعض
صلحا سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ قیامت
قائم ہوئی ہے تمام مخلوق معرض حساب میں ہے ۔ میں صراط کے قریب سے گذرا ۔ دیکھا کہ
حوض کوثر کے کنارے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور حسن و
حسین علیہما السلام پیاسوں کو پانی پلا رہے ہیں میں بھی قریب گیا اور پانی مانگا شاہزادوں
نے مجھے پانی نہ دیا یہ حالت دیکھکر میں نے حضرت سے عرض کی یا رسول اللہ آپ ارشاد
فرمایئے کہ حسنؑ و حسینؑ مجھے پانی مرحمت فرمائیں ۔ حضرتؐ نے ارشاد کیا میرے فرزند تجھے
ہرگز پانی نہیں دینگے میں نے عرض کی میرا قصور کیا ہے حضرت نے فرمایا تیرے
محلہ میں فلاں شخص تیرا ہمسایہ ہے جو علیؑ کو برا کہتا ہے اور تو اسے منع نہیں کرتا ۔ میں
نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اتنی قدرت نہیں کہ اسے منع کر سکوں اور مجھے خوف ہے
کہ وہ مجھے مار نہ ڈالے یہ سنکر حضرت نے مجھے ایک چھری عنایت فرمائی اور کہا کہ جا
اور اس شقی کو قتل کر میں گیا اور خواب میں اسے قتل کیا پھر حضرت کی خدمت میں حاضر
ہو کر عرض کی یا رسول اللہ خادم نے آپ کے حکم کی تعمیل کی ہے ۔ اسوقت حضرت نے

ارشاد فرمایا اے حسنؑ اب اسے پانی دو امام حسنؑ نے مجھے ایک پیالہ پانی کا عنایت فرمایا
لگر مجھے خیال نہیں کہ وہ پانی میں نے پیا یا نہیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اسوقت
میں نہایت خوفناک تھا۔ پس میں اٹھا اور وضو کر کے نماز میں مشغول ہوا یہانتک کہ صبح طالع
ہوئی ناگاہ محلہ سے ایک شور وغل برپا ہوا لوگوں کی آوازیں آنے لگیں کہ فلاں شخص
کو کسی نے سوتے میں مار ڈالا ہے پھر حاکم کے آدمی آئے اور تمام محلہ والوں کو گرفتار
کر کے حاکم کے پاس لیگئے۔ میں نے دل میں کہا سبحان اللہ میں نے اس امر کو خواب میں
دیکھا ہے اور خدا یتعالیٰ نے اس خواب کو سچا کر دیا۔ پس میں اٹھکر حاکم کی خدمت میں
پہنچا اور اس سے کہا کہ اس شخص کو میں نے قتل کیا ہے تمام لوگ بیگناہ ہیں۔ حاکم نے
کہا اے شخص واے ہو تجھ پر یہ کیا کہہ رہا ہے اور کیوں تو نے اسے قتل کیا۔ اسوقت
میں نے حاکم سے اپنے خواب کی کیفیت پوری بیان کی اور کہا کہ فی الحقیقت اس مرد کو
خدا یتعالیٰ نے قتل کیا ہے۔ میری کوئی تقصیر نہیں۔ حاکم نے یہ حال سنکر کہا خلاق عالم تجھے
جزائے خیر عطا فرمائے حقیقت میں تیرا کوئی قصور نہیں اور سب لوگ بیگناہ ہیں (جو تقصیر
تھی وہ اسی مقتول شقی کی تھی)

امیر المومنینؑ کے ایک دشمن کا روسیاہ ہوجانا

شواہد النبوہ میں ملا جامی نے کتاب دلائل النبوہ مولفہ مستغفری سے بروایت علی بن زید
رضی اللہ تعالیٰ عنہا نقل کیا ہے علی بن زید کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سعید بن مسیب نے مجھے
ایک شخص کو دکھلا کر کہا ذرا آپ اٹھکر اس شخص کی صورت دیکھئے میں نے کہا کہ مجھے
اسکی صورت دیکھنے کی ضرورت نہیں تم خود اس کی کیفیت بیان کرو۔ سعید نے کہا
کہ یہ شخص ہمیشہ حضرت امیر المومنین اور سبطین علیہم السلام کی نسبت کلمات ناشایستہ کہتا
تھا میں نے خدا یتعالیٰ سے مناجات میں عرض کی۔ اے پروردگار۔ اہل بیت پیغمبر
پر جو تیری عنایت ہے میں اس کا واسطہ دیتا ہوں کہ اس شقی کو تو سزا دے اور اسکی

نشانی مجھے دکھلا پس فوراً اس کا منہ کالا ہوگیا۔

اونٹ نے ایک دشمن کو قتل کیا

شواہد النبوہ میں دلائل النبوہ سے منقول ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص تھا کہ حضرت امیرالمومنین علی کی نسبت الفاظ نالائق بکتا تھا۔ سعد بن مالک رضؓ نے ایک مرتبہ اس پر دعائے بد کی۔ اسوقت وہ شخص اپنا اونٹ مسجد کے باہر چھوڑ کر مسجد میں تمام لوگوں کے حلقے میں بیٹھا ہوا تھا۔ ناگاہ اس اونٹ نے اپنے مقام سے جست کی اور مسجد میں داخل ہو کر اپنے مالک کو دانتوں سے پکڑ کر اپنے سینہ کے نیچے دبایا اور اسکو زمین پر رگڑنے لگا تا آنکہ وہ شقی ہلاک ہوگیا۔

ایک خطیب پر عذاب

شواہد النبوہ میں مولانا جامی نے حسینؑ بن علی بن حسین سے یعنی امام زین العابدین کے فرزند سے روایت کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن ہشام مخزومی جب مدینہ کا حاکم مقرر ہوا تو ہر جمعہ کو ہم کو اپنے منبر کے پاس جمع کرتا تھا اور حضرت امیرالمومنین کی نسبت نا سزا کلمات کہتا تھا۔ ایک روز کہ تمام جگہ آدمیوں سے بھری ہوئی تھی (اور وہ شخص اس بدگوئی میں مشغول تھا) میں منبر کے پہلو میں تھا کہ یکایک میری آنکھ لگ گئی میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسالتماب صلعم کی قبر منور شگافتہ ہوئی اس میں سے ایک مرد بزرگ باہر آئے جو سفید لباس پہنے ہوئے تھے مجھ سے کہا یا باعبداللہ کیا تم کو اس شقی کی ہرزہ سرائی سے رنج نہیں ہوتا میں نے عرض کی بیشک مجھے سخت ملال ہے اس بزرگ نے فرمایا اب تم آنکھیں کھولکر دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے اسے کیسی سزا دی ہے حسینؑ بن زین العابدینؑ کہتے ہیں کہ پھر اسی وقت میری آنکھ کھل گئی میں نے دیکھا کہ فوراً وہ منبر سے زمین پر گر کر تمام ہوگیا یہ روایت بعینہا کشف الغمہ میں بھی مرقوم ہے۔

مولف کہتا ہے کہ کتب امامیہ میں ایسے بہت سے واقعے باسناد معتبرہ مرقوم

ہیں۔ یہاں بنظر اختصار انہیں روایات پر اکتفا کی گئی۔

دوستان علی کا قتل اور وضع احادیث

ابوالحسن مداینی جو علمائے اہل سنت سے ہیں کتاب احداث میں لکھتے ہیں جس کا محصل یہ ہے کہ سال جماعت کے بعد تمام شہروں اور ملکوں میں سلطنت کی طرف سے تحریری احکام جاری ہوئے کہ جو شخص علی کی فضیلت بیان کرے حکومت اس کی اور اس کے اہل بیت کی جانوں کی ذمہ دار نہیں۔ پھر زیاد بن سمیہ کوفے اور بصرہ کی حکومت پر مامور کیا گیا پس اس نے علی کے دوستوں کی تلاش کی اور ہر سنگ و کلوخ کے نیچے سے نکال کر ان کے ہاتھ پاؤں قطع کئے آنکھیں نکالیں۔ پھانسی دی۔ ٹکڑے کر کے قتل کیا وطن سے دربدر کیا حتیٰ کہ عراق میں کوئی مشہور و معروف شیعہ باقی نہ رہا پھر حکومت کی طرف سے یہ ترغیب دلائی گئی کہ جو حدیثیں علی کی فضیلت میں وارد ہیں مثل اُن کے یا اُن سے بڑھکر اور صحابہ کے حق میں بنائی جائیں اُس کا یہ نتیجہ ہوا کہ بکثرت احادیث صحابہ کے مناقب میں وضع کی گئیں بہت سے بہتان حضرت پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا پر باندھے گئے۔ ضعیف الایمان جو ریائی عبادت کرتے تھے ایسی حدیثیں بنا کر لوگوں کو سناتے تھے۔ اور حکام سے اس کے عوض میں وقار و دولت حاصل کرتے تھے رفتہ رفتہ یہ حدیثیں اُن اہل دین و دیانت تک بھی پہنچیں جو کذب و افترا کو حلال نہیں جانتے تھے انہوں نے اُن کی راستی اور حقیقت کے گمان سے ان احادیث کو روایت کیا۔ بیشک اگر یہ سچے لوگ جانتے کہ یہ حدیثیں موضوع ہیں تو کبھی ان کو روایت نہ کرتے اور اُن کے معتقد نہ ہوتے۔

مولف کہتا ہے کہ حقیر نے کلام مداینی کو بالکل مختصراً و مجملاً یہاں لکھا ہے انہوں نے تفصیل سے یہ واقعات بیان کئے ہیں۔ اور یہ ابوالحسن مداینی صدوق اور ثقات علمائے اہل سنت سے ہیں۔ چنانچہ سمعانی نے کتاب انساب میں حارث بن ابو اسامہ سے

روایت کی ہے کہ ابوالحسن مدائنی بصرے میں پیدا ہوے - وہیں نشو ونما پائی - کچھ مدت کے بعد وہ مدائن اور وہاں سے بغداد آئے - وہیں رہتے تھے حتّٰی ماہ ذی قعدہ ۲۲۴ھ میں وفات پائی وہ تاریخ انسان واخبار عرب اوران کے انساب سے واقف تھے اور فتوح ومغازی وروایت شعر کے عالم - اور صدوق تھے۔

لطیفہ عبرت انگیز

ابوالحسن مدائنی کتاب احلاف میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حجاج بن یوسف ثقفی کے سامنے جو عبدالملک مروان کے زمانے میں حاکم کوفہ تھا - ایک شخص کھڑا ہوا - راوی کہتا ہے وہ شخص اصمعی کا دادا عبدالملک بن قریب تھا - حجاج سے کہا ایہا الامیر میرے والدین نے مجھے عاق کیا ہے کہ میرا نام علی رکھا ہے - میں فقیر و پریشان ہوں اور امیر کے انعام وجائزہ کا محتاج - یہ سنکر حجاج ہنسا اور کہا تونے سوال کا اچھا ذریعہ تجویز کیا ہے - پھر حجاج نے اسکو کسی ملک کی حکومت عطا کی -

امیرالمومنین پر سب کرنے سے عمر بن عبدالعزیز کی پشیمانی

کتاب روضۃ الصفا میں جو تواریخ معتبرہ اہل سنت سے ہے اور کتاب تہذیب المتین فی تاریخ امیرالمومنین میں مرقوم ہے عمر بن عبدالعزیز اموی (جو سلیمان بن عبدالملک کی جگہ ۹۹ھ میں خلیفہ ہوے) کہتے ہیں کہ میں مدینے میں عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے تحصیل علم میں مصروف تھا - اور لوگوں نے اسے خبر دی تھی کہ میں امیرالمومنین علی بن ابی طالب پر سب کرتا ہوں - ایک روز میں اس کے پاس گیا وہ اس وقت نماز پڑھ رہا تھا - جب نماز سے فارغ ہوا تو کہا اے فرزند تجھے کب یہ بات معلوم ہوی کہ حق تعالیٰ اہل بدر وبیعت رضوان سے رضامند ہوکر پھر ان پر غضبناک ہوا - (میں نے کہا کیا علی اہل بدر میں تھے کہا ویحک مگر تو نہیں جانتا کہ بدر بتمامہ علی کے لئے ہے) میں نے کہا آئندہ سے کبھی علی کی نسبت کوئی برا کلمہ نکہونگا - اور کوئی

بے ادبی نہ کرونگا اس نے کہا واللہ کہ تو ایسا نکریگا میں نے کہا ہاں خدا کی قسم۔ اس کے بعد میں نے توبہ و انابت کی اور پھر کبھی حضرت امیرالمومنین پر سب نہیں کیا۔

عمر بن عبد العزیز کا سب اہل بیت موقوف کرنا

روضۃ الصفا میں عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب میرے والد مدینے کی حاکم ہوئے تو میں ہر جمعہ ان کے منبر کے نیچے حاضر ہوتا اور وہ اسپر خطبہ کہتے۔ میں دیکھتا کہ تمام خطبہ کمال فصاحت و بلاغت سے ادا کرتے ہیں۔ مگر جب امیرالمومنین علی کی مذمت پر پہنچتے ہیں تو اضطراب اور لکنت زبان میں پیدا ہوتی ہے۔ ایک روز میں نے ان سے کہا اے پدر آپ فصحائے عرب سے ہیں کیا بات ہے کہ جب علی کی مذمت بیان کرتے ہیں تو آپ کی زبان لکنت کرنے لگتی ہے۔ والد نے کہا اے فرزند یہ لوگ جو اہل شام وغیرہ سے زیر منبر جمع ہوتے ہیں اگر اس مرد (یعنی علی) کے فضائل و مناقب سے آگاہ ہوں جیسا کہ تیرا باپ آگاہ ہے تو سب ہم سے برگشتہ ہوجائیں ایک بھی ہماری اطاعت نکرے۔ اور اولاد علی کی خدمت میں سب کے سب کمر اطاعت چست باندھیں۔ پس یہ جو میں کہتا ہوں مصلحت وقت اور محافظت سلطنت کے لئے ہے (اسی لئے میری زبان لکنت کرتی ہے) پس اس اعتقاد کے علاوہ جو لڑکپن میں معلم نے مجھے تلقین کیا تھا باپ کے اس کلام نے بھی میرے دل میں اثر کیا۔ میں نے خلاق عالم سے عہد کیا کہ اگر مجھے خلافت ملے تو اس رسم بد کو بالکل موقوف کردونگا جب حقتعالیٰ نے مجھے اپنے فضل و کرم سے خلیفہ بنایا تو میں نے سب اہل بیت کو موقوف کردیا اور اس کے مقام پر یہ آیت جمعہ کے خطبے میں داخل کی ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والبغی والمنکر یعظکم لعلکم تذکرون۔ اور اپنے تمام قلمرو میں اس مضمون کے احکام جاری کردئے تاآنکہ یہ ایک سنت ہوگئی۔ انتہے ملخصاً قریب اس کے بہت سی کتب معتبرہ

اہل سنت میں مرقوم ہے۔

ابتدائے سب امیرالمومنین اور اس کی موقوفی

روضۃ الصفا میں مرقوم ہے کہ ملوک بنی امیہ زمان حکومت سے ایام خلافت عمر بن عبد العزیز تک منبروں پر تمام آدمیوں کے مجمع میں امیرالمومنین علی بن ابی طالب پر سب وشتم کرتے تھے اور ان کا حکم تمام شہروں میں نافذ تھا کہ جملہ خطیب حضرت کی نسبت ناسزا کہیں۔

راقم حروف[1] کی نظر سے ایک کتاب میں یہ روایت گذری ہے کہ ایک طبیب یہودی نے جس محفل میں کہ تمام اکابر واعیان بنی امیہ اور معارف ومشاہیر شام جمع تھے عمر بن عبد العزیز کے اشارے سے ان کی لڑکی کی خواستگاری کی۔ عمر بن عبد العزیز نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں اور تو یہودی پھر کیونکر یہ مواصلت واقع ہو سکتی ہے۔ طبیب نے کہا پھر کیوں آپ لوگوں کے پیغمبر نے اپنی صاحبزادی علی کو دی۔ عمرؓ نے کہا کہ علی بن ابی طالب بزرگان دین محمدی سے تھے طبیب نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ آپ لوگ علی پر (معاذ اللہ) لعنت کرتے ہیں۔ عمر بن عبد العزیز حاضرین مجلس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اب تم اس طبیب کا جواب دو۔ تمام اہل محفل ساکت وملزم ہو گئے اور کوئی جواب نہ سوجھا اس وقت حضرت عمر بن عبد العزیز نے حکم دیا کہ خبردار آج سے کوئی شخص امیرالمومنین علی کی نسبت کبھی یاوہ گوئی اور ہرزہ سرائی نہ کرے۔ انتہی۔

[1] یعنی صاحب "روضۃ الصفا"

بعض واقعات ۵۱ سنہ ہجری

اس سال عمرو بن الحمق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت پائی۔ یہ بزرگوار جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اور امیرالمومنین علیہ السلام کے خاص دوستوں سے تھے۔

حال عمرو بن الحمق اور اُن کی شہادت

کتاب رجال شیخ جلیل ابو عمرو کشی میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ جناب سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک قوم کفار سے جہاد کرنے کے لئے تھوڑی سی فوج بھیجی اور اُن سے فرمایا کہ تم رات کو راستہ بھول جاؤگے اس وقت بائیں طرف کو متوجہ ہونا وہاں ایک شخص تم کو ملیگا جو تمہارا دلیل راہ ہوگا مگر جب تک تم کو وہ اپنے ہاں کھانا نہ کھلائیگا تمکو راستہ نہ دکھائیگا جب وہ تم سے ملاقات کرے اس کو میری طرف سے سلام پہنچانا۔ پس یہ لوگ جہاد پر روانہ ہوئے اور کچھ مسافت طے کرنے کے بعد راہ بھول گئے پھر جسطرح حضرتؐ نے فرمایا تھا بائیں جانب کا راستہ اختیار کیا تھوڑی دور جانے کے بعد۔ عمرو بن الحمق سے ملاقات ہوی ان لوگوں نے اُن سے راستے کا حال دریافت کیا عمرو نے کہا جب تک میرے گھر ماحضر تناول نکروگے میں راستہ نہیں دکھانے کا یہ کہکر انہوں نے ایک گوسپند ذبح کیا اور کھانا تیار کیا جب یہ فوج کھانے سے فارغ ہوی۔ عمرو نے اُن کو راستے کی طرف ہدایت کی مگر یہ لوگ عمرو بن الحمق کو حضرت کا سلام پہنچانا بھول گئے۔ خود عمرو نے دریافت کیا کہ آیا جناب محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا مدینے میں ظاہر ہوے ہیں ان لوگوں نے کہا کہ ہاں حضرت مدینے میں تشریف لائے ہیں اور تمہیں سلام بھی ارشاد فرمایا ہے۔ یہ سنکر عمرو بن الحمق اپنے مقام سے روانہ ہوئے اور مدینے میں پہنچکر حضرت کی خدمت میں رہنے لگے چند روز کے بعد حضرت نے اُن سے ارشاد فرمایا کہ اب تم اسی مقام پر سکونت اختیار کرو جہاں سے تم نے ہجرت کی ہے۔ جب امیر المومنین کو حکومت ملے تو اُن کی خدمت میں حاضر ہونا۔ عمرو نے حضرت کے ارشاد کے موافق اپنے وطن کو مراجعت کی وہیں رہنے لگے۔ جب حضرت امیر علیہ السلام کوفے تشریف فرما ہوے عمرو بن حمق نے (آپ کی رفاقت میں) کوفے جاکر آپ کی خدمت اختیار کی۔ ایک روز امیر المومنین نے اُن سے فرمایا کیا تمہارا کوئی گھر ہے عرض کی جی ہاں ایک گھر

فلاں مقام پر ہے حضرت نے فرمایا اس گھر کو بیچ ڈالو اور قبیلۂ ازد میں دوسرا گھر مول لو کیونکہ جب میں قتل کیا جاؤں گا دشمن تمکو تلاش کریں گے اس وقت قبیلۂ ازد کے لوگ تمہاری حفاظت کرینگے یہانتک کہ تم کوفے سے موصل کی طرف سفر کروگے۔ راستہ میں ایک ایسے شخص سے تمہاری ملاقات ہوگی جو زمین گیر ہوگا تم اُس سے پانی طلب کروگے وہ پانی کا مقام تمہیں دکھلاکر تمہارا حال دریافت کریگا تم اپنے حال سے اسے اطلاع دینا اور اسکو اسلام کی طرف دعوت کرنا وہ مسلمان ہوجائیگا۔ پھر تم اس کی دونوں رانوں پر اپنے ہاتھوں سے مسح کرنا وہ فوراً صحیح وتندرست ہوکر تمہارے پیچھے روانہ ہوگا پھر تمہارا گزر ایک شخص نابینا پر سے ہوگا تم اس سے پانی مانگوگے وہ تمہیں پانی کا پتا بتاکر تمہاری کیفیت دریافت کریگا تم اسکو بھی اپنا حال سناکر اسے اسلام کی طرف دعوت کرنا۔ وہ بھی مسلمان ہوگا۔ پھر تم اسکی آنکھوں پر مسح کرنا کہ اسی وقت اس کی آنکھیں بینا ہوجائیں گی۔ پس یہ دونوں آدمی تمہاری متابعت کرینگے اور یہی دونوں تمہاری میت کو خاک میں دفن کرینگے۔ پس جب تم فلاں مقام پر پہنچوگے تو دشمن کا لشکر تمہارے قریب پہنچ جائیگا اور تمہیں گرفتار کرنے کا ارادہ کریگا تم اس وقت گھوڑے سے اُتر کر غار میں پوشیدہ ہوجانا۔ پس بے شک جن وانس کے گمراہ لوگ تمہارے خون میں شریک ہونگے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ امر جسطرح حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا تھا اسی طرح واقع ہوا انتہیٰ۔

مؤلف کہتا ہے کہ جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو خلافت ظاہری ملی اسی وقت مدینۂ منورہ میں عمرو بن حمق حضرت کی خدمت میں پہنچ گئے ہمیشہ آپ کی ملازمت میں رہا کرتے تھے۔ ناکثین وقاسطین ومارقین سے جہاد کیا تاآنکہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے شہادت پائی حضرت کی شہادت کے بعد عمرو نے جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی اطاعت اختیار کی مگر کوفے ہی میں رہا کرتے تھے جب امام حسنؑ بھی زہر دغا سے شہید ہوے اور زیاد بن ابیہ نے حضرت امیر کے دوستوں پر تشدد شروع کیا تو عمرو بن حمق نے حسب ارشاد حضرت امیر المومنینؑ کوفے سے شہرزور کی طرف جو توابع موصل سے ہے سفر کیا۔ زیاد بن سمیہ نے ان کی گرفتاری کیلئے

کچھ فوج معین کی عمرو بن حمق نہایت متردد تھے اور وہ دو شخص جنکو عمرو نے مسلمان کیا تھا اور ان کی برکت سے وہ شفایاب ہوئے تھے۔ عمرو کے محافظ تھے اور ہر روز ایک ٹیلہ پر چڑھکو دیدبانی کرتے تھے۔ جب زیاد کی فوج وہاں پہنچی اُن دونوں آدمیوں نے عمرو کو اُن کی خبر پہنچائی۔ عمرو نے اپنے گھوڑے کو چھوڑ دیا اور ایک غار میں پوشیدہ ہوگئے وہاں ایک کالا سانپ تھا جس کے ڈسنے سے عمرو بن حمق نے جان بحق تسلیم کی۔ زیاد کے سواروں نے تلاش کرنی شروع کی تا آنکہ ایک غار میں انہیں مردہ پایا غار میں اترکر اُن کے سر کو بدن سے جدا کیا اور نیزے پر چڑھاکر بعض امرائے شام کے پاس لے گئے۔ بروایت ثانیہ عبد الرحمن بن عثمان ثقفی نے جو امیر شام کا بھانجا تھا انہیں قتل کرکے اون کا سر شام کو روانہ کیا بہر حال یہ پہلا سر تھا جو اسلام میں نیزے پر چڑھاکر ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف بھیجا گیا۔ جب وہ سر بعض امرائے بنی امیہ کے پاس پہنچا تو اُس نے عمرو بن حمق کی زوجہ آمنہ بنت رشید کے پاس اس کو روانہ کیا شوہر کے سر کو دیکھکر اُس بی بی نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا ستر تموہ عنی طویلاً واھد یتموہ الی قتیلاً فاھلاً وسھلاً من ھدیۃ غیر قالیۃ ولا بمقلیۃ بلغ ایھا الرسول عنی فلاناً ما اقول ۔ طلب اللہ بدمہ وعجل لہ الویل من نقمہ فقد اتی امراً فریاً ۔ وقتل باراً تقیاً یعنی ظالموں نے زندگی میں تو میرے شوہر کو ایک مدت دراز تک مجھ سے جدا رکھا اب ان کو قتل کرکے ان کا سر میرے پاس بھیجا ہے میں اس ہدیہ کو اہلاً وسہلاً کہتی ہوں یہ اُن کا سر ہے جو کسی کے ساتھ دشمنی نہ کرتے تھے اور نہ انہوں نے ایسا کوئی کام کیا تھا جو کسی کی دشمنی کا باعث ہو۔ ہاں اے قاصد اس امیر سے کہنا کہ خداوند عالم عمرو کا خون تجھ سے طلب کرے کہ تو نے ایک پرہیزگار اور نیک مرد کو قتل کیا جب یہ خبر اس امیر کو پہنچی تو سپاہیوں کو بھیجکر عمرو کی بیوہ کو طلب کیا وہ حاضر ہوی تو کہا اے عورت کیا یہ باتیں تو نے میرے پاس کہلا بھیجی ہیں۔ اس بی بی نے جواب دیا نعم غیر ناکلۃ عنہ ولا معتذرۃ منہ یعنی بے شک یہ باتیں میں نے کہی ہیں۔ اور جو کہا ہے نہ اب اس سے پلٹتی ہوں۔ نہ عذر کرتی ہوں اُس نے

کہا اب تو میرے ملک سے باہر نکل جا۔ اُس بی بی نے جواب دیا افعل واللہ ماھولی بوطن۔ ولا احن فیھا الا شجنا ولقد طال بھا سھری واشتھر بھا عبری وکثر فیھا دینی من غیر ما قرت بہ عینی یعنی خدا کی قسم میں یہاں کبھی نہیں رہنے کی کیونکہ یہ میرا وطن نہیں اور بغیر حزن واندوہ یہاں میرا گزارہ نہیں ہو سکتا۔ یہاں میری بے خوابی نے طول کھینچا اور یہیں میری عبرت وحسرت مشتہر ہوئی یہی وہ مقام ہے جہاں میرا قرض بہت ہوا اور کبھی میں نے خوشی کی صورت نہیں دیکھی۔ جب اس دل سوختہ بی بی نے یہ کلمات کہے ابن ابی اسرح جو وہاں موجود تھا کہنے لگا کہ اے امیر اس عورت کو اس کے شوہر سے ملحق کر دیجئے اس بی بی نے یہ سنکر عبداللہ کی طرف نظر غضب سے دیکھا اور کہا اے وہ شخص جو صورت میں مینڈک سے مشابہ ہے تو نے ایسے مرد کو قتل کیا ہے جس نے تجھے خلعت بخشا اور تجھ کو لباس عطا کیا۔ خوب سمجھ لے کہ منافق وہی ہے جو جھوٹ بات کہتا ہے اور بندے کو اپنا پروردگار قرار دیتا ہے وہ امیر ان باتوں سے غضبناک ہوا اپنے آدمیوں سے کہا اس عورت کو یہاں سے باہر نکال دو۔ اس بی بی نے کہا ایھا النّاس ذرا اس امیر کو دیکھو کہ مجھ سی غریب اور بیکس عورت پر اپنی جرأت دکھلاتا ہے خدا کی قسم میں بھی ایسے کلمات سے اس کے دل کو مجروح کرونگی جو مثل تلوار کے تیز ہوں۔ کیا میں رشید کی بیٹی آمنہ نہیں ہوں یہ کہا اور وہاں سے چلی گئی۔ کذا فی ناسخ التواریخ۔

تاریخ اعثم کوفی میں مرقوم ہے کہ ان ایام میں زیاد بن ابیہ امیر المومنین علی کے دوستوں کی تلاش کرتا تھا جہاں اُن کو پاتا قتل کرتا کسی کے ہاتھ پاؤں کاٹتا کسی کی آنکھیں نکال ڈالتا تا آنکہ شیعیان علی سے ایک خلق کثیر کو نیست و نابود کر دیا۔ اُن لوگوں میں سے جو علی کی محبت میں مار ڈالے گئے ایک حجر بن عدی کندی دوسرے عمرو بن حمق تھے جو امیر المومنین کے مشاہیر اصحاب سے ہیں الخ مثل اس کے اکثر کتب فریقین میں مرقوم ہے۔ اور خلاصہ تہذیب میں جو کتب معتبرۂ اہل سنت سے ہے مرقوم ہے عمرو بن الحمق بفتح اولہ وکسر المیم صحابی ھاجر بعد الحدیبیہ وکان ممن دخل الدار علی عثمانؓ ثم انضم الی علیؓ وشھد معہ الجمل وصفین والنھروان قتلہ عبد الرحمن بن عثمان الثقفی وبعث براسہ الی معاویہ وھو اول راس اھدی فی الاسلام ملخصا

اور تاریخ ابن خلدون میں مرقوم ہے کہ عمرو بن الحمق اور رفاعہ بن شداد۔ زیاد کے خوف سے موصل کی طرف بھاگ کر ایک پہاڑ میں چھپ گئے۔ عبدالرحمن بن عثمان ثقفی امیر شام کا بھانجا اُن کی تلاش میں نکلا رفاعہ تو ہاتھ نہ آئے لیکن عمرو بن الحمق کو گرفتار کرکے امیر شام کو اطلاع دی اور اُن کے حکم سے انہیں قتل کیا۔ محصلاً

بعض وقایع ۵۲ھ ہجری

ناسخ التواریخ میں ۵۲ھ ہجری کے وقایع کے بیان میں لکھا ہے کہ سمرہ بن جندب نے جنہیں زیاد بن ابیہ نے بصری پر اپنی طرف سے نائب مقرر کیا تھا۔ اہالی ملک بصرہ سے آٹھ ہزار آدمیوں کو قتل کیا کہ اُن میں سینتالیس آدمی حافظ قرآن اور قاری تھے اُن کا قصور سوائے اس کے اور کچھ نہ تھا کہ یہ لوگ امیرالمومنین علیہ السلام کے دوست تھے انتہی محصلاً۔ اور تاریخ ابن خلدون میں مرقوم ہے۔ سمرہ بن جندب نے زیاد کی طرف سے بصرے کا حاکم ہو کر خونریزی پر کمر باندھی بے شمار عورتوں کو بیوہ اور بے حد لڑکوں کو یتیم کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آٹھ ہزار آدمی اس کے ظلم کے ہاتوں مارے گئے ملاحظہ ہو ترجمہ تاریخ ابن خلدون کتاب ثانی جلد پنجم ص ۲۴۔

مؤلف کہتا ہے کہ سمرہ بن جندب آنحضرت صلعم کے صحابی تھے (تقریب التہذیب) مگر افسوس دنیا کیا بری شے ہے جس کے لئے انہوں نے زیاد خون آشام کی اطاعت اختیار کی اور ہزاروں مسلمانوں کو قتل کر کے خدا تعالیٰ کا غضب مول لیا آخر دنیا بھی نہ رہی۔ چنانچہ روضۃ الصفا میں مرقوم ہے کہ جب زیاد بدنہاد ۵۳ھ ہجری میں اپنے مقر کو پہنچا تو اس کے چھ مہینے کے بعد امیر شام نے سمرہ کو حکومت سے معزول کر دیا یہ حالت دیکھ کر سمرہ نے کہا حق تعالیٰ فلاں شخص پر .... جس طرح میں نے اس کی اطاعت کی ہے اگر خدا کی اطاعت کرتا تو تمام بنی آدم سے بڑھ جاتا محصلاً۔ مورخین نے تصریح کی ہے کہ سمرہ نے اسی حالت معزولی میں ۵۸ھ میں بمقام بصرہ انتقال کیا۔ ان کا حال انتقال قابل عبرت ہے قاضی **عیاض** نے جو موثقین علمائے اہل سنت سے ہیں کتاب **شفا** میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلعم نے ایک جماعت

سے جس میں ابوہریرہ اور سمرہ بن جندب اور حذیفہ تھے ارشاد فرمایا آخرکم موتاً فی النار

پس ہر ایک ان میں سے دوسرے کا حال دریافت کرتا تھا یہانتک کہ سمرہ سب کے آخر میں مرے

یہ بہت بوڑھے ہوگئے تھے اور ان کی عقل جاتی رہی تھی اخیر میں یہ آگ میں گر پڑے اور جلکر مر گئے

شہادت حجر بن عدی

اسی سال یعنی ۵۲ھ میں حجر بن عدی کندی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور امیر المومنین کے دوستان خالص سے تھے قتل کیے گئے کذا فی ناسخ التواریخ۔ روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ ان کی شہادت ۵۱ھ میں واقع ہوئی۔ حجر بن عدی جنگ صفین میں حضرت امیر المومنین کی طرف سے امیر میمنہ تھے اور جنگ نہروان میں سردار میسرہ۔ جب زیاد بن ابیہ ملک عراق کی امارت پر مقرر کیا گیا تو اس نے ظلم و ستم کو درجۂ انتہا پر پہنچایا۔ ایک روز حجر بن عدی نے زیاد پر بسبب تاخیر نماز اعتراض کیا یہ بات زیاد کو ناگوار ہوئی اور اپنے حاکم کے حکم سے اُن کے قتل کے درپے ہوا چند روز تک تو عبد اللہ بن خلیفہ طائی نے جو عدی بن حاتم طائی کے چچا زاد بھائی تھے حجر کو اپنے پاس چھپا رکھا۔ آخر چند روز کے بعد زیاد نے حجر بن عدی اور اُن کے گیارہ اصحاب کو گرفتار کر کے ایک فوج کی حراست میں کوفے سے دمشق کو روانہ کیا۔ جب حجر مقید ہو کر اپنے رفقا سمیت دشمنوں کی حراست میں منزلیں طے کرتے ہوئے دمشق کے قریب پہونچے۔ لشکریوں نے پہلے ایک قاصد کی زبانی بعض حکام شام کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم حجر کو قید کر کے لا رہے ہیں آپ کا کیا حکم ہوتا ہے اس حاکم نے یہ سنکر ایک مرد اعور کو تھوڑی سی فوج دیکر آگے روانہ کیا اور حکم دیا کہ حجر اور اُن کے اصحاب کو یہاں پہنچنے سے پہلے قتل کر دیا جائے جب یہ لوگ حجر کے قریب پہنچے تو حجر کے اصحاب سے ایک شخص نے کہا ہم میں سے نصف آدمی قتل کیے جائیں گے باقی نصف رہائی پائیں گے۔ بعض نے پوچھا کہ تم یہ بات کس دلیل سے کہتے ہو اس شخص نے جواب دیا کیا تم لوگ نہیں دیکھتے کہ یہ مرد جو ہمارے دشمن کے پاس سے آرہا ہے اعور یعنی یک چشم ہے المختصر وہ مرد اعور حجر کے پاس آیا اور کہنے لگا اے گمراہوں کے امیر۔ اے علی کے دوست

ناسخ التواریخ ۱۲

امیر نے مجھے تم سب کے قتل کا حکم دیا ہے مگر جو شخص اپنے اس کفر (یعنی محبت علیؑ) سے توبہ کرے اور علی کو برا کہے وہ رہا کر دیا جائیگا۔ حجر بن عدی اور اُن کے ہمراہیوں میں سے پانچ آدمیوں نے جواب دیا کہ تمہارے کفریات پر عمل کرنے سے ہمکو زخمہائے شمشیر پر صبر کرنا نہایت سہل و آسان ہے۔ ہم دل سے چاہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کے مقام قرب اور پیغمبر خدا اور اُن کے وصی کی خدمت میں پہنچ جائیں نہ کہ جہنم میں داخل ہوں۔ باقی چھے آدمیوں نے اپنے قتل کے خوف سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام پر سب کیا اور اپنی جان بچائی۔ حجر بن عدی نے مردانہ قدم آگے رکھا اپنے قتل پر آمادہ ہو گئے پہلے کہا مجھے اتنی مہلت دو کہ دو رکعت نماز ادا کروں دشمنوں نے کہا اچھا نماز پڑھلو۔ حجر نے نماز پڑھی اور بعد نماز درگاہ احدیت میں مناجات کی جب نماز و مناجات سے فارغ ہوئے ظالموں نے ان کے سر کو تن سے جدا کیا اور باقی اُن کے پانچ اصحاب کے بھی سر قلم کر کے حاکم کو اس سے اطلاع دی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تاریخ ابن خلدون میں مرقوم ہے کہ امیر شام نے ہدبہ بن فیاض قضاعی وغیرہ کو حجر اور ان کے ہمراہیوں کے قتل پر مامور کیا یہ لوگ حجر کے پاس شام کے وقت آئے اور کہا اگر تم علی سے بیزاری ظاہر کرو اور ان کو برا کہو تو ہم تمکو رہا کر دینگے ورنہ قتل کر ڈالینگے حجر اور اُن کے ہمراہیوں نے اس سے انکار کیا تمام رات نمازیں پڑھتے اور دعائیں مانگتے رہے اور صبح کو قتل کیے گئے محصلاً۔ دیکھئے ترجمہ تاریخ مذکور کتاب ثانی جلد پنجم صہ ۳۲ ۔ جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی آپ بہت متالم ہوئے اس کے بعد امیر شام کے خط کے جواب میں جو نامہ لکھا تھا اس میں عمرو بن الحمق اور حجر بن عدی کے قتل کی نسبت بہت تاسف ظاہر فرمایا اور سخت ملامت کی۔

کتاب سیرۃ محمدیہ کے آخر میں مولوی کرامت علی صاحب جو علمائے موثقین اہل سنت میں سے ہیں لکھتے ہیں وفی هذه السنة قتل حجر بن عدی الکندی وخمسة من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بامر معاویه کانوا رفقاء لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنه یعنی اس سال حجر بن عدی اور پانچ اصحاب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امیر شام کے حکم سے قتل کیے گئے یہ لوگ علی بن ابی طالب کے رفقا سے تھے۔ روضۃ الصفا میں حجر بن عدی اور

ان کے اصحاب کی گرفتاری کا واقعہ جو مرقوم ہے وہ روایت سابقہ سے مختلف ہے باقی ان کی شہادت کی کیفیت مثل سابق مندرج ہے۔

جلاء العیون اور ناسخ التواریخ میں مرقوم ہے کہ اسی سال یعنی سنہ ۵۲ ہجری میں جناب سید الشہدا حج کے لئے مکہ معظمہ میں تشریف فرما ہوئے اُس طرف سے بعض امرائے شام بھی حج کے واسطے آئے۔ جب ان کی حضرت سے ملاقات ہوئی تو کہا یا ابا عبداللہ آپ کو کچھ اسکی خبر ہے کہ ہم نے حجر بن عدی اور ان کے اصحاب اور آپ کے والد کے شیعوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا سلوک کیا۔ اس امیر نے کہا ہم نے اُن کو قتل کیا اور قتل کے بعد اُن کو کفن پہنا کر اور نماز پڑھ کے دفن کر دیا۔ حضرت نے فرمایا اے امیر خدائے تعالیٰ تمہاری قوم کو تمہارا دشمن بنا دے اگر ہم تمہارے دوستوں کو قتل کریں تو نہ اُن کو کفن پہنائیں گے نہ ان پر نماز پڑھیں گے اور نہ اُن کو دفن کریں گے۔

ربیع بن زیاد حارثی کا واقعہ

ناسخ التواریخ میں بروایت ابن عبدالبر سنی اور جلاء العیون میں بروایت شیخ طوسی حسن بصری سے منقول ہے کہ جب حجر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر ربیع بن زیاد حارثی نے جو امیر شام کی طرف سے حاکم خراسان تھے سنی مسجد جامع میں آئے اور ظہر کی نماز جماعت سے پڑھی اس کے بعد منبر پر جا کر حمد خدا بجا لائے پھر کہا ایہا الناس اسلام میں اب ایک حادثۂ عظیم ظاہر ہوا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد سے ابتک ایسا حادثہ نہیں ہوا تھا مجھے خبر پہنچی ہے کہ امیر شام نے حجر بن عدی اور اُن کے اصحاب کو قتل کیا اگر تمہیں ان بزرگواروں کی خون خواہی کی طاقت ہے تو اُٹھو اور چلو۔ ورنہ میں خدا سے دعا کروں گا کہ وہ مجھے دنیا سے اُٹھا لے جب کسی نے جواب نہیں دیا تو پھر ربیع نے اپنے ہاتھ جانب آسمان بلند کئے اور عرض کیا اے پروردگار اگر تیری درگاہ میں میرا کچھ مرتبہ ہے تو ابھی میری روح کو قبض کر راوی کہتا ہے کہ یہ دعا تمام ہوتے ہی فوراً ربیع کی روح دنیائے دنی سے فردوس بریں کو پرواز کر گئی فرحمۃ اللہ وبرکاتہ علیہ۔

بعض واقعات ۵۳ ہجری

ناسخ التواریخ میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ امیر شام نے زیاد بن ابیہ کو ایک خط طولانی لکھا جسمیں بعض مخالفت کے سبب زیاد کی نسبت بدگوئی کی زیاد نے وہ خط پڑھکر زمین پر پھینکدیا اور اپنے منشی کی طرف متوجہ ہوکر کہا۔ مجھ پر عذاب ہو میں کس چیز سے خارج ہوا اور کس میں داخل ہوا پہلے اہل بیت نبی کے شیعوں میں تھا اب آل فلاں کے شیعوں میں داخل ہوا اور اس شخص کا حامی بنا جو ایسے کلمات میری نسبت لکھتا ہے۔ خدا کی قسم میری مثال شیطان کی ہے جس نے غرور اور حسد سے آدم کو سجدہ نہ کیا (پھر مردود خدا ہو گیا)۔

تاریخ اعثم کوفی میں مرقوم ہے کہ جب زیاد بن ابیہ نے شیعیان امیرالمومنین سے ایک گروہ کثیر کو قتل کیا یہانتک کہ حجر بن عدی کندی اور عمرو بن حمق بھی شہید ہوئے اور یہ خبریں متواتر اور متوالی امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں پہنچیں تو آپ بہت مغموم اور محزون ہوئے دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائے کہا اے پروردگار زیاد بن ابیہ کو اپنے دست قہر سے گرفتار کرلے اور اسپر عذاب نازل فرما کہ تو ہر چیز پر قادر ہے فوراً حضرت کی دعا قبول ہوئی اسیوقت کسی قدر ورم زیاد کے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے پر آگیا۔ ساعت بساعت ترقی کرتا گیا یہانتک کہ دن بھر میں تمام ہاتھ سوجھ گیا اس کے درد سے زیاد سخت رنجور و علیل ہوا۔ طبیب بلائے گئے سب نے باتفاق کہا کہ اگر یہ ہاتھ قطع کیا جائے تو زندگی کی امید ہے زیاد نے کہا مجھے قطع دست کی طاقت نہیں آخر وہ بیماری تمام جسم میں سرایت کرگئی۔ رات دن اس کے درد سے نالہ و فریاد کرتا تھا یہانتک کہ اپنے مقر کو پہنچا۔

مؤلف کہتا ہے کہ اس روایت میں امام حسن کا نام سہو راوی یا کاتب سے ہے کیونکہ زیاد ابن ابیہ امام حسن مجتبیٰ کی شہادت کے بعد ۵۳ ہجری میں ہلاک ہوا ہے۔ پس اس بت میں امام حسین کا نام مبارک ہونا چاہیے غالباً آپ ہی نے اسی شقی کے بارے میں دعائے بدفرمائی ہو گی و در روضۃ الصفا میں مرقوم ہے کہ ۵۳ ہجری میں عبداللہ بن عمرو اور چند

صلحا کی بد دعا سے زیاد بن ابیہ کے دہنے ہاتھ کی انگلی پر مرض طاعون ظاہر ہوا اور اسی سے اس نے انتقال کیا۔

بعض وقائع ۵۴ھ ہجری

ناسخ التواریخ میں مرقوم ہے کہ ۵۴ھ ہجری میں بعض لوگ مملکت یمن کا خراج امیر شام کے پاس لے جا رہے تھے جب حاملان خراج مدینہ منورہ میں پہنچے۔ جناب سید الشہداء نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ تمام مال و اثقال چھین لیں آپ کے حکم کی تعمیل ہوئی آپ نے اس مال کو اپنے اہل بیت اور دوستوں پر تقسیم فرمایا اور امیر شام کو اس طرح خط لکھا من الحسین بن علی الی (فلاں) اما بعد فان عیرا مرت بنا من الیمن تحمل مالا وحللا وعنبرا وطیبا الیک لتودعها خزائن دمشق وتعل بها بعد النهل بنی ابیک وانی احتجت الیها فاخذتها والسلام یعنی یہ خط حسین بن علی کی طرف سے ہے۔ اما بعد تمہیں اطلاع دی جاتی ہے کہ ایک قافلہ جو یمن سے آتا تھا اور اہل قافلہ رقم نقد اور لباس و عطر وغیرہ تمہارے پاس لئے جاتے تھے میری طرف سے گزرا میں نے خیال کیا کہ تم اس مال کو خزائن دمشق میں اٹھا رکھو گے کہ تمہارے اقربا اسے مدتوں صرف کریں۔ چونکہ مجھے اس کی ضرورت تھی اس لئے تصرف میں لایا۔ جب یہ خط امیر شام کے پاس پہنچا اور وہ اس کے مضمون سے واقف ہوئے تو اس طرح حضرت کی خدمت میں جواب لکھا کہ یہ خط امیر شام کی طرف سے حسین بن علی کو آپ نے جو مال یمن کو صرف کرنے کا حال لکھا ہے۔ یہ امر آپ کو سزاوار نہ تھا۔ وہ مال خاص میرا تھا۔ کیونکہ ملک کا حاکم خراج کا مالک ہوتا ہے۔ اگر وہ مال آپ چھوڑ دیتے اور میرے پاس پہنچتا تو میں اس میں سے آپ کے حصے کے موافق بھیج دیتا لیکن مجھے گمان ہے کہ آپ کو میرے ساتھ صلح و مدارات کا خیال نہیں ہر چند فی الحال میں آپ سے درگزر کرتا ہوں مگر خدا کی قسم میرے بعد ایسے شخص سے سابقہ ہوگا کہ وہ آپ سے ایک ساعت کے لئے

بھی در گذر نہ کریگا ۔ ملخصاً ۔

مؤلف کہتا ہے چونکہ جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا امام زمان تھے اور اولی بتصرف امور اس لئے آپ نے مال یمن میں باختیار خود تصرف فرمایا ۔

بعض وقائع ۵۵ھ ہجری

ناسخ التواریخ میں مرقوم ہے کہ ۵۵ھ میں سعد بن ابی وقاص نے انتقال کیا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ صحابی تھے اور اہل سنت کے نزدیک عشرہ مبشرہ میں داخل یہ وہ صاحب ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام کے عہد خلافت میں آپ سے بیعت نہیں کی انہیں کا فرزند عمر بن سعد ہے جو حضرت امام حسین علیہ السلام کا قاتل ہے ۔

بعض واقعات ۵۶ھ ہجری

امیر شام نے اس سال اپنے فرزند یزید کو اپنا ولیعہد مقرر کرکے سب سے بیعت لی ۔ اس واقعہ کی تفصیل تاریخ ابن خلدون تاریخ کامل ابن اثیر ناسخ التواریخ ۔ روضۃ الصفا وغیرہ کتب تواریخ میں مندرج ہے ۔ بندہ حسب مناسب مقام کسی قدر ملخصاً بیان کرتا ہے ۔ کتب تواریخ سے ثابت ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد ہی سے امیر شام کو فکر تھی کہ اپنے فرزند یزید کو اپنا ولیعہد مقرر کریں ۔ ۵۳ھ میں جس وقت کہ زیاد بن ابیہ حاکم عراق زندہ تھا اس امر کی سلسلہ جنبانی کی تھی اور اس کا انتظام کرنا شروع کیا تھا ۔ ناسخ التواریخ میں مرقوم ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب ۵۶ھ شروع ہوا امیر شام نے یزید کی ولیعہدی پر بیعت لینے کا عزم بالجزم کیا اور ضحاک بن قیس وغیرہ چند امرا کو جمع کرکے کہا کہ میں کل کچھ باتیں سر دربار کہونگا تم سب میری تصدیق کرنا دوسرے روز صبح کے وقت دربار منعقد ہوا ۔ بہت سے لوگ اہل شام و اہل کوفہ جو اتفاقاً وہاں آئے تھے جمع ہوئے امیر شام نے اہل دربار کے روبرو جو کاغذ کہ یزید کی ولیعہدی کے بارے میں لکھا تھا پڑھکے سنایا اور ظاہر کر دیا کہ میرے انتقال کے بعد یزید خلیفہ ہے ضحاک بن قیس وغیرہ امرائے شام نے حسب معاہدۂ سابقہ اس امر کو قبول کیا اور تمام لوگوں کو یزید کی بیعت پر دعوت اور امیر شام کو اس امر کے استحکام کی ترغیب کی ۔ اس وقت رؤسائے عراق سے احنف بن قیس اٹھ کھڑا ہوا اور کچھ ایسی پیچیدہ اور دو رخی بات کہی جس سے بعض نے جانا کہ یزید کی خلافت پر راضی ہے اور اکثر رؤسائے شام نے خیال کیا کہ احنف مخالفت کرتا ہے اسلئے ضحاک بن قیس اور عبد الرحمن بن عثمان ثقفی وغیرہ غضبناک ہوکر کھڑے ہوگئے اور مخالفین کی

نسبت بہت تہدید وتخویف کی چنانچہ ان میں سے ایک شخص ازدی نے جس کا نام روضۃ الصفا میں یزید بن المقنع لکھا ہے کہا
اے امیر آج کے روز تم ہمارے امیر ہو جب تمہارا انتقال ہو تو یزید ہم سب کا امیر ہے پس اگر کوئی انکار کرے تو یہ تلوار
اسکے لئے ہے یہ کہکر اپنی شمشیر میان سے کھینچ لی امیر شام نے اسے سمجھا کر بٹھلا دیا اور حاضرین سے یزید کی ولیعہدی پر بیعت لی
اس زمانے میں اہل کوفہ سے ہانی بن عروہ مرادی جو رئیس قوم تھے دمشق میں موجود تھے جب یزید کے استخلاف کی کیفیت سنی
ایک جماعت کے روبرو جن کے ساتھ دمشق کی ایک مسجد میں جلسہ جمائے بیٹھے تھے کہنے لگے مجھے امیر شام پر نہایت تعجب ہوتا ہے
وہ چاہتے ہیں کہ بجبر وقہر ہمکو یزید کا مطیع و فرمانبردار بنادیں حالانکہ یزید کے جو افعال ہیں وہ سب جانتے ہیں۔ خدا کی قسم کبھی یہ
کام پورا نہو سکیگا۔ اتفاقاً جماعت حاضرین میں ایک غلام قریشی بھی حاضر تھا۔ فوراً وہ روانہ ہوا اور امیر شام سے تمام کیفیت بیان کی
امیر شام نے خفیہ طور پر اسی غلام کے ذریعے سے ہانی کو بہت کچھ نصیحت کرائی اسطرح کہ اپنا پیام نہ معلوم ہو۔ مگر ہانی نے
کسی بات کو قبول نکیا۔ چنانچہ جب اس غلام نے ہانی کے روبرو نصیحۃً کچھ تہدیدی کلمات کہے اور مخالفت سے منع کیا تو ہانی نے
جواب دیا کہ تو نے شرط نصیحۃ بجا لایا اور جو باتیں امیر شام نے تجھے سکھائی تھیں وہ پوری ادا کیں۔
ہر چند غلام نے تعلیم امیر شام کا انکار کیا مگر ہانی نے کہا اب کوئی انکار کی ضرورت نہیں۔ تو میری
طرف سے امیر سے کہدے کہ خدا کی قسم یہ کام تمہاری مرضی کے موافق ہرگز نہو گا۔ امیر شام نے
یہ کیفیت سنکر چند روز تک سکوت کیا اس کے بعد وافدین کوفہ یعنی اُن لوگوں کو جو کوفے سے
اپنے مطالب کی تحصیل کے لئے دمشق میں ان کے پاس آئے تھے طلب کیا سب حاضر ہوئے امیر شام
نے کہا تم سب لوگ اپنے حوائج بیان کرو تا میں اُن کو بر لاؤں۔ ان وافدین میں ہانی بن عروہ بھی موجود
تھے اپنے حوائج کی ایک فرد لکھ کر پیش کی امیر شام نے اسے معاینہ کر کے کہا اے ہانی یہ تو بہت
ہی کم چیزیں تم نے لکھی ہیں اور بھی اپنی حاجتیں بیان کرو۔ ہانی نے جس قدر اپنی ضرورتیں اور
خواہشیں تھیں سب بیان کیں امیر شام نے کہا کہ پھر بھی تم نے حسب حیثیت کوئی درخواست نہیں کی اور
زیادہ کرو اس وقت ہانی بن عروہ نے اپنی اور اپنی قوم و قبیلہ کی جتنی حاجتیں تھیں سب بیان کیں
کسی شے کو باقی نہیں رکھا امیر شام سب حاجتیں بر لائے فوراً اس کی تعمیل کرادی اور کہا
اے ہانی اپنی ہمت کو بلند رکھو اور جو ضرورت ہو مجھ سے طلب کرو۔ ہانی پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا

اے امیر ایک اور حاجت باقی رہگئی ہے امیر شام نے کہا وہ کیا ہے ہانی نے کہا آپ مجھے اس امر پر مقرر کر دیجئے کہ جملہ اہل عراق سے یزید کی ولی عہدی پر بیعت لوں - امیر شام نے کہا کہا ہاں اے ہانی ایسے امر سترگ کے لئے تمہیں سزاوار ہو - پس ہانی نے کوفہ کو مراجعت کی اور اہل کوفہ سے یزید کے استخلاف پر بیعت لینے میں مشغول ہوئے -

مولف کہتا ہے کہ دنیا بھی کیا بری شئے ہے جسکی محبت میں صاحبان عقل کی بصیرت جاتی رہتی ہے تعجب کا مقام ہے کہ تھوڑے سے ذخارف فانیہ دنیا کے لئے ہانی سا دلیر بہک گیا مگر الحمد للہ کہ ان کا انجام بخیر ہوا اور آخر میں پھر یہ راہ راست پر آگئے یہ ہانی وہی ہیں جو حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید میں ابن زیاد کے ہاتھ سے شہید ہوئے -

الحاصل امیر شام نے یزید کی ولی عہدی پر اہل شام سے بیعت لینے کے بعد ہر شہر اور ہر بستی میں علیحدہ علیحدہ طور پر احکام جاری کئے اور اپنے نائبوں اور صوبہ داروں کو مقرر کیا کہ تمام اہل اسلام سے یزید کے استخلاف پر بیعت لیں روضۃ الصفا و تاریخ اعثم کوفی میں مرقوم ہے کہ امیر شام نے ایک خط مروان کو جو اسوقت والی مدینہ تھا لکھا اس کا مضمون یہ تھا کہ ملک مصر اور مملکت عراق اور دیار جزیرہ کے رؤسا دمشق میں حاضر ہوئے سب نے یزید کی بیعت کی اور اس امر پر جملہ امرائے شام متفق ہیں اس لئے تجھے لکھا جاتا ہے کہ اہل مدینہ سے بھی یزید کیلئے بیعت حاصل کر - جب یہ نامہ مروان کو پہنچا تو اس نے بزرگان صحابہ و تابعین کو جمع کیا اور منبر پر جا کر کہا - ایہا الناس امیر شام اب پیر ضعیف ہو گئے ہیں ان میں کچھ طاقت باقی نہیں رہی اس لئے کار خلافت کے لئے انہوں نے ایک نیک اندیشہ کیا ہے جس میں خدا یتعالیٰ کی رضامندی اور مسلمانوں کی آسایش ہے مگر وہ تمہاری رضامندی اس امر میں چاہتے ہیں پھر تم لوگوں کی کیا رائے ہے - تمام حاضرین نے جواب دیا جس میں خلاق عالم کی خوشنودی ہے ہم اس میں بغیر سمعنا اور اطعنا کے اور کچھ نہیں کہ سکتے مروان نے کہا امیر شام نے ایسے شخص کو اپنا ولی عہد کیا ہے جو نیک سیرت - با مروت صاحب عقل

وسیاست اور خلفائے راشدین کے قدم بقدم ہے یعنی یزید بن معاویہ۔ جب حاضرین
نے یزید کا نام سنا خاموش ہوگئے اور کچھ جواب نہ دیا مگر عبدالرحمن بن ابی بکر غصے میں آگئے
کہا اے مروان تو جھوٹ کہتا ہے کیونکہ یزید ان خصائل پسندیدہ سے متصف نہیں ہے
اور ہم اس کی خلافت پر راضی نہیں۔ یہ سنکر مروان بھی خشمناک ہوا اور طعن سے کہا
یہ انکار کرنیوالا ایسا نیک آدمی ہے جسکی شان میں خدا یتعالی نے یہ آیت بھیجی
ہے والذی قال لوالدیہ اف لکما اس کلام سے عبدالرحمن کا غصہ بڑھ گیا
کہا اب تیری یہ نوبت آئی کہ قرآن کو میرے بارے میں تاویل کرتا ہے یہ کہکر عبدالرحمن
اٹھ کھڑے ہوئے اور مروان کا پاؤں پکڑ کے کھینچا اور کہا اے دشمن خدا اس منبر سے
اتر کہ یہ مقام تیرے لائق نہیں۔ بنی امیہ کے چند آدمیوں نے جو مسجد میں تھے چاہا کہ عبدالرحمن
پر حملہ آور ہوں ناگاہ حضرت عائشہؓ اس کیفیت سے مطلع ہوکر چند عورتوں کے ساتھ مسجد
میں آئیں مروان نے جب ام المومنین کو دیکھا خائف ہوا اور ان کے آگے دوڑ کر گیا۔
کہا اے ام المومنین آپکو خدا کی قسم ہے جو بات حق ہو وہ بیان فرمائیے حضرت عائشہ نے
فرمایا میں بجز سچی اور حق بات کے اور کچھ نہیں کہنے کی میں نے سنا ہے کہ جناب سید عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے تجھ پر اور تیرے باپ پر لعنت کی ہے اور تو طرید
ابن طرید ہے۔ کیوں اب میرے بھائی کیساتھ بھی سخت گوئی کرنے لگا یہ سنکر مروان خاموش
ہوگیا۔ حضرت عائشہ اپنے گھر چلی گئیں اور فتنہ دب گیا اس کے بعد مروان نے امیر شام
کو نامہ لکھکر ان تمام واقعات سے خبر دی انتہی محصلاً

اکثر کتب معتبرہ فریقین میں مرقوم ہے کہ جب امیر شام نے اپنے فرزند یزید کے استخلاف
پر بیعت لینے کے لئے تمام شہروں میں اپنے صوبہ داروں کو لکھا تو تمام اہل اسلام اس امر
پر راضی ہوگئے اور سب نے بیعت کی مگر پانچ شخص کہ انہوں نے یزید کی خلافت سے انکار
کیا۔ اول حضرت امام حسین علیہ السلام دوسرے عبداللہ بن عباس۔ تیسرے عبداللہ بن زبیر

چوتھے عبداللہ بن عمر۔ پانچویں عبدالرحمن بن ابی بکر۔ ناسخ التواریخ میں بروایت کتاب زبدۃ الفکر عبوس منصوری سے نقل کیا ہے کہ امیر شام نے جب ان لوگوں کے انکار کا حال سنا تو پہلے حضرت امام حسین کو اس طرح خط لکھا یا ابا عبداللہ سوائے پانچ آدمیوں کے تمام لوگ یزید کی ولی عہدی پر راضی ہیں۔ اُن پانچ آدمیوں میں آپ بھی شریک ہیں جو سب سے افضل ہیں۔ نہیں معلوم آپ اس مخالفت میں کیا مصلحت سمجھے ہیں مجھے بھی اس سے مطلع کیجئے گا۔ حضرت نے جواب دیا تم پہلے ان چار آدمیوں سے بیعت طلب کرو۔ اگر وہ بیعت کریں تو میں بھی ان کے ساتھ ہوں۔ ورنہ میرے بارے میں جلدی کرنا مناسب نہیں۔ امیر شام نے یہ سنکر اسی طرح عبداللہ بن زبیر کے پاس کھیلا بھیجا۔ ابن زبیر نے بھی مثل حضرت امام حسین کے جواب دیا۔ پھر امیر شام نے ایسا ہی پیام عبداللہ بن عمر کو دیا۔ انہوں نے کہا میں اس امر پر بیعت کرتا ہوں کہ تمہارے بعد امر خلافت شورہ و اجماع پر منحصر رکھا جائے اس کے بعد امیر شام نے عبدالرحمن بن ابی بکر سے کہا کہ تم کیوں اس امر میں میری مخالفت کرتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ میری بہتری اسی میں ہے۔ امیر شام نے کہا خدا کی قسم تمہیں تلوار سے قتل کروں گا عبدالرحمن نے کہا اگر تم ایسا کروگے تو دنیا میں مخذول اور بروز قیامت ماخوذ ہوگے یہ سنکر حاکم شام نے چند روز کے لئے صبر کیا تا آنکہ موسم حج قریب پہنچا حاکم شام حج کے ارادے سے روانہ ہو کر پہلے مدینہ آیا۔ اور جناب سید الشہدا اور عبداللہ بن زبیر۔ عبداللہ بن عمر۔ عبدالرحمن بن ابی بکر کی نسبت سخت گوئیاں کیں۔ ان کو ڈرایا تا آنکہ یہ لوگ رنجیدہ ہو کر مدینہ سے مکے چلے گئے کتاب روضۃ الصفا میں مرقوم ہے کہ اس کے بعد امیر شام نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو طلب کر کے انکی تعظیم و تکریم بعد بہت سی باتیں کہیں جن میں بنی ہاشم اور علی الخصوص امام حسین کی شکایت تھی اور یہ بھی کہا کہ تم لوگوں کو اگر یہ منظنہ ہو کہ اب بھی علیؑ اور حسنؑ کا کوئی مثل دنیا میں ہے جو لائق خلافت اور مدعی

حکومت ہو سکے تو یہ نظریہ غلط ہے عبداللہ بن عباس نے تمام کلام کے جوابات کے بعد آخر
کلام کا یہ جواب دیا کہ تم نے جو کہا کہ تمہارے پاس اب کوئی علی اور حسن کا مثل نہیں ہے
پس اے امیر شام یہ خیال غلط ہے کیونکہ حسین بن علی ابھی زندہ وسلامت موجود ہیں وہ
اپنے باپ امیر المومنین کے بیٹے ہیں تمہیں مناسب یہ ہے کہ ان کو کسی طرح کی ایذا نہ پہنچائیں
اور نہیں کوئی رنج نہ دیں۔ آج تمام دنیا میں اگر تلاش کریں تو ان کے سوائے کوئی ایسا نہیں
جو ہمارے پیغمبر کا نواسا ہو۔ اس کے بعد امیر شام مکہ معظمہ کو روانہ ہوا جب اہل مکہ نے یہ کیفیت
سنی انکا استقبال کیا امام حسین علیہ السلام اور ابن عمر وغیرہ بھی استقبال کے لئے روانہ ہوئے
انہوں نے جب ان بزرگواروں کو دیکھا تعظیم وتکریم کی اپنے گھوڑوں پر سوار کرا کر ہمراہ لیچلے
جب مکہ میں داخل ہوئے تو ہر ایک کے رتبہ کیموافق ہدیئے پیش کئے سب نے ان کے انعامات
کو قبول کیا مگر حضرت امام حسین علیہ السلام نے قبول نہ فرمایا چند روز کے بعد امیر شام نے
ایک روز حضرت کو طلب کر کے کہا کہ میں ایک امر سترگ آپ سے بیان کرتا ہوں اس کا
جواب سوچکر دیجئے آپ نے فرمایا وہ کیا امر ہے امیر شام نے کہا اس سے پہلے میں نے
یزید کی بیعت کے لئے اطراف ممالک میں لکھا تھا بعض آدمیوں نے جن سے مجھے مخالفت
کا گمان نہ تھا نارضامندی ظاہر کی ہے حالانکہ اگر یزید کے سوائے کسی اور کو میں لائق
خلافت جانتا تو اسی کو اپنا ولی عہد مقرر کرتا۔ حضرت نے فرمایا ذرا سمجھ کر بات کرنا چاہیے
اب بھی بعض لوگ ایسے ہیں جو اس امر کے سزاوار ہیں یزید پر فضیلت رکھتے ہیں اور
اس سے ہر صفت میں بہتر ہیں۔ امیر شام نے کہا شاید اس کلام سے آپکی مراد اپنی
ذات ہے حضرت نے فرمایا میں اپنے کو مراد لوں تو کچھ بعید نہیں۔ امیر شام نے کہا کہ اس
میں شک نہیں کہ آپ کے والدین یزید کے والدین سے افضل ہیں۔ مگر یزید حکومت کے انتظام
اور سلطنت کے اہتمام میں آپ سے بہتر ہے حضرت نے فرمایا عجیب ماجرا ہے کہ شراب
خوار اور فاجر مجھ سے بہتر ہو۔ امیر شام نے کہا ذرا سمجھ کے گفتگو کیجئے اگر یزید کی محفل

میں آپ کا ذکر آئے تو بغیر کلام نیک کے اور کچھ زبان پر نہ لائیگا۔ حضرت نے فرمایا۔ جو یزید کی حالت میں جانتا ہوں وہ میں کہتا ہوں اور جو میری حالت اسے معلوم ہو وہ فراغت سے بیان کرے یہ فرماکر حضرت وہاں سے اُٹھ گئے۔ پھر ابن عمر اور ابن زبیر اور ابن ابی بکر نے بھی امیر شام سے مختلف طور پر تقریریں کیں اور بیعت سے انکار کیا۔ جب امیر شام نے دیکھا کہ یہ چار آدمی برضا و رغبت بیعت نہیں کرنے کے تو ایک روز انہوں نے پھر امام حسین اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر اور عبدالرحمن بن ابی بکر کو بلوا کر کہا کہ تم نے پہلے میرے حکم سے سرتابی کی اور میں نے اُس پر کوئی سختی نہیں کی۔ اب میں سرِ دربار سب کے روبرو ایک بات کہونگا۔ تمکو لازم ہے کہ اُس وقت انکار نہ کرنا ورنہ میں تم سب کو قتل کرڈالونگا۔ یہ کہکر مسجد جامع میں آئے اور منبر پر چڑھکر پہلے خطبہ ادا کیا۔ پھر کہا ایہا النّاس حسین بن علی اور عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمر اور عبدالرحمن بن ابی بکر یزید کی ولی عہدی پر راضی ہیں اور ان سب نے بیعت کی ہے۔ یہ لوگ کثرت اعدا سے بخوف جان خاموش بیٹھے رہے زبان سے کچھ نہ کہہ سکے۔ اسکے بعد امیر شام منبر سے اتر کر مکہ روانہ ہوگیا انتہی ملخصاً۔

صاحب روضۃ الصفا اور اکثر مورخین نے لکھا ہے کہ امیر شام جس وقت مسجد جامع میں مرقوم الصدر الفاظ کہہ رہا تھا اس وقت اکثر اہل شام تلواریں کھینچے ہوئے حضرت امام حسین اور عبداللہ بن عمر وغیرہما کے سروں پر مستعد قتل کھڑے ہوئے تھے اور کہتے تھے کہ جو شخص یزید کی بیعت سے انکار کریگا فوراً وہ قتل کیا جائیگا۔ صاحب روضۃ الصفا وغیرہ نے اس قصّے کو زیادہ تفصیل سے لکھا ہے۔ جس میں حضرت عائشہؓ اور امیر شام کا مباحثہ بھی مرقوم ہے۔ چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہؓ نے کہا اے امیر تم طلیق ابن طلیق ہو تم پر آنحضرت کی خلافت حرام ہے وغیرہ وغیرہ۔

بعض واقعات ۵۷ھ ہجری

جلاء العیون کی جلد جلد اول اور ناسخ التواریخ میں مرقوم ہے کہ جب امیر شام اپنے فرزند

خون آشام کو اپنا ولی عہد کر چکا اور جس طرح ابھی بیان ہوا تمام اہل اسلام سے خواہ طوعاً خواہ کرہاً
بیعت لی تو اس کے دوسرے سال حسین بن علی علیہما السّلام نے حج کا ارادہ فرمایا عبد اللہ
بن جعفر۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور تمام مردان و زنان بنی ہاشم کو ساتھ لیا
اور اکثر بزرگان شیعہ اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب جس قدر باقی
تھے اُن کو اور اُن کی اولاد کو حج کے لئے چلنے کو ارشاد فرمایا تا آنکہ یہ سب لوگ جو
ایک ہزار سے زیادہ تھے منیٰ میں پہنچے اور حضرت امام حسینؑ کے خیمہ مبارک میں حاضر
ہوئے اس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک خطبہ فصیح و بلیغ
پڑھا اور بعد حمد و نعت کے ارشاد فرمایا اما بعد اے حاضرین! امیر شام نے ہمارے
ساتھ اور ہمارے شیعوں کے ساتھ جو کچھ سلوک کیا وہ سب تم کو معلوم ہے تم نے اپنی
آنکھوں سے دیکھا کانوں سے سنا اب میں تم سے چند چیزیں پوچھتا ہوں اور چند خبریں
بیان کرتا ہوں اگر میں سچ کہوں تو تم سب میری تصدیق کرنا اور اگر جھوٹ بیان کروں تو جھٹلانا
میرے کلمات بگوش دل سنو اور نا اہلوں سے پوشیدہ رکھو جب اپنے شہروں کو مراجعت
کرو تو جس شخص پر تمہارا اعتماد ہو جسے تم موثق جانتے ہو اس کے روبرو اس کلام کو بیان کرو
اور اس کے قبول اور عمل پر دعوت دو کیونکہ مجھے خوف ہے کہ ایسا نہ ہو دین حق مندرس اور
برطرف ہو جائے حالانکہ خدائے تعالیٰ اپنے نور کی روشنی کو پورا کرنے والا ہے ہر چند کفار
کو ناگوار ہو پھر فرمایا تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ علی بن ابی طالب جناب
رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کے بھائی تھے یعنی جب حضرت نے اپنے اصحاب میں رسم
مواخات جاری کی تو علی میں اور اپنی ذات میں اخوت کو مقرر فرمایا اور ارشاد کیا دنیا و آخرت
میں تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں سب نے کہا اے پروردگار بے شک یہ
بات ہم جانتے ہیں پھر فرمایا تمہیں خدا کی قسم دیکے پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جب
حضرت نے مسجد اور مکانات کی تعمیر کے لئے زمین مول لی پھر اُس میں مسجد بنائی اور

دس مکان تیار کرائے جن میں سے نو مکان تو اپنے لئے تھے اور ایک مکان
ان کے وسط میرے پدر بزرگوار کو عطا فرمایا۔ پھر میرے
پدر بزرگوار کے دروازے کے سوائے اور جس قدر دروازے مسجد کی طرف تھے سب
بند فرما دئے بعض نے اس امر میں اعتراض کیا تو حضرت نے فرمایا میں نے اپنی طرف سے
کسی دروازے کو بند کیا نہ کھولا مجھے خدائے تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تم سب کے دروازے
بند کر دوں اور علی کے گھر کا دروازہ کھلا رکھوں پھر حضرت نے سب کو مسجد میں سونے
سے منع فرما دیا بغیر علی کے پس علی حالت جنابت میں مسجد میں آتے تھے اور آپ کی
منزل رسول خدا کی منزل میں تھی کہ اسی میں حضرت کے نواسے اور نواسیاں پیدا ہوئیں
پس کل سب نے عرض کی بے شک اور بہت درست ہے۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ عمر بن
خطاب نے اس وقت حضرت سے درخواست کی تھی کہ میرے مکان میں مسجد کی طرف اتنا ایک
سوراخ جو آنکھ کے برابر ہو چھوڑ دیا جائے حضرت نے منظور نہ فرمایا اور اس وقت ایک خطبہ
پڑھ کے اس میں ارشاد کیا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ایک پاک مسجد بناؤں جس میں
میرے اور علی کے اور ان کے دونوں فرزندوں کے سوائے کوئی ساکن نہ ہو سب نے کہا
بیشک ہم جانتے ہیں۔ پھر فرمایا تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ جناب سید عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بروز غدیر خم علی کو امر امامت پر مقرر فرمایا اور آپ کی حکومت کی
منادی کی اور ارشاد کیا کہ جو یہاں حاضر ہے وہ یہ خبر ان لوگوں کو پہنچا دے جو غائب ہیں۔
سب نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں۔ پھر فرمایا تمہیں خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا تم کو
معلوم ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک میں علی سے فرمایا
تم میری نسبت ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ کی نسبت تھے اور تم ہر مومن و مومنہ کے
امام ہو۔ سب نے عرض کی معلوم ہے پھر فرمایا تم کو خدا کی قسم سچ کہنا کیا تم کو اس کا علم
ہے کہ جب حضرت نے نصارائے نجران کو مباہلے کے واسطے طلب فرمایا تو اسوقت

آپ کے ساتھ بغیر علی و فاطمہ و حسن و حسین کے اور کوئی نہ تھا۔ سب نے کہا بیشک ہم کو اس کا علم ہے۔ فرمایا تمکو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم کو معلوم ہے کہ بروز فتح خیبر حضرت نے اپنا علم علی کو دیا اور فرمایا میں یہ علم اسکو دیتا ہوں جس کو خدا و رسول دوست رکھتے ہیں اور جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے وہ مکرر حملے کرنیوالا ہے کبھی بھاگتا نہیں خلاق عالم اسی کے ہاتھ پر اس قلعہ کو فتح کرادیگا سب نے کہا بیشک ہم کو معلوم ہے۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ حضرتؐ نے علی کو سورہ برائت دیکر روانہ فرمایا اور ارشاد کیا کوئی شخص میری طرف سے ایسی شکل چیزیں نہیں پہنچا سکتا مگر خود میں یا وہ شخص جو مجھ سے ہو۔ سب نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ جب کوئی سختی حضرت کے درپیش ہوتی یا کوئی امر عظیم سامنے آتا تو حضرتؐ علی کو اس میں پیش فرما دیتے کیونکہ حضرت کو علی پر پورا بھروسہ تھا اور جب حضرت آپکو طلب فرماتے تو نام لیکر نہ طلب فرماتے بلکہ کہتے اے بھائی یا فرماتے میری بھائی کو میرے پاس بلا لاؤ۔ سب نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں پھر فرمایا تمکو معلوم ہوگا کہ ایک مرتبہ حضرت نے علی و جعفر اور زید کے بارے میں فیصلہ فرمایا اور ارشاد کیا یا علی تم مجھ سے ہو میں تم سے ہوں اور تم میرے بعد ہر مومن کے حاکم ہو سب نے کہا واللہ ہم کو معلوم ہے۔ فرمایا تم جانتے ہوگے کہ حضرت رسالتمآب صلعم علیؑ کو ہر روز و شب خلوت میں تعلیم علوم فرماتے تھے جب علیؑ کوئی مسئلہ حضرت سے پوچھتے تو حضرت جواب دیتے اور جب علی سکوت کرتے تو خود حضرت بیان میں ابتدا فرماتے۔ سب نے کہا ہم جانتے ہیں۔ پھر فرمایا تم کو معلوم ہوگا کہ حضرت نے علی کو حمزہ و جعفر پر فضیلت دی جس وقت کہ سیدہ سے ارشاد فرمایا اے فاطمہ تمہارے شوہر میرے اہل بیت میں سب سے افضل ہیں کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا حلم میں کوئی ان کے برابر نہیں علم میں کوئی ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا سب نے کہا ہم کو معلوم ہے۔ پھر فرمایا یہ بھی تم جانتے ہوگے کہ حضرت نے فرمایا ہے میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں۔ علی تمام

عرب کا سردار ہے فاطمہ تمام زنان اہل جنت کی سردار ہے اور حسن وحسین تمام جوانان بہشت کے سردار ہیں سب نے کہا ہم جانتے ہیں۔ پھر فرمایا تم کو معلوم ہوگا کہ حضرت نے علی کو آپنے غسل میت دینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تم جسوقت مجھے غسل دوگے جبرئیل تمہاری اعانت کرینگے۔ سب نے کہا بیشک ہم جانتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ حضرت نے اپنے اخیر خطبہ میں ارشاد کیا تھا کہ میں تم میں دو قابل قدر چیزیں چھوڑتا ہوں ایک کتاب خدا دوسرے میرے اہل بیت تم ان دونوں کی پیروی کرنا کہ گمراہ نہ ہوگے کیا تم جانتے ہو سب نے عرض کی بیشک ہم جانتے ہیں۔

مؤلف کہتا ہے کہ صاحب ناسخ التواریخ یہ روایت یہانتک نقل کر کے لکھتے ہیں کہ اسی طرح حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس مقام پر تمام فضیلتیں امیرالمومنین علیہ السلام کی بیان فرمائیں اور جسقدر آیتیں قرآن مجید میں آپکی شان میں نازل ہوئی ہیں سب کا ذکر فرمایا جسکی نقل ہم نے تفصیل کیساتھ جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کی کتاب میں کی ہے یہاں بخیال تطویل اسکی تفصیل ترک کیگئی۔ تمام آیتوں کے بیان فرمانیکے بعد ارشاد کیا یہ بھی تم نے سنا ہوگا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من زعم انہ یحبّنی ویبغض علیاً فقد کذب الخ یعنی جس کا یہ گمان ہو کہ وہ مجھے دوست رکھتا ہے حالانکہ علی سے اسکو عداوت ہو تو وہ جھوٹا ہے کیونکہ علی کا دشمن میرا دوست نہیں ہوسکتا۔ ایک شخص نے اسوقت حضرت سے عرض کی یا رسول اللہ اس میں کیا منافقت ہے ممکن ہے کہ ایک شخص آپ سے دوستی رکھے اور علی سے دشمنی حضرت نے فرمایا لانہ منّی وانا منہ من احبّہ فقد احبّنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ یعنی اس لئے کہ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں جس نے علی کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے علی سے عداوت کی اس نے مجھ سے عداوت کی

اور جس نے مجھ سے عداوت کی وہ خدا کا دشمن ہے تمام حاضرین نے عرض کی بیشک ہم نے یہ حدیث حضرت سے سنی ہے اسکے بعد تمام لوگ متفرق ہو گئے انتہیٰ۔ اور علامہ مجلسی اعلی اللہ مقامہ بحار الانوار کی دسویں جلد میں امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے عشائر و اصحاب کے بیان میں احتجاج طبرسی سے یہ روایت بطور خلاصہ نقل کی ہے جس کا محصل یہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے تمام حاضرین کے روبرو جتنی آیتیں کہ اہل بیت کی شان میں نازل ہوئی تھیں سب کو بیان فرمایا ایک آیت بھی ترک نفرمائی اور جتنی حدیثیں اہل بیت کی فضیلت کی تھیں سب نقل فرمائیں اور جب آپ کوئی حدیث بیان فرماتے تو صحابہ عرض کرتے کہ بیشک ہم نے حضرت سے یہ حدیث سنی ہے اور تابعین عرض کرتے کہ بالیقین اس حدیث کی روایت اصحاب سے ہمیں پہنچی ہے اخیر میں امام حسین نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اب اپنے وطنوں کو جاؤ اور اپنے دوستوں سے جن پر تم کو اعتماد ہو یہ سب فضائل بیان کرو یہ فرماکر آپ منبر سے اتر آئے اور حاضرین متفرق ہو گئے۔ اسکے بعد علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ مجلدات بحار الانوار سے جلد فتن میں کتاب سلیم بن قیس ہلالی سے میں نے یہ روایت زیادہ تفصیل سے نقل کی ہے انتہیٰ۔

بعض وقائع ۵۸ھ ہجری

علامہ مجلسی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ واقعہ جو ابھی نقل کیا گیا ۵۸ھ ہجری کا ہے کیونکہ علامہ موصوف نے لکھا ہے کہ امیر شام کے انتقال کے دو برس پہلے حضرت نے منےمیں وہ حدیثیں بیان فرمائی تھیں۔ اور اکثر مورخین کی تصریح کی بنا پر امیر شام کا انتقال ۶۰ھ ہجری میں ہوا۔ بروایت صاحب ناسخ التواریخ اس سال عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے انتقال کیا یہ حضرت عائشہ کے حقیقی بھائی تھے امیر شام نے ان کو ایک لاکھ درہم عطا کرکے خواہش کی تھی کہ یزید سے بیعت کریں۔ عبدالرحمٰن نے درہم پھیر دئے اور بیعت نہ کی۔ اسی سال حضرت عائشہ نے بھی وفات پائی ان کی والدہ کا نام ام رومان تھا انتقال و فات

حضرت عائشہ ام المومنین ترجمہ تاریخ ابن خلدون کتب ثانی جلد پنجم صفحہ ۶۵ میں مرقوم ہے کہ حضرت عائشہ کو مروان اور اسکے خاندان والوں نے شہید کیا تھا اسوجہ سے کہ اسکی مخالفت کرتی تھیں۔ اس نے دعوت کے بہلنیسے اپنے گھر بلایا اور پہلے ایک گڑھا عمیق کھود کر نیزے تلواریں چھریاں وغیرہ رکھدی تہیں اوپر سے ایک فرش بچھا دیا تھا ام المومنین جب تشریف لائیں تو ان کو وہیں بٹھلایا بیٹھنا تھا کہ نیچے گر پڑیں معمر اور کمزور تھیں ایسی چوٹ آئی کہ پھر اس سے جانبر نہ ہوئیں۔

بعض واقعات ۵۹ھ ہجری

اس سال اسامہ بن زید نے انتقال کیا وہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام آزاد شدہ یعنی زید بن حارث کے فرزند تھے اسامہ بن زید کو حضرت نے اپنے انتقال کے وقت اکثر مہاجرین وانصار کا جن میں حضرت ابوبکر و عمر و عثمان اکابر اصحاب شریک تھے سردار بنا کر کفار سے جہاد کرنیکا حکم دیا تھا کما فی مدارج النبوۃ للشیخ عبد الحق وغیرہ من التواریخ المعتبرۃ۔

ان کے والد زید بن حارثہ بڑے بہادر اور دلیر تھے انہوں نے جنگ موتہ میں شہادت پائی۔ اسامہ بھی بہت بہادر ہیں۔ اور یہ بزرگ وہ ہیں جنہوں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خلافت کے زمانے میں آپکی بیعت سے انکار کیا۔ چونکہ یہ بہت قرضدار تھے اپنے انتقال کیوقت بہت مضطرب ہوئے اور ایک غم کثیر لاحق ہوا حضرت امام حسین علیہ السلام جب ان کی عیادت کو تشریف لائے اور ان کے حزن و ملال کے سبب سے مطلع ہوئے تو فوراً تمام قرض ان کا اپنی ذات سے ادا فرما کر ان کو بری الذمہ فرما دیا۔ چنانچہ اس کا بیان سابق میں ہو چکا ہے **اسی سال** حضرت قیس بن سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی یہ بزرگ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے صحابی اور صحابی زادہ تھے ان کے باپ سعد بن عبادہ سردار انصار تھے۔ یہ قیس
ایک مرد متقی بڑے سخی بہت شجاع و دلیر۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خاص
دوستوں سے تھے بڑے قوی ہیکل اور زورآور ان کا قد اتنا اونچا تھا کہ جب دورکابہ
گھوڑے پر سوار ہوتے تو ان کے پاؤں زمین تک پہنچتے تھے حضرت امیر المومنین کی رفاقت
میں کارہائے نمایاں کیئے اور شجاعتیں دکھلائیں۔ جب حضرت امیر نے شہادت
پائی تو امام حسن علیہ السلام کی رفاقت میں رہے ان کے تفصیلی واقعات بحار الانوار
اور ناسخ التواریخ کے مجلدات میں مرقوم ہیں ناسخ التواریخ میں لکھا ہے کہ جب یہ بیمار
ہوئے تو ہر روز بزرگان اہل مدینہ ان کی عیادت کو آیا کرتے تھے اور ایک جماعت کثیر
ان کی مقروض تھی اس لئے وہ لوگ انکی عیادت کرنے میں شرم کرتے تھے جب قیس
کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو انہوں نے تمام شہر مدینہ میں یہ منادی کرا دی کہ قیس بن سعد
کا قرض جس جس آدمی کے ذمہ ہے قیس نے اسکو بری الذمہ اور اس دین کو معاف کر دیا
فرحمۃ اللہ و برکاتہ علیہ **اسی سال** عبدالرحمن بن خالد بن ولید نے انتقال کیا
خالد بن ولید کہ جسکو اہل سنت سیف اللہ کہتے ہیں دو فرزند تھے ایک عبدالرحمن۔ دوسرے
کا نام مہاجر تھا۔ عبدالرحمن۔ امیر شام کا رفیق اور اسکی فوج میں شریک تھا۔ جنگ صفین
میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی فوج سے جنگ کی تھی۔ اور مہاجر حضرت کی طرف
تھا اور جمل و صفین میں آپ کے مخالفین سے مقابلہ کیا تھا جب امیر شام نے یزید کی ولیعہدی
کے بارے میں اہل شام سے مشورت کی تو کسی نے کہا عبدالرحمن بن خالد بن ولید ایک
مرد بہادر ہے اگر اسکو اپنا ولی عہد مقرر کیجئے تو مناسب ہے امیر شام کو یہ بات ناگوار ہوئی
جب ۵۹ہجری میں عبدالرحمن علیل ہوا تو ایک طبیب سے جو آتش پرست تھا رجوع
کیا تو بعض نے اس طبیب کو سکھلا کر عبدالرحمن کو زہر کھلوا دیا جس سے عبدالرحمن نے
وفات پائی۔ جب یہ خبر مہاجر بن خالد کو پہنچی کہ ایک طبیب جہود نے اسکے بھائی کو قتل کیا ہے

فوراً اپنی وضع بدلکر راہی شام ہوا جب وہاں پہنچا تو چند روز تک مسدوم مقام سے اپنے کو چھپا رکھا ایک رات کو وہ طبیب امیر شام کے پاس سے آرہا تھا مہاجر چونکہ فرصت کا منتظر تھا ناگاہ اس پر حملہ کرکے اسے قتل کیا اور فوراً وہاں سے بھاگ کر وطن کی راہ لی۔

بعض واقعات سنہ ۶۰ ہجری

جملہ محدثین و مورخین نے لکھا ہے کہ امیر شام کا انتقال سنہ ۶۰ ہجری میں ہوا اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے سنہ ۶۱ ہجری کی ابتدا میں شہادت پائی۔ مگر صاحب ناسخ التواریخ لکھتے ہیں کہ ہم نے زیجات کو شمار کیا تاریخ و روز کو مطابقت دی تو معلوم ہوا کہ امیر شام کا انتقال سنہ ۵۹ ہجری میں ہوا ہے۔ اور جناب سید الشہداؑ کی شہادت سنہ ۶۰ ہجری کی ابتدا میں ہوئی۔ مؤلف حقیر کے نزدیک جمہور محدثین و مورخین کا قول امیر شام کے انتقال کے بارے میں زیادہ معتبر و موثق ہے اب رہی تاریخ شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام پس اگر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے مہینے سے بالتخصیص حساب کیا جائے تو چونکہ آپ کی ہجرت ماہ ربیع الاول میں ہوئی اور امام حسین علیہ السلام محرم کی دسویں تاریخ شہید ہوئے تو حضرت کی ہجرت سے امام کی شہادت تک تقریباً دو مہینے کم ساٹھ برس ہوئے اس حساب سے امام کی شہادت کو سنہ ۶۰ ہجری میں لکھ سکتے ہیں۔ لاکن چونکہ سنہ ہجری کی ابتدا غرہ محرم سے لیجاتی ہے اور یہی قاعدہ مقرر ہوگیا ہے اس بنا پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت سنہ ۶۱ ہجری کی ابتدا میں ہوئی۔

حال انتقال امیر شام

ناسخ التواریخ تاریخ اعثم کوفی اور روضۃ الصفا وغیرہ میں جسطرح سے کہ امیر شام کے انتقال کا حال بتفاوت قلیل مرقوم ہے ہم یہاں اس کا خلاصہ بیان کرتے ہیں۔ صاحب ناسخ التواریخ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر شام نے اپنے انتقال کے قریب دو بار حج کیلئے مکہ معظمہ کو آکر اپنے فرزند یزید کی ولی عہدی کے بارے میں بزرگان اہل اسلام سے اقرار لیا تھا۔

روضۃ الصفا کی روایت ثانی سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ بعض مورخین کے قول سے
معلوم ہوتا ہے کہ ہرچند امیر شام یزید کی ولی عہدی کے بارے میں مدتوں سے انتظام کر رہے
تھے اور احکام جاری کئے تھے مگر مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں آکر اس امر کا سب سے اقرار
لینا جسطرح سے کہ سنہ ۵۶ ہجری کے واقعات میں بیان ہوا سنہ ۵۹ ہجری میں ہوا ہے باقی
حال جب ان امور سے فارغ ہوکر مراجعت کی۔ اثنائے راہ میں منزل ابوا پر مقام کیا۔ رات
کیوقت قضائے حاجت کے لئے ایک چاہ کے قریب آکر اس میں جھانکے تفا را کسی قسم کا بخار
اس چاہ سے نکلکر ان کے منہ تک پہنچا فوراً لقوے کی بیماری طاری ہوگئی۔ منہ کج ہوگیا
تمام اعضا میں لرزہ پڑ گیا اور وہ مرض سخت میں مبتلا ہوئے۔ رات اسی حالت میں گزری
صبح کو ان کی ہمراہی کے تمام لوگوں نے دعائے صحت کی جب عام لوگ ان کے پاس
سے چلے گئے امیر شام بہت ملول و مضطرب ہوئے اور رونا شروع کیا۔ مروان نے
یہ حالت دیکھکر کہا اے امیر بیمار ہونیسے تم جزع اور اضطراب کرتے ہو۔ امیر شام نے
کہا میں علالت کے سبب نہیں روتا۔ بلکہ اس واسطے کہ بہت سے نیک کام میں کر سکتا
تھا مگر نہ کئے۔ دوسرے یہ کہ میرے ایک ایسے عضو پر یہ مرض طاری ہوا ہے جس کو ہمیشہ
کھلا رکھنا چاہیئے یعنی ہمیشہ منہ ٹیڑا رہتا ہے اسکو چھپا نہیں سکتا مجھے خوف ہے کہ کہیں یہ بلا
اس لئے نازل نہوئی ہو کہ میں نے فلاں اور فلاں کام کئے اور یزید کو امت محمدیہ کا حاکم بنایا
یہ سب امور یزید کی محبت میں مجھ سے واقع ہوئے اور ہوتے ہیں اگر اسکی محبت نہ ہوتی تو
میں راہ مستقیم پر چلتا اور ہدایت پاتا۔ اب یہ نوبت ہوئی ہے کہ دشمن مجھ پر ہنسیں اور دوست
روئیں یہ باتیں کہکر حکم دیا کہ اس مقام سے کوچ کریں۔ بعد طے مراحل جب قافلہ دمشق میں
پہنچا انکی بیماری روز بروز ترقی کرنے لگی۔ اس علالت کے زمانے میں بہت سے خواب ہائے
پریشان دیکھتے اور اس سے ڈرتے تھے اور اس مرض میں اسقدر پیاس کی شدت تھی
کہ کتنا ہی پانی پیتے مگر پیاس کم نہ ہوتی کبھی کبھی بیہوش ہو جاتے تھے جب ہوش میں آئے

کہتے اے حجر بن عدی اور اے عمرو بن حمق تم سے میں نے کیوں برائی کی۔ اور یا علی کس لئے
میں نے آپ سے مخالفت کی انہیں ایام میں ایک روز یزید نے ان سے کہا اے پدر اسوقت
یہ مصلحت ہے کہ دوبارہ میرے لئے سب سے بیعت لیجیے ایسا نہ ہو کہ علی کی اولاد سے
مجھے رنج پہنچے وہ یہ سنکر اسوقت خاموش ہوگئے دوسرے دن ارکان دولت کو طلب
کیا بہت سی مخلوق دارالامارہ میں جمع ہوئی۔ اسوقت وہ نہایت نقیہ و ناتوان تھے۔
ضحاک بن قیس و مسلم بن عقبہ جو مقربان امیر شام سے تھے ان کی بالین پر آئے اور کہا
تمام لوگ آپکی اس حالت سے دل تنگ اور یزید کی سلطنت پر راضی ہیں وہ چاہتے ہیں
کہ یزید کی بیعت کی تجدید کی جائے۔ امیر شام نے کہا ہرچند میں انکی خواہش پوری کرنے
کے لئے مستعد ہوں مگر آج چہارشنبہ ہے جو کام اس روز ہوتا ہے اس کا انجام بخیر
نہیں ہوتا۔ ان دونوں شخصوں نے کہا ایک جماعت کثیر دارالامارہ کے دروازے پر
حاضر ہے ان کا قصد یہ ہے کہ جبتک مکرر یزید کی بیعت نہ کریں واپس نہ ہوں امیر شام
نے کہا اچھا سب کو میرے سامنے بلاؤ تمام لوگ حاضر ہوئے اور امیر شام سے اپنی
رضامندی اور یزید کی تجدید بیعت کی خواہش ظاہر کی امیر شام اُن کے اس اعتقاد
سے خوش ہوئے اور حکم دیا کہ یزید سے بیعت کریں۔ سب سے پہلے ضحاک نے۔ اس
کے بعد مسلم بن عقبہ نے۔ پھر تمام حاضرین نے بیعت کی۔ جب بیعت سے فارغ ہوئے
یزید اپنے باپ کے حکم سے خلعت خلافت سے مزین ہوا۔ اپنے باپ کی انگوٹھی ہاتھ میں
پہنی۔ ان کی دستار اپنے سر پر رکھی۔ حضرت عثمان کے خون آلود پیرہن کو خلعت کے
اوپر پہنا اور باپ کی تلوار حمائل کر کے مسجد میں گیا اور ایک خطبہ پڑھا اسکے بعد باقی
اہل شام نے بیعت کی اس کام سے فارغ ہوکر پھر اپنے باپ کے پاس آیا وہ اسوقت
بے ہوش تھے تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آکر آنکھ کھولی اور یزید سے دستور العمل اور
سلطنت کے انتظام کا طریقہ دریافت کر کے ایک آہ سرد کھینچی۔ تاریخ اعثم کوفی میں مرقوم

ہے کہ جب یزید نے مسجد سے واپس ہو کر اپنے باپ کو بیعت مخلوق سے اطلاع دی تو
امیر شام نے ضحاک و مسلم کو طلب کر کے کہا میں نے ایک وصیت نامہ لکھکر اپنی بالین کے
نیچے رکھا ہے اسکو پڑھو انہوں نے وہ کاغذ نکالکر پڑھا اس کا مضمون ملخصاً لکھا جاتا ہے۔

وصیت نامہ امیر شام

معاویہ بن ابی سفیان اپنے فرزند یزید پر اس طرح عہد قائم کرتا ہے کہ اور اس شرط پر اسکو
خلافت دیتا ہے کہ وہ عدل و انصاف کے طریقہ پر چلے۔ قریش کی رعایت کرے۔ اپنے
دوستوں کے قاتلوں کو اپنے سے دور رکھے۔ مقتول مظلوم یعنی عثمانؓ کی اولاد کو اپنا
مقرب بنائے۔ اولاد ابو تراب پر ان کو ترجیح دے۔ بنی امیہ کو بنی ہاشم پر مقدم رکھے
جو شخص یزید کی اطاعت اور متابعت کرے اس کیلئے مرحبا ہے اور جو لوگ مخالفت کریں
ان کے بارے میں اجازت ہے کہ تلوار سے ان کا فیصلہ اور ان کا قلع اور قمع کیا جائے
تا آنکہ سب لوگ یزید کی خلافت پر راضی اور مطیع و فرماں بردار ہو جائیں فقط پھر امیر شام
نے اس عہد نامہ کو لپیٹ کر اس پر مہر کی اور ضحاک کو دیکر کہا تجھے لازم ہے کہ کل صبح کو
منبر پر تمام لوگوں کے روبرو اس عہد نامے کو پڑھے اور تمام وضیع و شریف کو اس کے
مضمون سے اطلاع دے۔ ضحاک نے کہا جسطرح حکم ہو میں تعمیل کے لئے حاضر ہوں
مؤلف کہتا ہے کہ روضۃ الصفا۔ تاریخ اعثم کوفی اور ناسخ التواریخ میں یہ حالات تفصیل کے
ساتھ لکھے ہیں اور دوسری وصیتیں بھی امیر شام کی مندرج ہیں بخیال طوالت احقر نے
اسی پر اکتفا کی۔ اکثر کتب میں مرقوم ہے کہ امیر شام نے یزید کو یہ بھی وصیت کی کہ میرے
بعد چار شخص تجھ سے مخالفت کریں گے۔ اول حسینؑ بن علی دوسرے عبداللہ بن عمر
تیسرے عبداللہ بن زبیر چوتھے عبدالرحمن بن ابی بکر۔ پس تو حسینؑ بن علی کو ہرگز کسی
طرح کا رنج نہ دے کہ وہ فرزند رسول خدا ہیں۔ ابن عمر اور ابن ابی بکر کو چھوڑ دینا کہ ان
سے کوئی خوف نہیں۔ ابن عمر تو خانہ نشین ہیں۔ اور فرزند ابو بکر کی خواہش کھانے پینے

اور عورتوں کے سوائے اور کچھ نہیں۔ عبداللہ بن زبیر پر تیرا دست رس ہو تو اسے تلوار سے تکڑے تکڑے کر دے۔

مؤلف کہتا ہے کہ عبدالرحمن بن ابی بکر کا ذکر اس روایت میں صحیح نہیں کیونکہ ان کا انتقال اس سے پہلے ہو چکا تھا جذب القلوب میں شیخ عبدالحق دہلوی لکھتے ہیں کہ ابن ابی خثیمہ نے بسند صحیح روایت کی ہے کہ امیر شام نے حالت احتضار میں یزید پلید کو اپنے پاس بلایا اور کہا مجھے گمان ہے کہ ایک روز اہل مدینہ تجھ سے مخالفت کرینگے۔ اگر ایسا ہو تو اس مہم کے فیصلہ کیلئے مسلم بن عقبہ کو مقرر کرنا کہ اس سے زیادہ تیرا ناصح و مددگار اس واقعہ میں کوئی نہیں ہے۔ **المختصر** بروایت روضۃ الصفا و تاریخ اعثم کوفی تذکرہ بالا وصیت کے بعد امیر شام کی آواز بند ہو گئی پھر کچھ بات نہ کر سکے۔ اسوقت یزید اپنے باپ کے پاس سے باہر نکل کر شکار کے لیے چلا گیا۔ جاتے ہوئے ضحاک بن قیس سے کہا کہ میں فلاں مقام پر جاتا ہوں تم متواتر امیر کے حالات سے مجھے اطلاع دیتے رہنا۔ اس کے جانیکے دوسرے روز ماہ رجب کی پندرویں تاریخ امیر شام نے انتقال کیا اور جس طرح سے کہ سابق میں بیان کیا گیا اکثر محدثین و مورخین نے ان کے انتقال کو سنہ۶۰ ہجری میں لکھا ہے تاریخ ابن خلدون میں مرقوم ہے کہ امیر شام نے نصف رجب سنہ۶۰ھ میں انتقال کیا بعضوں کا بیان ہے کہ ماہ جمادی الاخری میں اپنی حکومت کے انیس برس چند مہینے بعد وفات پائی۔ بروایت اعثم کوفی انکی عمر اٹھتر ۷۸ برس کی تھی روضۃ الصفا میں مرقوم ہے کہ ایک قول کی بنا پر امیر شام کی عمر پچیاسی ۸۵ برس کی۔ اور بروایت ثانی اٹھہتر ۷۸ سال کی۔ اور بروایت ثالث اکیاسی ۸۱ برس کی تھی حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے بعد بیس برس تک سلطنت کی۔

ذکر بعض قبائل عرب

کنوزالحقائق میں عبدالروف مصری نے جو موثقین علمائے اہل سنت سے ہیں لکھا ہے کہ جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اول من یبدل دینی رجل

من بنی امیہ للدیلمی یعنی پہلا وہ شخص جو میرے دین کو بدل دیگا وہ بنی امیہ سے
ایک مرد ہوگا۔ اسی کتاب میں مرقوم ہے کہ حضرتؐ نے ارشاد فرمایا عنقریب میری امت
میں زندیق پیدا ہوں گے جو بدترین قبائل عرب سے ہیں یعنی بنی امیہ و بنی حنیفہ و بنی ثقیف
اسی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرتؐ نے تین مرتبہ فرمایا ویل لبنی امیہ۔
صواعق محرقہ میں ابن حجر مکی نے لکھا ہے اخرج الحاکم و صححہ مرفوعا
ان اھل بیتی سیلقون بعدی من امتی قتلا و تشریدا و ان
اشد قوم لنا بغضا بنوامیہ و بنو المغیرۃ و بنو مخزوم
یعنی حاکم نے روایت کرکے اسکی تصحیح کی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا میرے بعد عنقریب میری اہل بیت میری امت کے ہاتھ سے قتل و غربت
میں واقع ہونگے اور تمام قبیلوں میں ہم سے زیادہ بغض رکھنے والے بنی امیہ اور
بنی مغیرہ اور بنی مخزوم ہیں ابن جوزی نے زاد المسیر میں اور نیشظم میں اور امام فخرالدین
رازی نے تفسیر کبیر میں اور نظام الدین نیشاپوری نے اپنی تفسیر میں ابن عباس سے
روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ الشجرۃ الملعونہ جو قرآن شریف میں وارد ہے
اس سے مراد بنی امیہ ہیں۔ اور مولوی حسین لکھنوی نے جو موثقین علمائے اہل سنت
سے ہیں کتاب وسیلۃ النجات میں لکھا ہے واخرج ابو یعلی و الحاکم عن ابی ہریرۃ
ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال رایت فی النوم بنی الحکم ینزون
علی منبری کما تنزو القردۃ فما رای النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ضاحکا مستجمعا حتی توفی
یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بنی حکم یعنی بنی مروان کو خواب میں
دیکھا کہ میرے منبر پر وہ بندروں کی طرح اچک رہے ہیں ابوہریرہ کہتے ہیں کہ اسوقت
سے تادم وفات کبھی کسی نے حضرت کو خنداں اور خاطر جمع نہیں دیکھا اس حدیث کو
ابویعلی اور حاکم نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے اور صحیح ترمذی میں انا اعطیناک الکوثر

کی تفسیر میں یوسف بن سعد سے مروی ہے قال قام رجل الی الحسن بن علی بعد ما بایع معاویه فقال سوّدت وجوه المومنین او یا مسوّد وجوه المومنین فقال لا توبّنّی رحمک الله فان النبی صلعم رائی بنی امیّه ای فی المنام علی منبره فساءه ذلک فنزلت انا اعطیناک الکوثر ونزلت انا انزلناه فی لیلة القدر وما ادراک ما لیلة القدر لیلة القدر خیرٌ من الف شهر یملکها بعدک بنو امیّه یا محمد قال القاسم فعددنا فاذا هی الف شهر لا تزید ولا تنقص

یعنی ایک مرتبہ امیر شام کی بیعت کے بعد ایک شخص نے امام حسنؑ سے کہا کہ آپ نے مومنین کو ذلیل کر دیا یا آپ کی طرف اس نے اسطرح خطاب کیا یا مسود وجوہ المومنین امام حسنؑ نے فرمایا خدا تجھپر رحمت نازل کرے مجھے سرزنش نہ کر کیونکہ میرے جد بزرگوار رسول مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ بنی امیہ آپ کے منبر پر ہیں اس سے آپکو بہت رنج ہوا اسوقت خدا تعالی نے سورہ انا اعطیناک الکوثر نازل فرمایا اور اسی وقت سورہ قدر بھی نازل ہوا جس میں خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ ہم نے قرآن شریف کو شب قدر میں نازل کیا۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے اے پیغمبر یہ ہزار مہینے وہ ہیں جو تمہارے بعد اس مدت میں بنی امیہ سلطنت کرینگے قاسم بن فضل کہتے ہیں کہ جب ہم نے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ بنی امیہ کی سلطنت برابر ایک ہزار مہینے رہی ایک روز بھی اس میں سے کم یا زیادہ نہ ہوا ۔ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفا میں اس حدیث کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ ایضاً اس حدیث کو حاکم نے مستدرک میں اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے ۔ صواعق محرقہ میں مرقوم ہے کہ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں سعد

بن جہمان سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے قلت لشعبۃ ان بنی امیّۃ یزعمون ان الخلافۃ فیھم قال کذب بنوا الزرقا بل ھم ملوک من اشر الملوک و اول الملوک معاویہ یعنی میں نے شعبہ سے کہا کہ بنی امیّہ کا یہ زعم ہے کہ ہم خلفا ہیں۔ شعبہ نے کہا یہ بنی زرقا جھوٹے ہیں بلکہ وہ بادشاہ ہیں جو تمام بادشاہوں سے بدتر ہیں اور ان میں سے پہلا بادشاہ فلاں شخص ہے تاریخ ابن خلدون میں مرقوم ہے کہ سنہ ۴۱ھ میں امیر شام کے ہاتھ پر بالاتفاق بیعت کی یہ وہ زمانہ تھا کہ لوگ شان نبوت اور خوارق کو بھلا کر قومی حمیت اور غلبہ پر آرہے تھے اور یہ بات کل عرب اور مصر پر بنوامیّہ کو حاصل تھی۔ تفسیر حسینی میں آیہ وما جعلنا الرّویا التی اریناک الّا فتنۃ للنّاس کی تفسیر میں لکھا ہے مفسرین کہتے ہیں جو خواب کہ سبب فتنہ مردم ہوا وہ یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے خواب میں دیکھا کہ بنی امیّہ کے چند لوگ آپ کے منبر پر کود رہے ہیں جیسے بندر کودتے ہیں اور فتنہ سے مراد وہ فتنے ہیں جو ان کی حکومت کے زمانہ میں واقع ہوئے ہیں۔ اس آیہ شریفہ کا ترجمہ یہ ہے خلاق عالم فرماتا ہے اے پیغمبر جو خواب کہ ہم نے تجھے دکھلایا اسے آدمیوں کے لئے فتنہ قرار دیا ہے۔ کذا فی الدر المنثور۔

ایضاً سیوطی نے تاریخ الخلفا میں اس حدیث کو بروایت ابن جریر اس طرح نقل کیا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے بنی حکم بن عاص کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے منبر پر بندروں کی طرح کودتے ہیں حضرت کو اس حالت سے بہت رنج ہوا اور انتقال تک کبھی نہ ہنسے۔ خدا تعالیٰ نے اس خواب کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی وما جعلنا الرّویا الآیہ سیوطی لکھتے ہیں کہ ہرچند اس حدیث کی سندیں ضعیف ہیں مگر عبداللہ بن عمر۔ اور یعلی بن مرہ اور حسین بن علی وغیرہم کی حدیثوں سے اس حدیث کی تائید ہوتی ہے۔ یہ سب حدیثیں مع اسناد تفسیر در منثور و مسند میں ہم نے نقل کی ہیں۔

ایضاً سیوطی نے درمنثور میں سورۂ انبیا کی تفسیر میں لکھا ہے ابن ابی خیثمہ اور ابن عساکر نے ربیع ابن انس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج ہوئی تو فلاں شخص کو جو بنی امیہ سے تھا ملاحظ فرمایا کہ (آپ کے) منبر پر خطبہ پڑھتا ہے حضرت پر یہ امر بہت ناگوار ہوا اسوقت یہ آیت نازل ہوئی وان ادری لعلہ فتنۃ لکم ومتاع الی حین اور نہیں جانتا میں شائد کہ وہ تمہارے لئے فتنہ ہے اور فائدہ ہے ایک مدت تک۔

ایضاً سیوطی نے درمنثور میں لکھا ہے کہ ابن سعد۔ ابن ابی شیبہ۔ طبرانی اور بیہقی نے دلائل میں شعبی سے روایت کی ہے کہ جب امام حسنؑ نے امر خلافت امیر شام کو چھوڑ دیا تو انہوں نے کہا آپ منبر پر جاکر اس بارے میں کچھ تکلم فرمائے امام حسنؑ منبر پر تشریف لیگئے اور حمد خدا ونعت رسول بجالائے پھر فرمایا کہ میں نے مسلمانوں کی اصلاح اور ان کے خون کی حفاظت کے لئے یہ امر امیر شام کو چھوڑ دیا ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وان ادری لعلہ فتنۃ لکم ومتاع الی حین پھر استغفار کرکے منبر سے اتر آئے انتہیٰ۔

نسب یزید

بحارالانوار میں مرقوم ہے کہ مؤلف کتاب الزام النواصب وغیرہ نے کہا ہے کہ میسون بنت بجدل کلبیہ نے اپنے باپ کے غلام سے زنا کیا اور یزید سے حاملہ ہوئی چنانچہ نسابہ کلبی بکری نے اپنے ان اشعار میں اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

فان یکن الزمان اتی علینا ۔۔۔ بقتل الترک والموت الوحی

فقد قتل الدعی وعبد کلب ۔۔۔ بارض الطف اولاد النبی

یعنی اگر بسبب اسکے کہ ترک نے ہمیں قتل کیا اور مرگ ناگہانی ہمیں پہنچی زمانے نے ہم پر تعدی کی تو کیا ہوا دنیا میں اس سے بڑھکر سانحہ ہوا ہے کہ فرزند زنا اور غلام کلبی نے زمین کربلا پر اولاد نبی کو قتل کیا اور ناسخ التواریخ میں کتاب زبدۃ الفکر مؤلفہ عبوس منصوری سے منقول ہے کہ یزید ۲۶ھ ہجری میں پیدا ہوا اسکی کنیت ابو خالد ہے اسکی ماں کا نام میسون ہے بجدل کلابی

کی بیٹی تھی میسون کو بعض لوگ جنگل سے امیر شام کے پاس لائے وہ یزید سے حاملہ ہوئی
دمشق میں یزید پیدا ہوا چند سال میسون امیر شام کے پاس رہی مگر اپنے اقربا کے فراق میں
سخت نالاں اور سکونت دمشق سے کارہ تھی آخر اقربا اور دوستوں کی مفارقت سے مضطر
ہو کر چند اشعار کہے جب امیر شام نے یہ اشعار سنے غصے ہو کر میسون کو طلاق دی اور اسے
اسکے وطن کو پہنچایا۔

ایضاً ناسخ التواریخ میں کتاب تجارب السلف ہندوشاہ سے نقل کیا ہے کہ میسون
کے باپ یعنی بجدل کا ایک غلام تھا جس کا نام سفاح تھا میسون کو اس سے محبت تھی تا آنکہ
سفاح سے میسون حاملہ ہو گئی اس کے بعد ابتدائے حمل میں امیر شام کے گھر آئی چونکہ حمل ظاہر
نہ تھا اس لئے یہ بات پوشیدہ رہی تا آنکہ لڑکا پیدا ہوا امیر شام نے بچہ کا نام یزید رکھا پھر میسون
نے امیر شام سے ملول ہو کر طلاق لی اور اپنے اہل سے ملحق ہو کر حوارین میں رہنا اختیار کیا
یزید اکثر شکار کے لئے حوارین جاتا تھا اور اپنی ماں کے دیدار سے مسرور ہوتا تھا چنانچہ
بوقت انتقال امیر شام یزید حوارین ہی کو شکار کے لئے گیا تھا وہیں اسے ان کی موت کی خبر پہنچی۔

مولف کہتا ہے کہ اس روایت کی موید وہ حدیثیں ہیں جو کتب امامیہ میں بسند ہائے کثیرہ
معتبرہ مرقوم ہیں جن کا مضمون یہ ہے کہ پیغمبر یا امام کا قاتل ولد الزنا یا ولد الحیض ہوتا ہے۔ مثل
اس کے کتب اہل سنت میں بھی مرقوم ہے۔

بعض خصائل یزید

جذب القلوب الی دیار المحبوب میں شیخ عبد الحق دہلوی نے ابن جوزی سے نقل کیا ہے کہ
سنہ ۶۲ ہجری میں یزید پلید نے عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو جو اس کا چچازاد بھائی تھا مدینہ بھیجا
تا اہل مدینہ سے (دوبارہ) بیعت لے عثمان نے اہل مدینہ کی ایک جماعت کو یزید کے پاس
روانہ کیا جب یہ لوگ دمشق پہنچکر یزید کی حالت سے واقف ہوئے مدینہ کو مراجعت کی
اور یزید پر سب و شتم کرنا شروع کیا اور کہا کہ وہ بے دین ہے شراب پیتا ہے محرمات

ولاہی کا مرتکب ہوتا ہے کتوں کیساتھ کھیلتا ہے اور دوسری مذمتیں بیان کیں۔ اسکی بیعت سے خلع وتبرّا کیا۔ باقی اہل مدینہ بھی اس جماعت کے کہنے سے یزید کی اطاعت اور بیعت سے متنفر ہو گئے منذر نے کہا واللہ ہر چند یزید نے مجھے ایک لاکھ درہم دے مجھ پر احسان کیا لیکن میں راستی اور حق گوئی سے ہاتھ نہ اٹھاؤنگا یزید شارب خمر اور تارک صلوٰۃ ہے بہرحال یزید کو بیعت سے خلع کرنیکے بعد تمام مدینہ والوں نے عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ سے بیعت کی اور عثمان کو جو نائب یزید تھا مدینہ سے نکال دیا۔ عبداللہ بن حنظلہ کہتے ہیں واللہ ہم یزید کی بیعت سے خارج نہیں ہوئے اس پر خروج نہیں کیا جب تک کہ ہم کو خوف نہ ہوا کہ آسمان سے اب ہم پر پتھر برسیں گے انتہی محصلاً۔

صواعق محرقہ میں ابن حجر نے لکھا ہے واقدی نے کئی طریقوں سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن حنظلۃ الغسیل نے کہا واللہ ما خرجنا علی یزید حتی خفنا ان نرمی بالحجارۃ من السماء انہ رجل ینکح امہات الاولاد والبنات والاخوات ویشرب الخمر ویدع الصلوٰۃ یعنی خدا کی قسم ہم نے اسوقت یزید پر خروج کیا کہ ہم کو خوف ہوا ایسا نہ ہو آسمان سے ہم پر پتھر برسیں کیونکہ یزید اپنے باپ کی موطوءہ کنیزوں اور اپنی بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرتا ہے شارب الخمر۔ تارک الصلوٰۃ ہے۔

ایضاً صواعق محرقہ میں مرقوم ہے نوفل بن فرات کہتا ہے کہ میں ایک روز عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر تھا ایک شخص نے یزید کا ذکر کیا اور کہا امیر المومنین یزید۔ یہ سنکر عمر بن عبدالعزیز نے کہا تو یزید کو امیر المومنین کہتا ہے۔ پھر اس شخص کو بیس کوڑے مارنے کا حکم دیا۔

یزید کی تکفیر میں اہل سنت کا اختلاف

صواعق محرقہ میں ابن حجر مکی نے لکھا ہے اعلم اہل السنۃ اختلفوا فی تکفیر یزید بن معاویہ فقالت طائفۃ انہ کافر لقول سبط ابن الجوزی وغیرہ المشہور انہ لما جاء

راس الحسین جمع اهل الشام وجعل ینکت بالخیزران

وینشد ابیات ابن الزبعری۔

لیت اشیاخی ببدر شهدوا

الابیات المعروفة وزاد فیها بیتین مشتملین

علی صریح الکفر۔ یعنی اہل سنت نے یزید کی تکفیر میں اختلاف کیا ہے ان میں

سے ایک جماعت کہتی ہے کہ وہ کافر ہے۔ اسکے کفر کی وجہ سبط ابن الجوزی وغیرہ کا قول ہے

جو مشہور ہے کہ جب امام حسینؑ کا سر مبارک یزید کے سامنے آیا تو اس نے اہل شام کو

جمع کیا۔ پھر آپ کے سر اقدس کو بید کی چھڑی سے مارنے لگا اور ابن الزبعری کے یہ اشعار

پڑھنے لگا۔ لیت اشیاخی ببدر شهدوا۔ یہ ابیات مشہور

ہیں ان اشعار میں اور دو بیتیں زیادہ کیں جو اسکے کفر پر بصراحت دلالت کرتی ہیں۔

ایضاً صواعق محرقہ میں مرقوم ہے قال ابن الجوزی فیما حکاہ سبطہ عنہ

لیس العجب من قتال ابن زیاد للحسین و انما العجب من خذلان

یزید وضربہ بالقضیب ثنایا الحسین وحملہ آل رسول اللہ

سبایا علی اقتاب الجمال وذکر اشیاء من قبیح ما اشتہر عنہ الخ

یعنی ابن جوزی کا قول ان کے پوتے نے اسطرح نقل کیا ہے کہ ابن زیاد کا امام حسینؑ سے

لڑنا اور آپکو قتل کرنا، چنداں تعجب کی بات نہیں۔ تعجب تو یہ ہے کہ یزید نے امام حسین

کے دندان مبارک پر چھڑی سے مارا۔ آل رسول اللہ صلعم کو اسیر کرا کے شتران بے عماری

پر دیار بدیار پھرایا۔ مثل اسکے اور افعال شنیعہ یزید کے نقل کرکے کہا ہے کہ اگر یزید کے

دل میں زمانہ کفر کی عداوت اور کینہ بدر نہ ہوتا البتہ حسین بن علی کے سر مبارک کا

احترام اور اہل بیت رسول اللہ پر احسان کرتا۔

مولف کہتا ہے اکثر کتب تواریخ وسیر میں یزید کا امام حسین کے سر مبارک کے روبرو وہ

اشعار پڑھا جن کا ذکر سبط ابن جوزی نے کیا ہے اور جن سے اس کا کفر صاف ظاہر ہوتا ہے باتفاق مرقوم ہے۔ مگر فرق اتنا ہے کہ کسی کتاب میں زیادہ اشعار لکھے ہیں کسی میں کم۔ احقر یہاں وہ چند اشعار جو باتفاق محدثین و مورخین یزید کی زبانی منقول ہیں نقل کرتا ہے ۵۱

لیت اشیاخی ببدر شھدوا   جزع الخزرج من وقع الاسل

یہ شعر ابن الزبعری کا ہے جو اس نے جنگ احد میں بہت سے مسلمان شہید ہونے کے بعد کہا تھا اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ میرے وہ بزرگ جو بدر میں قتل کئے گئے کاش اس وقت موجود ہوتے اور دیکھتے کہ ہم نے ان کا بدلہ کسطرح لیا ہے اور خزرج جو محمدؐ کے انصار ہیں اس مصیبت میں کسطرح جزع و فزع کر رہے ہیں۔ یزید نے جو یہ شعر پڑھا اسکا مطلب یہ تھا کہ میرے بزرگ جو بدر میں اصحاب محمدؐ کے ہاتھ سے قتل ہوئے کاش وہ اس وقت حاضر ہوتے اور معائنہ کرتے کہ انکا عوض میں نے آل محمدؐ سے کسطرح لیا ہے ۵۲

لاھلّوا و استھلّوا فرحا   ثم قالوا یا یزید لا تشل

یعنی اگر میرے بزرگوار جو بدر میں قتل کئے گئے اس وقت حاضر ہوتے تو بہت مسرور ہوتے۔ خوشی سے نعرے مارتے اور کہتے کہ اے یزید کبھی تیرے ہاتھ شل نہوں تو نے خوب ہمارا عوض لیا ۵۳

لست من خندف ان لم انتقم   من بنی احمد ما کان فعل

اگر میں محمدؐ کی اولاد سے محمدؐ کے فعل کا بدلہ نلوں تو خندف کی اولاد سے نہیں (خندف ایک مشہور عورت ہے جو یزید کی دادی تھی) ۵۴

لعبت ھاشم بالملک فلا   خبر جاء و لا وحی نزل

بنی ہاشم نے سلطنت سے بازی کی اور چاہا کہ بادشاہ ہوجائیں اس لئے یہ بنیاد بنا

قائم کیں۔ حقیقت میں نہ کوئی دین ہے نہ وحی ہے نہ قرآن۔

ابن جوزی نے منتظم میں اپنے اسناد متصلہ سے مجاہد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت امام حسین کا سر مبارک یزید کے پاس لائے تو اس نے یہ دو شعر پڑھے ؎

لیت اشیاخی ببدر شهدوا　　جزع الخزرج من وقع الاسل

لاهلوا و استهلوا فرحا　　ثم قالوا یا یزید لا تشل

صواعق محرقہ میں بعد نقل قول ابن جوزی در باب کفر یزید جو ایک جماعت اہل سنت اسکی قائل ہے۔ لکھا ہے کہ دوسرے اور اہل سنت کہتے ہیں کہ یزید کافر نہیں بلکہ مسلمان اور مومن ہے۔

مؤلف کہتا ہے کہ احادیث کثیرہ سے جو کتب اہل سنت میں باسناد صحیحہ مشہورہ مرقوم ہیں اور جو سابق میں نقل کی گئیں ثابت ہے کہ علی و فاطمہ حسن و حسین کا دشمن اور ان سے لڑنے والا جناب رسول خدا کا دشمن اور آپ سے لڑنے والا ہے من ابغضهما فقد ابغضنی و انا حرب لمن حاربهم وغیرہ احادیث اس پر نص ہیں۔ پھر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن اور آپ سے لڑنے والا کیونکر مسلمان ہو سکتا ہے۔ صحیح بخاری میں مرقوم ہے کہ حضرت نے فرمایا سباب المومن فسق وقتاله کفر یعنی مومن کو برا کہنا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر۔ ایک مومن سے لڑنے کا یہ حال ہو تو جناب رسول خدا کے نواسے کے قاتل کا کیا حال ہوگا۔ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

کفرت ثمود بعقر ناقة صالح　　و ایمان من قتل الحسین اعجب

یعنی قوم ثمود حضرت صالح پیغمبر علیہ السلام کی اونٹنی کو پے کرنے سے کافر ہو گئی۔ اور حسین جو پیغمبر آخر الزماں کے نواسے ہیں ان کے قاتل کا ایمان باقی رہا۔ یہ نہایت عجیب امر ہے۔

صواعق محرقہ میں یزید کی تکفیر کے اختلاف کے بعد لکھا ہے کہ ہر چند اہل سنت نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ یزید فاسق تھا۔ مگر پھر اس میں اختلاف ہے کہ آیا اس پر لعنت کر سکتے ہیں یا نہیں۔ پس اہل سنت سے ایک گروہ نے اس پر لعنت کرنے کی اجازت دی ہے۔ ان میں سے ایک ابن جوزی ہیں - امام احمد حنبل وغیرہ کا بھی یزید پر لعنت کرنا ابن جوزی نے نقل کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب الرد علی المتعصب العنید المانع من ذم یزید میں لکھا ہے کہ مجھسے ایک شخص نے یزید کا حال دریافت کیا۔ میں نے کہا اس کے افعال اُس کا حال ظاہر کرنے کے لئے کافی ہیں۔ سائل نے کہا کیا اس پر لعنت کرنا جائز ہے میں نے کہا ہاں کئی علمائے صاحب ورع نے اس پر لعنت کرنے کی اجازت دی ہے جن میں سے ایک احمد بن حنبل ہیں کہ انہوں نے یزید کے حق میں لعنت سے بھی زیادہ مضمون کا ذکر کیا ہے۔ پھر ابن جوزی کہتے ہیں کہ قاضی ابو یعلی نے کتاب معتمد میں بسند خود صالح بن احمد بن حنبل سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا۔ بعض لوگ ہمکو یزید کی محبت سے منسوب کرتے ہیں۔ والد نے فرمایا اے فرزند جو شخص خدائے تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے وہ کیونکر یزید سے محبت رکھیگا۔ اور جس پر خدا نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے اُس پر لعنت کرنے میں کیا ہرج ہے۔ میں نے کہا خدا نے اپنی کتاب میں کس مقام پر یزید پر لعنت کی ہے۔ والد نے کہا جہاں اُس نے فرمایا ہے۔ فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنهم الله فاصمهم و اعمی ابصارهم یعنی کیا تم اس امر کے نزدیک ہو کہ والی اور حاکم بنکر زمین پر فساد کرو اور اپنے اقربا کو قتل کرو جو لوگ ایسا کرتے ہیں خدا نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور انکو بہرا اور اندھا کر دیا ہے (الجزء ۲۶ سورہ محمد) پس کیا کوئی فساد اس قتل سے (یعنی حسین بن علی کے قتل

سے) بھی زیادہ ہے۔

ایضاً صواعق محرقہ میں مرقوم ہے ابن جوزی کہتے ہیں کہ قاضی ابو یعلی نے ایک کتاب لکھی ہے اس میں مستحقین لعن کا ذکر کیا ہے جس میں یزید کا نام بھی درج ہے

معاویہ بن یزید کا اپنے باپ کی مذمت کرنا

صواعق محرقہ میں ابن حجر مکی نے معاویہ بن یزید کے حال میں لکھا ہے ومن صلاحہ الظاہر انّہ لمّا ولی صعد المنبر فقال ان ہذہ الخلافۃ حبل اللہ وانّ جدّی معاویۃ نازع الامر اہلہ ومن ہو احق بہ علی بن ابی طالب ورکب بکم ما تعلمون حتّی اتتہ منیّتہ فصار فی قبرہ رہینا بذنوبہ ثم قلد ابی الامر وکان غیر اہلہ لہ ونازع ابن بنت رسول اللہ ص فقصف عمرہ وانبتر عقبہ وصار فی قبرہ رہینا بذنوبہ ثم بکے وقال انّ من اعظم الامور علینا علمنا بسوء مصرعہ وبئس منقلبہ وقد قتل عترۃ رسول اللہ ص واباح الخمر وخرب الکعبہ۔ ولم اذق حلاوۃ الخلافۃ فلا اتقلد مرارتہا فشانکم وامرکم (الی ان قال) ثم تغیّب فی منزلہ حتی مات بعد اربعین یوما علی ما مرّ فرحمہ اللہ یعنی معاویہ بن یزید کی وہ نیکی جو سب پر ظاہر ہے یہ ہے کہ جب اپنے باپ یزید کے انتقال کے بعد خلیفہ ہوا تو منبر پر جاکر کہا ایہا النّاس امر خلافت خدائے تعالیٰ کی ایک رسی ہے میرے دادا نے اس خلافت کے بارے میں اس کے اہل اور حق دار یعنی علی بن ابی طالب سے منازعت کی اور وہ تم پر سوار ہو گئے جس طرح سے کہ تم خود جانتے ہو۔ تا آنکہ ان کو موت آئی۔ پس وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کے قیدی ہو گئے۔ ان کے بعد میرے باپ یزید نے خلافت کے بار کو اپنی گردن پر لیا۔ حالانکہ وہ بھی اس کا اہل اور حق دار نہ تھا اور اس نے رسول خدا

علیہ التحیۃ والثنا کے نواسے سے منازعت کی پس اس کی عمر مقطوع اسکا عقب ابتر یعنی اس کی نسل منقطع ہوگئی اور وہ بھی اپنی قبر میں اپنے گناہونکا رہین و اسیر ہوگیا۔ یہ کہکر معاویہ بن یزید بہت رویا پھر کہا ہم پر نہایت دشوار یہ امر ہے کہ ہم یزید کی سوء عاقبت اور جائے بازگشت کی بدی سے واقف ہیں۔ افسوس اُس نے پیغمبر خدا کی عترت کو قتل کیا شراب مباح کی اور خانۂ خدا کو خراب کیا۔ میں نے تو خلافت کی حلاوت نہیں چکھی ہے پھر اسکی تلخی بھی نہیں اٹھاتا اب تم جانو اور تمہارا کام۔ یہ کہکر اپنے گھر چلاگیا اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ یہاں تک کہ چالیس دن کے بعد انتقال کیا۔ خدا تعالیٰ اسپر اپنی رحمت نازل فرمائے انتہیٰ۔

سعدالدین تفتازانی شرح عقائد میں لکھتے ہیں والحق ان رضا یزید بقتل الحسین واستبشارہ بذلک واہانتہ اہل بیت النبیؐ مما تواتر معناہ وان کان تفاصیلھا احاد فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنت اللہ علیہ وعلی انصارہ واعوانہ یعنی حق یہ ہے کہ حسینؑ بن علیؑ کے قتل پر یزید کا راضی ہونا اور اس امر سے اسکا مسرت کرنا اور جناب رسول خداؐ کے اہل بیت کو ذلت دینا اور ان کی اہانت کرنا متواتر بالمعنی ہے۔ اگرچہ تفصیلیں اسکی احاد سے ہوں۔ پس ہم اس کی شان میں بلکہ اس کے ایمان میں توقف نہیں کرتے (یعنی اسے کافر جانتے ہیں) پس اس پر اور اس کے انصار پر اور اعوان پر خدا کی لعنت ہے۔

ذکر خلافت یزید

روضۃ الصفا اور تاریخ اعثم کوفی میں بتفاوت یسیر مرقوم ہے جسکا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔ کہ جب امیر شام کا انتقال ہوا اس وقت یزید حوارین میں تھا ضحاک بن قیس امیر شام کے مکان سے باہر نکلا۔ اس وقت امیر شام کے جوتے اس کے ہاتھ میں

تھے۔ روضۃ الصفا میں جوتوں کے مقام پر کفن لکھا ہے۔ بہر حال ضحاک بن قیس سیدھا
مسجد جامع میں آیا اور اکثر اہل شام کو جمع کر کے بعد حمد و نعت کہا ایہا الناس امیر شام
نے اس وقت انتقال کیا ہے یہ میرے ہاتھ میں انکا جوتا (یا کفن) ہے میں اسی وقت
ان کی تجہیز و تکفین کرونگا۔ تم سب لوگ ظہر کے وقت جمع ہو جاؤ۔ یہ کہکر منبر سے اترا
یزید کو خط لکھکر اُسکے باپ کے مرنے سے اطلاع دی۔ جب یزید کو ضحاک کا نامہ پہنچا
بہت رویا اور اُسی وقت وہاں سے روانہ ہو کر باپ کے انتقال کے تین روز بعد دمشق
میں پہنچا۔ تمام اہل شہر نے اسکا استقبال کیا۔ یزید نے پہلے اپنے باپ کی قبر پر جا کر زاری
کی۔ پھر وہاں سے قبہ خضرا میں آیا جس کی تعمیر امیر شام نے کی تھی۔ اسوقت یزید کے
سر پر سبز سیاہ کا عامہ تھا۔ باپ کی تلوار حمائل تھی۔ جب قبہ خضرا میں مسند پر بیٹھا۔ لوگ
ہر طرف سے آکر مرگ امیر شام کی تعزیت اور خلافت کی تہنیت ادا کرنے لگے۔ یزید نے
کہا اے اہل شام ہم حق پر ہیں اور تم دین کے انصار ہو جو ہماری مدد کرتے ہو۔ ہم نے
ہمیشہ نیکی و سعادت تم لوگوں میں پائی ہے۔ یہ جان رکھو کہ عنقریب مجھ میں اور اہل عراق
میں جنگ ہوگی۔ کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے اور اہل عراق کے بیچ میں
ایک تازہ لہو کی ندی ہے میں نے چاہا کہ اس ندی سے عبور کروں نہو سکا آخر عبداللہ
بن زیاد نے اس سے عبور کیا اور میں اسے دیکھ رہا تھا۔ امرائے شام نے کہا اے
امیر ہم سب تیرے فرماں بردار ہیں اور تیری خدمت میں کمر باندھی ہے یزید نے کہا ہاں
ایسا ہی ہے۔ اور میں نے اپنے تمام امور کا انتظام تمہاری رائے اور موافقت پر
منحصر رکھا ہے۔ میرا باپ تمہارے لئے مثل پدر مہربان تھا۔ اور تمام ملک عرب میں
سخاوت و جوانمردی اور فصاحت میں اپنا مثل نہیں رکھتا تھا۔ جب یزید نے یہ کلمات
کہے ایک شخص نے سب سے زیادہ دور کی صف سے پکار کر کہا۔ اے دشمن خدا تو نے
جھوٹ کہا۔ ہرگز امیر شام ان محاسن و اوصاف سے متصف نہ تھا۔ یہ جو اوصاف تو نے

بیان کئے وہ سب صفتیں رسول اللہ کی تھیں۔ تو اور تیرے قرابتدار ان صفتوں سے عاری
ہیں۔ اہل مجلس اس شخص کی دلیری اور ان باتوں سے سخت متعجب اور غضبناک ہوئے
ہر چند اس کی بہت تلاش کی مگر کہیں پتا نہ پایا۔ اس کے بعد ایک شخص نے یزید کے دوستوں
میں سے جس کا نام عطا بن ابی صفیین (یا ابی ثقفی) تھا کھڑا ہو کر کہا اے امیر دشمن کی
بات کا کوئی خیال نہ کر اور خوش ہو کہ خدا نے تجھے خلافت عطا کی آج تو ہمارا خلیفہ ہے
تیرے بعد تیرا بیٹا معاویہ ہمارا خلیفہ ہوگا۔ یزید ان کلمات سے خوش ہوا۔ اور اس شخص کو
بہت سا انعام عطا کیا۔ پھر خود کھڑا ہو کر خطبہ پڑھا اور اپنے باپ کی تعریف کی۔ اس کے
بعد کہا اب امر خلافت مجھ سے متعلق ہوا ہے۔ میں طلب حق میں تقصیر نکروں گا اور
حتی الامکان ریاست کے انتظام میں سعی کی جائے گی۔ یہ سنکر ہر طرف سے سمعنا واطعنا
کی آوازیں بلند ہوئیں۔ پھر یزید نے خزانہ کھولکر امرا و اعیان اور وضیع و شریف کو اموال
کثیرہ عطا کئے۔ انہیں ایام میں تمام ممالک محروسہ میں احکام کو جاری کیا اور تمام صوبہ دارونکو
اور نائبوں کو لکھا کہ تمام خلائق سے از سر نو بیعت لی جائے۔

مؤلف کہتا ہے کہ جس طرح سابق میں بیان ہوا یزید سنہ ۲۶ ہجری میں پیدا ہوا۔ بوقت
انتقال امیر شام اس کی عمر ۳۵ پینتیس برس کی تھی۔ پس اس عمر میں ماہ رجب سنہ ۶۰ ہجری میں
یہ خلیفہ ہوا۔ خلیفہ ہوتے ہی ظلم و ستم شروع کر دئے۔ اسی سال جناب سید الشہدا
علیہ السلام کی شہادت سے پہلے رشید ہجری اور میثم تمار کو، جو امیر المومنین علیہ السلام
کے خاص دوستوں اور اولیاء اللہ سے تھے۔ یزید کے حکم سے ابن زیاد نے قتل کیا۔
پھر اس نے اور اس کے تابعین نے جو جو سلوک فرزند رسول اور آپ کے اہل بیت
کے ساتھ کئے وہ تمام عالم پر ظاہر ہیں۔ یہ واقعہ سنہ ۶۱ ہجری کی ابتدا میں ہوا۔ پھر سنہ ۶۲ ہجری
میں تمام اہل مدینہ کے قلع و قمع قتل و غارت توہین و تذلیل۔ اور مسجد نبی و روضہ رسول
کی ہتک حرمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اس سانحہ کے بعد خانہ کعبہ پر فوج کشی کی

اسے خراب کرنے میں ساعی ہوا۔ اور اسی زمانے میں سنہ ۶۳ یا ۶۴ ہجری میں ماہ ربیع الاول کی چودھویں تاریخ فی الدرک الاسفل من النار ہوا۔ کل اُس نے دو برس آٹھ مہینے یا تین برس آٹھ مہینے حکومت کی اور ۳۹ برس کی عمر میں واصل جہنم ہو کر سواد الوجہ فی الدارین ہو گیا۔ فلعنۃ اللہ علیہ وعلی اعوانہ وانصارہ۔

رشید ہجری کی شہادت سنہ ۶۰ ہجری میں

شیخ بزرگوار کشیؒ کتاب معرفۃ الرجال میں بسند معتبر روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میثم تمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے دوست خاص اور صاحب اسرار تھے۔ ایک روز گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے۔ مجلس بنی اسد پر سے ان کا گذر ہوا۔ حبیب ابن مظاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ وہ بھی حضرت امیر علیہ السلام کے دوستان خاص اور شہدائے کربلا سے ہیں۔ میثم کا استقبال کیا وہ بھی گھوڑے پر سوار تھے دونوں بزرگوار آپس میں باتیں کرنے لگے اور اس قدر قریب تھے کہ دونوں گھوڑوں کی گردنیں مل گئی تھیں۔ حبیب نے کہا گویا میں دیکھ رہا ہوں ایک مرد پیر کو جس کے پیش سر کے بال نہیں شکم فربہ رکھتا ہے اور خربزہ فروش ہے (یہ اشارہ میثم تمار کی طرف تھا) لوگوں نے گرفتار کیا ہے۔ اہل بیت رسالت کی محبت میں دار پر کھینچ رہے ہیں اور اسکے شکم کو چاک کر رہے ہیں۔ میثم نے کہا میں بھی ایک ایسے شخص کو پہچانتا ہوں جس کا رنگ سرخ ہے سر میں دو گیسو ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کی نصرت میں نکلیگا۔ دشمن اسے قتل کرینگے اور اس کے سر کو کوفے کے اطراف پھرائیں گے (یہ اشارہ حبیب کی طرف تھا) دونوں بزرگوار یہ کلمات کہکر آپس سے جدا ہوئے۔ قبیلہ بنی اسد کے بعض لوگوں نے جو وہاں موجود تھے یہ باتیں سنیں۔ کہا کہ ہم نے ان دونوں سے زیادہ جھوٹ بولنے والے کو کبھی نہیں دیکھا۔ ابھی یہ لوگ اپنے مقام سے متفرق نہیں ہوئے تھے کہ رشید ہجری جو امیر المومنین علیہ السلام کے محرمان اسرار سے تھے میثم وحبیب کی تلاش میں

وہاں پہنچے ان لوگوں سے اُن کا حال دریافت کیا۔ انھوں نے کہا ایک ساعت تک
دونوں نے یہاں توقف کیا تھا۔ ایسی ایسی باتیں آپس میں کہیں پھر چلے گئے۔ رشید نے
کہا خدائے تعالیٰ میثم پر اپنی رحمت نازل کرے انہوں نے ایک بات کہنی فراموش کی
وہ یہ کہ جو شخص کوفے میں اس مرد سرخ رنگ کا سر لائیگا اسکو سب سے زیادہ سو درہم انعام
میں ملیں گے۔ جب رشید ہجری بھی وہاں سے روانہ ہوے تو ان لوگوں نے کہا یہ شخص
ان دونوں سے بھی زیادہ جھوٹا ہے۔ پھر وہی اہل مجلس یعنی قبیلہ بنی اسد کے لوگ بیان
کرتے ہیں کہ تھوڑاہی زمانہ گزرا تھا کہ واللہ ہم نے دیکھا میثم تمار کو عمرو بن الحریث کے دروازے
کے سامنے دار پر کھینچا ہے اور حبیب ابن مظاہر حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید
ہوے۔ ان کے سر کو کوفے کے اطراف پھرایا اور سر لانے والے کو سو درہم زیادہ عطا کئے گئے۔
ایضاً شیخ کشیؒ نے کتاب رجال میں بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت
امیر المومنین علیہ السلام اپنے اصحاب کو ساتھ لئے ایک باغ میں تشریف لائے اور ایک
درخت خرما کے نیچے بیٹھکر اسکی کھجوریں توڑنے کا حکم دیا جب تھوڑے سے رطب جمع
ہوے اصحاب نے انہیں تناول کیا۔ رشید ہجری نے عرض کی یا امیر المومنین اس درخت
کے رطب کس قدر عمدہ ہیں۔ حضرت نے فرمایا اسی درخت کی لکڑی پر ایک حاکم ظالم تمہیں
سولی دیگا اس کے بعد رشید ہجری اکثر اس درخت کے پاس آتے اور اسے پانی دیتے
یہاں تک کہ امیر المومنین نے شہادت پائی اور ایک زمانہ گذرا۔ ایک روز رشید
اس درخت کے پاس آئے۔ دیکھا کہ اُسے لوگوں نے قطع کیا ہے۔ رشید نے کہا اب
میری اجل قریب پہنچی ہے۔ چند روز کے بعد امیر کوفہ (یعنی ابن زیاد) نے ایک آدمی بھیجکر
رشید کو طلب کیا۔ رشید روانہ ہوے۔ جب قصر امارت میں پہنچے دیکھا کہ اُس درخت کی
دو ٹکڑے کئے گئے ہیں۔ رشید نے کہا یہ میرے ہی واسطے ہے۔ پھر دوبارہ ابن زیاد
نے رشید کو طلب کیا جب وہ اس کے روبرو آئے ابن زیاد نے کہا ہاں اے رشید آپ نے

امام کی دروغ بیانیوں سے کچھ بیان کرو۔ رشید نے کہا خدا کی قسم میں جھوٹا ہوں نہ میرے امام جھوٹے تھے۔ میرے امام نے مجھے خبر دی ہے کہ تو میرے ہاتھ پاؤں اور زبان قطع کریگا۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ رشید کے ہاتھ پاؤں قطع کرکے اسکو باہر کردو اور زبان کو چھوڑ دو تاکہ اسکے امام کی معاذ اللہ دروغ بیانی ظاہر ہو۔ جب رشید کے دست و پا قطع کئے گئے تو بعض لوگ انہیں اٹھا کر ان کے گھر میں لائے۔ رشید نے حاضرین کے روبرو امور غریبہ بیان کرنا شروع کئے اور کہا جو حدیث چاہو مجھ سے پوچھو۔ یہ خبر ابن زیاد کو پہنچی حکم دیا کہ اسکی زبان قطع کرکے اسکو دار پر کھینچدو۔ چنانچہ رشید کی زبان قطع کی گئی (اور اسی درخت کی لکڑی پر ان کو سولی دی گئی)۔

ایضاً جلاء العیون میں بروایت شیخ طوسی بسند معتبر اور شیخ کشی نے کتاب رجال میں ابو حیان البجلی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک روز رشید ہجری کی بیٹی امۃ اللہ سے ملاقات کی اور کہا کوئی خبر جو تم نے اپنے باپ سے سنی ہے بیان کرو بنت رشید نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ ایک روز امیر المومنینؑ نے مجھ سے فرمایا اے رشید تم کسطرح صبر کروگے اور تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب ولد الزنائے بنی امیہ تمہیں طلب کرکے تمہارے ہاتھ پاؤں اور زبان قطع کرے۔ میں نے کہا یا امیر المومنینؑ کیا میرا انجام بخیر ہوگا اور میں بہشت میں جاؤنگا۔ حضرت نے فرمایا ہاں اے رشید تم دنیا و آخرت میں میرے ساتھ ہو۔ دختر رشید کہتی ہیں کہ واللہ میں نے دیکھا کہ عبید اللہ بن زیاد نے میرے والد کو طلب کیا اور کہا کہ علی سے برائت اختیار کرو میرے والد نے انکار کیا۔ ابن زیاد نے کہا تمہارے امام نے تمہارے کس طرح قتل ہونے کی خبر دی ہے میرے والد نے کہا میرے خلیل و حبیب نے مجھ سے فرمایا ہے کہ تو پہلے مجھ سے کہیگا کہ اپنے امام سے برائت اختیار کروں پھر میرے ہاتھ پاؤں قطع کریگا اس کے بعد زبان قطع کریگا۔ ابن زیاد نے کہا خدا کی قسم میں تمہارے امام کو دروغ گو ثابت کردیتا ہوں۔

یہ کہکر حکم دیا کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالیں اور زبان ترک کریں۔ جلادوں نے میرے والد کے دست و پا قطع کئے میں وہاں موجود تھی میں نے کہا بابا جان ان زخموں سے آپ پر کس قدر ایذا گذر رہی ہے والد نے جواب دیا بیٹی مجھ پر کوئی تکلیف اور ایذا نہیں مگر اس قدر جیسے کوئی آدمی آدمیوں کے اژدحام میں ہو اور اسے کسی قدر فشار پہنچے۔ پھر ہم انہیں اٹھا کر اپنے گھر لائے جب یہ خبر مشہور ہوی بہت سے اہل کوفہ ہمارے مکان میں جمع ہوے اور میرے والد کے حال پر گریہ وزاری کرنے لگے۔ والد نے کہا اب صبر کرو اور کاغذ و دوات لاؤ تا میں وہ خبریں لکھوادوں جو آئندہ ہونے والی ہیں اور امیر المومنین نے مجھ سے بیان فرمائی ہیں۔ پس والد نے آئندہ کی خبریں بیان کرنی شروع کیں۔ لوگ لکھنے لگے۔ ابن زیاد کے پاس یہ خبر پہنچی کہ رشید خبرہائے آئندہ بیان کر رہے ہیں۔ قریب ہے کہ فتنہ برپا ہو۔ ابن زیاد نے کہا رشید ہجری کے امام نے جھوٹ نہیں کہا جا ؤ رشید کی زبان قطع کرو اسیوقت جلاد آئے اور والد کی زبان قطع کی۔ اس صدمے سے اسی رات کو والد نے انتقال فرمایا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے ان کا نام رشید البلایا رکھا تھا اور ان کو علم میں منایا و بلایا تعلیم فرمایا تھا۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ رشید آدمیوں کو اُن کے انجام کار سے خبر دیتے اور ویسا ہی واقع ہوتا۔ فرحمۃ اللہ وبرکاتہ علیہ۔

میثم تمار کا حال اور ان کی شہادت

علامہ مجلسی نے جلاء العیون میں لکھا ہے کہ شیخ کشی اور شیخ مفید اور دیگر محدثین رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہے کہ میثم تمار رضی اللہ عنہ ایک زن اسدیہ کے غلام تھے۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے انکو خرید کرکے آزاد فرما دیا۔ پھر ان سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے۔ میثم نے عرض کی میرا نام سالم ہے۔ حضرت نے فرمایا مجھے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ تمہارے باپ نے تمہارا نام میثم رکھا ہے۔ میثم نے عرض کی خدا اور رسول اور امیر المومنین نے سچ کہا خدا کی قسم میرے باپ نے میرا نام میثم رکھا تھا۔ حضرت نے فرمایا

سالم نام ترک کرکے پھر وہی نام میثم اختیار کرو جو حضرت رسالت مآب نے بیان فرمایا ہے پس انہوں نے پھر اپنا نام میثم رکھا اور ابو سالم کنیت مقرر کی۔

مولف کہتا ہے کہ پھر میثم تمار امیر المومنین علیہ السلام کے خاص دوستوں میں داخل اور آپ کے محرم اسرار ہوئے بہت سے علوم کو حضرت سے حاصل کیا۔ چونکہ کھجوروں کی تجارت کرتے تھے اس لئے ان کا لقب تمار مشہور ہوا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خربزوں کی اور دوسرے میووں کی بھی تجارت کرتے تھے۔

شیخ کشی نے کتاب رجال میں ابو خالد تمار سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ ایک مرتبہ میں اور میثم تمار فرات میں تھے۔ وہ دن جمعہ کا تھا۔ یکایک ایک سخت ہوا چلنے لگی اس وقت میثم ایک کشتی میں جس میں انار بھرے ہوئے تھے بیٹھے تھے۔ جب ہوا تیز ہوئی میثم نے کشتی سے اتر کر ہوا کو دیکھا اور ہم سے کہا اپنی کشتیوں کو مضبوط باندھو کہ یہ ریح عاصف یعنی سخت آندھی ہے۔ اسی وقت امیر شام نے انتقال کیا ہے۔ روای کہتا ہے کہ جب چند روز اسبات کو گذرے اور دوسرا جمعہ آیا تو ایک قاصد کوفے پہنچا میں نے اس سے ملاقات کرکے شام کا حال دریافت کیا۔ قاصد نے کہا امیر شام نے انتقال کیا میں نے پوچھا وہ دن کونسا تھا۔ کہا جمعہ کا دن تھا۔ علامہ مجلسی نے جلاء العیون میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے میثم سے ارشاد فرمایا اے میثم میرے بعد دشمن تمہیں گرفتار کرکے دار پر کھینچینگے اور ایک حربہ تمہیں لگائینگے۔ تیسرے روز تمہاری ناک سے خون جاری ہوگا۔ پس اس خضاب کا انتظار کرتے رہنا۔ ہاں تمہیں دوسرے اور نو آدمیوں کے ساتھ عمرو بن حریث کے گھر کے روبرو سولی پر چڑھائینگے۔ تمہارے دار کی لکڑی سب میں چھوٹی ہوگی۔ عمرو کے مزبلے سے تم نزدیک تر ہوگے۔ میثم کہتے ہیں کہ پھر حضرت نے مجھے وہ درخت دکھلا دیا۔ بروایت دیگر میثم سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ جب میں امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ کوفے سے باہر جاتا اور حضرت اس درخت کے قریب

پہنچتے تو فرماتے اے میثم تم ہیں اور اس درخت میں ایک مرتبہ مصاحبت ہوگی۔

شیخ کشی نے کتاب رجال میں بسند معتبر روایت کی ہے۔ میثم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ امیر المومنین نے مجھے طلب کر کے فرمایا اے میثم اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب فرزند زنا پسر فرزند زنائے بنی امیہ۔ عبید اللہ بن زیاد تم سے کہے کہ اپنے امام سے برائت اختیار کرو میں نے عرض کی یا امیر المومنین خدا کی قسم میں کبھی آپ سے برائت نہ اختیار کرونگا۔ حضرت نے فرمایا اسوقت تم قتل کیے جاؤ گے اور دار پر چڑھائے جاؤ گے۔ میں نے عرض کی میں صبر کرونگا کیونکہ راہ خدا میں یہ امور سہل ہیں۔ حضرت نے فرمایا اگر تم صبر کروگے تو میرے ساتھ بہشت میں میرے درجے میں ہوگے۔

علامہ مجلسی جلاء العیون میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ہمیشہ میثم تمار اس درخت کے پاس آیا کرتے جس درخت کی خبر حضرت نے بیان فرمائی تھی وہاں نماز پڑھتے اور کہتے اے درخت خدا تجھے برکت عطا فرمائے میں تیرے لئے مخلوق ہوا ہوں۔ تو میرے واسطے نشو و نما کرتا ہے۔ اور جب کبھی عمرو بن حریث سے ملاقات ہوتی تو کہتے میں ایک مرتبہ تیرا ہمسایہ ہونگا اس وقت میرے ساتھ اپنی ہمسائگی کی رعایت کرنا۔ عمرو کو یہ گمان تھا کہ شاید میثم میرے گھر کے پہلو میں کوئی مکان خرید کریں گے۔ اُن سے جواب میں کہتا خدا مبارک کرے کیا ابن مسعود کا گھر خرید کروگے یا ابن حکیم کا۔ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ میثم کی غرض اور ہی ہے۔ پس جس سال حضرت امام حسین علیہ السلام نے بخوف اعدا مدینے سے مکے کا ارادہ فرمایا اور مکے سے کربلا تشریف لے گئے اس سال میثم نے حج کا ارادہ کیا۔ اور اپنے ایک دوست سے کہا کہ تم سے میں ایک خبر بیان کرتا ہوں اسے یاد رکھو تا آنکہ اسکا اثر ظاہر ہو۔ میں اس سال حج کو جاتا ہوں جب حج سے فارغ ہو کر مراجعت کرونگا تو ولد الزنائے بنی امیہ یعنی عبید اللہ بن زیاد سو سوار میری گرفتاری کے لئے بھیجیگا۔ یہ لوگ مجھے اس کے پاس لیجائیں گے جب ابن زیاد مجھے دیکھیگا کہیگا۔ جلاہو اشخص کون ہے جس کا پوست استخوان

بدن سے لپٹا ہوا ہے۔ پھر کہیگا خدا کی قسم میں تیرے ہاتھ پاؤں قطع کرونگا۔ میں جواب میں کہونگا خدا تجھپر رحم نکرے۔ حضرت امیرالمومنین تجھے امام حسن سے بہتر پہچانتے تھے۔ ایک روز جب امیرالمومنین نے تجھے تازیانے سے مارا تو امام حسن نے عرض کی باباجان آپ اسے تازیانے سے مارتے ہیں حالانکہ یہ ہمارا دوست ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم اے فرزند میں اسے تم سے زیادہ پہچانتا ہوں یہ ہمارے دشمنوں کا دوست اور دوستونکا دشمن ہے۔ پس اے بھائی یہ بات سنکر ابن زیاد مجھے دار پر چڑھائیگا اور ایک لگام میرے منہ میں لگائیگا تیسرے روز میری ناک کے سوراخوں سے خون نکل کر میری ریش اور سینے پر جاری ہوگا۔ یہ کہکر میثم حج کے لئے روانہ ہوئے اور پہلے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں پہنچے۔ ام سلمہ نے کہا تم کون ہو میثم نے کہا کہ میں میثم تمار ہوں۔ ام سلمہ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے ایک رات جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کو دیکھا کہ تمکو یاد فرماتے ہیں اور تمہاری سفارش امیرالمومنین سے کرتے ہیں پھر میثم نے حضرت امام حسین کا حال دریافت کیا ام سلمہ نے کہا اپنے باغوں میں سے ایک باغ کو گئے ہیں میثم نے کہا جب وہ تشریف لائیں تو ان کی خدمت میں میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ عنقریب خدائے تعالیٰ کے پاس آپ سے میری ملاقات ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ اس وقت ام سلمہ نے ایک قسم کی خوشبوئی طلب کی اور اپنی کنیز سے فرمایا کہ میثم کی ریش کو اس سے خوشبو کر جب کنیز نے وہ خوشبوئی میثم کے محاسن پر ملی میثم نے کہا اب تو آپ نے میری ریش کو خوشبو کیا مگر عنقریب آپ اہل بیت کی محبت میں میرے خون سے اسی داڑھی کا خضاب ہوگا پھر ام سلمہ نے فرمایا کہ حسین تم کو بہت یاد کرتے ہیں۔ میثم نے عرض کی میں بھی ہمیشہ اُن حضرت کی یاد میں ہوں۔ اور جو میرے لئے مقرر ہوا ہے اس کی طرف مبادرت کرتا ہے کہا بے شک میرے لئے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے لئے چند امور مقدر ہیں کہ ضرور ہے ہم اُن کو پہنچیں۔ اس گفتگو کے بعد میثم باہر گئے۔ دیکھا عبداللہ بن عباس بیٹھے ہیں کہا

یا ابن عباس قرآن شریف کی تفسیر جو چاہو مجھ سے پوچھو۔ کیونکہ میں نے قرآن مجید کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں پڑھا ہے۔ اس کی تفسیر و تاویل حضرت سے سنی ہے ابن عباس نے کاغذ طلب کیا میثم سے پوچھتے جاتے تھے اور لکھتے جاتے تھے۔ آخر میں میثم نے کہا یا ابن عباس اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم سنو گے کہ ظالموں نے مجھے اور نو آدمیوں کے ساتھ دار پر کھینچا ہے۔ جب ابن عباس نے یہ بات سنی تو چاہا کہ کاغذ کو چاک کریں اور کہا کیا تم کہانت کرتے ہو۔ میثم نے کہا ابھی تم اس کاغذ کی حفاظت کرو۔ میں نے جو باتیں کہی ہیں اگر وہ واقع نہوں تو اُس وقت کاغذ کو چاک کر دینا۔ پھر میثم نے حج سے فراغت پا کر کوفے کو مراجعت کی۔ اور حج کو جانے سے پہلے معرّف کوفہ سے کہا تھا کہ عنقریب حرام زادہ بنی امیہ مجھ کو تجھ سے طلب کریگا اور تو اس سے مہلت لیگا۔ جب میں کوفے پہنچونگا تو مجھے اس کے پاس لیجائیگا۔ وہ ظالم عمرو بن حریث کے گھر کے دروازے پر مجھے سولی دیگا۔ پس جب ابن زیاد کوفے میں آیا کسی کو بھیجکر معرّف کو طلب کیا اور اُس سے میثم کا حال دریافت کیا معرّف نے کہا وہ حج کو گئے ہیں۔ ابن زیاد نے کہا خدا کی قسم اگر تو میثم کو نہ لائیگا تو میں تجھے قتل کر دونگا معرّف نے مہلت مانگی۔ اور میثم کے استقبال کے لئے قادسیہ روانہ ہوا اور وہاں ٹھیرا رہا تا آنکہ میثم وہاں پہنچے معرّف میثم کو گرفتار کرکے ابن زیاد کے پاس لے گیا۔ جب میثم ابن زیاد کی مجلس میں داخل ہوئے حاضرین مجلس نے کہا کہ یہ علی کے پاس مقرب ترین مردم سے تھے۔ ابن زیاد نے کہا تم پر عذاب ہو۔ علی بن ابی طالب اس عجمی کا اس قدر پاس کرتے تھے حاضرین نے کہا ہاں۔ پھر ابن زیاد نے میثم کی طرف متوجہ ہو کر کہا تیرا پروردگار کہاں ہے میثم نے جواب دیا ظالموں کی کمین میں ہے اور ان ظالموں سے تو بھی ایک ہے ابن زیاد نے کہا تجھے اسقدر جرأت ہوی کہ مجھ سے اسطرح کی باتیں کرتا ہے۔ اب علی بن ابی طالب سے برائت اختیار کر۔ میثم نے کہا اگر میں ایسا نکروں تو تو کیا کریگا۔ ابن زیاد نے کہا خدا کی قسم

تجھے قتل کرونگا۔ میثم نے کہا میرے مولا نے مجھے خبر دی ہے کہ تو مجھے قتل کریگا اور دوسرے نو آدمیوں کے ساتھ عمرو بن حریث کے دروازے پر دار پر کھینچیگا۔ ابن زیاد نے کہا میں تیرے مولا کی مخالفت کرتا ہوں۔ تا اُن کی دروغ بیانی ظاہر ہو۔ میثم نے کہا میرے مولا نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہی جو کچھ فرمایا ہے وہ جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا سے سنا ہے۔ اُس جناب نے جبرئیل سے اور جبرئیل نے خداوند عالم سے استماع کیا ہے۔ پس تو کیونکر ان کی مخالفت کر سکیگا۔ میں جانتا ہوں کہ تو کگسطرح مجھے قتل کریگا اور کہاں سولی دیگا اسلام میں پہلا وہ شخص جسکے منہ میں لگام دیجائیگی میں ہوں۔ پس ابن زیاد نے حکم دیا کہ میثم و مختار دونوں کو قید خانے میں لیجائیں۔ جب یہ دونوں بزرگوار محبوس ہوئے تو میثم نے زندان میں مختار سے کہا تم قید سے رہائی پاؤگے۔ خروج کروگے اور خون امام حسین علیہ السلام طلب کروگے اور اس بدنہاد یعنی ابن زیاد کو قتل کروگے (چند روز کے بعد) جب مختار کو مجلس سے باہر نکالا تا قتل کریں اسی وقت یزید کے پاس سے ایک قاصد آیا اور ایک نامہ لایا جس میں لکھا تھا کہ فوراً مختار کو رہا کردے ابن زیاد نے مختار کو رہا کر دیا۔ اور میثم کو مجلس سے طلب کر کے حکم دیا کہ عمرو بن حریث کے دروازے کے روبرو انہیں سولی دیں اس وقت عمرو کو معلوم ہوا جو میثم کہا کرتے تھے کہ میں ایک روز تیرا ہمسایہ ہونگا۔ ان کی مراد اس سے کیا ہے۔ پس عمرو نے اپنی کنیز کو حکم دیا کہ میثم کی سولی کے نیچے جھاڑو دیکر خوشبوئی جلائے اس وقت میثم نے فضائل اہل بیت اور مذمت بنی امیہ میں حدیثیں بیان کرنی شروع کیں بنی امیہ کے قتل ہونے اور اُن کی حکومت کے زوال سے خبریں دینے لگے۔ جب ابن زیاد کو اس کی خبر ملی کہ میثم نے تم کو رسوا کیا ہے اس ظالم نے حکم کیا کہ ان کے منہ میں لگام دیکر اسی دار کی لکڑی سے باندھیں۔ اسکے حکم کی تعمیل کی گئی۔ اور اسطرح سے لگام لگائی گئی کہ وہ بات نہ کر سکتے تھے۔ جب تیسرا دن ہوا تو وہاں ایک شخص ظالم آیا۔ اسکے ہاتھ میں ایک حربہ تھا کہنے لگا خدا کی قسم اے میثم تمہیں اس حربے سے مارونگا

حالانکہ میں جانتا ہوں کہ تم ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو تمام شب حقتعالیٰ کی عبادت میں بسر کرتے تھے۔ یہ کہکر اسی حربے سے اُن پر وار کیا۔ وہ حربہ ان کی تہی گاہ پر لگا اور اندر تک پہنچگیا۔ آخر روز ناک کے سوراخوں سے خون جاری ہوا اور اُن کی ریش اور سینے پر بہنے لگا اُسیوقت میثم تمار کا مرغ روح ریاض بہشت میں پرواز کر گیا رحمۃ اللہ و برکاتہ علیہ۔

مؤلف کہتا ہے کہ اس روایت کا تمام مضمون بشہادت قلیل شیخ کشی نے کتاب رجال میں باسناد معتبرہ متفرق طور پر روایت کیا ہے اور وہ جو اس روایت میں مرقوم ہے کہ میثم کو معرف نے گرفتار کیا حالانکہ اسی روایت کی ابتدا میں ہے کہ میثم نے ایک شخص سے بطور پیشنگوئی بیان کیا تھا کہ مجھے سو سوار گرفتار کرینگے۔ ان دونوں خبروں میں فی الحقیقت تخالف نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ابن زیاد نے معرف کے ہمراہ سو سوار روانہ کئے ہوں اور انہیں کی مدد سے معرف نے میثم کو گرفتار کیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شیخ کشی نے کتاب رجال میں روایت کی ہے (کہ میثم کو سولی دیکر ابن زیاد نے چند پاسبان مقرر کئے تھے تاکہ میثم کی لاش کو کوئی شخص نہ اتار لیجائے) جب اس بزرگوار نے شہادت پائی تو سات آدمی خرما فروش جو میثم کے ہم پیشہ تھے ایک مرات اس دار کے پاس آئے حالانکہ اس وقت تمام پاسبان جاگ رہے تھے۔ خدائے تعالیٰ نے ان کی آنکھیں کور کر دیں کہ وہ نہ دیکھ سکے اور وہ آدمی میثم کی لاش کو دار پر سے اتار کرلے گئے اور ایک نہر کے کنارے دفن کر کے قبر پر پانی ڈالدیا۔ پھر ہر چند پاسبانوں نے تلاش کی مگر میثم کی قبر کو نہ پایا۔ اسی طرح جلاء العیون میں لکھا ہے۔

ایضاً علامہ مجلسی جلاء العیون میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے عراق میں داخل ہونے سے دس روز پہلے میثم شہید ہوئے۔

مؤلف کہتا ہے کہ روایت سابقہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ میثم تمار حضرت کی شہادت کے بعد شہید ہوئے کیونکہ اس روایت میں مرقوم ہے کہ مختار علیہ الرحمہ بحکم یزید

قید سے رہا ہونے کے بعد ابن زیاد نے میثم کو دار پر چڑھایا اور مختار کی رہائی حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نواں باب

جناب رسول خدا صلعم کا آپ کی شہادت کی خبر دینا

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے خبر دینا فریقین میں متواتر ہے چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی سر الشہادتین میں کہتے ہیں۔ امّا اخبار النبیؐ بھذہ الواقعة الھائلة من جھة الوحی بواسطة جبرئیل وغیرہ من الملائکة فمشھور متواتر۔

مؤلف حقیر چاہتا ہے کہ چند حدیثیں اس کے متعلق بیان کرے۔

پہلی حدیث سر الشہادتین میں مرقوم ہے عن عائشہؓ انّ النبی صلعم قال اخبرنی جبرئیل ان ابنی الحسین یقتل بعدی بارض الطف وجاءنی بھذہ التربة فاخبرنی انھا مضجعه۔ یعنی ابن سعد نے (جو محدثین سے ہے) اور طبرانی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ میرا فرزند حسین مقام طف پر قتل کیا جائیگا۔ یہ مٹی بھی جبرئیل لائے اور کہا یہ حسین کے مقتل کی مٹی ہے۔

روایت عائشہ

ابن حجر مکی نے بھی جو موثقین اہل سنت سے ہیں صواعق محرقہ میں یہ حدیث بروایت ابن سعد و طبرانی حضرت عائشہ سے نقل کی ہے۔ اور قاضی عیاض نے کتاب شفا میں لکھا ہے واخبر بقتل الحسین بالطف واخرج بیدہ تربةً وقال فیھا مضجعه یعنی آنحضرت نے مقام طف میں حسین کے قتل ہونے کی خبر دی آپ کے ہاتھ میں مٹی تھی فرمایا یہ حسین کے مقتل کی مٹی ہے۔

روایت ام الفضل

دوسری حدیث سر الشہادتین میں مرقوم ہے عن ام الفضل بنت الحارث ان النبی صلعم قال اتانی جبرئیل فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی ھذا یعنی الحسین واتانی بتربة من تربته حمراء یعنی ابوداؤد نے (اپنی صحیح میں) اور حاکم نے (مستدرک میں) ام الفضل بنت حارث سے روایت کی کہ حضرتؐ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل آئے اور خبردی کہ اس میرے فرزند یعنی حسین کو عنقریب میری امت قتل کریگی۔ جبرئیل نے تھوڑی سی سرخ مٹی بھی حسین کے مقتل سے مجھے لاکر دی ہے۔

یہ حدیث بھی صواعق محرقہ میں بروایت ابوداؤد وحاکم ام الفضل سے منقول ہے۔

تیسری حدیث سر الشہادتین میں مسطور ہے واخرج احمد ان النبیؐ قال لقد دخل علی البیت ملک لم یدخل علی قبلھا فقال لی ان ابنک ھذا یعنی حسینا مقتول وان شئت اریتک من تربة الارض یقتل بھا فاخرج تربة حمراء یعنی احمد حنبل نے روایت کی ہے کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس ایک فرشتہ آیا جو اس سے پہلے کبھی نہیں آیا تھا اور مجھ سے کہا آپ کا یہ فرزند حسین قتل کیا جائیگا۔ اگر آپ چاہیں تو میں حسین کے مقتل کی مٹی آپ کو دکھا سکتا ہوں پھر تھوڑی سی سرخ مٹی نکالی (اور مجھے دکھلائی)

صواعق محرقہ میں بھی یہ حدیث بروایت احمد حنبل مرقوم ہے۔

چوتھی حدیث سر الشہادتین میں لکھا ہے کہ بغوی نے اپنی معجم میں انسؓ (ابن مالک سے) روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ بارش کا فرشتہ خدائے تعالیٰ سے حضرتؐ کی ملاقات کی اجازت لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرتؐ اس وقت ام سلمہ کے گھر میں تھے حضرت نے فرمایا اے ام سلمہ دروازے کی حفاظت کرو تا کوئی شخص اندر آنے نہ پائے۔ ام سلمہ دروازے پر تھیں کہ حسین داخل ہوئے اور (آپ اس وقت بہت کمسن تھے ہرچند ام سلمہ نے منع کیا مگر) زور کرکے اندر چلے آئے حضرت پر اپنے کو

گرادیا۔ حضرت نے اپنے فرزند کو گود میں لیکر ان کے بوسے لینے اور پیار کرنے لگے۔ اس فرشتے نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ اس فرزند کو دوست رکھتے ہیں حضرت نے فرمایا بیشک دوست رکھتا ہوں۔ فرشتے نے کہا عنقریب آپ کی امت اس کو قتل کریگی یہ کہکر حسین کے مقتل کی زمین حضرت کو دکھلادی اور تھوڑی سی سرخ مٹی حضرت کو دی جسے ام سلمہ نے اپنے کپڑے میں باندھ لیا۔ ثابت کہتا ہے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ وہ مقتل کربلا ہے انتہی محصلاً۔

یہ حدیث ابوحاتم نے بھی اپنی صحیح میں روایت کی ہے۔

صواعق محرقہ میں بھی یہ حدیث منقول ہے۔ اور قریب اس روایت کے طبرانی نے معجم کبیر میں ابوامامہ باہلی سے روایت کی ہے۔

پانچویں حدیث مشکوٰۃ میں مرقوم ہے۔ عن ام الفضل بنت الحارث انها دخلت علی رسول الله صلعم فقالت یا رسول الله انی رایت حلما منکرا اللیلة قال وما هو قالت رائت کان قطعة من جسدك قطعت ووضعت فی حجری فقال رسول الله صلعم رایت خیرا تلد فاطمة ان شاء الله غلاما یکون فی حجرك فولدت فاطمة الحسین فکان فی حجری کما قال رسول الله صلعم فدخلت یوما علی رسول الله ص فوضعته فی حجره ثم کانت منی التفاتة فاذا عینا رسول الله ص تهریقان الدموع قالت فقلت یا نبی الله بابی انت وامی مالك قال اتانی جبرئیل ع فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی هذا فقلت هذا فقال نعم واتانی بتربة من تربته حمراء رواه البیهقی فی دلائل النبوة

ام الفضل (زوجہ حضرت عباس) کہتی ہیں کہ ایک روز میں جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوی اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے شب کو ایک خواب ہولناک دیکھا ہے۔ فرمایا وہ کیا خواب ہے۔ عرض کی میں نے دیکھا آپ کے جسم مبارک سے ایک ٹکڑا کٹکر میری گود میں گرا ہے فرمایا بہت اچھا

خواب ہے انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب فاطمہ کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جسکو تم پرورش کروگی
بس چندروز کے بعد حسین پیدا ہوے اور جسطرح حضرت نے فرمایا تھا حسین میرے گود میں رہتے تھے
ایک روز میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حسین کو آپ کے آغوش مبارک میں دیا اسکے بعد
حضرت کی نظر کسی اور طرف راجع ہوئی پھر میں نے دیکھا کہ آپکی آنکھوں سے برابر آنسو جاری ہیں
میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یارسول اللہ آپ کیوں روتے ہیں فرمایا ابھی
میرے پاس جبرئیل آئے اور بیان کیا کہ میری امت اس میرے فرزند کو عنقریب قتل کریگی میں نے
عرض کی اس فرزند کو آپ نے فرمایا ہاں اور مجھے اس کے مقتل کی سرخ مٹی بھی دکھلائی۔
اس حدیث کو بیہقی نے دلائل النبوہ میں روایت کیا ہے سر الشہادتین میں مرقوم ہے کہ حاکم۔
اور بیہقی نے ام الفضل بنت حارث سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں حسین کو اپنے گود میں
لئے ہوے جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء کی خدمت میں حاضر ہوئی اسکو آپ کے آغوش میں
دے دیا۔ پس آپ اور طرف ملتفت ہوئے پھر میں نے دیکھا کہ حضرت کی دونوں آنکھوں سے
آنسو جاری ہیں۔ (میں گھبرا گئی اور رونے کا سبب دریافت کیا) فرمایا میرے پاس جبرئیل آئے
اور بیان کیا کہ میری امت میرے اس فرزند کو قتل کریگی اور اس کے مقتل کی سرخ مٹی مجھے لاکر
دی ہے۔

چھٹی حدیث سر الشہادتین میں مسطور ہے واخرج ابن راھویہ والبیھقی
وابونعیم عن ام سلمہ ان رسول اللہ صلعم اضطجع ذات یوم فاستیقظ
وھو خاثر وفی یدہ تربۃ حمراء یقلبھا قلت ما ھذہ
التربۃ یا رسول اللہ ص قال اخبرنی جبرئیل
ان ھذا یعنی الحسین یقتل بارض
العراق وھذہ تربتھا یعنی راھویہ اور بیہقی اور ابونعیم
نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ ایک روز دن کو جناب

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آرام فرمایا تھوڑی دیر کے بعد بیدار ہوئے اسوقت آپ بہت غمگین تھے اور آپ کے دست مبارک میں تھوڑی سی سرخ مٹی تھی جسے آپ الٹ پلٹ کر رہے تھے میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کیسی مٹی ہے حضرت نے فرمایا میرے پاس اسوقت جبرئیل آئے تھے اور بیان کیا کہ یہ فرزند یعنی حسینؑ زمین عراق پر قتل کیا جائیگا یہ اسکے مقتل کی مٹی ہے۔

کتب امامیہ میں مثل بحار الانوار وغیرہ کے یہ حدیث حضرت زینب و حضرت عائشہ سے باسناد معتبرہ مروی ہے۔

ساتویں حدیث سر الشہادتین میں لکھا ہے واخرج ابو نعیم عن ام سلمہ قالت کان الحسن والحسین یلعبان فی بیتی فنزل جبرئیل فقال یا محمد ان امتك تقتل ابنك هذا من بعدك واومی الی الحسین واتاه بتربة فشمها ثم قال ریح کرب وبلاء وقال یا ام سلمه اذا تحولت هذه التربة دما فاعلمی ان ابنی قد قتل فجعلته فی قارورة یعنی ابو نعیم نے ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ ایک روز حسن و حسینؑ میرے گھر میں کھیل رہے تھے ناگاہ جبرئیل امین حضرت پر نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ آپکا یہ فرزند یعنی حسینؑ آپ کے بعد قتل کیا جائیگا اور حضرت کو تھوڑی سی مٹی دی حضرت نے اسکو سونگھکر فرمایا اس میں بلا اور سختی کی بو ہے پھر مجھے ارشاد کیا کہ جب یہ مٹی خون تازہ سے بدلجائے تو جاننا کہ یہ میرا فرزند قتل کیا گیا ہے۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے اس مٹی کو ایک شیشے میں اٹھا رکھا۔

آٹھویں حدیث واخرج ابن السکن والبغوی فی الصحابة وابو نعیم من طریق سحیم عن انس بن الحارث قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول ان ابنی هذا یقتل بارض یقال لها کربلا فمن یشهد ذلك منكم فلینصره فخرج انس بن الحارث الی کربلا فقتل بها مع الحسین یعنی ابن سکن نے اور بغوی نے کتاب (معرفۃ) الصحابہ میں اور ابو نعیم نے سحیم کے طریق سے روایت کی ہے

وہ کہتا ہے کہ انس ابن حارث نے مجھ سے کہا کہ میں نے سنا جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا
فرماتے تھے کہ یہ میرا فرزند حسینؑ زمین کربلا پر شہید ہوگا پس جو شخص اس زمانہ میں موجود ہو
اسے لازم ہے کہ میرے فرزند کی مدد کرے سحیم کہتا ہے کہ پھر انس ابن حارث کربلا کو روانہ ہوئے
اور امام حسینؑ کیساتھ شہید ہوئے۔

نویں حدیث سر الشہادتین میں مرقوم ہے بیہقی نے ابی سلمہ ابن عبدالرحمن سے روایت
کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کے پاس
آئے اسوقت آپکے پاس جبرئیل بیٹھے ہوئے تھے اور آپ حضرت عائشہ کے بالاخانہ
پر تشریف فرما تھے جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ آپکے اس فرزند کو عنقریب آپکی اُمت قتل
کریگی آپ فرمائے تو اس زمین کا بھی نشان آپکو بتا دوں جہاں حسین شہید ہوں گے یہ کہکر
جبرئیل نے ظرف عراق کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور تھوڑی سی سرخ مٹی وہاں سے
اٹھا کر حضرت کو دکھلائی۔ مولف سر الشہادتین کہتے ہیں کہ یہ حدیث بیہقی نے بطریق ثانی حضرت
عائشہ سے روایت کی ہے۔ صواعق محرقہ میں بھی یہ حدیث مرقوم ہے۔

دسویں حدیث سر الشہادتین میں مرقوم ہے واخرج ابو نعیم عن یحیی الحضرمی
انّہ سافر مع علی الی صفین فلما حاذی نینوی نادی صبرا
یا اباعبد اللہ بشط الفرات قلت ماذا۔ قال ان النبیؐ
قال حدثنی جبرئیل انّ الحسین یقتل بشط الفرات و
اراتی قبضۃ من تربتہ یعنی ابو نعیم نے یحیی حضرمی سے روایت کی ہے کہ جنگ صفین کو جاتے
ہوئے وہ امیر المومنین علی کیساتھ تھے جب حضرت امیر نینوے کے محاذی پہنچے تو آپ
نے فرمایا اے ابو عبداللہ شط فرات پر صبر کر۔ یحیی کہتے ہیں میں نے عرض کی یا امیر المومنین
میں ان کلمات کو نہیں سمجھا۔ آپ نے فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی کہ حسین شط فرات پر قتل کیا جائیگا اور اس کے مقتل کی

مٹی بھی مجھے دکھلائی۔

ایضاً صواعق محرقہ میں ابن حجر مکی نے لکھا ہے۔ واخرج ابن سعد عن الشعبی قال مرّ علی رضی اللہ عنہ بکربلا عند مسیرہ الی صفین وحاذی نینوی قریۃ علی الفرات فوقف وسال عن اسم ھذہ الارض فقیل کربلا فبکی حتّی بل الارض من دموعہ ثم قال دخلت علی رسول اللہ ص وھو یبکی فقلت ما یبکیک قال کان عندی جبرئیل آنفا واخبرنی ان ولدی الحسین یقتل بشاطی الفرات بموضع یقال لہ کربلا ثم قبض جبرئیل قبضۃ من تراب شمّنی ایاہ فلم املک عینی ان فاضتا۔

یعنی ابن سعد (محدّث) نے شعبی سے روایت کی ہے کہ جسوقت امیرالمومنین صفّین کو جارہے تھے راستہ میں آپکا گذر زمین کربلا پر ہوا نینوے کے محاذی جو فرات کے قریب ایک قریہ ہے آپ ٹھر گئے پوچھا اس زمین کا کیا نام ہے لوگوں نے عرض کی اس کا نام کربلا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ نے رونا شروع کیا۔ اسقدر روئے کہ زمین آپکے آنسوؤں سے تر ہوگئی پھر فرمایا کہ میں ایک مرتبہ جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا آپ رو رہے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ آپ کیوں گریہ فرماتے ہیں فرمایا ابھی میرے پاس جبرئیل امیں آئے تھے مجھے خبر دی کہ میرا فرزند حسین فرات کے کنارے زمین کربلا پر قتل کیا جائیگا پھر ایک مٹھی خاک اٹھا کر مجھے سنگھائی اسوقت سے میں گریہ کو روک نہیں سکتا ہوں امام احمد حنبل نے بھی شعبی سے قریب اسکے روایت کی ہے۔

گیارہویں حدیث سرالشہادتین میں مرقوم ہے اخرج الحاکم وصححہ عن ابن عباس قال اوحی اللہ تعالیٰ الی محمد صلعم انی قتلت بیحیی بن زکریا سبعین الفا وانی قاتل بابن بنتک

سبعین الفا وسبعین الفا۔

ایضاً ابن حجر نے مواعق محرقہ میں لکھا ہے واخرج الحاکم من طرق متعددۃ انہ صلعم قال قال جبرئیل قال اللہ تعالیٰ انی قتلت بدم یحیی بن زکریا سبعین الفا وانی قاتل بدم الحسین بن علی سبعین الفا ولم یصب ابن الجوزی فی ذکرہ لھذا الحدیث فی الموضوعات ۔ حاکم نے ابن عباسؓ سے روایت کرکے اسکی تصحیح کی ہے کہ خدایتعالیٰ نے حضرتؐ پر وحی بھیجی کہ میں نے یحیی پیغمبر کے عوض میں ستر ہزار ظالموں کو قتل کیا ہے اور تمہارے نواسے کے عوض میں ستر ہزار اور ستر ہزار ظالموں کو قتل کروں گا ۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ حاکم نے اس حدیث کو باسناد متعددہ روایت کیا ہے ابن جوزی نے جو اس حدیث کو موضوعات میں ذکر کیا ہے یہ انکی غلطی ہے۔

ایضاً سیوطی نے درمنثور میں بروایت حاکم وابن عساکر ابن عباس سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ خلاق عالم نے جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا پر وحی بھیجی جس کا مضمون یہ تھا کہ اے رسول میں نے یحیی ابن زکریا کے عوض میں ستر ہزار آدمی قتل کئے اور تمہارے نواسے کے عوض میں ستر ہزار اور ستر ہزار کو قتل کروں گا

بارھویں حدیث شیخ عبدالحق دہلوی نے کتاب جذب القلوب میں لکھا ہے کہ طبرانی نے ابو ثعلبہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں جب حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرماکے جناب سیدہ کے گھر میں رونق افروز ہوتے اور آپ کی خیریت پرسی فرماتے ۔ اس کے بعد اپنی ازواج کے گھروں میں تشریف لیجاتے امیرالمومنین علی فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرتؐ ہمارے گھر میں تشریف لائے ہم نے حضرت کے لئے طعام مہیا کیا ۔ اس روز ام ایمن نے ہمارے لئے دودھ بھیجا تھا وہ بھی حضرت کی خدمت میں حاضر کیا حضرت نے کھانا کھایا اور دودھ نوش فرمایا پھر میں نے حضرت کے دست مبارک پر پانی ڈالا جب آپ ہاتھ دھونے سے فارغ ہوئے اپنے ہاتھوں کو روئے مبارک اور محاسن پر پھیرا اور دعا کی پھر اپنے منہ کو زمین پر رکھکر شدت سے رونے لگے ۔ حضرت کے رعب اور ادب سے ہم میں

سے کسی کو اس حال کے دریافت کرنیکی جرأت نہوئی اسی اثنا میں حسین جست کر کے حضرت کی پشت
مبارک پر سوار ہوگئے اور رونا شروع کیا جب حضرت نے اپنے نواسے کی یہ حالت دیکھی اپنا رونا
بھول گئے چھوٹے نواسے کی طرف متوجہ ہو کر کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں اے حسین کیوں روتے
ہو حسین نے عرض کی نانا جان آپکی حالت جو آج میں نے دیکھی ہے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اسکی وجہ
کیا ہے بیان فرمائے حضرت نے فرمایا اے فرزند میں نے جو آج تم سب کو ایک جا دیکھا مجھے نہایت
فرحت و شادمانی حاصل ہوئی کہ ایسی فرحت کبھی نہیں ہوئی تھی یکایک جبرئیل امین خداوند عالم کیطرف
سے میرے پاس آئے اور خبر دی کہ میری امت تم کو عالم غربت میں قتل و ہلاک کریگی۔ میں نے خدا
سے دعا کی کہ اگر دنیا میں رنج و مصیبت تمہارے لئے ہے تو بارے آخرت میں تمہارا کام بخیر ہو انتہی
مولف کہتا ہے کہ بحار الانوار میں بسند ہائے معتبر امام زین العابدین و امام محمد باقر علیہما السلام
سے یہ حدیث زیادہ تفصیل سے مرقوم ہے کہ جس کا آخر یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے خبر
دی ہے کہ تم سب قتل کئے جاؤ گے تمہاری قبریں ملکوں میں متفرق ہوں گی اس لئے میں نے گریہ
کیا اور تمہاری حسن عاقبت کے لئے دعا کی امام حسین نے عرض کی نانا جان پھر باوجود تفرقہ قبور ہماری
زیارت کون کریگا۔ حضرت نے فرمایا ایک گروہ میری امت سے تمہاری زیارت کیواسطے آئیگا
ان زیارتوں سے ان لوگوں کا قصد برکت حاصل کرنے اور میرے ساتھ نیکی کرنیکا ہوگا۔ بروز قیامت
میں بھی ان کی تلاش کروں گا اور ان کے ہاتھ تھام کے اس روز کی سختیوں اور عذابوں سے
نجات دوں گا انتہی۔

تیرہویں حدیث روضۃ الشہدا میں مرقوم ہے کہ جب امام حسینؑ پیدا ہوئے تو خدا تعالیٰ کے
حکم سے جبرئیل حضرت کی خدمت میں پہنچے اسوقت حسینؑ آپکے آغوش مبارک میں تھے۔ آپ اپنے
فرزند کے حلق پر بوسے دے رہے تھے پس جبرئیل نے تہنیت و تعزیت ادا کی حضرت نے
فرمایا اے بھائی تہنیت کا سبب تو ظاہر ہے مگر تعزیت کی وجہ کیا ہے جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ
اس حلق کو جو آپ کی بوسہ گاہ ہے آپ کی اور فاطمہ کی وفات اور علی و حسن کی شہادت کے بعد

اہل دغا خنجر جفا سے کاٹیں گے۔ پھر جبرئیل نے کسیقدر واقعہ کربلا حضرت کی خدمت میں بیان کیا۔ حضرت یہ سنکر رونے لگے امیرالمومنین حاضر تھے عرض کی یارسول اللہ آپ کیوں گریہ فرماتے ہیں۔ حضرت نے خبر شہادت حسین بیان فرمائی جسکے سننے سے حضرت امیر کی آنکھوں سے بھی آنسو ٹپکنے لگے اور آپ اسی طرح روتے ہوئے جناب سیدہ کے حجرے میں تشریف لائے جب سیدہ نے امیرالمومنین کو گریاں دیکھا کہا اے پسر عم آج کا روز خوشی کا ہے نہ غم کا اگر یہ رونا خوشی کا ہے تو خیر اور اگر کسی غم سے ہے تو اسکی وجہ بیان فرمائی امیرالمومنین نے فرمایا اے سیدہ میں غم حسین میں رو رہا ہوں کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل کی زبانی میرے اس فرزند کے قتل کی خبر سنائی ہے جناب سیدہ نے جب یہ خبر سنی بے تاب ہوگئیں اور چادر اوڑھ کر اپنے پدر بزرگوار کے حجرے میں حاضر ہوئیں عرض کی بابا جان مجھ سے علی نے بیان کیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک جماعت جفاکاران امت سے میرے حسین کو قتل کریگی۔ حضرت نے فرمایا ہاں اے بیٹی ایسا ہی ہوگا۔ جناب سیدہ نے رونا شروع کیا اور کہا حسین نے کیا گناہ کیا ہے جو طفولیت میں اس پر یہ ظلم واقع ہو۔ حضرت نے ارشاد کیا اے فاطمہ یہ واقعہ حسین کی طفولیت یا شباب میں نہ ہوگا بلکہ ایسے زمانے میں ہوگا کہ اسوقت نہ میں ہوں گا نہ تم ہوگی نہ علی ہوں گے اور نہ حسن ہوں گے۔ یہ سنکر سیدہ طاہرہ نے ایک چیخ ماری اور اسطرح بین کیے کہ اے میرے مظلوم اے میرے شہید اے میرے بیکس جب تیری شہادت کیوقت تیرے ماں باپ اور بھائی موجود نہ ہوں تو کون تجھ پر روئیگا اور تیری مصیبت میں کون عزاداری کریگا اے کاش میں اسوقت زندہ ہوتی تو مراسم عزاداری برپا کرتی۔ راوی کہتا ہے اسوقت ہاتف غیبی کی آواز آئی اے فاطمہ حسین کا ماتم اسکے شیعہ قیامت تک برپا رکھیں گے اور ہر سال اسکی شہادت کے ایام میں یہ لوگ حسین کی تعزیت کو تازہ کرینگے اشک حسرت اپنی آنکھوں سے بہائینگے اور آہ جگرسوز اپنے سینے سے کھینچینگے انتہیٰ ؂

چودھویں حدیث ملا حسین واعظ نے کتاب روضۃ الشہدا میں لکھا ہے جس کا محصل یہ ہے

کہ ام الفضل زوجہ حضرت عباس عم جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا جو حضرت امام حسین کی تربیت کرتی تھیں کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف فرما ہوئے ارشاد کیا میرے فرزند حسین کو لاؤ میں نے صاحبزادے کو آپ کے آغوش مبارک میں دیا حضرت اپنے نواسے کے حلق پر اپنا منہ ملنے لگے اور اسکے منہ کے بوسہ لینے لگے پس اس بچے نے پیشاب کر دیا جس کا ایک قطرہ آپ کے دامن پر گرا یہ دیکھکر میں نے ایک ذرا سختی سے حسین کو آپ کے آغوش سے اٹھا لیا جس سے بچہ نے رو دیا حضرت نے فرمایا آہستہ آہستہ اے ام الفضل میرا دامن تھوڑے سے پانی سے پاک ہو جائیگا مگر یہ رنج جو میرے فرزند کو پہنچا ہے وہ کیونکر زائل ہوگا ناگاہ جبرئیل امین اسوقت نازل ہوئے عرض کی یا رسول اللہ آپ کو حسین کا اسقدر رونا گوارا نہیں ہے۔ جبکہ ظالم اسکے پیاسے گلے کو خنجر ستم سے کاٹیں گے اس کے جسد نازنین کو خون میں ڈبوئینگے تو آپکا کیا حال ہوگا۔ حضرت یہ سنکر نہایت محزون اور اندوہگیں ہوئے۔ صاحب روضۃ الشہدا یہ روایت نقل کر کے لکھتے ہیں کہ جو شخص غم حسین میں آنسو بہاتا ہے یقیناً اس نے حضرت صلعم کی موافقت اور متابعت کی۔ اسی لئے مروی ہے کہ تمام انبیا کی روحیں حضرت کی متابعت کر کے امام حسین کے واقعہ میں روئی ہیں۔ اور یہ ام الفضل کی حدیث کتاب مطالب السئول فی مناقب آل رسول میں کمال الدین بن ابی طلحہ نے روایت کی ہے انتہیٰ۔

روایات شیعہ

پندرھویں حدیث علامہ مجلسی نے جلاء العیون میں لکھا ہے کہ ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا علیہ وآلہ التحیۃ والثنا ام سلمہ کے گھر میں تھے۔ ان سے ارشاد فرمایا تم دروازے پر بیٹھی رہو کسی کو اندر نہ آنے دینا۔ ام سلمہ رض کہتی ہیں کہ ناگاہ حسین ع آئے اور وہ بہت چھوٹے تھے مجھ سے ممکن نہ ہوا کہ ان کو منع کروں تا آنکہ وہ اپنے جد بزرگوار کی خدمت میں

پہنچے میں بھی حسین کے پیچھے روانہ ہوئی دیکھا کہ حضرت اپنے نواسے کو سینہ سے لگائے رو رہے ہیں اور کوئی چیز حضرت کے دست مبارک میں ہے جسے آپ الٹ پلٹ فرماتے ہیں مجھکو دیکھکر فرمایا اے ام سلمہ جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ میرا فرزند قتل کیا جائیگا تم یہ مٹی اپنے پاس حفاظت سے رکھو جس وقت یہ خون ہو جائے سمجھنا کہ میرا فرزند قتل ہو چکا - ام سلمہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ خدا تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ حسینؑ سے یہ بلا دفع فرما دے - حضرت نے فرمایا میں نے خلاق عالم سے اس امر میں سوال کیا ارشاد ہوا کہ حسین کو شہادت کے عوض میں ایک ایسا درجہ رفیع عطا کروں گا کہ تمام مخلوقات میں کسی کیلئے ویسا درجہ نہ ہو اور حسینؑ کے چند شیعہ ایسے ہوں گے کہ وہ گناہ گاروں کی شفاعت کریں گے انکی شفاعت رد نہ ہوگی اور مھدی آل محمد فرزندان حسین سے ہوگا - ان لوگوں کا خوشا حال جو حسین کے دوست ہوں بروز قیامت اس کے تمام دوست رستگار ہیں کذا فی البحار -

سوطھویں حدیث جلاء العیون میں لکھا ہے کہ ابن قولویہ نے بسند معتبر سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ کوئی فرشتہ (جلیل القدر) آسمانوں میں ایسا نہیں ہے جو حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوا ہو اور آپکو آپ کے فرزند حسین کی خبر شہادت نہ سنائی ہو - جو فرشتہ آتا تھا (خبر شہادت سنانے کے بعد) اس شہادت کے عوض میں حق تعالیٰ نے جو ثواب مقرر کیا ہے وہ بیان کرتا تھا اور خاک کربلا حضرت کو دکھلاتا تھا - ہر وقت حضرت ارشاد فرماتے تھے یا اللہ جو حسین کی نصرت نہ کرے اس شخص کو تو مخذول کر - جو حسین کو قتل کرے تو اسے قتل کر اور جو حسینؑ کو ذبح کرے تو اسے ذبح کر ان لوگوں کو ان کی مراد اور آرزو پر نہ پہنچا - راوی کہتا ہے کہ حضرت کی دعا ان ظالموں کے بارے میں مقبول ہوئی - یزید حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد دنیا سے کچھ متمتع نہ ہوا اور بہت جلد خدا نے اسے اپنے عذاب میں داخل کیا - رات کو شراب کے نشے میں مست سو گیا تھا صبح کو لوگوں نے مرا ہوا پایا - اور منہ اس کا مثل تیر کے سیاہ ہو گیا تھا - اور کوئی شخص ان لوگوں میں سے جنھوں نے

حسین بن علی علیہما السلام کے قتل پر یزید کی متابعت کی یا اس کے لشکر میں داخل ہوئے۔ ایسا نہیں ہے جو دیوانہ نہ ہوا ہو یا اسے جذام یا برص نہ ہو گیا ہو۔ یہ مرض ان کی اولاد میں بھی وراثۃً جاری رہے کذا فی البحار۔

مولف کہتا ہے کہ یہ ان لوگوں کا حال ہے جو مختار اور ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تلواروں سے بچ گئے تھے۔ کیونکہ اکثر اعدا کو ان دونوں بزرگواروں نے قتل کیا۔ بقیہ میں سے اکثر مختار کے خروج سے پہلے اور بعض ان کے خروج کے بعد اللہ تعالیٰ کے عذاب ہائے گوناگوں میں مبتلا ہو کر فی النار ہوئے۔ جنکی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بیان ہو گی۔

سترھویں حدیث جلاء العیون میں مرقوم ہے کہ شیخ جعفر ابن نما نے کتاب مثیر الاحزان میں اور دیگر محدثین نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ فرشتگان سماوات سے ایک فرشتہ نے جو کبھی جناب رسول خدا علیہ وآلہ التحیۃ والثنا کی خدمت میں نہ آیا تھا۔ خدا تعالیٰ سے اجازت چاہی تا حضرت کی خدمت میں حاضر ہو حق تعالےٰ نے اجازت دی وہ فرشتہ روانہ ہوا خلاق عالم نے فرمایا جب پیغمبر کی خدمت میں پہنچنا تو انہیں خبر دینا کہ تمہاری امت میں سے ایک شخص جس کا نام یزید ہے وہ فاطمہ بتول کے فرزند طاہر مبارک کو قتل کریگا۔ فرشتے نے عرض کی پروردگار مجھے حضرت کی زیارت کی اجازت سے خوشی حاصل ہوئی مگر اس خبر سے کیونکر حضرت کو محزون کروں حق تعالیٰ نے فرمایا جو میں نے حکم کیا ہے اسکی تعمیل کریں وہ فرشتہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اپنے پر کھولے اور کہا السلام علیک یا حبیب اللہ خلاق عالم نے مجھے اجازت دی کہ آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوں بعد اجازت ایک ایسی خبر آپ کی خدمت میں پہنچانے کے لئے حکم ہوا جس سے میں نے آرزو کی کاش میرے تمام پر ٹوٹ جاتے اور یہ خبر میں آپ کے پاس نہ لاتا لاکن میں پروردگار کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ یا رسول اللہ ایک شخص آپ کی امت میں سے جس کا نام یزید ہوگا آپ کے طاہر اور مبارک نواسے کو جو آپ کی دختر طاہرہ بتول کے بطن سے پیدا ہوگا قتل کریگا۔ آپ کے نواسے کو قتل کرنے کے بعد وہ دنیا سے کوئی فائدہ نہ اٹھائیگا۔

خلاق عالم یکایک اسکو اپنے عذاب میں گرفتار فرما کر جہنم میں داخل کردے گا۔ پس جب حسین (پیدا ہوئے اور آپ) کا سن دو برس کا ہوا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی سفر کے لئے مدینہ سے کوچ فرمایا۔ ایک روز اثنائے راہ میں کھڑے ہو گئے اور کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے پھر ارشاد فرمایا کہ اسوقت جبرئیلؑ نے مجھ پہ نازل ہو کر خبر دی کہ فرات کے کنارے ایک زمین ہے جسے کربلا کہتے ہیں وہاں میرا فرزند حسین قتل کیا جائیگا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کے فرزند کو کون ظالم قتل کریگا۔ فرمایا اس کا نام یزید ہوگا خدا اسے برکت نہ دے۔ گویا میں اپنے فرزند کے قتل اور دفن کے مقام کو دیکھ رہا ہوں۔ گویا میں معائنہ کر رہا ہوں کہ میرے فرزند کے سر کو بطور ہدیہ یزید کے پاس لیجا رہے ہیں۔ پس جو شخص اس سر کو دیکھے اور خوش ہو خدا یتعالیٰ اس کے دل و زبان میں مخالفت ڈالدے اور اسکو حالت کفر و نفاق میں موت دے۔ پھر حضرت نے اس سفر سے غمگین و محزون مراجعت کی۔ الخ۔

ابن عباس کہتے ہیں پھر حضرت نے اپنی وفات سے تھوڑے دن پہلے ایک سفر فرمایا۔ جب مراجعت کی آپکا رنگ متغیر ہو گیا تھا۔ پس آپ منبر پر تشریف لائے اور ایک خطبہ فصیح مختصر ادا فرمایا۔ اسوقت آپکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے بعد خطبہ ارشاد کیا ایہا الناس میں تم سے رخصت ہوتا ہوں اور تم میں دو بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا دوسری میری عترت جس نے شجر نبوت سے ظہور پایا ہے وہ میرے باغ کے میوے ہیں۔ یہ دونوں چیزیں آپس سے جدا نہ ہوں گی تا آنکہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں میں تم سے اپنی عترت کے بارے میں وہی امر چاہتا ہوں جس کا حکم خدا یتعالیٰ نے فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ۔ پس تم ایسی کوئی حرکت نہ کرنا کہ جب تم بروز قیامت حوض کوثر پر میرے روبرو آؤ میری عترت کی دشمنی کا گناہ تمہاری گردن پر اور اہل بیت پر ظلم و ستم کے عصیان کا بار تمہارے سر پہ ہو

اور یقیناً بروز قیامت میرے امت کے تین گروہ تین علموں کیساتھ میرے سامنے آئینگے
ایک علم سیاہ ہوگا اس علم کے ساتھ جو لوگ آئیں گے میں ان سے کہوں گا تم کون ہو پس میرا
نام ان کے دل سے محو ہوجائیگا وہ کہینگے ہم موحدان اہل عرب ہیں۔ میں کہوں گا میں احمد
عرب وعجم کا پیغمبر ہوں وہ کہیں گے ہم آپکی امت سے ہیں۔ میں کہوں گا تم نے میرے بعد
کتاب خدا اور میری عترت کیساتھ کیسی رعایت کی۔ وہ کہیں گے ہم نے قرآن کو ضائع کیا اسکی
تحریف وتاویل کی۔ اور آپ کی عترت کے بارے میں ایسی کوششیں کیں کہ ان کو روئی زمین
سے نیست ونابود کردیں۔ میں یہ سنکر ان کی طرف سے منہ پھیرلوں گا وہ بالب تشنہ حوض کوثر
سے پھر جائیں گے۔ پھر دوسرا جھنڈا میرے روبرو آئیگا کہ وہ پہلے جھنڈے سے زیادہ تیرہ و
سیاہ ہوگا اسکے ساتھ کی جمعیت مثل گروہ اول کے مجھے اپنا پتا بتائے گی میں کہوں گا کہ میں
تم میں دو قابل قدر چیزیں چھوڑ گیا تھا تم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا وہ لوگ کہیں گے
ہم نے کتاب خدا کی مخالفت کی اور آپ کے اہل بیت کی نصرت نہیں کی بلکہ ان کو قتل کیا
اور پراگندہ وپریشان کردیا یہ سنکر میں کہوں گا میرے پاس سے دور ہو۔ پس وہ بھی بالب
تشنہ وروے سیاہ پلٹ جائینگے۔ پھر تیسرا علم میرے روبرو آئیگا کہ اس سے ایک نور چمکتا
ہوگا صاحبان علم سے میں پوچھوں گا تم کون ہو وہ جواب دیں گے ہم اہل توحید وپرہیزگاری
میں ہم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے ہیں۔ ہم بقیہ اہل حق ہیں۔ ہم کتاب
خدا کے حامل ہوئے اس کے حلال کو حلال جانا اور اسکے حرام کو حرام۔ اور اپنے پیغمبر
کی عترت کو دوست رکھا جس امور میں ہم اپنی جانوں کی اعانت کرتے تھے ان میں اہل بیت
نبیؐ کی اعانت کی ان کی خدمت میں جہاد کیا۔ ان کے دشمنوں سے لڑے یہ سنکر میں ان سے
کہوں گا تمہیں بشارت ہو کہ میں تمہارا (حامی) پیغمبر ہوں۔ بیشک تم نے دنیا میں وہ کام
کئے جنکو تم نے بیان کیا۔ یہ کہکر میں انہیں حوض کوثر سے پانی پلاؤنگا اور وہ وہاں سے
سیراب ہوکر جائیں گے۔ جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ میری امت میرے فرزند حسین کو کربلا

میں قتل کرے گی۔ پس جو شخص اسے قتل کرے اور جو اسکی مدد نہ کرے ان سب پر قیامت تک خدا کی لعنت۔ یہ فرما کر حضرت منبر سے نیچے تشریف لائے۔ اور حضرت کے اصحاب سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جسکو امام حسینؑ کے شہید ہونے کا یقین نہ ہو گیا ہو انتہیٰ۔ یہ حدیث بتفاوت قلیل ملہوف سید ابن طاوس میں بھی مرقوم ہے۔

اٹھارہویں حدیث علامہ مجلسی نے جلاء العیون میں لکھا ہے کہ بعض کتب معتبرہ میں ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن کو اپنے دھنے زانو پر اور حسینؑ کو بائیں زانو پر بٹھلایا تھا کبھی ان کو پیار کرتے تھے اور کبھی ان کو۔ ناگاہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ کیا آپ انہیں دوست رکھتے ہیں۔ فرمایا میں کیوں کر دوست نہ رکھوں کہ یہ دونو دنیا میں میرے دو پھول ہیں اور دونو میری آنکھوں کا نور ہیں۔ جبرئیل نے عرض کی یا رسول اللہ خدا تعالیٰ نے ان دونوں صاحبزادوں کے بارے میں اپنا حکم جاری فرمایا ہے آپ صبر کیجئے حضرت نے فرمایا وہ کونسا حکم ہے جبرئیل نے کہا اہل ستم امام حسن کو زہر دینگے اور حسین کا سر تیغ بیداد سے جدا کریں گے۔ ہر پیغمبر کیلئے ایک دعائے مستجاب ہوتی ہے اگر آپ چاہیں تو حق تعالےٰ سے دعا کریں تا ان سے یہ بلائیں دفع فرمادے۔ اور اگر چاہیں تو ان کی مصیبت کو گناہگاران امت کی شفاعت کیواسطے ذخیرہ اور وسیلہ قرار دیں۔ حضرت نے فرمایا اے جبرئیل میں اپنے پروردگار کے حکم پر راضی ہوں اور اس نے جو چیز میرے لئے پسند فرمائی ہے اس سے خوش ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے نواسوں کی مصیبتوں کو اپنی امت کی شفاعت کیلئے وسیلہ قرار دوں۔

انیسویں حدیث جلاء العیون میں مرقوم ہے کہ ابن شہر آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ہند زوجہ ابو سفیان حضرت عائشہ کے پاس آئی اور کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے چاہتی ہوں کہ حضرت سید عالمؐ کے روبرو بیان کروں۔ آپ حضرت سے اجازت لیجئے جب حضرت سے اس کا ذکر کیا گیا آپ نے اجازت دی۔ ہند نے حضرت کی

خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک آفتاب میرے سر پر طالع ہوا اس آفتاب سے ایک دوسرا چھوٹا آفتاب پیدا ہوا۔ اس کے بعد ایک سیاہ چاند میرے شکم سے نکلا اور اس چاند سے ایک کالا ستارہ پیدا ہوا اس ستارے نے اس آفتاب پر جو پہلے آفتاب سے پیدا ہوا تھا حملہ کیا اور اسے نگل گیا۔ پس تمام آسمان تیرہ و تاریک ہو گیا میں نے دیکھا کہ اس وقت بہت سے سیاہ ستارے ظاہر ہوئے اور ہر طرف پھیل گئے جب حضرت نے اس خواب کی کیفیت سُنی چشمہائے مبارک سے آنسو بہنے لگے دو مرتبہ فرمایا یہاں سے نکل اے دشمن خدا کہ تو نے میرے اندوہ کو تازہ کیا۔ میرے عزیزوں کے موت کی خبر مجھے سنائی۔ جب ہند وہاں سے اُٹھکر باہر چلی گئی حاضرین نے عرض کی یا رسول اللہ اس خواب کی تعبیر ارشاد فرمائیے حضرت نے فرمایا پہلا آفتاب جو طالع ہوا وہ خورشید برج امامت علی بن ابی طالب ہیں دوسرا آفتاب حسینؑ بن علی۔ اور جو سیاہ چاند ہند کے شکم سے پیدا ہوا وہ پسر ہند ہے۔ اور وہ ستارہ سیاہ جو اس ماہ سے نکلا اور دوسرے آفتاب پر حملہ کر کے نگل گیا وہ یزید ہے کہ میرے فرزند حسین سے جنگ کریگا اور اسے شہید کریگا اس کی شہادت کے روز آفتاب سیاہ ہو جائیگا تمام آسمان پر تاریکی پھیل جائیگی اور تیرگی کفر و ضلالت تمام جہان کو گھیر لیگی۔ وہ سیاہ ستارے جو ہر طرف پھیل گئے۔ منافقان بنی امیہ ہیں جو تمام جہان کو اپنی حکومت سے احاطہ کریں گے انتہیٰ محصلاً کذا فی البحار۔

بیسویں حدیث جلاء العیون میں لکھا ہے کہ فرات ابن ابراہیم اور ابن قولویہ نے بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز امام حسین علیہ السلام جناب سیدہ علیہا السلام کی گود میں تھے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور امام حسینؑ کو اپنے آغوش مبارک میں لیکر فرمایا اے فرزند خدا تعالیٰ تیرے قاتل پر لعنت کرے اور ان لوگوں پر لعنت کرے جو تیرے قتل پر اعانت کریں اور خدا تعالیٰ مجھ میں اور ان میں حکم کرے۔ جب جناب سیدہ نے یہ کلمات وحشت انگیز سنے عرض کی بابا جان

آپ میرے فرزند کی نسبت یہ کیا فرما رہے ہیں حضرت نے فرمایا اے نور دیدہ مجھے وہ مصیبتیں اور ظلم وستم یاد آگئے جو میرے اور تمہارے بعد اس فرزند پر واقع ہوں گے۔ یہ فرزند اس روز اپنے اصحاب کے ایک گروہ میں ہوگا کہ وہ مثل روشن ستاروں کے ہوں گے اور نہایت ہی شوق کیساتھ میدان میں جائیں گے اور قتل ہوں گے۔ گویا اس کے لشکر اور خیموں کا مقام اور ان کی قبریں میری نظروں میں ہیں۔ جناب سیدہ نے عرض کی بابا جان یہ واقعہ کہاں ہوگا حضرت نے ارشاد فرمایا ایک ایسے مقام پر یہ مصیبتیں واقع ہونگی جسے کربلا کہتے ہیں وہ جگہ میرے اہل بیت کے لئے کرب وبلا اور محنت وعنا کی ہوگی۔ ان پر میری امت کے اشقیا کی ایک فوج چڑھائی کرے گی۔ یہ اشقیا ایسے ہوں گے کہ اگر ان میں سے کسی کے لئے تمام اہل آسمان وزمین شفاعت کریں تو ان کی شفاعت رد کر دیجائیگی وہ ابدالآباد جہنم میں معذّب ہوں گے جناب سیدہ نے عرض کی بابا جان یہ میرا فرزند قتل ہوگا حضرت نے فرمایا ہاں اے دختر گرامی۔ اور اسطرح قتل کیا جائیگا کہ اس سے پہلے کوئی شخص اس مصیبت سے مقتول نہ ہوا ہوگا۔ اس پر تمام آسمان۔ زمین۔ فرشتے۔ وحشیان صحرا ماہیان دریا اور تمام پہاڑ گریہ کرینگے اور ہمارے دوستوں کا ایک گروہ اسکی زیارت کو جائیگا کہ تمام جہاں میں ان سے زیادہ۔ خدا کا اور ہم اہل بیت کا حق پہچاننے والا نہ ہوگا ان کے سوائے کوئی اور میرے فرزند کی زیارت نہ کرے گا۔ یہ لوگ راہ ہدایت کے چراغ اور بروز قیامت گناہ گاروں کے شفیع ہوں گے جب وہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے تو میں ان کو ان کی سیمائے نیک سے پہچان لونگا کہ وہ حسین کے زوّار ہیں۔ اس روز ہر دین والے اپنے پیشواؤں کو ڈھونڈتے رہیں گے مگر زوار حسین ہماری تلاش کرینگے ہمارے غیر سے انکا کوئی مطلب نہوگا۔ انہیں کے سبب سے دنیا قائم رہیگی اور انہیں کی برکت سے آسمان سے مینہ برسیگا۔ یہ کیفیت سنکر جناب سیدہ نے ایک آہ کی اور کہا انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت نے فرمایا اے دختر بہترین اہل بہشت

شہدا ہیں جنہوں نے دنیا میں اپنی جان و مال کو راہ خدا میں نثار کیا اور بہشت کو خدا یتعالیٰ سے مول لیا - خدا یتعالیٰ کے پاس کے اجر و ثواب دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں - راہ خدا میں قتل ہونا بستر پر مرنے سے افضل ہے جسکی قسمت میں شہادت لکھی ہے وہ اپنی شہادت گاہ پر خود بخود کھچکر جاتا ہے اور جو شخص شہید نہ ہو وہ البتہ مرتا ہے - اے فاطمہ دختر محمد کیا تم نہیں چاہتیں کہ بروز قیامت اس خلق کے بارے میں تم جو حکم کرو اسکی تعمیل کی جائے - کیا تم راضی نہیں کہ تمہارا فرزند حاملان عرش خدا سے ہو (یعنی انتہا درجہ کا مرتبہ بلند اسے حاصل ہو) کیا تمہیں منظور نہیں کہ تمہارا باپ شفیع روز جزا ہو - کیا تمہیں خوشی نہیں کہ تمہارے شوہر حیدر صفدر ساقی کوثر ہوں اور جس روز تمام جن و انس پیاسے ہوں وہ اپنے دوستوں کو اس حوض سے سیراب کریں اور دشمنوں کو وہاں سے نکال دیں (الیٰ ان قال) کیا تم راضی نہیں کہ جو شخص حسین کی زیارت کرے گا وہ ہمیشہ خدا کی ضمانت میں رہیگا اور اسکو حج و عمرہ کا ثواب ملیگا اور جبتک وہ اس سفر میں رہیگا ایک پل بھی خدا کی رحمت اس سے علیحدہ نہ ہوگی اگر وہ مرجائے گا تو شہادت کا مرتبہ اسے ملیگا - اگر زندہ رہے تو ہمیشہ حافظان اعمال اس کے لئے دعا کرتے رہیں گے اور جبتک وہ زندہ ہو خدا یتعالیٰ کی حفظ و امان میں رہے گا - جناب سیدہ نے عرض کی باباجان میں راضی ہوئی - خدا کے امر کو میں نے تسلیم کیا اور خدا پر میں توکل کرتی ہوں - پھر حضرت نے جناب سیدہ کے سینہ مطہر پر ہاتھ پھیرا اپنے دست مبارک سے اپنی دختر طاہرہ کے آنسو پاک کئے - اور فرمایا میں اور علی اور تم اور حسن حسینؑ بہشت میں ایک ایسے مکان میں ہوں گے جس سے تمہاری آنکھیں روشن اور تمہارا دل شاد ہوگا انتہیٰ محصلاً کذا فی البحار

اکیسویں حدیث علامہ مجلسی نے جلاء العیون میں لکھا ہے کہ ابن قولویہ نے بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ سن طفولیت میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ امیرالمومنین علیہ السلام

سے فرماتے یا علی حسینؑ کو روکو لو امیرالمومنین اپنے فرزند کو روکے رہتے حضرت اپنے نواسے
کے قریب آکر گلے کے بوسے لیتے اور گریہ فرماتے۔ ایک دن امام حسین علیہ السلام نے عرض
کی ناناجان آپ کیوں روتے ہیں حضرت نے فرمایا اے فرزند میں کیوں کر نہ روؤں کہ
دشمنوں کی تلواریں پڑنے کے مقام کو بوسے دیتا ہوں۔ امام حسینؑ نے عرض کی ناناجان کیا
میں قتل کیا جاؤنگا حضرت نے فرمایا ہاں خدا کی قسم تم اور تمہارے پدر بزرگوار اور تمہارے
بھائی سب قتل کیئے جائیں گے۔ امام حسین نے عرض کی کیا ہماری قبریں آپس سے جدا اور
دور دور ہوں گی۔ حضرت نے فرمایا ہاں اے فرزند امام حسینؑ نے عرض کی پھر ہماری زیارت
کون کریگا۔ حضرت نے فرمایا میری اور علی وحسن کی اور تمہاری زیارت وہی شخص کرے گا
جو میری امت کے صدیقوں سے ہو۔

بائیسویں حدیث بحار الانوار میں بنقل کامل الزیارۃ ابن قولویہ بسند معتبر امام جعفر صادق
علیہ السلام سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز امام حسین علیہ السلام حضرت سید عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے آغوش مبارک میں تھے حضرت اپنے نواسے کو کھلا رہے تھے اور ان کو
ہنسا رہے تھے فقالت عائشہ یا رسول اللہ ما اشد اعجابک بھذا الصبی
یعنی حضرت عائشہ نے عرض کی یا رسول اللہ کسقدر آپ اس بچے سے خوش ہوتے ہیں حضرت
نے فرمایا میں کیوں کر اسے دوست نہ رکھوں اور اسکی خوشی مجھے کیونکر مطلوب نہ ہو کہ یہ میرے
دل کا میوہ اور میری آنکھوں کا نور ہے اما ان امتی ستقتلہ فمن زارہ
بعد وفاتہ کتب اللہ لہ حجۃ من حججی بے شک میری امت اس میرے فرزند کو قتل کریگی
پس جو شخص اسکی شہادت کے بعد اسکی زیارت کرے خدا تعالیٰ میرے حجوں سے ایک
حج کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں ثبت فرمائے گا یہ سنکر عائشہ کو تعجب ہوا عرض کی حجۃ من
حججک یعنی آپکے حجوں سے ایک حج کا ثواب حضرت نے فرمایا نعم وحجتین من حججی ہاں بلکہ میرے دو حجوں کا ثواب۔ انہوں
نے کہا دو حج حضرت نے فرمایا بلکہ چار حج بس اسی طرح جناب عائشہ تعجب کرتی جاتی تھیں اور حضرت

تعداد ڈبراتے تھے یہانتک کہ آپ نے فرمایا جو شخص کہ حسین کی زیارت کرے میرے نو دحج
کا ثواب اس کے لئے لکھا جائیگا کہ ہر حج کے ساتھ ایک عمرہ بھی ہوا تھی ۔
کتاب امالی شیخ ابو جعفر طوسی میں بھی یہ حدیث دوسری سند سے مروی ہے (بحار)
تیئیسویں حدیث بحار الانوار میں بنقل کامل الزیارۃ باسند معتبر محمد بن حنفیہ سے مروی
ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاہے کہ میری زندگی
کی طرح اسکی زندگی اور میری وفات کے مانند اسکی وفات ہو اور میرے بہشت میں وہ داخل
کیا جائے وہ بہشت عدن جسکو میرے پروردگار نے اپنے دست قدرت سے بنایا تو اس
شخص کو چاہیئے کہ علی کی ولایت اختیار کرے اور ان کی اور ان کے بعد کے اوصیا کی
فضیلت کا مقر ہو اور میرے دشمن سے دور رہے ۔ خدا تعالیٰ نے علی کو اور ان کے بعد
کے اوصیا کو میرا علم و فہم عطا فرمایا ہے وہ میری عترت ہیں گوشت اور خون سے بنائے گئے
ہیں ۔ اے میرے پروردگار میں تیری درگاہ میں اپنی امت کے ان لوگوں کی شکایت
کرتا ہوں جو میری عترت کے دشمن ہیں ان کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں ان کے بارے میں
میری صلہ ارحام کو قطع کیا ہے ۔ خدا کی قسم ان میں کا ایک گروہ میرے فرزند حسین کو قتل
کرے گا اور ان کو میری شفاعت نصیب نہ ہوگی ۔
مولف کہتا ہے کہ یہ حدیث بتفاوت قلیل کتب فریقین میں باسناد معتبرہ کثیرہ مروی ہے
چنانچہ مودۃ القربیٰ میں امیر المومنین سے اور کامل الزیارۃ میں محمد حنفیہ اور امام جعفر صادق ع
سے امالی ابن بابویہ میں ابن عباس سے بصائر الدرجات میں محمد بن علی بن عمر بن علی بن
ابی طالب اور تغلب سے مروی ہے ۔
ایضاً ابو نعیم اور حمیدی شافعی نے قریب اس حدیث کے اخراج کیا ہے صح
چوبیسویں حدیث صاحب ناسخ التواریخ لکھتے ہیں کہ مولفات اصحاب میں مسطور ہے
کہ جب امام حسن علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب پہنچا اور زہر کے اثر سے آپکا رنگ مبارک

سبز ہوگیا۔ امام حسین علیہ السلام نے عرض کی بھائی جان یہ آپکا رنگ سبز کیوں ہوگیا امام حسنؑ نے فرمایا اے بھائی جو کچھ ہمارے نانا جان نے ہمارے بارے میں فرمایا تھا درست ہے یہ کہا اور دونوں بھائی آپس میں ملکر بہت روئے پھر امام حسن نے فرمایا کہ نانا جان نے ارشاد کیا تھا کہ جب میں نے شب معراج باغہائے بہشت کی سیر کی اور منازل مومنین میں پہنچا تو وہاں دو قصر دیکھے جو نہایت عالیشان تھے اور دونوں ایک ہی وضع پر بنے ہوئے اور ایک دوسرے کے نزدیک تھے۔ ایک قصر زبرجد سبز کا تھا۔ دوسرا یاقوت سرخ کا میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ دونوں قصر کس کے ہیں جبرئیل نے کہا ایک آپ کے بڑے نواسے حسن کا ہے دوسرا چھوٹے نواسے یعنی حسین کا ہے میں نے کہا کہ یہ دونوں مکان ایک ہی رنگ کے کیوں نہیں ہیں یہ سنکر جبرئیل خاموش ہو گئے میں نے کہا اے جبرئیل جواب کیوں نہیں دیتے جبرئیلؑ نے کہا مجھے آپ سے شرم آتی ہے میں نے کہا برائے خدا اس کا سبب مجھ سے بیان کرو۔ اس وقت جبرئیل نے کہا حسن کا مکان اس لئے سبز ہے کہ وہ زہر سے شہید کیے جائیں گے اسکی تاثیر سے ان کا رنگ سبز ہو جائیگا اور حسینؑ کا مکان اس لئے سرخ ہے کہ وہ تلوار سے شہید ہوں گے اور ان کا منہ خون سے سرخ ہو جائیگا انتہیٰ۔

پچیسویں حدیث کتاب ریاض الشہادۃ میں لکھا ہے کہ کتاب مراۃ الصفا میں کنز الغرائب سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام سلمہ کے گھر میں تشریف رکھتے تھے ناگاہ امام حسین علیہ السلام حاضر ہوئے آنحضرت نے اپنے فرزند کے سر کو اپنے سینہ سے لگا لیا ان کے دہان مبارک کے بوسے لیتے تھے اور فرماتے تھے میں اس بچہ کو بہت چاہتا ہوں اس اثنا میں جبرئیل امین نازل ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کے بعد آپ کی امت کے جفا کار اس فرزند سے کیا سلوک کرینگے۔ اس کو گرسنہ اور تشنہ صحرائے کربلا میں تنہا و غریب بے یار و مددگار بخواری تمام قتل کریں گے۔ اس خبر سے حضرت کا قلب مبارک پریشان اور آپ کی آنکھیں گریاں ہوگئیں چاہا خدا تعالےٰ سے درخواست

کریں کہ جسطرح حضرت اسمعیل کے لئے فدیہ بھیجا گیا تھا اسیطرح امام حسینؑ کے لئے بھی فدیہ قرار دے
اسیوقت حضرت پر وحی نازل ہوئی کہ اے حبیب واقعہ شہادت سے حسین کی رہائی کی ہم سے
درخواست نہ کرو کہ ہم نے اسکو تمہاری امت پر فدا کیا ہے ہم نے جو اسمعیل کے لئے فدیہ بھیجا تو
وہاں اسمعیل کی رہائی مقصود تھی۔ یہاں حسین کے عوض میں تمہاری امت کی خلاصی آتش جہنم سے
مقصود ہے اگر تم اپنی امت کی نجات چاہتے ہو تو اپنے فرزند کے قتل پر راضی ہو جاؤ۔ جبتک
کہ تمہارے دل پر کہ تم میرے پیغمبر ہو اور تمہارے چچازاد بھائی کے دل پر کہ وہ میرا ولی ہے
اور فاطمہ زہرا اور حسنؑ وحسینؑ کے دلوں پر اس واقعہ کا غم والم نہ پہنچے اور دل پر سوز سے
یہ سب لوگ عاصیان امت کی شفاعت نہ چاہیں ان کی نجات آتش جہنم سے ممکن نہیں۔ حضرت
نے عرض کی پروردگار میں اپنی امت کی نجات کے لئے اپنے فرزند کے قتل پر راضی ہوں۔
حکم ہوا فقط تمہاری رضامندی کافی نہیں ضرور ہے کہ حسینؑ کے والد علی مرتضی بھی خوشی خاطر
سے راضی ہوں حضرت نے امیر المومنین کو بلوا کر اس راز سے آگاہ فرمایا حضرت امیر نے جب
یہ خبر جانگزا سنی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی عرض کیا یا رسول اللہ میں ہمیشہ ظاہر و باطن میں
فرمان خدا کا تابع اور آپکی خوشنودی کا خواہاں رہتا ہوں۔ میری آرزو یہ ہے کہ جبتک زندہ
ہوں میری یہی حالت رہے۔ خلاق عالم کی وحی حضرت کو پہنچی کہ اس مقدمہ میں حسینؑ کی مادر گرامی
فاطمہ کی رضامندی بھی ضرور ہے جب حضرت کو یہ حکم پہنچا تو آپکا گریہ اور زیادہ ہوا فرمایا میری
بیٹی کو اس واقعہ کے سننے کی طاقت کہاں ہے مگر ناچار بحکم خدا جناب سیدہ کو بھی اس کیفیت
سے اطلاع دی جب سیدہ اس جانگزا واقعہ سے مطلع ہوئیں گریہ وزاری شروع کی عرض کیا اے
پدر بزرگوار ہر چند آپ جانتے ہیں کہ کسی ماں کا دل ایسا نہیں جو اپنے فرزند دلبند کے
قتل پر راضی ہو بلکہ کوئی مسلمان کسی بیگانے کے قتل ناحق پر ہرگز راضی نہ ہوگا ماں کا راضی ہونا
بیٹے کے قتل پر تو ایک بڑا مشکل امر ہے مگر جب خدا نے حکم فرمایا ہے اور نبی و وصی راضی ہو گئے
ہیں تو مجھے بھی بجز رضامندی کے چارہ نہیں ہے۔ جناب سیدہ جسوقت یہ باتیں کہہ رہی تھیں برابر

آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور نہایت ہی حسرت و یاس سے اپنے فرزند دلبند کی صورت دیکھ رہی تھیں۔ آخر میں اپنے فرزند سے فرمایا اے جان مادر اگرچہ یہ امت بے وفا تجھ پر رحم نہ کرے مگر ہم کو گنہگاروں پر رحم کئے بغیر چارہ نہیں ہے۔ پھر خلاق عالم کا حکم پہنچا کہ اسکے بھائی یعنی حسن کی منظوری بھی ضرور ہے۔ جب امام حسن علیہ السلام اس امر سے آگاہ ہوئے عرض کی الہٰی چھوٹے بھائی حسینؑ کے قتل کے عوض میں مجھے اپنا قتل منظور تھا لیکن جب مشیت الہٰی اس سے متعلق ہوئی ہے اور میرے جد بزرگوار کی امت کی نجات اس پر موقوف ہے تو میں نے منظور کیا اس کے بعد پھر حکم خدا ہوا کہ اے پیغمبر چونکہ اصل میں یہ معاملہ حسینؑ کا ہے تو ضرور ہے کہ اس مقدمہ میں وہ بھی راضی ہو یہ سنکر حضرت سید کائنات علیہ وآلہ الف التحیات متحیر ہوئے کہ کسطرح اس امر ہولناک کو اپنے فرزند سے جو نہایت کم سن ہے بیان کریں مگر چونکہ امر خدا میں بجز انقیاد کے کوئی علاج نہ تھا اسلئے حضرت نے امام حسینؑ سے یہ تمام واقعہ بیان فرمایا جب اس صاحبزادے نے یہ بات سنی باوجود کمسنی عرض کی نانا جان دوست کی راہ میں اپنی جان دینا کوئی امر آسان اور سہل نہیں ہے اسی لئے خداوند عالم نے اپنے تمام دوستوں میں سے مجھی کو اس امر عظیم کے ساتھ مخصوص کیا میں بھی اس امر مشکل کے پورا کرنے میں خلاق عالم سے ایک شرط اور عہد چاہتا ہوں حضرت نے پوچھا اے فرزند وہ شرط کونسی ہے۔ عرض کی خدا تعالےٰ یہ عہد فرمائے کہ جسوقت زمین کربلا پر پہلا قطرہ میرے خون کا گرے خدائے کریم میرے نانا کی امت کے گناہ گاروں کو بخشدے امام حسین یہ عرض کر رہے تھے کہ فوراً جبرئیل امین نازل ہوئے اور خدا تعالیٰ کی جانب سے حضرت کی خدمت میں بعد تحفہ سلام یہ پیام پہنچایا کہ ہم نے عہد کیا ہے کہ جو خون کا قطرہ حسینؑ کے جسم نازنین سے پہلے زمین پر گرے اسی وقت ہم گناہ گاران امت کو بخشدینگے۔ اور جو شخص حسینؑ کی مصیبت میں اپنی آنکھوں سے آنسو کا ایک قطرہ بہائے اس کا حشر حسینؑ کے ساتھ بہشت بریں میں ہوگا یہ سنکر امام حسین علیہ السلام نے کہا رضیت رضیت رضیت۔ منقول ہے کہ بروز عاشورا جب قسمر شقی چاہتا تھا کہ خنجر ستم سے آپکو شہید کرے اسوقت

اس ملعون نے دیکھا کہ حضرت سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کے لبہائے خشک متحرک ہیں
اس نے گمان کیا کہ آپ دعائے بد فرماتے ہوں گے اپنا گوش نجس آپ کے لبہائے مبارک کے
قریب لیگیا سنا کہ آپ فرماتے ہیں خداوندا میں نے اپنا عہد پورا کیا اپنی جان تیری راہ میں
نثار کی تو بھی اپنا وعدہ پورا فرما اور میرے نانا کی گنہگار امت کو بخشدے۔ مجھے یقین ہے
کہ تیرے عہد میں خلاف نہیں راوی کہتا ہے اسوقت ہاتف غیبی سے آواز آئی کہ اے حسینؑ ہم
نے بھی اپنے عہد پر وفا کی انتہی۔

مولف کہتا ہے کہ ہرچند کنز الغرائب کتب معتبرہ اہل سنت سے ہے مگر اس روایت کے اعتبار
میں حقیر کو شک ہے واللہ اعلم۔

امیر المومنین کا آپ کی شہادت کی خبر بیان کرنا

سر الشہادتین اور صواعق محرقہ سے ابو نعیم اور ابن سعد محدث کی روایتیں یحیٰی حضرمی اور شعبی
سے گذر چکیں ان دونوں روایتوں کا مضمون یہ ہے کہ جب امیر المومنین علیہ السلام صفین
کے سفر میں زمین کربلا پر پہنچے تو خبر شہادت امام حسینؑ علیہ السلام بیان فرمائی اور اپنے
فرزند کو امر بصبر فرمایا۔ یہ روایت نہایت مشہور و مستفیض بلکہ متواتر ہے۔ فریقین کے محدثین
نے بسند ہائے کثیرہ اسکی روایت کی ہے اور جملہ مورخین نے اسکو بیان کیا ہے دو روایتیں
تو اسکے متعلق نقل ہو چکیں اس کے علاوہ یہ ہیں۔

تیسری حدیث سر الشہادتین میں بروایت ابو نعیم اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے
وہ کہتے ہیں ہم امیر المومنین علیہ السلام کے ہمراہ جہاں قبر حسینؑ بننے والی تھی اس مقام پر
آئے امیر المومنینؑ نے فرمایا یہ شہیدوں کے اونٹ باندھنے کا مقام ہے۔ یہ ان کے
اسباب رکھنے کی جگہ ہے اور یہ ان کے خون بہنے کی زمین ہے۔ آل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی ایک جماعت اس میدان میں قتل کی جائے گی۔ ان پر زمین و آسمان روئینگے
ایضاً صواعق محرقہ میں مرقوم ہے کہ ملّا نے روایت کی ہے ایک مرتبہ علی مرتضیٰ کا

گذر مقام قبر حسینؑ پر ہوا آپ نے فرمایا ھھنا مناخ رکابھم وھھنا موضع رحالھم وھھنا مھراق دمائھم فئۃ من آل محمد یقتلون بھذہ العرصۃ تبکی علیھم السماء والارض ترجمہ اس کا گزر چکا۔ مثل اس کے طبری شافعی نے ذخائر العقبیٰ میں کتاب سیرۃ ملا سے اور حمیری نے قرب الاسناد میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے۔

مولف کہتا ہے کہ یہ روایتیں اس خبر کا خلاصہ ہیں جو مورخین اہل سنت و محدثین امامیہ نے بتفصیل اپنی کتابوں میں درج کی ہے چنانچہ تاریخ اعثم کوفی میں مرقوم ہے کہ جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام اثنائے سفر صفین میں زمین کربلا پر پہنچے تو فرات کے کنارے فروکش ہوئے وہاں چند درخت خرما کو ملاحظہ فرمایا عبداللہ بن عباسؓ سے کہا تم جانتے ہو یہ کونسا مقام ہے ابن عباس نے عرض کی مجھے معلوم نہیں۔ امیر المومنین نے فرمایا اگر تم اس مقام کو پہچانتے اور تمہیں معلوم ہوتا کہ یہاں کیا ہونیوالا ہے تو بے اختیار رو دیتے یہ فرما کر آپ نے اسقدر گریہ کیا کہ محاسن شریف آنسوؤں سے تر ہو گئی پھر فرمایا آہ آل ابوسفیان کو مجھ سے کیا کام ہے اسکے بعد امام حسین علیہ السلام کو طلب کر کے ارشاد کیا اے فرزند مصیبت میں صبر کرنا۔ تم دیکھتے ہو ابوسفیان کی اولاد کے ہاتھوں سے تمہارا باپ کیا کیا تکلیفیں اٹھا رہا ہے چند روز کے بعد تم پر بھی ان سے انواع و اقسام کے ظلم واقع ہوں گے پھر آپ سوار ہو کر اطراف زمین کربلا میں پھرنے لگے جیسے کوئی شخص کسی چیز کو تلاش کرتا ہے تھوڑی دیر کے بعد ایک مقام پر اتر پڑے اور پانی طلب فرما کر وضو کیا چند رکعتیں نماز کی پڑھیں۔ اسوقت آپکا لشکر موضع نینوا پر فرات کے کنارے اترا ہوا تھا نماز کے بعد زمین پر لیٹ گئے یہانتک کہ آپکی آنکھ لگ گئی تھوڑی دیر کے بعد بیدار ہوئے اسوقت حضرت کی ایسی حالت تھی جیسے کوئی کسی چیز سے ڈرا ہو بیدار ہوتے ہی ابن عباس کو طلب کر کے فرمایا یا ابن عباس میں نے اسوقت ایک عجیب اور ہولناک خواب دیکھا ہے میں نے دیکھا کہ ایک

جماعت چند مردوں کی جنکے منہ نورانی تھے آسمان سے اتری وہ لوگ تلواریں حمائل کیے ہوئے اور سفید علم ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے۔ اس زمین کے اطراف ایک لکیر کھینچی پھر میں نے دیکھا کہ یہ خرمے کے درخت اپنی ڈالیاں زمین پر مارتے ہیں اور خون تازہ کی ایک ندی اس زمین پر جاری ہے اپنے فرزند حسینؑ کو دیکھا کہ اس خون کی ندی میں فریاد کر رہا ہے اور کوئی شخص اسکی فریاد کو نہیں پہنچتا۔ وہ مدد چاہتا ہے کوئی اسکی مدد نہیں کرتا۔ پھر ان نورانی آدمیوں کو جو آسمان سے اترے تھے میں نے دیکھا کہ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ اے آل رسول اللہ صبر کرو اور جان لو کہ تم بدترین خلق کے ہاتھوں سے قتل کیے جاتے ہو۔ اے حسینؑ بہشت تمہارا اشتیاق ہے۔ پھر وہ لوگ میرے نزدیک آئے رسم تعزیت ادا کی اور کہا اے ابوالحسن آپ کو بشارت ہو کہ خدا یتعالےٰ بروز قیامت آپکی آنکھوں کو آپکے فرزند کے دیدار سے روشن کریگا یہ خواب دیکھ کر میں بیدار ہوا۔ یا ابن عباس قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ قدرت میں علی کی جان ہے پیغمبر برحق صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ یا علی تم باغیوں کی جنگ کو جاتے ہوئے راستے میں زمین کربلا پر ایسا خواب دیکھو گے۔ یہ زمین کربلا ہے جس پر میرا حسینؑ اور اسکے شیعہ اور اولاد فاطمہ بنت رسول اللہ کی ایک جماعت اس میں دفن ہوگی۔ یہ زمین مشہور ہے۔ اہل آسمان اس زمین کو کربلا کہتے ہیں بروز قیامت اسکی خاک سے ایک گروہ محشور ہوگا کہ بغیر حساب بہشت میں داخل کیا جائیگا۔ پھر فرمایا یا ابن عباس اس صحرا میں ہرنیوں کی خوابگاہ تلاش کرو ابن عباس کہتے ہیں کہ میں اٹھکر کسیقدر اس زمین کے اطراف پھرا جہاں ہرن بیٹھتے ہیں اور ان کی مینگنیاں پڑی ہوتی ہیں وہ مقام مجھے ملگیا میں امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوا کیفیت عرض کی جب حضرت نے یہ بات میری زبان سے سنی فرمایا اللہ اکبر جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا پھر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور سرعت کیساتھ اس مقام پر روانہ ہوئے جب وہاں پہنچے ایک مٹھی ہرنیوں کی مینگنیاں

(جو بالکل خشک تھیں) دست مبارک سے اٹھاکر سونگھیں ہم نے دیکھا کہ ان مینگنیوں کا رنگ مثل زعفران کے زرد ہوگیا تھا۔ ان میں سے مشک کی خوشبو آرہی تھی پھر آپ نے فرمایا اسیطرح مجھے جناب رسول خدا نے خبر دی ہے۔ یا ابن عباس تم اسکی کیفیت جانتے ہو ابن عباس نے کہا نہیں یا امیر المومنین۔ حضرت نے فرمایا ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں سمیت اس مقام پر گذرے اور انہیں مینگنیوں کو اٹھاکر سونگھا جسطرح میں نے سونگھا ہے۔ اور دیکھا کہ بہت سے ہرن اس مقام پر جمع ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رونا شروع کیا۔ آپ کی موافقت سے حواری بھی رونے لگے۔ مگر انہیں معلوم نہ تھا کہ عیسیٰ کیوں رو رہے ہیں آخر اپنے پیغمبر سے پوچھا یا روح اللہ آپ کے اس رونیکا کیا سبب ہے۔ مسیح نے فرمایا تم جانتے ہو یہ کون سی زمین ہے عرض کی نہیں۔ عیسیٰ نے فرمایا اس زمین پر پیغمبر آخر الزماں احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کو جو فاطمہ زہرا بتول طاہرہ ثانی مریم کے بطن مبارک سے پیدا ہوگا اہل جفا قتل کرینگے۔ پھر مسیح نے تھوڑی سی مینگنیاں اپنے ہاتھ سے اٹھائیں اور سونگھ کر فرمایا اے لوگو یہ ہرنوں کی مینگنیاں اس لئے خوشبو ہیں کہ وہ ہرن اس زمین پر چرتے ہیں یہاں کی گھانس کھائی ہے۔ پھر خدا سے دعا کی اے پروردگار اس شہید کے باپ کو ایک روز اس زمین پر پہنچا تاوہ ان مینگنیوں کو سونگھیں اور اس سے ان کی تسلی ہو۔ یا ابن عباس میں پہلے انہیں کو ڈھونڈ رہا تھا یہ وہی مینگنیاں ہیں جو مسیح نے اپنے ہاتھ سے اٹھاکر سونگھی تھیں اسوقت سے یہ ابتک اسی طرح رکھی ہیں۔ طول زماں سے ان کا رنگ زرد ہوگیا ہے یہ زمین کرب وبلا ہے۔ یہ فرماکر امیر المومنینؑ بہت روئے اور کہا اے پروردگار میرے فرزند کے قاتلوں کی عمر سے برکت کو اٹھالے۔ ان کو ملعون ابدی کردے پھر آپ کے رونیکی آواز بلند ہوئی اسقدر گریہ فرمایا کہ غش آگیا سب لوگ آپکی بکا سے اندوہگیں ہوئے اور سب نے رونا شروع کیا جب حضرت کو ہوش آیا (تجدید وضو فرماکر) اٹھ کھڑے ہوئے آٹھ رکعت نماز پڑھی ہر دو رکعت کے بعد ان مینگنیوں کو سونگھتے تھے اور اپنے

فرزند حسینؑ کو سینہ مبارک سے لگا کر تسلی دیتے تھے اور فرماتے تھے اے میوہ دل مصطفیٰ اے
وائے ریحان حبیب خدا صبر کرو اس کے بعد آپ نے وہ مینگنیاں تھوڑی سی اٹھا کر ایک
کیسہ میں باندھ لیں اسے اپنے لباس میں رکھ لیا اور فرمایا کہ میرے انتقال تک یہ مینگنیاں
اسی تھیلی میں بندھی رہیں گی۔ یا ابن عباس جب تم دیکھو کہ یہ مینگنیاں خون ہو گئی ہیں تو سمجھ لو
کہ میرا حسینؑ قتل کر دیا گیا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ اس کیسہ سے باخبر تھا اور بعد
شہادت امیرالمومنین ہر وقت اسکو دیکھتا رہتا تھا انتھیٰ محصلاً۔

مولف کہتا ہے کہ تاریخ اعثم کوفی میں یہ روایت ناتمام ہے اخیر کا مضمون رہ گیا ہے شاید
چھاپے کی غلطی ہو۔ شیخ صدوق اعلی اللہ مقامہ نے بسند ہائے معتبرہ امالی و خصال میں ابن عباس
سے یہ پوری روایت نقل کی ہے آخر اس حدیث کا یہ ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت امیر نے
تھوڑی سی مینگنیاں اپنی عبا کے گوشہ میں باندھ لیں۔ آپ کے فرمانے سے میں نے بھی تھوڑی
سی مینگنیاں رکھ لیں حضرت نے فرمایا یا ابن عباس جب یہ مینگنیاں خون ہو جائیں تو سمجھ لینا
کہ میرا فرزند اسی زمین پر شہید ہو چکا ہے۔ پس میں ہمیشہ ان کو اپنی آستین میں رکھتا تھا ان کی حفاظت
کرنا اور اپنی واجب نمازوں سے زیادہ اس کا اہتمام کرتا تھا ایک روز میں اپنے گھر میں
سو رہا تھا جب بیدار ہوا دیکھا میری آستین خون سے بھری ہوئی ہے اور ان مینگنیوں سے
لہو جاری ہے پس میں نے چیخ مار کے رونا شروع کیا اور کہا خدا کی قسم حسینؑ شہید
ہوئے جب میں گھر سے نکلا دیکھا کہ غبار نے مدینہ کو گھیر لیا ہے۔ تمام فضا تیرہ و تار ہے
کوئی کسی کو نہیں دیکھ سکتا۔ قرص آفتاب مثل طشت خون کے سرخ ہو گیا ہے اور مدینہ کی
دیواروں کو میں نے دیکھا کہ سب سرخ ہیں جیسے کسی نے ان پر خون ڈالدیا ہے۔ پھر میں
اپنے گھر میں پلٹ آیا اور رونا شروع کیا اور کہا خدا کی قسم فرزند رسول شہید ہو گیا۔
ناگاہ گھر کے ایک جانب سے میں نے آواز سنی اور رہنے والے کو نہ دیکھا کوئی کہتا تھا

اصبروا آل الرسول قتل الفرخ النحول

نزل الروح الامین ببکاءٍ وعویل

یعنی اے آل رسول صبر کرو کہ فرزند بتول قتل ہوا۔ اور روح الامین باگریہ وزاری نازل ہوئے اسکے بعد رونیکی آواز اس شخص سے بہت بلند ہوئی۔ اس سے میرا رونا بھی زیادہ ہوا۔ میں نے جانا کہ حضرت امام حسین اسی وقت شہید ہوئے ہیں۔ اس روز محرم کی دسویں تاریخ تھی جب چند روز کے بعد مدینہ میں خبر پہنچی تو معلوم ہوا کہ حضرت اسی روز شہید ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کو بعض ان لوگوں سے بیان کیا جو حضرت کے ساتھ کربلا میں تھے انہوں نے کہا کہ زمین کربلا پر بعینہ یہی آواز حضرت کی شہادت کے بعد ہم نے بھی سنی مگر معلوم نہ ہوا کہ کہنے والا کون ہے انتہیٰ۔ یہ چوتھی حدیث تھی۔

پانچویں حدیث تاریخ اعثم کوفی میں مرقوم ہے کہ بعد جنگ صفین جسوقت حضرت امیر علیہ السلام شہر کوفہ میں تشریف رکھتے تھے ایک روز اعور ہمدانی (جن کا نام حارث بن قیس ہمدانی تھا) حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا آپ بہت غمگین ہیں عرض کی یا امیرالمومنینؑ آپ کیوں رنجیدہ ہیں اگر کوئی امر مکروہ طبع ہے تو ہم جاں نثار اسکے دفع کرنے میں کوشش کریں اور اگر کسی امر کا قصد رکھتے ہیں تو ہم اس میں آپ کی موافقت کریں۔ یا آنکہ آپکو اہل شام اور باغیوں کے قتل سے پشیمانی حاصل ہوئی ہے حضرت نے فرمایا میں ان کی جنگ میں حق پر تھا اس سے مجھے کوئی ملال نہیں بلکہ خوش ہوں میرا حزن واندوہ اس خواب سے ہے جو شام کو جاتے ہوئے زمین کربلا پر میں نے دیکھا ہے جس میں میں نے آواز سنی تھی کہ میرا فرزند حسینؑ قتل کیا جائیگا اعور ہمدانی نے عرض کی یا امیرالمومنین انشاءاللہ تعالےٰ خیر ہے حضرت نے فرمایا ہیہات اے حارث یہ خدا تعالیٰ کا حکم محکم اور اسکی قضائے مبرم ہے کہ اس کا دفع کرنا کسی طرح ممکن نہیں اور بغیر تسلیم ورضا کوئی چارہ نہیں۔ مجھے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی خبر دی ہے اور فرمایا کہ یزید ملعون میرے میوۂ دل اور روشنی چشم حسین کو قتل کریگا۔

چھٹی حدیث تاریخ اعثم کوفی میں زہیر بن ارقم سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کو عبدالرحمن بن ملجم نے زخمی کیا تو میں حالت مرض میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ اپنے فرزند حسین کو سینہ مبارک سے لگائے فرماتے ہیں اے نور دیدہ اے سرور سینہ پیغمبر خدا گویا وہ معرکہ میں دیکھ رہا ہوں جس میں تو قتل کیا جائیگا میں نے عرض کی یا امیرالمومنین آخر کون بدبخت اس صاحبزادے کو قتل کریگا حضرت نے فرمایا اے زہیر میرے حسین کو لعین امت قتل کریگا خدا اسکو ہرگز نہ بخشے گا اور جس وقت وہ اپنا پیٹ شراب سے بھرے ہوئے اور بدمست ہوگا اسکو (ناگہانی) موت آئیگی اس حالت قبیح میں وہ نی النار ہوگا

مولف کہتا ہے کہ اس روایت میں زہیر بن ارقم غلطی کاتب سے ہے کیونکہ زہیر بن ارقم کوئی راوی نہیں ہے یا تو وہ زہیر بن قین ہیں یا زید بن ارقم۔

ساتھویں حدیث شواہد النبوۃ میں ملا جامی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین نے براء ابن عازب سے کہا کہ اعدائے دین میرے فرزند حسینؑ کو قتل کرینگے تم زندہ رہو گے اور اسکی مدد نہ کرو گے۔ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے اسوقت براء بن عازب زندہ تھے وہ کہتے ہیں کہ امیرالمومنین نے سچ فرمایا تھا افسوس کہ حسینؑ شہید ہوئے اور میں نے آپکی نصرت نہ کی۔ بحارالانوار میں بنقل ارشاد شیخ مفید بسند معتبر بعینہ یہ حدیث مرقوم ہے اور آخر اس کا یہ ہے کہ پھر ہمیشہ بڑا حسرت و افسوس کیا کرتے تھے۔

آٹھویں حدیث بحارالانوار میں بروایت امالی صدوق بسند معتبر ہرثمہ بن ابی مسلم سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ جب ہم لوگ حضرت امیرالمومنین کی ہمراہی میں جنگ صفین سے واپس ہوئے حضرت نے زمین کربلا پر نزول اجلال فرمایا صبح کی نماز وہاں ادا کی پھر ایک مشت خاک وہاں سے اٹھا کر سونگھی اور فرمایا خوشا حال تیرا اے زمین کہ تجھ سے ایک گروہ ایسا محشور ہوگا جو بےحساب داخل بہشت ہوگا۔ پس ہرثمہ نے اپنے گھر آکر اپنی زوجہ سے یہ خبر بیان کی۔ وہ بی بی حضرت امیر علیہ السلام کے شیعوں سے تھی اسنے

اس نے کہا کہ امیرالمومنین ہرگز جھوٹ نہیں فرماتے بیشک یہ امر واقع ہونیوالا ہے۔ ہرثمہ کہتا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام زمین کربلا پر وارد ہوئے اسوقت میں اس لشکر میں شریک تھا جسے ابن زیاد نے آپسے لڑنیکے لیے بھیجا تھا جب میں نے وہ زمین اور وہاں کے درخت دیکھے وہ کیفیت مجھے یاد آگئی۔ میں اونٹ پر سوار ہوکر حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو بات امیرالمومنین علیہ السلام سے سنی تھی حضرت کی خدمت میں عرض کی۔ آپنے فرمایا کیا تو ہمارے ساتھ ہے یا ہمارے دشمنوں کے ساتھ میں نے عرض کی نہیں آپکے ساتھ رہسکتا ہوں نہ آپکے مخالفین کے ساتھ۔ چونکہ میرے چند اطفال ہیں اور ابن زیاد سے بھی مجھے خوف ہے اسلیے آپکی نصرت نہیں کرسکتا۔ حضرت نے فرمایا تو یہاں سے چلاجا تا ہم کو قتل ہوتا نہ دیکھے اور ہمارے استغاثہ کی آواز نہ سنے۔ قسم ہے اس خداوند کی جسکے قبضہ قدرت میں حسینؑ کی جان ہے جو شخص آج کے روز ہماری آواز سنے اور ہماری مدد نہ کرے حق تعالیٰ اسکو اوندھے منہ آتش جہنم میں ڈالدیگا

نویں حدیث جلاء العیون میں علامہ مجلسی اعلی اللہ مقامہ تحریر فرماتے ہیں کہ ابن بابویہ اور ابن قولویہ اور شیخ مفید اور شیخ طبرسی رحمۃ اللہ علیہم نے باسانید معتبرہ اصبغ بن نباتہ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کوفہ میں منبر پر تشریف فرما تھے اور خطبہ پڑھ رہے تھے اثنائے خطبہ میں فرمایا سلونی قبل ان تفقدونی یعنی میرے انتقال سے پہلے جو چاہو مجھ سے پوچھ لو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خبر ہائے گذشتہ اور آیندہ سے جو سوال کروگے میں بیان کرونگا۔ یہ سنکر سعد وقاص اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا امیرالمومنین میرے سر اور داڑھی میں کتنے بال ہیں بیان فرمائے حضرت نے فرمایا میرے حبیب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی تھی کہ تم مجھ سے ایسا سوال کروگے یہ بھی فرمایا تھا کہ تمہارے سر اور داڑھی میں اتنے بال ہیں الی ان قال، اور تمہارے گھر میں ایک لڑکا ہے جو میرے فرزند حسین کو شہید

کریگا - راوی کہتا ہے کہ اسوقت عمر بن سعد بہت کم سن تھا اور ریناپاؤں چلنا شروع کیا تھا انتہی تفصیل ان روایتوں کی بحارالانوار میں مرقوم ہے -

دسویں حدیث بحارالانوار میں بنقل کامل الزیارۃ ابن قولویہ علیہ الرحمہ بسند معتبر ابو عبداللہ[۹] جدلی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں ایک روز حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا امام حسین علیہ السلام حضرت کے پہلو میں بیٹھے ہیں حضرت نے اپنے فرزند کے شانے پر ہاتھ رکھکر فرمایا یہ میرا فرزند قتل کیا جائیگا اور کوئی شخص (حاضرین سے) اسکی مدد نہ کریگا میں نے عرض کی یا امیرالمومنین خدا کی قسم اس روز کی زندگانی بد زندگانی ہوگی حضرت نے فرمایا یہ ایک ایسا امر ہے کہ ضرور واقع ہوگا -

گیارہویں حدیث بحارالانوار میں بروایت ابن قولویہ ہانی[۱۰] بن ہانی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک روز امیرالمومنین نے فرمایا کہ میرا فرزند حسین قتل ہوگا اور میں اس زمین کو پہچانتا ہوں جہاں وہ قتل کیا جائیگا وہ دو نہروں کے قریب ہے -

بارہویں حدیث بحارالانوار میں بروایت ابن قولویہ علیہ الرحمہ بسند معتبر حضرت امام[۱۱] جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا یا اباعبداللہ زمانہ قدیم سے لوگ تم پر اندوہناک ہیں امام حسین نے عرض کی یا امیرالمومنین میں آپ پر فدا ہوں آخر میرا کیا حال ہوگا حضرت نے فرمایا اے نور دیدہ جو وقائع کہ عوام نہیں جانتے وہ میں جانتا ہوں اور تم پر اس مصیبت کے واقع ہونے سے پہلے تم بھی جان لو قسم ہے پروردگار کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ بنی امیہ تمہیں قتل کرینگے مگر ان سے یہ نہیں ہوسکیگا کہ تمہارے دین سے تمہیں پھیر دیں اور تمہارے پروردگار کی یاد تمہارے دل سے بھلا دیں - امام حسین نے عرض کی بابا جان بس مجھے یہی کافی ہے - میں حکم خدا کا اقرار اور اپنے جد بزرگوار اور پدر عالیمقدار کے قول کی تصدیق کرتا ہوں

تیرہویں حدیث بحارالانوار میں بنقل بصائر الدرجات دار شاد سوید بن غفلہ

سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک شخص نے آپکی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا امیرالمومنین میں وادی القریٰ سے آرہا ہوں خالد بن عرفطہ نے انتقال کیا۔ حضرت نے فرمایا وہ نہیں مرا پھر اس شخص نے عرض کی کہ وہ مر گیا حضرت نے فرمایا نہیں مرا قسم ہے اس ذات کی جسکے دست قدرت میں میری جان ہے وہ اب ہرگز نہیں مریگا اس شخص نے تیسرے مرتبہ کہا سبحان اللہ میں خبر دیتا ہوں کہ ابن عرفطہ مر گیا۔ آپ فرماتے ہیں نہیں مرا۔ حضرت نے ارشاد کیا (تو جھوٹ کہتا ہے) وہ نہیں مرا اور واللہ وہ نہیں مریگا جبتک کہ لشکر گمراہ کا سردار نہ بنایا جائے اور اس لشکر کا علمدار حبیب بن جماز ہوگا جب یہ خبر حبیب بن جماز کو پہنچی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا امیرالمومنین میں آپکے شیعوں سے ہوں یہ کیا خبر ہے جو آپ میری نسبت ارشاد فرماتے ہیں خدا کی قسم میں اپنی نسبت ہرگز ایسا گمان نہیں رکھتا حضرت نے فرمایا اگر تو حبیب بن جماز ہے تو ضرور اس لشکر ضلالت کا علمدار ہوگا۔ راوی حدیث ابو حمزہ کہتے ہیں کہ واللہ خالد بن عرفطہ نہیں مرا یہانتک کہ عمر سعد نے حضرت امام حسین علیہ السلام پر فوج کشی کی اور مقدمۃ الجیش کا خالد بن عرفطہ کو سردار مقرر کیا اس کا علمدار حبیب بن جماز ہوا۔

چودھویں حدیث ناسخ التواریخ میں لکھا ہے کہ کتاب اکمال الدین میں اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے کہ امیرالمومنین نے فرمایا خیر الخلق وسیدھم بعد الحسن ابنی اخوہ الحسین المظلوم بعد اخیہ۔ المقتول فی ارض کرب وبلاء الا انّہ واصحابہ من سادات الشھداء یوم القیامۃ یعنی حسن کے بعد بہترین خلائق اور سب کا سردار میرا فرزند حسین ہے جو اپنے بھائی کے بعد ظلم اٹھائیگا اور زمین کرب وبلا پر شہید ہوگا بیشک میرا فرزند حسین اور اسکے اصحاب بروز قیامت سادات شہدا سے ہوں گے۔

پندرہویں حدیث حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے جو دیوان منسوب ہے

اس میں مرقوم ہے کہ حضرت نے امام حسین علیہ السلام کی طرف خطاب کرکے فرمایا **۵۱**

حسین اذا کنت فی بلدۃ　　غریبًا فعاشر باٰدابھا

یعنی اے حسین جب تم ایک شہر میں مسافرانہ طور پر وارد ہو تو اسکے طریقوں پر عمل کرنا۔

(اسی طرح حضرت نے کئی شعر ارشاد فرمائے جس میں کربلا کا بھی ذکر ہے پھر فرمایا) **۵۲**

فتخضب منک اللحی بالدما　　خضاب العروس باثوابھا

جسطرح کسی دلہن کے کپڑے سرخ ہوتے ہیں اسی طرح تمہاری محاسن خون سے سرخ ہوجائیگی

ارانھا ولم یک رای العیان　　واوتیت مفتاح ابوابھا

ان امور کے ہونیسے پہلے میں انہیں صاف طور پر دیکھ رہا ہوں اور مجھے کنجیاں ان امور کی خبروں کی دیگئی ہیں **۵۴**

سقی اللہ قائمنا صاحب القیامۃ والناس فی دابھا

خدا تعالیٰ قائم اہل بیت کو سیراب کرے جو آخری زمانے میں ہوگا اور سب لوگ رنج میں ہونگے

ھو المدرک الثار لی یا حسین بل لک فاصبر لاتعابھا

اے حسین وہی میری خونخواہی بلکہ تمہاری خونخواہی کریگا پس تم کربلا کی مصیبتوں پر صبر کرنا **۵۶**

لکل دم الف الف وما　　یقصر فی قتل احزابھا

ہر ایک کے خون کے عوض میں وہ ہزاروں کو قتل کریگا اور ان اشقیا کے قتل میں کوتاہی نہیں کیجائیگی۔

مولف کہتا ہے کہ حضرت امیر کے دیوان میں یہ بیس شعر ہیں احقر نے یہاں چھ شعر منتخب کرکے لکھے ہیں۔

سولھویں حدیث ینابیع المودۃ باب (۶۲) میں تفسیر ثعلبی سے منقول ہے ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت امیرالمومنینؑ بیت الشرف سے برآمد ہوکر مسجد میں رونق افروز ہوئے آپ کے اصحاب نے شرف ملازمت حاصل کیا امام حسین علیہ السلام بھی حاضر خدمت ہوئے اسوقت امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے فرزند حسین کے سر پر ہاتھ رکھکر فرمایا

اے نور دیدہ بیشک خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بعض قوموں کی مذمت فرمائی ہے اور ارشاد کیا ہے کہ نہیں روئے ان پر آسمان و زمین اور نہ وہ مہلت دیے گئے مگر اے فرزند تو میرے بعد قتل کیا جائیگا اور تجھ پر آسمان و زمین روئیں گے۔

ایضاً ینابیع المودۃ باب (۶۲) میں بنقل تفسیر ثعلبی کثیر بن شہاب حارثی سے مثل اسکے منقول ہے۔

حضرت امام حسن کا امام حسین کی شہادت کی خبر دینا

سترہویں حدیث صاحب ناسخ التواریخ لکھتے ہیں کہ امالی صدوق میں باسناد معتبرہ مروی ہے کہ جناب امام حسن علیہ السلام کی وفات کیوقت آپکی خدمت میں امام حسین علیہ السلام حاضر ہوئے اور اپنے بھائی کو دیکھکر رونا شروع کیا امام حسنؑ نے فرمایا بھائی تم کیوں روتے ہو امام حسینؑ نے عرض کی بھائی جان میں آپکا یہ حال دیکھ رہا ہوں پھر کیوں نہ روؤں امام حسنؑ مجتبیٰ نے فرمایا اے بھائی مجھے فقط زہر کھلایا گیا ہے جس سے میں شہید ہوتا ہوں۔ ولا کن لا یوم کیومك یا ابا عبد الله یزدلف الیك ثلثون الف رجل یدعون انهم امة جدنا محمد صلعم کوئی مصیبت مثل تمہاری مصیبت کے اور کوئی دن مثل تمہارے دن کے نہیں ہے کہ تیس ہزار شقی جو اپنے کو ہمارے جد بزرگوار کی امت میں گنتے ہیں اور زبان سے دعویٰ اسلام کرتے ہیں تم پر چڑھائی کرینگے۔ فیجتمعون علی قتلك وسفك دمك وانتهاك حرمتك وسبی ذراریك ونسائك وانتهاب ثقلك تمہارے جسم نازنین سے خون بہانے تمہیں قتل کرنے۔ تمہاری ہتک حرمت۔ اہلبیت کی اسیری۔ و تمام اموال و اسباب کے لوٹ لینے پر وہ اتفاق کریں گے اسوقت بنی امیہ پر لعنت اترے گی۔ آسمان سے خاکستر اور خون برسیگا اور دنیا میں جتنی چیزیں مخلوق ہیں سب تم پر روئیں گی۔ یہانتک کہ

وحوش صحرا اور ماہیان دریا بھی روئیں گی کذا فی البحار والمناقب لابن شہر آشوب

حضرت امام حسین کا اپنی شہادت کی خبر بیان کرنا

اٹھارہویں حدیث بحار الانوار میں بروایت طبری حذیفہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں سمعت الحسین بن علی یقول واللہ لیجتمعن علی قتلی طغاۃ بنی امیۃ ویقدمہم عمر بن سعد وذلک فی حیاۃ النبی یعنی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں میں نے سنا کہ حسین بن علی کہتے تھے کہ بیشک میرے قتل پر ظالمین بنی امیہ جمع ہونگے اور ان کے لشکر کا سردار عمر بن سعد ہوگا یہ سنکر میں نے کہا یا ابن رسول اللہ کیا یہ خبر آپ سے آنحضرتؐ نے بیان کی ہے آپ نے فرمایا نہیں میں (متعجب ہوا اور) حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر کیفیت عرض کی حضرت نے فرمایا میرا علم حسین کا علم ہے اور حسین کا علم میرا علم ہے ہم ہر واقعہ کو اس کے ہونے سے پہلے جان لیتے ہیں۔

انیسویں حدیث ناسخ التواریخ میں مدینۃ المعاجز سے اور بحار الانوار میں بروایت طبری وابو محمد واقدی زرارہ بن صالح سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں اس روز حاضر ہوئے جس کے تیسرے دن آپ نے عراق کی طرف کوچ فرمایا اور ہم نے عرض کی یا ابن رسول اللہ اہل کوفہ پر اعتبار نہیں ہر چند ان کے دل آپکی طرف مائل ہیں مگر ان کی تلواریں بھی آپ ہی کے اوپر ہیں یہ سنکر حضرت نے اپنے دست مبارک سے آسمان کی طرف اشارہ فرمایا ہم نے دیکھا کہ آپ کے اشارے کے ساتھ ہی آسمان کے دروازے کھل گئے اور اسقدر فرشتوں کی فوجیں نازل ہوئیں جن کا شمار بغیر خلاق عالم کے اور کوئی نہیں کر سکتا پھر حضرت نے فرمایا لولا تقارب الاشیاء وحبوط الاجر لقاتلتہم بہولاء ولکن اعلم علما ان ہناک مصرعی وہناک مصارع اصحابی لاینجو منہم الا ولدی علی یعنی اگر قضائے الٰہی (پر رضامندی منظور) نہ ہوتی اور حبط ثواب کا خیال نہ ہوتا تو میں ان فرشتوں کی فوج کے ساتھ

دشمنوں سے جہاد کرتا ولکن میں خوب جانتا ہوں کہ میری اور میرے اصحاب کی شہادت گاہ اس زمین پر ہے میری اولاد سے سوائے زین العابدین کے کوئی نہ بچیگا۔

بیسویں حدیث ناسخ التواریخ میں بروایت طبری ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ بوقت سفر عراق میں نے امام حسین سے کہا یا ابن رسول اللہ مجھے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ عراق کی روانگی موقوف فرمائیں آپ نے کہا ابن عباس آپ نہیں جانتے کہ وہ زمین میری اور میرے اصحاب کی شہادتگاہ ہے۔

اکیسویں حدیث ناسخ التواریخ میں بروایت ابوجعفر طبری ابراہیم بن سعید سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں زہیر بن قین بجلی کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے فرمایا اے زہیر کربلا میری شہادتگاہ ہے میری شہادت کے بعد زجر بن قیس میرا سر یزید کے پاس انعام کی طمع میں لے جائیگا اور وہ اسے کچھ نہ دیگا۔

بائیسویں حدیث بحار الانوار میں بروایت مناقب ابن شہر آشوب عبداللہ بن زبیر سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حسین بن علی کی خدمت میں عرض کی یا ابن رسول اللہ آپ ایسی قوم کی طرف تشریف لیجاتے ہیں جنھوں نے آپ کے والد کو قتل کیا اور بھائی کی رفاقت ترک کی امام حسین نے فرمایا زمین عراق پر میرا شہید ہونا اس سے بہتر ہے کہ میں مکہ میں قتل کیا جاؤں اور میری جہت سے حرمت مکہ ضائع ہو۔

تیئسویں حدیث بحار الانوار میں منقول کشف الغمہ مولانا اربلی و ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ سالم بن ابی حفصہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عمر بن سعد نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں (آپ کی شہادت سے کئی سال پہلے) عرض کی یا ابن رسول اللہ ہمارے یہاں ایک گروہ بے عقلوں کا ہے وہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں آپکا قاتل ہوں حضرت نے فرمایا انهم لیسوا سفهاء ولکنهم حلماء اما انه یقر عینی ان لا تاکل بر العراق بعدی الا قلیلا یعنی وہ بیوقوف نہیں ہیں بلکہ عقلاء علماء ہیں اور میں اس بات سے

خوش ہوں کہ تو میرے بعد گندم عراق نہ کھائیگا مگر چندروز یعنی تو بہت جلد قتل کیا جائیگا۔

چوبیسویں حدیث سر الشہادتین میں بروایت ابن عساکر محمد بن عمر بن حسن سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کنا مع الحسین بنھری کربلا فنظر الی الشمر ذی الجوشن فقال صدق اللہ ورسولہ قال رسول اللہ کانی انظر الی کلب ابقع یلغ فی اھل بیتی کہ ہم یعنی حضرت امام حسین کے ساتھ کربلا میں تھے یکایک حضرت کی نظر شمر ملعون پر پڑی ارشاد کیا کہ میرے جد بزرگوار نے سچ فرمایا تھا کہ ایک ابلق کتا میرے اہل بیت کا خون چاٹیگا اور شمر مبروص تہا۔

مولف کہتا ہے کہ حضرت امام حسین کا بھی اپنی شہادت کی خبر بیان کرنا متواتر ہے جن میں سے یہاں چند حدیثیں بیان کی گئیں باقی روایتوں کا بیان آئندہ اپنے اپنے مقام پر ہوگا

خبر ابن عباسؓ

پچیسویں روایت سر الشہادتین میں بروایت حاکم ابن عباس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں ماکنا نشک واھل البیت متوافرون ان الحسین یقتل بالطف یعنی ہم بنی ہاشم کہ جو بکثرت تھے اس امر میں کوئی شک نہ تھا کہ امام حسین زمین کربلا پر شہید کیے جائینگے۔

خبر سلمان فارسی

چھبیسویں روایت رجال کشی میں مسیب بن نجبہ الفزاری سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب سلمان فارسیؓ سفر کرتے ہوے ہمارے پاس آئے تو ہم نے انکا استقبال کیا پھر سلمان زمین کربلا پر پہنچے اور ہمراہیوں سے پوچھا اس زمین کا کیا نام ہے لوگوں نے کہا کربلا سلمانؓ نے کہا ھذہ مصارع اخوانی ھذا موضع رحالھم وھذا مناخ رکابھم وھذا مھراق دمائھم یقتل بھا ابن خیر الاولین ویقتل بھا خیر الاخرین الخ یعنی یہ زمین میرے بھائیوں کی

شہادت گاہ ہے یہ ان کے اسباب رکھنے کا محل ہے اور یہ انکی سواریوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور یہ ان کے خون بہنے کا مقام ہے اس زمین پر بہترین اولین کا فرزند اور سید آخرین قتل کیا جائیگا۔

خبر ابوذر غفاری رض

ستائیسویں روایت بحار الانوار باب مالظہر بعد شہادتہ میں بنقل کامل الزیارۃ ابن قولویہ عروہ بن زبیر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان نے ابوذر غفاری کو مدینہ منورہ سے ربذہ کی طرف چلے جانیکا حکم دیا تو لوگوں نے ان سے کہا اے اباذر آپکو خوش ہونا چاہیے کہ راہ خدا میں یہ تکلیف تھوڑی ہے۔ ابوذر نے کہا بیشک یہ مصیبت بہت سہل ہے ولکن کیف انتم اذا قتل الحسین بن علی قتلا واللہ لایکون فی الاسلام بعد قتل الخلیفہ اعظم قتلا منہ۔ لاکن تمہارا اسوقت کیا حال ہوگا جب حسینؑ بن علی نہایت سختی سے قتل کئے جائینگے۔ خدا کی قسم اسلام میں خلیفہ برحق امیر المومنین کی شہادت کے بعد حسین کے قتل سے عظیم تر کوئی قتل نہوگا بیشک اس مظلوم کی شہادت کے بعد خداوند عالم شمشیر انتقام کھینچیگا۔ ہمیشہ وہ کھچی رہیگی تا آنکہ حسینؑ کے فرزندوں سے ایک شخص کو مبعوث کریگا کہ وہ آپکا انتقام دشمنوں سے لیگا۔ جو کچھ اس مصیبت میں اہل دریا وساکنین کوہ وصحرا وطبقات حیوانات وسکان سماوات پر غم واندوہ ہے اگر تم واقف ہوتے تو اس قدر روتے کہ تمہاری جانیں جسموں سے نکل جاتیں جس آسمان سے روح حسینؑ گزرے گی وہاں ستر ہزار فرشتے گریہ واضطراب کرینگے اور اس غم میں قیامت تک ان کے تمام اعضا لرزتے رہینگے کوئی ابر رواں نہ ہوگا اور نہ گرجیگا اور کوئی بجلی نہ چمکیگی مگر یہ کہ سب حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت کریں گے اور ہر روز حسین کی روح مکرم جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کی روح مقدس سے ملاقات کرتی رہے گی۔

خبر اصحاب امیر المومنین

خبر اصحاب امیر المومنین

اٹھائیسویں روایت بحار الانوار میں کشف الغمہ اور ارشاد سے بروایت عبداللہ بن شریک منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ جب عمر بن سعد دروازہ مسجد سے داخل ہوتا تھا حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب کہتے تھے کہ یہ حسینؑ کا قاتل ہے اور یہ واقعہ امام حسینؑ کی شہادت سے کئی برس پہلے کا ہے۔

خبر کعب الاحبار

انتیسویں روایت بحار الانوار میں بروایت امالی صدوق سالم بن ابی حفصہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کعب الاحبار سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہماری کتاب میں لکھا ہے کہ ایک شخص فرزندان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ سے قتل کیا جائیگا جس کے اور اس کے اصحاب کے گھوڑوں کا پسینہ ابھی خشک ہونے نہ پائیگا کہ وہ سب داخل بہشت ہو جائیں گے اور حوران جنان سے ہم آغوش ہوں گے۔ راوی کہتا ہے کہ اس وقت ہم سے امام حسنؑ کا گزر ہوا ہم نے کعب سے پوچھا کیا وہ مقتول یہی ہیں۔ کعب نے کہا نہیں پھر امام حسین وہاں سے گزرے ہم نے کہا کیا یہ ہیں کعب نے کہا ہاں یہی ہیں۔

خبر قس بن ساعدہ

تیسویں روایت بحار الانوار باب اخبار اللہ تعالےٰ انبیائہ بشہادتہ میں بروایت صاحب مناقب سعد بن ابی وقاص سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ قس بن ساعدہ ایادی نے کہ حکمائے عرب سے تھا اور علم کہانت میں تجربہ کار تھا حضرت کی بعثت سے پہلے یہ اشعار پڑھے ؎

تخلف المقدار منهم عصبة ... ثاروا بصفين وفي يوم الجمل
والتزم الثار الحسين بعده ... واحتشدوا على ابنه حتى قتل

یعنی ان میں سے بہت سے لوگوں نے ہجوم کر کے آپ سے صفین و جمل میں اپنے

قتیلوں کا عوض چاہا پھر آپ کے بعد آپ کے فرزند حسین پر خون کا الزام کرکے ان کو گھیر لیا تا آنکہ وہ قتل کئے گئے۔

اکتیسویں حدیث بحار الانوار میں بروایت امالی ابن بابویہؒ مشایخ بنی سلیم سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب ہم نے اہل فرنگ کے جہاد کیلئے روم پر چڑھائی کی اور چند شہر فتح کئے تو ان کے کنیسوں میں سے ایک کنیسہ میں پہنچے دیکھا اس میں یہ شعر لکھا ہوا ہے

اترجوا امۃ قتلت حسینا شفاعۃ جدہ یوم الحساب

(یعنی جس امت نے حسین کو قتل کیا ہے کیا وہ ان کے جدّ بزرگوار کی شفاعۃ کی امید رکھتی ہے ۔) ہم نے اہل کنیسہ سے پوچھا کہ یہ شعر تمہارے کنیسہ میں کتنے دنوں سے لکھا ہوا ہے ان لوگوں نے کہا کہ تمہارے پیغمبر مبعوث ہونیکے تین سو برس پہلے سے یہ شعر یہاں لکھا ہوا ہے۔

ایضاً صواعق محرقہ میں ابن حجر مکی نے بیت مذکور نقل کرکے لکھا ہے وذکر غیرہ ان ھذا البیت وجد بحجر قبل مبعث النبی صلعم بثلث مائۃ سنۃ وانہ مکتوب فی کنیسۃ من ارض الروم ولا یدری من کتبہ یعنی دیگر علماء نے ذکر کیا ہے کہ یہ بیت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے تین سو برس پہلے ایک پتھر پر لکھی ہوئی ملی۔

ایضاً یہ شعر زمین روم میں ایک کنیسہ میں لکھا ہوا تھا یہ معلوم نہ ہوا کہ کس کا لکھا ہوا ہے۔

ایضاً بحار الانوار میں مرقوم ہے کہ عبدالرحمٰن بن مسلم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ ہم غزوہ روم میں قسطنطنیہ کے قریب ایک کنیسہ میں داخل ہوئے دیکھا کہ اس میں کچھ لکھا ہوا ہے ہم نے اہل شام کے ایک گروہ سے جو خط رومی پڑھ سکتے تھے پوچھا کہ یہ کیا لکھا ہے انہوں نے کہا بخط رومی یہ شعر لکھا ہے ؎

اترجوا امۃ قتلت حسینا شفاعۃ جدہ یوم الحساب

خبر اولاد حضرت شیث

بتیسویں روایت بحار الانوار میں مرقوم ہے کہ ابو عمرو زاہد نے کتاب یاقوت میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن صفار صاحب ابی حمزہ صعی کہتے ہیں ہم نے ایک مرتبہ رومیوں سے جنگ کی اور ان کے کئی آدمیوں کو اسیر کیا ان اسیروں میں ایک شیخ علمائے نصاریٰ سے تھا ہم نے اسکی تعظیم وتکریم کی۔ اسکے ساتھ نیکی سے پیش آئے۔ اس شیخ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے اپنے والد سے اور اس نے اپنے آباواجداد سے روایت کی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے سے تین سو برس پہلے علاقہ روم کے ایک شہر میں ایک کنواں کھودا اس میں سے ایک پتھر نکلا جس پر حضرت شیثؑ پیغمبر کی اولاد کے کلام سے یہ شعر لکھا ہوا تھا ؎

اترجوا امۃ قتلت حسینا شفاعۃ جدہ یوم الحساب

ایضاً صاحب مفتاح النجاۃ جو علمائے اہل سنت سے ہیں ذکر کرتے ہیں کہ حاکم نے انس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ اہل نجران سے ایک شخص نے ایک گڑھا کھودا اس میں ایک سونیکی تختی ملی جسپر یہ بیت لکھی ہوئی تھی ؎

اترجوا امۃ قتلت حسینا شفاعۃ جدہ یوم الحساب

کتب ابراھیم خلیل اللہ وہ شخص وہ تختی لیکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب حضرت نے وہ شعر پڑھا روئے اور فرمایا من اذانی فی عترتی لم تنلہ شفاعتی

دسواں باب

خلاق علام کا انبیائے سلف کو آپکی شہادت کی خبر دینا

حدیث حضرت آدم علیہ السلام صاحب در الثمین نے آیہ شریفہ فتلقی ادم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ساق عرش پر

حضرت چاردہ معصومین علیہم السلام کے اسمائے گرامی لکھے دیکھے (جبرئیل سے ان کا حال دریافت کیا) جبرئیل نے کہا (یہ نام خاصان خدا کے ہیں) آپ (ان بزرگواروں کا واسطہ دیکر) خدا تعالیٰ سے اسطرح دعا کیجئے یا حمید بحق محمد یا عالی بحق علی یا فاطر بحق فاطمہ یا محسن بحق الحسن والحسین ومنک الاحسان پس حضرت آدم نے اسی طرح دعا کی جب حضرت امام حسین کا نام آپ کی زبان پر آیا آتش حزن آپ کے دل میں مشتعل ہوئی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کہا اے جبرئیل اسکی وجہ کیا ہے کہ جب پانچواں نام میں نے اپنی زبان پر جاری کیا خود بخود میرا قلب محزون ہوا بے اختیار آنسو جاری ہوئے جبرئیل نے کہا کہ آپ کے اس فرزند پر ایسی مصیبتیں واقع ہوں گی کہ دنیا میں کوئی مصیبت انکا مقابلہ نہ کر سکیگی حضرت آدم نے فرمایا اے جبرئیل وہ کیا کیا مصیبتیں ہیں جبرئیل نے کہا یقتل عطشانا غریبا وحیدا فریدا لیس لہ ناصر ولا معین یعنی حسین بالب تشنہ عالم غربت میں یکہ وتنہا ہو کر قتل کئے جائیں گے اور کوئی ان کی نصرت نہ کریگا ولو تراہ یا آدم وھو یقول واعطشاہ واقلۃ ناصراہ حتی یحول العطش بینہ وبین السماء کالدخان اے صفی خدا اگر آپ انہیں دیکھتے تو آپکا کیا حال ہوتا جسوقت کہ وہ آپ کا فرزند کہتا ہوگا واعطشاہ واقلۃ ناصراہ اسوقت حسین کو اسقدر پیاس ہوگی کہ پیاس کی شدت سے زمین سے آسمان تک ان کو فقط ایک دھواں معلوم ہوتا ہوگا۔ فلم یجبہ احد الا بالسیوف وشرب الحتوف فیذبح ذبح الشاۃ من قفاہ مگر کوئی شخص ان کو جواب نہ دیگا۔ پانی پلانے کے عوض میں انکو تلواریں لگائیں گے اور شربت مرگ چکھائیں گے اور مثل گوسپند کے پس گردن سے ذبح کرینگے پھر دشمن انکا مال واسباب سب لوٹ لیں گے اور ان کے اور ان کے اصحاب کے سروں کو نیزوں پر نصب کرکے مخدرات عصمت کیساتھ شہر بشہر لئے پھریں گے یہ واقعہ وہ ہے جو علم خدا تعالیٰ میں گزر چکا ہے اس بیان کے بعد جبرئیل اور آدم علیہما السلام اس شدت سے روئے

جیسے زن پسر مردہ روتی ہے۔ بحار

ایضاً علامہ مجلسی اعلی اللہ مقامہ بحار الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ بسند معتبر مروی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے نکالے گئے اور حضرت حوا سے جدا ہوئے تو ان کی تلاش میں صحرا نوردی اختیار کی زمین پر ہر طرف پھرتے تھے ناگاہ آپکا گذر زمین کربلا پر ہوا اور بلا وجہ بغیر اسکے کہ کوئی تازہ مصیبت واقع ہو خود بخود آپ نہایت محزون اور اندوہناک ہو گئے اور جس مقام پر کہ حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہونیوالے تھے حضرت آدم علیہ السلام کے ایک ٹھوکر لگی جس سے آپکا پاؤں زخمی ہو گیا اور اس سے خون بہنے لگا آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کی اے پروردگار کیا مجھ سے کوئی اور خطا صادر ہوئی ہے جسکی مجھے تو نے یہ سزا دی۔ میں تمام زمین پر پھرا مگر اس طرح مجھے کہیں صدمہ نہیں پہنچا اسوقت خلاق عالم کی طرف سے آپ پر وحی ہوئی کہ یا آدم ما حدث منك ذنب ولكن يقتل في هذه الارض ولدك الحسين ظلما فسال دمك موافقة لدمه یعنی اے آدم تم سے کوئی گناہ واقع نہیں ہوا لیکن چونکہ اس زمین پر تمہارا فرزند حسین قتل ہوگا اس لیے اسکی موافقت میں تمہارے جسم سے بھی اس زمین پہ خون جاری ہوا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی پروردگار کیا حسین بھی تیرے پیغمبروں سے ہے خطاب ہوا وہ پیغمبر نہیں ہے مگر خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ صلعم کا فرزند ہے آدم نے عرض کی اے پروردگار ان کا قاتل کون ہے ارشاد ہوا یزید لعین السموات والارض پھر آدم نے جبرئیل سے مشورت کی حسین کے قاتل کی نسبت کیا کہنا چاہیے جبرئیل نے کہا اس پر لعنت کرو حضرت آدم علیہ السلام نے چار مرتبہ یزید پر لعنت کی اور وہاں سے جبل عرفات کی طرف روانہ ہوئے وہاں حضرت حوا علیہا السلام سے ملاقات ہو گئی۔

ایضاً ناسخ التواریخ میں مرقوم ہے کہ کعب الاحبار حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ میں

مسلمان ہونے لوگ ان سے واقعات عظیمہ دریافت کرتے تھے اور وہ کتب سلف
سے ان کو خبریں دیتے تھے ایک روز بیان کیا کہ سب سے زیادہ واقعہ ہولناک جو ابد تک
دلوں سے نہ بھولیگا حسینؑ بن علی کی مصیبت ہے یہ وہ فساد ہے جسکی خبر خلاق عالم نے
قرآن شریف میں دی ہے اور فرمایا ہے۔ ظھر الفساد فی البر والبحر بما
کسبت ایدی الناس بیشک فساد کی ابتدا ہابیلؑ کے قتل سے ہوئی اور اس کا ختم
حسین کی شہادت پر ہوگا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ بروز قتل حسین آسمان کے دروازے
کھل جائینگے آسمان سے خون برسیگا جب تم سرخی آسمان پر دیکھنا سمجھ لینا کہ وہ حسین پر
گریہ کرتا ہے لوگوں نے کہا اسکی وجہ کیا ہے کہ انبیا کے قتل پر آسمان نہ رویا جو حسینؑ
سے افضل تھے کعب نے کہا تم پر افسوس یہ نہیں جانتے کہ قتل حسین ایک امر عظیم ہے وہ
سید المرسلین کا فرزند ہے اسکو ظلم و عداوت سے دن دہاڑے ذبح کرینگے اور اسکے جد بزرگوار
کی وصیت کی کچھ پروا نہ کرینگے حالانکہ وہ حضرت مصطفیٰؐ کے گوشت کا ایک ٹکڑا ہے
خدا کی قسم ساتوں آسمان کے فرشتے قیامت تک اس پر روئیں گے اس کا مدفن
روئے زمین کے تمام مقامات سے افضل ہے جملہ پیغمبر اسکی زیارت کو آئیں گے
اور اس پر روئیں گے۔ اور تمام ملائکہ اور جن و انس اسکی زیارت کریں گے اس کا
اسم مبارک آسمان پر حسینؑ مذبوح ہے اور زمین پر ابو عبداللہ مقتول اسکے قتل کے
دن سورج کو گہن لگیگا اور رات کو چاند منخسف ہوگا۔ تین روز تک تمام جہان
تیرہ و تار رہوگا آسمان سے خون برسیگا پہاڑ پھٹ جائیں گے اور دریا جوش میں
آئیں گے اگر اسکی ذریت باقی نہ رہتی اور اسکے شیعہ اس کا خون طلب نہ کرتے تو
خدا یتعالیٰ اسکے دشمنوں پر آگ برساتا اور زمین کو اور اس چیز کو جو زمین پر ہے جلا دیتا
پھر کہا اے حاضرین تم کو میری اس تقریر سے تعجب ہوگا حالانکہ کوئی تعجب کی بات
نہیں کیونکہ جتنی خبریں گزشتہ و آئندہ کی ہیں خلاق عالم نے وہ سب حضرت موسیٰؑ سے

بیان کی ہیں اسیطرح خدا یتعالیٰ نے عالم ذر میں ہر وہ شئے جو پیدا ہونیوالی ہے آدمؑ کو دکھلائی اور اس امت کو بھی آدم کے روبرو ظاہر کیا جب حضرت آدم نے امت محمدی کی مخاصمت اور مخالفت جو دنیا میں واقع ہونیوالی ہے ملاحظہ فرمائی - عرض کی اے پروردگار اس امت کو جو بہترین امم ہے کیا ہو گیا اور کیوں اس پر ایسی بلا نازل ہوئی ارشاد ہوا اے آدم ان لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا پس ان کے قلب مختلف ہو گئے اور جو فساد کہ قتل ہابیل میں قابیل سے واقع ہوا عنقریب مثل اسکے ان سے بھی ظاہر ہوگا یہ میرے حبیب محمد مصطفیٰؐ کے فرزند کو قتل کریں گے پھر خدا یتعالیٰ نے حسینؑ کے مقتل اور اسکے قتل ہونے اور اس پر دشمنوں کے حملہ آور ہونیکی تصویر آدم کے روبرو کھینچ دی آدم نے دیکھا کہ ان ظالموں کی صورتیں سیاہ ہو گئی ہیں عرض کی یا رب ابسط علیھم الانتقام کما قتلوا فرخ نبیک الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام یعنی اے پروردگار ان ظالموں پر اپنا عذاب سخت نازل کر جیسے انہوں نے تیرے نبی کریم کے فرزند کو قتل کیا ہے محصلاً صح

حدیث حضرت نوح علیہ السلام

بحار الانوار میں بروایت انس بن مالک مرقوم ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب خدا یتعالےٰ نے چاہا کہ نوح علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کرے نوح پیغمبر کو حکم دیا کہ درخت ساگوان کے تختے کاٹیں نوحؑ نے تعمیل حکم کی اسوقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور نوح کو کشتی بنانیکا طریقہ سکھلایا - جبرئیلؑ ایں کے ساتھ ایک صندوق تھا جس میں ایک لاکھ انتیس ہزار میخیں تھیں پس نوح علیہ السلام نے کشتی تیار فرمائی اور تمام میخیں اس میں نصب کیں - پانچ میخیں باقی رہیں نوح پیغمبر نے ان میں سے ایک میخ اٹھا کر اسکو کشتی میں نصب کرنا چاہا ناگاہ اس میں سے ایک نور ساطع ہوا جیسے افق آسمان میں ستارہ روشن

چمکتا ہے نوحؑ کو یہ دیکھ کر نہایت حیرت ہوئی خدا تعالیٰ نے اس مسمار کو گویا کیا اس نے بزبان فصیح و بلیغ کہا کہ میں خاتم الانبیا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی ہوں پھر جبرئیل امین نازل ہوئے نوحؑ پیغمبر نے کہا اے جبرئیل یہ مسمار کیسی ہے کہ میں نے آج تک ایسی نہیں دیکھی جبرئیل نے کہا یہ سید الانبیا کے نام سے منسوب ہے۔ اس کو کشتی کے سر پر داہنی طرف نصب کیجئے۔ پھر نجی اللہ نے دوسری میخ اٹھائی اس سے بھی اسی طرح روشنی طالع ہوئی پوچھا یہ کیسی مسمار ہے جبرئیل نے کہا یہ ان کے چچازاد بھائی سید الاوصیا علی ابن طالب کے نام سے منسوب ہے اسکو بھی کشتی کے سر پر بائیں طرف نصب فرمائے پھر نوح نبی نے تیسری مسمار اٹھائی وہ بھی مثل ستارے کے چمکنے لگی جبرئیل نے کہا یہ سید عالم کی بیٹی فاطمہ کے نام سے منسوب ہے اسکو پہلی مسمار کے قریب نصب کیجئے پھر نوح نے چوتھی میخ اٹھائی اس سے بھی ایک نور لامع ہوا جبرئیل نے کہا یہ علی کے بڑے فرزند حسنؑ کے نام سے منسوب ہے اسکو دوسری مسمار کے پاس نصب فرمائے جب نوح پیغمبر نے پانچویں مسمار کو اپنے ہاتھ میں لیا تو اس میں علاوہ نورانیت کے کچھ تری بھی معلوم ہوئی جبرئیل نے کہا یہ خاتم المرسلین کے چھوٹے نواسے حسینؑ کے نام منسوب ہے اسکو بھی دوسری مسمار کے قریب نصب کیجئے نوحؑ نے کہا اے جبرئیل اس میخ میں یہ تری کیسی ہے جبرئیلؑ نے کہا یہ خون ہے (جو حسینؑ کے قتل کو یاد دلاتا ہے) پھر جبرئیل نے نوح پیغمبر کے روبرو حسین کے قتل کا واقعہ بیان کیا انتہی محصلہ

ایضاً حدیث نوح علیہ السلام۔ بحار الانوار میں لکھا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام (طوفان کے زمانے میں) کشتی پر سوار ہوئے کشتی پانی پر روانہ ہوئی تمام زمین پر طواف کیا جب زمین کربلا پر پہنچی زمین نے اسے روک لیا قریب تھا کہ وہ غرق ہو جائے، نوح علیہ السلام غرق ہونیکے خوف سے پریشان ہوئے اور درگاہ احدیت میں عرض کی پروردگار تمام دنیا میں میں نے گردش کی مگر کہیں مجھے کوئی

رنج حاصل نہوا اس زمین پر یہ صدمہ کیسا اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا نبی اللہ فی ہذا الموضع یقتل الحسین سبط محمد خاتم الانبیاء وابن خاتم الاوصیاء اس زمین پر خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ کا نواسا اور علی مرتضیٰ خاتم اوصیا کا فرزند حسینؑ قتل کیا جائیگا۔ حضرت نوحؑ نے پوچھا ان کا قاتل کون ہے جبرئیل نے کہا حسینؑ کا قاتل وہ ہے جپر ساتھوں آسمانوں اور زمینوں کے رہنے والوں نے لعنت کی ہے یہ سنکر نوح علیہ السلام نے چار مرتبہ امام حسینؑ کے قاتل پر لعنت کی پس آپ کی کشتی اس مہلکہ سے نکل آئی اور پانی پر روانہ ہوئی تا آنکہ کوہ جودی پر پہنچکر ٹھہر گئی۔

حدیث حضرت ابراہیم علیہ السلام

بحار الانوار میں کتاب عیون الاخبار اور امالی ابن بابویہ علیہ الرحمہ سے بروایت فضل منقول ہے جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جب مشیت ایزدی اس امر کی مقتضی ہوئی کہ ابراہیم خلیلؑ اپنے فرزند اسمعیل کے عوض میں اس گوسپند کو ذبح کریں جو آسمان پر سے نازل کی گئی تھی ابراہیم علیہ السلام کو یہ تمنا ہوئی کہ کاش گوسپند نہ آتی اور آپ موافق اس حکم سابق کے جو خلاق عالم نے امتحاناً اسمعیل کو ذبح کرنیکے لئے دیا تھا اپنے فرزند کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے اور اس عمل سے آپ کے قلب کو وہ درد ہوتا جو ہر باپ کو اپنے اعزا اولاد کے قتل سے ہوتا ہے۔ پھر اس امر سے آپ ثواب اہل مصائب کے ارفع درجات پر فائز ہوتے اسوقت خلاق عالم نے آپ پر وحی نازل کی کہ اے ابراہیم تمہارے نزدیک تمام عالم میں احب خلائق کون شخص ہے ابراہیمؑ نے عرض کی پروردگار تو نے ایسے شخص کو پیدا نہیں کیا جو میرے نزدیک تیرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبوب تر ہو۔ ارشاد ہوا کہ ہمارا حبیب تمہارے نزدیک زیادہ محبوب ہے یا تمہاری جان۔ عرض کی میری جان سے زیادہ وہ مجھے محبوب ہیں۔ ارشاد ہوا کیا اس کا فرزند تم کو زیادہ محبوب ہے یا تمہارا فرزند

عرض کی انکا فرزند مجھے محبوب تر ہے اپنے فرزند سے۔ ارشاد ہوا ہمارے حبیب کے
فرزند کا دست اعدا سے ذبح ہونا تمہارے دل کو زیادہ غمگین کریگا۔ یا تمہارے فرزند
کا تمہارے ہاتھ سے میری طاعت میں ذبح ہونا خلیل اللہ نے عرض کی بلکہ ان کے
فرزند کا ظلم اعدا سے شہید ہونا زیادہ میرے دلکو رنج پہنچائیگا اسوقت خلاق عالم
کا ارشاد ہوا یا ابراہیم فان طائفۃ تزعم انہا من امۃ محمد ص
ستقتل الحسین ابنہ من بعدہ ظلما وعدوانا کما یذبح الکبش
ویستوجبون بذلک سخطی اے ابراہیم ایک گروہ جو ادعا کریگا کہ وہ امت
محمد ص سے ہے اس کے فرزند حسین کو اس کے بعد ظلم وعداوت سے جسطرح کہ
گوسپند کو ذبح کرتے ہیں ذبح کریگا اور اسوجہ سے میرے عذاب کا مستحق ہوگا
یہ سنکر ابراہیم علیہ السلام کے قلب کو نہایت صدمہ پہنچا آپ نے گریہ وزاری شروع
کی خدا تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے ابراہیم اسمٰعیل کے ذبح سے جو بیقراری تمہیں
حاصل ہوتی اور اس پر ثواب ملتا اسے ہم نے قتل حسین ع پر جزع کرنے سے بدلدیا
اور ثواب اہل مصائب کے بلند ترین درجات کو تمہارے لئے واجب کردیا یہی
مراد اس قول خدا سے ہے جو اس نے فرمایا ہے وفدیناہ بذبح عظیم
یعنی بسبب واقع ہونے قتل حسین ع کے ہم نے اسمٰعیل کیلئے فدیہ بھیجا ہے۔

ایضاً حدیث ابراہیم علیہ السلام بحار الانوار میں مرقوم ہے کہ

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں تشریف لیجا رہے
تھے زمین کربلا پر آپکا گذر ہوا ناگاہ آپ کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور آپ
گھوڑے پر سے زمین پر گر پڑے جسکے صدمہ سے سر مبارک زخمی ہوا اور
اس سے خون بہنے لگا ابراہیم نے استغفار کرنا شروع کیا اور درگاہ خدا میں
عرض کی اے پروردگار اسوقت مجھ سے کیا قصور ہوا جو یہ صدمہ مجھے پہنچا۔

اسی وقت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا اے خلیل اللہ آپ سے کوئی خطا صادر نہیں ہوئی ولکن ھناك یقتل سبط خاتم الانبیا وابن خاتم الاوصیا فسال دمك موافقة لدمه مگر چونکہ اس زمین پر خاتم الانبیا کا نواسا اور سید الاوصیا کا فرزند یعنی حسینؑ شہید ہوگا اسکی موافقت کے لئے آپ کے سر سے بھی خون جاری ہوا۔ حضرت ابراہیم نے پوچھا اے جبرئیل حسینؑ کا قاتل کون ہے جبرئیل نے کہا لعین اہل السموٰت والارض یہ وہ شخص ہے جس پر لعنت کرنے میں بغیر اذن خلاق عالم خود بخود قلم لوح پر جاری ہوا۔ اسوقت خلاق عالم نے قلم پر وحی کی کہ اس لعنت کے سبب سے تو ثنا و توصیف کا مستحق ہوگیا پس ابراہیم علیہ السلام نے ہاتھ بلند کئے اور کئی مرتبہ یزید پر لعنت کی جسوقت آپ لعنت کرتے تھے آپکا گھوڑا بزبان فصیح آمین کہتا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے گھوڑے سے فرمایا کہ تجھے کیا بات معلوم ہوئی جو تو نے میری دعائے بد پر آمین کہی۔ گھوڑے نے عرض کی یا نبی اللہ مجھے آپ کی سواری سے بہت افتخار حاصل تھا جب میرے ٹھوکر لگنے سے آپ میری پشت سے جدا ہوئے اور آپکو صدمہ پہنچا تو میں نہایت شرمندہ ہوا۔ اس شرمندگی کا سبب یزید ملعون ہے اس لئے میں نے اس پر لعنت کرتے وقت آمین کہی۔

مؤلف کہتا ہے کہ دو مقاموں پر اس حدیث کے ترجمہ میں صاحب ناسخ التواریخ سے غلطی صریح ہوئی ہے ایک وہ مقام جہاں حدیث میں یہ عبارت مرقوم ہے۔ فرفع ابراھیم یدیه ولعن یزید لعنا کثیرا وامن فرسه بلسان فصیح ناسخ التواریخ میں اس کا ترجمہ اسطرح لکھا ہے پس ابراہیم دست برداشت وچندکہ توانست قاتل اورا لعن فرستاد ایں ہنگام اسپ آنحضرت استوار بایستاد امن فرسه کا ترجمہ استوار بایستاد

کیا ہے گویا لفظ امّن کو جو بہ تشدید میم اور باب تفعیل سے ہے اور اسکے معنی آمین کہنے کے ہیں۔ صاحب ناسخ التواریخ اَمِنَ بہ تخفیف میم سمجھے جو اَمُن سے ماخوذ ہے حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ حدیث میں امّن فرسہ کے بعد لفظ بلسان فصیح صاف موجود ہے جو دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ اس حدیث میں امّن لفظ تامین سے ماخوذ اور صیغہ ماضی ہے یعنی گھوڑے نے بزبان فصیح آمین کہی دوسرا مقام اسی حدیث میں وہ ہے جہاں ابراہیم علیہ السلام نے گھوڑے سے کہا ای شئی عرفت حتّٰی تومن علی دعائی ناسخ التواریخ میں اس حدیث کا ترجمہ اس طرح مرقوم ہے۔ کدام چیز موجب شناس تو گشت کہ ایمن گشتی۔ یہاں بھی تومّن کا ترجمہ ایمن گشتی لکھا ہے حالانکہ تومّن بھی باب تفعیل یعنی تامین سے ہے اگر اس لفظ کو اَمُن سے ماخوذ سمجھا جائے تو حضرت ابراہیم کا سوال گھوڑے سے عبث ہوگا دوسرے یہاں بھی لفظ علی دعائی کا قرینہ صریح موجود ہے جو اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ لفظ تومّن بھی تامین سے ماخوذ ہے یعنی حضرت ابراہیم نے گھوڑے سے پوچھا کہ تجھے کونسی بات معلوم ہوئی جس سے تونے میری دعائے بد پر آمین کہی ہے۔

حدیث حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام

بحار الانوار میں بلفظہ روی مرقوم ہے کہ حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی بکریاں ایک زمانہ میں شط فرات کے کنارے چرتی تھیں مگر اس نہر سے ہرگز پانی نہیں پیتی تھیں چرواہے نے حضرت کی خدمت میں عرض کی یا نبی اللہ جب سے اس صحرا میں یہ بکریاں چرتی ہیں شط فرات سے پانی نہیں پیتیں حضرت اسمٰعیل نے متعجب ہوکر درگاہ باری میں اس کا سبب بیان ہونے کے لئے عرض کی اسوقت جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا اے نبی اللہ اسکی وجہ آپ انہیں بکریوں سے دریافت فرمائیے اسمٰعیل علیہ السلام نے بکریوں سے فرمایا کہ تم نہر کے اس کنارے سے کیوں پانی

نہیں پیتیں بکریوں نے بزبان فصیح عرض کی اے پیغمبر خدا ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے
کہ آپکا فرزند حسینؑ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کا نواسا اسی مقام پر پیاسا
شہید ہوگا اس لیئے ہم نے ان کی مصیبت میں اس نہر سے پانی نہیں پیا حضرت
اسمٰعیلؑ نے پوچھا کہ حسین کا قاتل کون ہے بکریوں نے کہا انکا قاتل لعین اہل السموات
والارض ہے یہ سنکر اسمٰعیل نے کہا اللھم العن قاتل الحسین۔

حدیث حضرت اسمٰعیل صادق الوعد علیہ السلام

بحار الانوار میں منقول کامل الزیارۃ ابن قولویہ برید عجلی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں
نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی یا ابن رسول اللہ وہ اسمٰعیل پیغمبر
جن کا ذکر خلاق عالم نے اس آیہ شریفہ میں کیا ہے واذکر فی الکتاب اسمٰعیل
انہ کان صادق الوعد وکان رسولا نبیا کون ہیں کیا اسمٰعیل بن ابراہیم
علیہما السلام ہیں۔ حضرت نے فرمایا اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام نے اپنے والد ابراہیمؑ
سے پہلے انتقال کیا اور ابراہیمؑ صاحب شریعت اور حجۃ خدا موجود تھے پھر اسمٰعیل
کس قوم کی طرف بھیجے گئے (جن کو خدا نے بلفظ رسول یاد کیا) برید عجلی نے عرض
کی میں آپ پر سے فدا ہوں یہ آیہ شریفہ کس کی شان میں ہے حضرت نے
فرمایا کہ وہ اسمٰعیل بن حزقیل ہیں کہ خدا تعالےٰ نے ان کو ان کی قوم کی طرف مبعوث
کرکے بھیجا قوم نے اسمٰعیل کی تکذیب کی۔ انہیں قتل کیا اور ان کے چہرے کا
پوست کھینچ ڈالا خلاق عالم نے ان لوگوں پر غضبناک ہو کر سطاطائیل فرشتہ عذاب
کو اسمٰعیل کی روح پر نازل کیا اس فرشتہ نے کہا اے نبی اللہ میں عذاب کا فرشتہ
ہوں خداوند قہار نے مجھے آپکے پاس بھیجا ہے تاکہ اس قوم کے بارے میں
آپ جسطرح حکم دیں میں اس پر عذاب کروں اسمٰعیل نے کہا اے سطاطائیل
مجھے اس مکافات کی ضرورت نہیں ہے خلاق عالم کا خطاب ہوا اے اسمٰعیل

پہر تمہاری کیا حاجت ہے اسمعیل نے عرض کی پروردگار (بروز الست) تو نے ہم سب سے
اپنی ذات اقدس کے لئے الوہیت کا اور محمد کیواسطے نبوت کا اور آپکے اوصیا کی خاطر
ولایت کا اقرار لیا تھا اور بہترین خلایق کو ان مظالم سے خبردی تہی جوان کی امت حسینؑ
ابن علی کی نسبت ان کی مرتکب ہوگی اور حسینؑ سے وعدہ کیا تہا کہ بعد شہادت ان کو دنیا
میں دوبارہ لائیگا تا وہ اپنے ہاتھ سے اپنا انتقام دشمنوں سے لیں اے پروردگار
میری دعا بھی یہی ہے کہ تو مجھے دوبارہ زندہ کرتا میں بھی اپنے اعدا سے انتقام لوں
خدا تعالی نے اسمعیلؑ سے اسی طرح وعدہ فرمایا۔ پس حضرت اسمعیل علیہ السلام حضرت
امام حسین علیہ السلام کے ساتہ دنیا میں عود کرینگے انتہی۔

مؤلف کہتا ہے کہ بحار الانوار میں کامل الزیارۃ ابن قولویہ اور علل الشرایع ابن بابویہ
سے مثل اسکے اور کئی حدیثیں بتفاوت قلیل باسناد معتبرہ مرقوم ہیں۔ اور ان میں اسمعیلؑ
ذبیح اللہ کی نسبت وہ توجیہ نہیں ہے جو اس حدیث میں ہے۔

حدیث حضرت موسی علیہ السلام

بحار الانوار میں بلفظہ ردی مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہیں تشریف
لیجا رہے تھے اور آپ کے ساتھ یوشع بن نون علیہ السلام بھی تھے۔ آپکا گزر زمین
کربلا پر ہوا ناگاہ آپکی نعلین کے بند ٹوٹ گئے اور پائے مبارک میں کانٹا چبھا جس
سے خون جاری ہوا حضرت موسیٰؑ نے مناجات کی پروردگار کونسی خطا مجھ سے
صادر ہوئی جو اس عقوبت کا میں مستحق ہوا ہوں خلاق عالم کی طرف سے وحی ہوئی کہ اے
موسیٰ اس مقام پر حسین قتل ہوں گے اور ان کا خون اس زمین پر جاری ہوگا پس یا
حسینؑ کی موافقت کے لئے تمہارا خون بھی یہاں جاری ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے
عرض کی پروردگار یہ حسین کون ہیں۔ ارشاد ہوا کہ محمد مختار کا نواسا علی کرار کا فرزند ہے
موسیٰ نے عرض کی انکا قاتل کون ہے ارشاد ہوا لعین ماہیان دریا و وحوش صحرا

وطائران ہوا ہے پس موسیٰ نے ہاتھ بلند کئے اور یزید پر لعنت اور دعائے بد کی
اور یوشع نے آمین کہی -

مؤلف کہتا ہے کہ اس مقام میں اصل حدیث کے یہ الفاظ ہیں فرفع موسی یدہ ولعن یزید ودعی علیه وامن یوشع بن نون علی دعائه کے ترجمہ میں بھی صاحب ناسخ التواریخ سے غلطی ہوئی ہے جو انہوں نے لکھا ہے پس موسیٰ دست برداشت وبر یزید لعن فرستاد وا نفریں یاد کرد وا ینوقت یوشع بن نون نیز ایمن گشت لفظ امّن بہ تشدید میم کو انہوں نے اٰمن بہ تخفیف سمجھ کر جو (ایمن گشت) ترجمہ کیا ہے وہ سیاق وسباق عبارت سے غلط ہے وہ لفظ جسطرح سے کہ پہلے تفصیلا ذکر ہوا تامین سے ماخوذ ہے جس کے معنی آمین کہنے کے ہیں یعنی یوشع بن نون نے حضرت موسیٰ کی بد دعا پر آمین کہی -

حضرت موسیٰ کی دوسری حدیث

بحار الانوار میں مرقوم ہے کہ بنی اسرائیل سے ایک شخص نے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا تھا حضرت موسیٰ کو دیکھا کہ بتعجیل کہیں تشریف لیجارہے ہیں رنگ حضرت کا زرد ہے جسم مبارک ضعیف ہو گیا ہے بدن آپکا کانپتا ہے آنکھوں میں گڑھے پڑ گئے ہیں اور آپ بہت لاغر ونحیف ہیں. جب خلاق عالم آپکو مناجات کے لئے طلب فرماتا تھا تو آپکی حالت خوف خدا سے ایسی ہی ہو جاتی تھی (اور اسی لئے آپ بہت نحیف ولاغر ہو گئے تھے) اس شخص نے آپکو پہچان لیا عرض کی یا نبی اللہ میں نے ایک گناہ عظیم کیا ہے امیدوار ہوں آپ خلاق عالم سے دعا کریں کہ میرا گناہ بخشدے حضرت نے قبول فرمایا اور وہاں سے روانہ ہوئے جب درگاہ خدا میں بوقت مناجات عرض کی پروردگار میں تجھ سے ایک سوال کرتا ہوں حالانکہ تو اسے میرے عرض کرنے سے پہلے جانتا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ تم

جو سوال کروگے میں عطا کرونگا موسیٰ نے عرض کی پروردگار تیرے فلاں بندے نے تیرا گناہ کیا ہے اور تجھ سے امرزش چاہتا ہے۔ ارشاد ہوا یا موسیٰ اعفو عمن استغفرنی الا قاتل الحسین یعنی اے موسیٰ جو شخص اپنے گناہوں سے توبہ کریگا میں اسے بخشدونگا الا قاتل حسینؑ کہ میں اسے ہرگز نہیں بخشنے کا۔ موسیٰ نے عرض کی پروردگا حسینؑ کون ہیں ارشاد ہوا کہ حسینؑ وہ ہیں جن کا ذکر ہم نے تم سے کوہ طور پر کیا ہے موسیٰ نے عرض کی الہیٰ حسین کو کون قتل کریگا خدا تعالیٰ نے فرمایا حسین کو ان کے نانا کی امت جفاکار زمین کربلا پر شہید کرے گی۔ وتنفر فرسه وتحمحم وتصهل وتقول فی صهیلها الظلیمه الظلیمه من امة قتلت ابن بنت نبیها بعد شہادت حسینؑ اس کا گھوڑا بیقرار ہوکر چیخیں ماریگا اور اپنی زبان میں کہے گا کہ فریاد ہے اس امت جفا کار سے جس نے اپنے پیغمبر کے نواسے کو قتل کیا ہے فیبقی ملقا علی الرمال من غیر غسل ولا کفن وینهب رحله وتسبی نسائه فی البلدان ویقتل ناصروه وتشهر رؤسهم مع راسه علی اطراف الرماح یعنی بعد قتل حسین اسکی لاش مبارک زمین کربلا پر بے غسل وکفن پڑی رہیگی اس کا مال و اسباب لوٹ لیا جائیگا اور اسکے عیال و اطفال کو قید کرکے شہر بشہر پھرائیں گے۔ اسکے انصار کو قتل کرینگے اور ان کے سروں کو حسینؑ کے سر کے ساتھ نیزوں پر چڑھا کر ہر جگہ لئے پھرینگے یا موسیٰ صغیرهم یمیته العطش وکبیرهم جلده منکمش یستغیثون ولا ناصر یستجیرون ولا خافر اے موسیٰ حسینؑ کے اطفال خوردسال پیاس کی شدت سے ہلاک ہوں گے اور جوان وضعیف (نصرت حسین میں) سرعت کرینگے وہ فریاد کرینگے مگر کوئی شخص ان کی فریاد کو نہ پہنچیگا پناہ طلب کرینگے مگر کوئی ان کو پناہ نہ دیگا راوی کہتا ہے کہ یہ سنکر حضرت موسیٰ روئے اور عرض کی پروردگار حسینؑ کے قاتل پر کیا عذاب ہوگا حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ قاتل حسین پر اسقدر عذاب نازل کرونگا کہ

اس سے اہل جہنم پناہ مانگینگے ان ظالموں کو نہ میری رحمت نصیب ہوگی اور نہ حسین کے
نانا کی شفاعت اگر وہ رحمۃ للعالمین نہ ہوتے تو حسینؑ کے قاتلوں پر میں دنیا ہی میں عذاب
نازل کر دیتا اور وہ ایک دم سے زمین میں سما جاتے حضرت موسیٰ نے عرض کی پروردگار
میں ان ظالموں سے بیزار رہوں اور جو لوگ ان کے ظلم و ستم پر راضی ہیں میں ان سے بھی
بیزار رہوں فقال سبحانہ یا موسیٰ کتبت رحمۃ لتابعیہ من عبادی واعلم انہ
من بکی علیہ او ابکی او تباکی حرمت جسدہ علی النار
حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ جو شخص حسین کی متابعت کریگا میری رحمت اس
پر نازل ہوگی اور یہ بھی جان لو کہ جو شخص حسینؑ پر روے یا رولاوے یا رونیوالے کی صورت
بناوے اس پر آتش جہنم حرام ہے انتہی -

ایضاً شیخ حر عاملی نے کتاب جواہر السنیہ باب ثانی عشر میں بنقل عیون الاخبار
ابن بابویہ بسندہائے معتبرہ نقل کی ہے قال رسول اللہ ص ان موسیٰ بن عمران
سئل ربہ عزوجل فقال یارب ان اخی ھارون مات فاغفر لہ
فاوحی اللہ تعالی الیہ یا موسیٰ لو سالتنی فی الاولین والآخرین لاجبتک
ماخلا قاتل الحسین بن علی فانی انتقم لہ من قاتلہ
یعنی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (جب ہارونؑ کا انتقال ہوا تو) موسیٰ
علیہ السلام نے درگاہ خدا میں عرض کی پروردگار میرے بھائی ہارون نے وفات پائی
ہے میں امیدوار ہوں کہ تو انہیں بخشدے خلاق عالم کا ارشاد ہوا اے موسیٰ (تمہارے
بھائی تو پیغمبر تھے) اگر تم تمام اولین و آخرین کی امرزش چاہو گے تو میں سب کو بخشدونگا
بغیر قاتل حسینؑ کے کہ اسکی مغفرت ہرگز نہ ہوگی اور میں بذات خود حسین کا انتقام اسکے
قاتل سے لونگا یہ حدیث دیلمی نے بھی فردوس الاخبار میں حضرت ایسے روایت
کی ہے -

حدیث حضرت سلیمان علیہ السلام

بحار الانوار میں مرقوم ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہمیشہ اپنے فرش پر جلوس فرماکر ہوا پر سیر کرتے تھے ایک روز حسب عادت کہیں تشریف لیجارہے تھے کہ آپکا گزر زمین کربلا پر ہوا ناگاہ ہوا نے آپ کے فرش کو تین مرتبہ چکر دیا جس سے سلیمان بہت خوفناک ہوئے کہ ایسا نہ ہو زمین پر سب گر پڑیں پھر ہوا ٹھہر گئی اور آپکا فرش زمین پر اترا حضرت سلیمانؑ نے ہوا سے پوچھا کہ تو اسوقت یہاں کیوں ٹھہر گئی ہوا نے عرض کی یا نبی اللہ یہ زمین امام حسین علیہ السلام کے مقتل کی ہے سلیمان نے کہا حسینؑ کون ہیں ہوا نے عرض کی احمد مختار کا نواسا اور حیدر کرار کا فرزند سلیمانؑ نے پوچھا ان کا قاتل کون ہے ہوا نے جواب دیا لعین اہل سماوات وارض یعنی یزید یہ سنکر حضرت سلیمانؑ نے اپنے ہاتھ بلند کئے اور یزید پر لعنت اور دعائے بد کی تمام انس وجن نے جو آپ کیساتھ تھے آمین کہی۔ اسوقت ہوا پھر چلنے لگی اور سلیمان علیہ السلام کا فرش روانہ ہوا۔

حدیث حضرت عیسیٰ علیہ السّلام

علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت روح اللہ کہیں صحرا میں تشریف لیجارہے تھے آپ کے ساتھ آپ کے حواری بھی تھے ناگاہ سب کی نظر ایک شیر مہیب پر پڑی کہ راستہ روکے بیٹھا ہے یہ دیکھکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھے اور شیر سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تو یہاں کیوں بیٹھا ہے اور کس لئے راستہ نہیں چھوڑتا کہ ہم یہاں سے گذر جائیں شیر بزبان فصیح گویا ہوا اور عرض کی یا نبی اللہ میں آپ کو راستہ نہیں دیے گا جبتک کہ آپ اور آپ کے حواری حسین علیہ السلام کے قاتل یزید پر لعنت نہ کریں حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ حسینؑ کون ہیں شیر نے عرض کی محمد نبی امّی صلی اللہ علیہ وآلہ کا نواسا اور علی ولی اللہ کا بیٹا۔ عیسیٰؑ نے فرمایا ان کا قاتل کون ہے شیر نے کہا ان کا قاتل وہ شخص ہے جس پر تمام جانور اور درندے لعنت کرتے

بِن خصوص ایام عاشورا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ اٹھائے یزید پر لعنت اور دعائے بد کی اور حواریوں نے آمین کہی یہ سنکر شیر اس مقام سے ہٹ گیا اور وہ سب وہاں سے آگے روانہ ہوئے۔

حدیث حضرت زکریا علیہ السلام

جلاء العیون میں لکھا ہے کہ شیخ طبرسی اور دیگر علما نے سعد بن عبداللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے چند مسئلے دریافت کئے حضرت نے فرمایا کہ تم یہ مسئلے اپنے مولیٰ صاحب الامر سے دریافت کرو۔ اسوقت حضرت صاحب الزمان علیہ السلام بہت کمسن بچے تھے اور اپنے والد بزرگوار کے روبرو کھیل رہے تھے پس میں نے آپکی خدمت میں عرض کی یا ابن رسول اللہ خلاق عالم نے جو (سورہ مریم کے شروع میں) فرمایا ہے (کھیعص) اسکی تفسیر کیا ہے حضرت صاحب الزمان علیہ السلام نے ارشاد فرمایا یہ حروف مقطعات اخبار غیب سے ہیں کہ پہلے خلاق عالم نے ان حروف سے حضرت زکریا پیغمبر کو (ایک واقعہ عظیم کی) خبر دی اسکے بعد جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کو اطلاع فرمائی اس کا سبب یہ تھا کہ ایک مرتبہ زکریا علیہ السلام نے درگاہ خدا میں دعا کی کہ اے پروردگار آل عبا کے اسمائے گرامی مجھے تعلیم فرما تا سختیوں میں ان کے ذریعہ سے پناہ مانگوں۔ دعا قبول ہوئی اور جبرئیل علیہ السلام نے بحکم خدا نازل ہو کر پنجتن پاک کے نام زکریا علیہ السلام کو تعلیم کئے جب زکریا پیغمبر محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین کے اسمائے گرامی اپنی زبان پر جاری کرتے تو آپ کے دل سے تمام غم و اندوہ زائل ہو جاتے۔ جب امام حسین علیہ السلام کا نام آپکی زبان پر آتا تو خود بخود آپکا دل بھر آتا اور بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ایک مرتبہ زکریا نے درگاہ خدا میں مناجات کی کہ پروردگار اسکی کیا وجہ ہے کہ جب میں چار بزرگواروں کے نام لیتا ہوں تو قلب میرا مسرور ہوتا ہے

مگر جسوقت پانچواں نام میری زبان پر آتا ہے تو بے اختیار میری آنکھوں سے سرشک غم جاری ہوتے ہیں اسوقت خدا یتعالی نے حضرت امام حسینؑ کی شہادت سے حضرت زکریا کو اطلاع دی اور فرمایا (کہیعص) کاف سے مراد کربلا ہی اور (ہ) عترت طاہرہ کی ہلاکت (ی) سے یزید کی طرف اشارہ ہے جو ان کا قاتل ہے اور (عین) کے یہ معنی ہیں کہ حسینؑ و انصار حسینؑ پر عطش کی شدت رہیگی اور (ص) سے اس امر کا ایما ہے کہ حسینؑ باوجود ظلم وستم صبر کریں گے۔ جب حضرت زکریاؑ نے یہ قصہ جانسوز سناتین دن تک مسجد سے باہر تشریف نلائے اور کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیا امام حسینؑ پر گریہ وزاری ونالہ وبیقراری کرتے تھے مرثیہ پڑھتے تھے اور کہتے تھے اے پروردگار کیا سید البشر کے دل انور کو آپ کے فرزند کی مصیبت میں دردناک فرمائیگا کیا اس بلائے شدید کو آپ کے قلب پر نازل کریگا کیا اس جانکاہ غم میں علی و فاطمہ مبتلا ہوں گے اسکے بعد زکریاؑ نے دعا کی پروردگار مجھے بھی ایک ایسا فرزند عطا فرما تا اس حالت پیری میں میری آنکھیں اسکے دیدار سے روشن ہوں جب وہ فرزند پیدا ہو تو اسکی محبت مجھے عطا کر پھر ایسا کر کہ جسطرح تیرے حبیب کا دل ان کے فرزند کے غم میں دردناک ہو اسیطرح میرے فرزند کی مصیبت میں میرا دل غمناک ہو زکریاؑ کی دعا قبول ہوئی حکم خدا سے حضرت یحیٰی علیہ السلام پیدا ہوئے پھر (عین جوانی میں) امام حسین علیہ السلام کی طرح ظالموں کے ہاتھ سے شہید کئے گئے۔ یحیٰی پیغمبر بھی اپنی والدہ کے شکم طاہر میں چھ مہینے رہے اور امام حسین علیہ السلام بھی اپنی مادر گرامی کے بطن اقدس میں چھ مہینے رہے انتہی کذا فی البحار

گیارھواں باب

حضرت امام حسین علیہ السلام پر گریہ وزاری کرنے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جناب سید الشہداء کے مصائب میں رونا اور محزون ہونا ہر مسلمان پر لازم اور باعث ثواب کثیر ہے جس کا ثبوت کئی وجوہ سے پیش کیا جاتا ہے ۔

اول یہ کہ آیہ مودۃ القربیٰ اور دوسری آیتوں سے اور احادیث صحیحہ کثیرہ متواترہ سے جن کا بیان ابتدا میں ہو چکا ثابت ہے کہ حضرات اہلبیت معصومین علیہم السلام کی محبت ہر فرد مسلمان پر فرض اور جزو ایمان ہے اسی طرح ان کے دشمنوں کی عداوت صحیح بخاری کی کتاب الایمان کی ابتدا میں ہے الحب فی اللہ والبغض فی اللہ من الایمان یعنی خدا کی راہ میں ان لوگوں سے محبت کرنا جن سے محبت چاہیئے اور ان لوگوں سے عداوت رکھنا جن سے عداوت چاہیئے جزو ایمان ہے علاوہ اسکے یہ امر بھی نہایت غور کے لائق ہے کہ امام حسین علیہ السلام امام وہادی وقت ہیں اور جو شخص ہادی و پیشوا ہو اس کا مرتبہ باپ سے زیادہ اور اسکی محبت بھی باپ سے بڑھکر ہونا چاہیئے علامہ اہل سنت جلال الدین دوانی اخلاق جلالی کے ربع سوم کے لمعہ دوم میں لکھتے ہیں جس کا محصل یہ ہے کہ محبت میں پہلا درجہ خلاق عالم کا ہے دوسرا درجہ والدین کا کیونکہ یہ فرزند کے وجود کے سبب صوری ہیں ۔ یہ محبت خدا کی محبت کے بعد ہے دوسری کسی محبت کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ۔ہاں ۔ (اس مرتبہ میں) چاہیے کہ شاگرد کی محبت استاد سے ۔اس سے زیادہ ہو۔ کیونکہ باپ وجود وتربیت جسمانی کا سبب قریب ہے اور معلم کمال وتربیت روحانی کا سبب حقیقت میں معلم پدر روحانی ہے پس جسقدر کہ روح کو جسم پر شرف حاصل ہے معلم کو باپ پر شرف حاصل ہے پس استاد کی محبت چاہیئے کہ معبود حقیقی کی محبت سے کم اور باپ کی محبت سے زیادہ ہو

سکندر سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ باپ کو زیادہ چاہتے ہیں یا استاد کو۔ کہا استاد کو کیونکہ باپ سبب حیات فانی ہے اور معلم سبب حیات باقی حدیث میں وارد ہے ابوك ثلثة من ولدك ومن علمك ومن زوجك وخیر الآباء من علمك یعنی ہر شخص کے تین باپ ہیں ایک وہ جسکی صلب سے یہ پیدا ہوا اور دوسرا وہ جس نے تعلیم کی تیسرا وہ جس نے بیٹی دی۔ اور سب سے بہتر معلم ہے۔ مرتضیٰ علیؑ فرماتے ہیں کہ من علمنی حرفا فقد صیرنی عبدا۔ جب محبت معلم کی اس درجہ پر موکد ہے تو شارع علیہ السلام کی محبت کہ ہادی حقیقی اور مکمل اولی ہیں خدا کی محبت کے بعد سب سے زیادہ موکد ہوگی اسی لئے آنحضرتؐ نے فرمایا ہرگز کوئی مومن نہیں ہو سکتا جبتک میں اس کے نزدیک اسکے نفس اور اہل و اولاد سے زیادہ دوست نہ ہوں اور محبت خلفائے راشدین وائمہ دین کی جو مصابیح دجی و مفاتیح ہدی ہیں تاکید میں محبت شارع کی تابع اور اسکے قریب ہے انتہی محصلاً اسی بنا پر جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا حق علی علی المسلمین حق الوالد علی ولدہٖ یعنی جو حق باپ کا بیٹے پر ہوتا ہے وہی حق علیؑ کا تمام مسلمانوں پر ہے یہ حدیث موفق خوارزمی نے فضائل اہلبیت میں تین طریقوں سے یعنی جابر بن عبداللہ انصاری۔ عمار یاسر و ابوایوب انصاری سے۔ اور حموینی نے فرائد السمطین میں ابوایوب اور انس سے اور ابن مغازلی نے کتاب مناقب میں حضرت امیرؑ سے روایت کی ہے ملاحظہ ہو ینابیع المودۃ مناوی مصری نے بھی کنوز الحقایق میں بروایت دیلمی اسکو نقل کیا ہے

پس امام حسین علیہ السلام کی محبت باپ سے بڑھکر ہونی چاہئے۔

ایضاً اس امر پر جملہ اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ جناب رسالتمآبؐ کی محبت عین ایمان ہے یعنی جسکو آپ کی محبت نہیں وہ مومن و دیندار نہیں صحیح بخاری کتاب الایمان باب حب الرسول من الایمان میں ہے عن ابی ہریرۃ عن النبی

قال والذی نفسی بیدہ لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب
الیہ من والدہ وولدہ ایضا فیہ عن انس قال قال رسول اللہؐ
لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین
اس کا محصل یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جبتک کہ وہ مجھے
اپنے باپ اور بیٹے اور تمام آدمیوں سے زیادہ دوست نہ رکھے۔

ایضاً صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور باب کیف کان یمین النبیؐ میں عبداللہ
بن ہشام سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کنا مع النبی وھو اخذ بید عمر
بن الخطاب فقال لہ عمر یا رسول اللہ لانت احب الی من
کل شی الا نفسی فقال النبیؐ لا والذی نفسی بیدہ حتے اکون
احب الیک من نفسک فقال لہ عمر فانہ الان لانت احب الی
من نفسی فقال النبیؐ الان یا عمر انتہیٰ یعنی ہم (ایک روز) آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ساتھ تھے حضرت اسوقت عمر بن خطاب کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے کہ عمر نے
کہا یا رسول اللہ آپ میرے نزدیک میری جان کے سوا سب چیزوں سے زیادہ
دوست ہیں حضرت نے فرمایا نہیں خدا کی قسم (تم مومن نہ ہوگے) جبتک تم مجھے اپنی جان
سے زیادہ دوست نہ رکھوگے۔ حضرت عمر نے کہا اب آپ میرے نزدیک میری جان
سے بھی زیادہ دوست ہیں حضرت نے فرمایا اے عمر یہ بات اب کہتے ہو۔ انتہیٰ اور
یہ معلوم ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ حضرت امام حسینؑ
کو چاہتے اور بے انتہا آپ سے محبت رکھتے تھے علاوہ اس پر نص آیہ مباہلہ آپ
فرزند رسول تھے اور نص حسینؑ منی وانا من حسین بغیر مرتبہ رسالت آپ سے اور
کسی امر میں جدائی نہ تھی لہذا امام حسین علیہ السلام کی محبت بھی ہر فرد مسلمان پر ایسی
فرض ہوئی کہ بغیر اسکے ایمان صحیح نہیں۔

ایضاً قاضی عیاض نے جو موثقین علمائے اہل سنت سے ہے کتاب شفا فصل علامات محبت آنحضرتؐ میں لکھا ہے ومنها محبته لمن احب النبی من آل بیتہ واصحابه من المهاجرین والانصار وعداوة من عاداهم وبغض من ابغضهم وسبهم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی علامتوں سے یہ بھی ہے کہ حضرت اپنے اہل بیت اور اصحاب میں سے جن سے محبت رکھتے تھے ان سے محبت رکھنی چاہئے اور ان کے دشمنوں سے اور برا کہنے والوں سے دشمنی رکھنی چاہئے کیونکہ اگر کوئی شخص کسی کو دوست رکھیگا تو اسکے دوست کو بھی دوست رکھیگا۔ وقد قال ؑ (فی الحسن والحسین) من احبهما فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن ابغضهما فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ انتهی ملخصاً

اور بداہت عقل سے یہ بات ظاہر ہے کہ دوست کے مصائب میں محزون وگریاں ہونا محبت کے شرائط بلکہ اس کے لازمات سے ہے۔ اگر کوئی کسی سے دلی محبت رکھتا ہو تو ممکن نہیں کہ اس کے مصائب میں اس کا دل دردناک نہ ہو۔ اگر کسی کے مصائب میں کسی کو حزن وغم نہ ہو تو قطعاً یہ بات ثابت ہوگی کہ مصیبت زدہ سے یہ شخص محبت نہیں رکھتا **پس** ثابت ہوا کہ جناب سید الشہداؑ کی مصیبت میں محزون وگریاں ہونا فرض اور جزو ایمان ہے اگر کوئی شخص آپ کے مصائب سماعت کرے اور اس کا دل محزون نہ ہو ہرگز وہ مومن نہ ہوگا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے واقع ہونے سے پچپن چھپن ۵۵ ۵۶ برس پہلے آپ پر آنیوالی مصیبتوں کے فقط ذکر سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی مرتبہ گریہ فرمایا اور نہایت محزون وغمناک ہوئے جس کا ثبوت گزر گیا اسی طرح حضرت امیر المومنین اور جناب سیدہ اور امام حسن مجتبیٰ علیہم السلام بلکہ اکثر انبیاء سلف اس غم کو یاد کرکے روئے ہیں جس کا بیان بتفصیل ہو چکا اور معلوم ہے

ہے کہ متابعت جناب رسالتمآب صلعم کی ہر مسلمان کو ضرور ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی مصیبت میں رونا لازم ہے۔ اور اقلاً اُسکے مسنون ہونے میں کوئی شک نہیں
تیسری وجہ یہ ہے کہ جناب سید الشہدا کے غم میں جو خصوصیت ہے وہ کسی غم میں نہیں اور خاص خلاق عالم کو منظور ہے کہ اس غم کا ابقا قیامت تک ہو اور اس عزا میں سب مومنین ہمیشہ نالہ و ماتم کیا کریں کیونکہ جب آپ شہید ہوئے تو کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جس نے آپ پر گریہ نکیا ہو آسمانوں سے مدت تک خون برستا رہا زمین سے خون جوش کرتا رہا جنات نے مرثیے پڑھے ملائکہ نے ماتم کیا۔ طائران ہوا و وحشیان صحرا بلکہ جمادات تک اس غم سے متاثر ہوئے جن کا ذکر انشاءاللہ تعالے بروایات صحیحہ کثیرہ حصہ سوم میں آتا ہے۔ اور یہ سب خدا کی قدرت کی بڑی نشانیاں اور سید الشہدا کے اعلی معجزات ہیں جو ہرگز بغیر حکم خدا کے نہیں ہو سکتے۔
چوتھی وجہ یہ ہے کہ ائمہ اہلبیت نے جنکی پیروی دلیل قطعی سے ہم پر فرض ہے اس رونے کے بارے میں تاکید فرمائی ہے اور بہت سے اس کے فضائل اور ثواب ارشاد فرمائے ہیں جو درجہ تواتر کو پہنچے ہیں بلکہ جناب رسالتمآب صلعم سے بھی فضائل گریہ کی حدیثیں کتب معتبرہ میں مروی ہیں جن سے ثابت ہے کہ رونا اور محزون ہونا جناب سید الشہدا کے غم میں بیشک غفران ذنوب اور اجرہائے کثیر کا باعث ہے اب یہاں وہ حدیثیں نقل کیجاتی ہیں۔
پہلی حدیث سید علی ہمدانی جو علمائے اہل سنت سے ہیں جنکی نسبت ملا جامی نے نفحات الانس میں لکھا ہے کہ انہوں نے چار سو اولیاء کی صحبت پائی ہے اور علوم ظاہری و باطنی رکھتے ہے کتاب مودۃ القربی میں جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا اذا کان یوم القیامۃ نادی مناد یا معشر بطنان العرش یا اهل القیامۃ اغمضوا ابصارکم لتجوز فاطمۃ بنت

محمد مع قمیص مخضوب بدم الحسین فیتعوی علی ساق العرش فتقول انت الجبار العدل اقض بینی وبین من قتل ولدی فیقضی اللہ لبنتی ورب الکعبۃ ثم تقول اللھم اشفعنی فیمن بکی علی مصیبۃ فشفعہا اللہ فیھم یعنی جب قیامت برپا ہوگی تو جانب عرش خدا سے ایک منادی ندا کریگا کہ اے اہل محشر اپنی آنکھوں کو بند کرو تا فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میدان سے گزر جائے (سب لوگ آنکھیں بند کرلینگے) اور سیدہ اسطرح روانہ ہوں گی کہ وہ کرتہ جو مظلوم کربلا کے خون سے رنگین تھا ان کیساتھ ہوگا پھر فاطمہ ساق عرش کے پاس آکر کہیں گی یا اللہ تو جبار اور عادل ہے میرے اور میرے فرزند کے قاتل کے بارے میں حکم کر۔ خدا کی قسم خدا یتعالی میری بیٹی فاطمہ کی مرضی کیموافق حکم کریگا۔ پھر فاطمہ عرض کرینگی اے پروردگار میرے فرزند کی مصیبت میں جو لوگ روئے ہیں ان کی نسبت میری شفاعت کو قبول فرما پس خلاق عالم فاطمہ کی شفاعت ان لوگوں کے بارے میں قبول فرمائیگا۔

دوسری حدیث علامہ مجلسی بحار الانوار میں کہتے ہیں کہ میں نے بعض ثقات معاصرین کی تالیفات میں اس طرح لکھا ہوا دیکھا مروی ہے کہ جب حضرت ختمی مرتبت صلعم نے جناب سیدہ کو امام حسینؑ کی شہادت کی خبر دی اور آپکے مصائب کو بیان فرمایا تو جناب سیدہؑ بہت روئیں اور عرض کی بابا جان یہ واقعہ کب ہوگا حضرت نے فرمایا یہ واقعہ اس زمانہ میں ہوگا جبکہ میں ہونگا نہ تم ہوں گی نہ علی ہونگے یہ سنکر جناب سیدہ اور بھی متالم ہوئیں اور سخت گریہ فرمایا پھر عرض کی بابا جان پھر میرے حسینؑ پر کون روئیگا اور اسکی عزاداری کون کریگا حضرت نے ارشاد کیا۔ یا فاطمہ ان نساء امتی یبکین علی نساء اھل بیتی ورجالھم یبکون علی رجال اھل بیتی ویجددون العزاء جیلا بعد جیل فی کل سنۃ فاذا کان یوم القیامۃ تشفعین انت

للنساء وانا اشفع للرجال وکل من بکا منهم علی مصاب الحسین اخذنا بیده وادخلناه الجنة یا فاطمة کل عین باکیة یوم القیامة الا عینا بکت علی مصاب الحسین فانها ضاحکة ومستبشرة بنعیم الجنة

اے فاطمہ میری امت کی عورتیں میری اہل بیت کی عورتوں پر روئیں گی اور ان کے مرد میرے اہل بیت کے مردوں پر روئیں گے اور ہر سال ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ عزا داری کریگا پس بروز قیامت تم عورتوں کی شفاعت کروگی میں مردوں کی شفاعت کرونگا اور جو شخص مصیبت حسینؑ پر رویا ہے میں اس کا ہاتھ پکڑ کے بہشت میں داخل کردونگا۔ اے فاطمہ بروز قیامت سب آنکھیں روتی رہیں گی بغیر اس آنکھ کے جس نے حسینؑ کے مصائب میں گریہ کیا ہے پس وہ خنداں ہوگی اور نعمت ہائے بہشت سے اسے بشارت دیجائیگی۔

تیسری حدیث صاحب ناسخ التواریخ نے کتاب خصال سے نقل کیا ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا کل عین یوم القیامة باکیة وکل عین یوم القیامة ساهرة الا عین من اختصه الله بکرامته وبکی علی من ینهتک من الحسین وآل محمد صلعم

یعنی بروز قیامت تمام آنکھیں روتی رہیں گی اور انکا حال ایسا ہوگا جیسے بہت جاگنے والے کی آنکھیں ہوتی ہیں۔ ہاں وہ آنکھیں جنکو خدا یتعالےٰ نے اپنی کرامت سے مختص کیا ہے اور جو حسینؑ اور آل رسول کے غم میں روئی ہیں وہ آنکھیں فرحناک ہونگی۔

چوتھی حدیث کامل الزیارۃ میں بسند معتبر امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک روز امیرالمومنین علیہ السلام نے مظلوم کربلا کو دیکھکر فرمایا یا عبرة کل مومن یعنی اے باعث گریہ ہر مومن۔ مظلوم کربلا نے عرض کی بابا جان کیا میں ایسا ہوں آپ نے فرمایا ہاں اے فرزند۔ بحار الانوار۔

ایضاً (مل) عن ابی عمارة المنشد قال ما ذکر الحسین بن علی عند ابی عبد اللہ فی یوم قط فرائ ابو عبد اللہ متبسما فی ذٰلک الیوم الی اللیل وکان ابو عبد اللہ یقول الحسین عبرة کل مومن ابن قولویہ نے کامل الزیارۃ میں بسند معتبر ابو عمارہ منشد سے روایت کی ہے کہ جب سید الشہدا کا ذکر امام جعفر صادق علیہ السلام کے روبرو ہوتا اس روز حضرت شام تک محزون رہتے کوئی آپکو تبسم نہ دیکھتا اور آپ فرماتے کہ حسین باعث گریہ ہر مومن ہیں بحار۔

پانچویں حدیث (ل الاربع ماۃ) قال امیر المومنین ان اللہ تبارک وتعالےٰ اطلع الی الارض فاختارنا واختار لنا شیعة ینصروننا ویفرحون بفرحنا ویحزنون لحزننا ویبذلون اموالھم وانفسھم فینا اولئک منا والینا بحار الانوار میں کتاب خصال سے منقول ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ خلاق عالم اہل زمین سے مطلع ہوا اور ان سب میں ہمکو برگزیدہ فرمایا اور ہمارے لئے ایسے شیعوں کو اختیار کیا جو ہماری مدد کرتے ہیں۔ ہماری خوشی سے خوش ہوتے ہیں اور ہمارے حزن سے محزون ہوتے ہیں۔ ہماری راہ میں اپنی جان و مال صرف کرتے ہیں یہ شیعہ ہم سے ہیں اور ان کی بازگشت ہماری طرف ہے۔

چھٹی حدیث (مل) قال الحسین بن علی انا قتیل العبرة قتلت مکروبا وحقیق علی اللہ ان لا یاتینی مکروب الا ردہ اللہ الی اھلہ مسرورا امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں کشتہ زاری ہوں جو محزون میری زیارت کو آئیگا خدا تعالےٰ اسے فرحناک وطن کو پھیر دیگا صہ۔

ایضاً (مل) عن ابن خارجہ عن ابی عبد اللہ م قال کنا عندہ فذکرنا الحسینؑ بن علی فبکی ابو عبد اللہ وبکینا قال ثم رفع راسہ فقال قال الحسین بن علی انا قتیل العبرة لا یذکرنی مومن الا بکی کامل الزیارۃ میں ابن خارجہ سے مروی ہے وہ کہتے

ہیں کہ ہم نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے روبرو جناب سید الشہدا علیہ السلام کا ذکر کیا صادق روئے اور ہم بھی روئے پھر آپ نے کہا کہ میرے جد مظلوم حسین نے فرمایا ہے کہ میں کشتہ زاری ہوں جب کوئی مومن میرا ذکر کریگا بے اختیار رو دیگا۔

ایضاً بحار میں بسند ہائے معتبرہ کثیرہ یہ حدیث مرقوم ہے۔

ساتویں حدیث (جاما) عن الحسین بن علی قال ما من عبد قطرت عیناہ فینا قطرۃ او دمعت عیناہ فینا دمعۃ الا بواہ اللہ بھا فی الجنۃ حقبا۔ مجالس شیخ مفید اور امالی شیخ ابو جعفر طوسی میں بسند معتبر مروی ہے کہ جناب سید الشہدا نے فرمایا کہ جس شخص کی آنکھوں سے ہماری مصیبت میں ایک قطرہ آنسو کا گرے یا آنکھوں میں ایک مرتبہ آنسو ڈبڈبائے خداوند عالم ہمیشہ کے لئے اس کا مقام بہشت میں مقرر فرمائیگا۔ راوی حدیث احمد بن یحییٰ الاودی کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام حسین علیہ السلام کو خواب میں دیکھا عرض کیا یابن رسول اللہ مجھے مخول بن ابراہیم نے اور انہیں ربیع بن منذر نے اور انہیں ان کے باپ نے خبر دی ہے کہ آپ نے فرمایا ما من عبد قطرت الخ۔ (کیا حقیقت میں آپ نے یہ حدیث فرمائی ہے) حضرت نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کی اب آپ کے اور میرے بیچ کے راوی ساقط ہو گئے۔ بحار۔

ایضاً بحار میں بہ نقل کامل الزیارۃ و بروایت ربیع بن منذر امام زین العابدین علیہ السلام سے یہ حدیث مروی ہے۔

ایضاً (ما) عن محمد بن عمارۃ الکوفی قال سمعت جعفر بن محمد یقول من دمعت عینہ فینا دمعۃ لدم سفک لنا اوحق لنا نقصناہ او عرض انتھک لنا ولاحد من شیعتنا بواہ اللہ تعالیٰ بھا فی الجنۃ حقبا یعنی امالی شیخ ابو جعفر طوسی میں مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے مصائب پر اگر کسی شخص کی آنکھ میں ایک مرتبہ آنسو بھر آئے خواہ وہ مصیبت ہم میں سے کسی کے قتل کی ہو خواہ کسی حق کی ہو جو ہم سے

غضب کیا گیا ہے خواہ ہماری یا ہمارے شیعہ کی کسی ہتک حرمت کی ہو خداوند عالم اس کا مقام بہشت میں مقرر فرمائیگا۔ بحار الانوار۔

ایضاً وسیلۃ النجاۃ میں مولوی مبین جو موثقین علمائے اہل سنت سے ہیں لکھتے ہیں وفی مسند **احمد بن حنبل** من دمعت عیناہ بقتل الحسین دمعۃ وقطرت قطرۃ بواہ اللہ الجنۃ۔

آٹھویں حدیث (ش)، عن ابی جعفر قال کان علی بن الحسین یقول ایما مومن دمعت عیناہ بقتل الحسین بن علی دمعۃ حتی تسیل علی خدہ بواہ اللہ بھا فی الجنۃ غرفا یسکنھا احقابا۔ وایما مومن دمعت عیناہ دمعا حتی تسیل علی خدہ لاذی مسّنا من عدونا فی الدنیا بواہ اللہ مبوء صدق فی الجنۃ وایما مومن مسّہ اذی فینا فدمعت عیناہ حتی یسیل دمعہ علی خدیہ من مضاضۃ ما اوذی فینا صرف اللہ عن وجھہ الاذی وامنہ یوم القیامۃ من سخط النار۔

تفسیر علی بن ابراہیم قمی میں مروی ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ جو مومن میرے پدر مظلوم کی مصیبت پر روئے یہانتک کہ اسکے رخسار پر آنسو جاری ہو خلاق عالم اسکو بہشت کے غرفوں میں جگہ دیگا کہ وہ وہاں کئی حقب رہیگا۔ اور جو مومن کہ ہماری اس مصیبت پر روئے جو دار دنیا میں دشمنوں سے ہمیں پہنچی ہے خدائے تعالےٰ اسکو صدیقوں کی منزلت عطا فرمائیگا اور جس مومن کو ہماری راہ میں کوئی زحمت ہو پھر وہ ہماری مصیبت کو یاد کرکے روئے تا آنکہ اسکے رخسار پر آنسو جاری ہو خداوند عالم وہ زحمت اس سے دفع کریگا اور بروز قیامت اسے آتش جہنم سے محفوظ رکھیگا۔ (بحار)۔

نویں حدیث (مل) عن ابی جعفر قال کان علی بن الحسین یقول من ذکر الحسین عندہ فخرج من عینیہ من الدموع مقدار جناح ذباب کان ثوابہ علی اللہ عزوجل ولم یرض لہ بدون الجنۃ کامل الزیارۃ میں امام محمد باقر علیہ السلام سے

مروی ہے کہ امام زین العابدینؑ نے فرمایا جس کے روبرو میرے پدر مظلوم کا ذکر ہو اور اسکی آنکھوں سے پر مگس کے برابر آنسو نکلے اس کا ثواب خداوند عالم پر ہے اور وہ بغیر دخول بہشت راضی نہ ہوگا۔ بحار

ایضاً کامل الزیارۃ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ حدیث مروی ہے

دسویں حدیث (فس) عن ابی عبد اللہ قال من ذکرنا او ذکرنا عندہ فخرج من عینیہ دمع مثل جناح بعوضۃ غفر اللہ لہ ذنوبہ ولو کانت مثل زبد البحر تفسیر علی بن ابراہیم قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں جو شخص ہماری مصیبت یاد کرے یا کوئی اور اسکو ہماری مصیبت سنائے اور اسکی آنکھوں سے پر پشہ کے برابر آنسو نکلے خلاق عالم اسکے تمام گناہوں کو بخشدیگا ہرچند وہ گناہ کثرت میں مثل کف دریا ہوں۔

ایضاً کتاب کامل الزیارۃ وکتاب محاسن میں قریب اس کے مروی ہے۔ بحار۔

گیارھویں حدیث (جا ما) عن ابان بن تغلب عن ابی عبد اللہ قال نفس المھموم لظلمنا تسبیح وھمہ لنا عبادۃ وکتمان سرنا جھاد فی سبیل اللہ ثم قال ابو عبد اللہ یجب ان یکتب ھذا الحدیث بالذھب مجالس شیخ مفید اور امالی شیخ ابو جعفر طوسیؒ میں مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہماری مظلومیت پر آہ کرنا تسبیح کا ثواب رکھتا ہے اور ہماری مصیبت میں غمگین ہونا عبادت ہے ہمارے اسرار کو چھپانا راہ خدا میں جہاد کرنے کے برابر ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث آب زر سے لکھنے کے لائق ہے۔ بحار۔

بارھویں حدیث (ما) عن معاویہ بن وہب عن ابی عبد اللہ قال کل الجزع والبکاء مکروہ سوی الجزع والبکاء علی الحسینؑ امالی شیخ ابو جعفر طوسی میں مروی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہر میت پر جزع وبکا مکروہ ہے بغیر میرے جد مظلوم حسینؑ

ہے کہ آپ پر جزع ربکا مکروہ نہیں بحار

ایضاً بحار الانوار میں بروایت کامل الزیارۃ ابن قولویہ قریب اسکے مروی ہے جس کا آخر یہ ہے فانہ فیہ ماجور۔

تیرھویں حدیث (۱۳) عن محمد بن مسلم قال سمعت اباعبد اللہ یقول الحسین بن علی عند ربہ عز وجل ینظر الی معسکرہ ومن حلہ من الشھداء معہ وینظر الی زوارہ وھو اعرف بھم وباسمائھم واسماء ابائھم وبدرجاتھم ومنزلتھم عند اللہ عز وجل من احدکم بولدہ وانہ یری من یبکیہ فیستغفر لہ ویسئل آبائہ ان یستغفر والہ ویقول لو یعلم زائری ما اعد اللہ لہ لکان فرحہ اکثر من جزعہ وان زائرہ لینقلب وما علیہ من ذنب۔

امالی شیخ طوسی میں مروی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ میرے جد بزرگوار حسین بن علی علیہما السلام مقام قرب خدا میں بیٹھے اپنے لشکرگاہ کو اور ان لوگوں کو جو آپ کے ساتھ شہید ہوئے ملاحظہ فرماتے ہیں اور اپنے زواروں کو دیکھتے ہیں۔ جیسا کوئی شخص اپنے فرزند کو پہچانتا ہے اس سے زیادہ آپ اپنے زائروں کے ناموں اور ان کے آباؤاجداد کے ناموں سے واقف ہیں۔ ان کے جو درجات خدا کے پاس ہیں اس سے بخوبی مطلع ہیں۔ اور جو مومن آپ پر روتا ہے اسکو بھی ملاحظہ فرماتے ہیں اسکے لئے طلب امرزش کرتے ہیں اور اپنے والد بزرگوار اور جد عالی مقدار سے درخواست کرتے ہیں کہ اس رونیوالے کیلئے استغفار کریں۔ اور ارشاد کرتے ہیں کہ اگر میرے زائر کو وہ اجر و ثواب جو اسکے لئے خدا تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے معلوم ہو جائے تو اس کے غم سے اسکی فرحت بڑھکر ہو۔ یہ زائر جب اپنے وطن کو مراجعت کرتا ہے تو اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا بحار۔

ایضاً منتخب فخری میں یہ حدیث اسطرح مرقوم ہے روی عن الصادقؑ انه کان اذا اهل هلال عاشورا اشتد حزنه وعظم بکائه علی مصائب جده الحسین والناس یاتون علیه من کل جانب ومکان یعزونه بالحسینؑ ویبوحون معه علی مصاب الحسین فاذا فرغوا من البکاء یقول لهم ایها الناس اعلموا ان الحسین حیٌ عند ربه یرزق من یشاء وینظر الخ۔

چودھویں حدیث (ب) عن الازدی عن ابی عبد اللّٰه قال قال لفضیل تجلسون وتحدثون قال نعم جعلت فداک قال ان تلک المجالس احبها فاحیوا امرنا یا فضیل فرحم اللّٰه من احیا امرنا یا فضیل من ذکرنا او ذکرنا عنده فخرج من عینیه مثل جناح الذباب غفر اللّٰه له ذنوبه ولو کانت اکثر من زبد البحر

قرب الاسناد میں امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ ایک روز آپ نے فضیل سے فرمایا یا فضیل کیا تم لوگ مجلیس برپا کرکے ہماری حدیثیں بیان کرتے ہو۔ فضیل نے عرض کی آپ پر فدا ہوں یا بن رسول اللہ ایسا ہی ہوتا ہے حضرت نے فرمایا یہ مجلسیں بہترین مجالس ہیں اے فضیل ہمارا ذکر کیا کرو اور ہمارے امور قائم رکھو جو ایسا کرے خدا اس پر اپنی رحمت نازل فرمائیگا اور جو مومن ہماری مصیبت کا ذکر کرے یا اسکے نزدیک ہمارے مصائب مذکور ہوں اور اسکی آنکھوں سے بقدر پر مگس آنسو نکلے خدا تعالےٰ اسکے تمام گناہ بخشدیگا اگرچہ وہ گناہ کف دریا سے زیادہ ہوں۔ بحار۔

پندرھویں حدیث عن ابی عمارة المنشد عن ابی عبد اللّٰه قال قال لی یا عمارة انشدنی فی الحسین بن علی قال فانشد ته فبکی ثم انشد ته فبکی قال فواللّٰه مازلت انشده ویبکی حتی سمعت البکاء من الدار قال فقال یا ابا عمارة من انشد شعرا فی الحسین فابکی خمسین فله الجنة ومن انشد فی الحسین شعرا فابکی ثلثین فله الجنة ومن

انشد فی الحسین شعرا فابکی عشرین فله الجنّة ومن انشد فی الحسین شعرا فابکی عشرۃ فله الجنّة ومن انشد فی الحسین شعرا فابکی واحدا فله الجنة ومن انشد فی الحسین شعرا فبکی فله الجنّة ومن انشد فی الحسین شعرا فتباکی فله الجنة بحار الانوار میں بنقل امالی شیخ صدوق و ثواب الاعمال وکامل الزیارۃ بسند ہائے معتبرہ ابو عمارہ منشد سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اے ابا عمارہ اشعار میرے روبرو میرے جد مظلوم حسین کا مرثیہ پڑھو میں نے حسب الحکم ایک مرثیہ کے چند شعر پڑھے پس حضرت نے گریہ فرمایا پھر میں نے دوسرا مرثیہ پڑھا پھر حضرت روئے خدا کی قسم میں مرثیہ پڑھتا جاتا تھا اور حضرت برابر روتے جاتے تھے یہانتک کہ تمام گھر سے رونیکی آوازیں بلند ہوئیں جب میں نے مرثیہ پڑھنا ختم کیا تو حضرت نے فرمایا اے ابا عمارہ جو شخص حسینؑ کی مصیبت میں ایک شعر پڑھے اور پچاس آدمیوں کو رلائے اسکے لئے بہشت ہے بلکہ اگر کوئی شخص ایک شعر پڑھے اور تیس آدمیوں کو رلائے بہشت اسکے لئے واجب ہے بلکہ اگر کوئی ایک شعر پڑھے اور بیس آدمیوں کو رلائے اسکے لئے بھی بہشت واجب ہے بلکہ اگر کوئی دس آدمیوں کو رلائے اسکے لئے بھی بہشت ہے بلکہ اگر کوئی ایک شعر پڑھے اور خود روئے اسکیلئے بھی بہشت ہے بلکہ اگر کوئی ایک شعر پڑھے اور رونیوالوں کی صورت بنائے اس کیلئے بھی بہشت ہے۔

سوطویں حدیث کتاب رجال کشی میں بروایت زید بن شحام مروی ہے وہ کہتا ہے کہ میں ایک جماعت اہل کوفہ کیساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ناگاہ جعفر بن عفان بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے انکو باعزاز واکرام اپنے نزدیک بٹھلاکر فرمایا اے جعفر ہم نے سنا ہے کہ مرثیہ حسینؑ میں تم خوب شعر کہتے ہو جعفر نے کہا ہاں اے ابن رسول اللہ میں آپ پر فدا ہوں حضرت نے فرمایا کوئی مرثیہ پڑھو خود جعفر کہتے ہیں کہ

اسوقت میں نے چند شعر پڑھے ان کو سنکر حضرت اسقدر روئے کہ آپ کے آنسوؤں سے
محاسن شریف تر ہو گئی جو لوگ حاضر تھے وہ بھی رونے لگے (جب میں خاموش ہوا تو حضرت نے فرمایا
یا جعفر واللہ لقد شہدت ملائکۃ اللہ المقربون
ھھنا یسمعون قولک فی الحسین ولقد بکوا کما بکینا
واکثر ولقد اوجب اللہ تعالیٰ لک یا جعفر فی ساعتہ الجنۃ
باسرھا وغفر اللہ لک فقال یا جعفر الا ازیدک قال نعم یا سیدی قال
ما من احد قال فی الحسین شعراً فبکی او ابکی بہ الا اوجب اللہ لہ الجنۃ وغفر لہ
اے جعفر خدا کی قسم اسوقت ملائکہ مقربین یہاں حاضر ہوئے اور تمہارے مرثیہ کو سنا
اور ہم سے زیادہ انہوں نے گریہ کیا اے جعفر خداوند عالم نے تیرے سب گناہ معاف
کر دئے اور تجھ پر اسی وقت بہشت کو واجب فرما دیا۔ اے جعفر کیا میں اس سے بھی
زیادہ کہوں جعفر نے عرض کی یا مولا ارشاد فرمائیے حضرت نے فرمایا جو شخص مرثیہ حسینؑ میں ایک
شعر کہے اور خود روئے یا کسی کو رلائے خلاق عالم اسکے سب گناہ بخشدیتا ہے اور
اس پر جنت کو واجب کر دیتا ہے۔ بحار۔

سترہویں حدیث عن فضیل بن فضالہ عن ابی عبد اللہؑ قال من ذکرنا عندہ
ففاضت عیناہ حرم اللہ وجہہ علی النار کامل الزیارۃ میں فضیل بن فضالہ
سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص ہمارا
ذکر سنے اور اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو حق تعالےٰ آتش جہنم اس پر حرام کر دیتا ہے

اٹھارہویں حدیث بحار الانوار میں بنقل ثواب الاعمال ابن بابویہ و کامل الزیارۃ
ابن قولویہ ابوہارون مکفوف سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت امام جعفر صادقؑ
نے مجھ سے فرمایا اے ابوہارون میرے جد مظلوم حسین بن علی کی مصیبت میں کوئی مرثیہ
پڑھو حسب الارشاد میں نے چند شعر پڑھے فرمایا ایسا نہیں بلکہ جسطرح اپنے گھروں میں

پڑھتے ہو (یعنی رقت کیساتھ یا ملک رقیق) پس میں نے یہ مرثیہ شروع کیا ۔

امرر علی جدث الحسین فقل لاعظمہ الزکیہ

یعنی اے دل قبر حسین پر گذر کر اور آپ کے استخوانہائے پاک و پاکیزہ سے عرض کر۔ الی آخرہ ۔ حضرت یہ مرثیہ سنکر روئے اور مجھ سے فرمایا اور پڑھو میں نے دوسرا مرثیہ شروع کیا (جس کا مطلع یہ ہے) ۔

یا مریم قومی واندبی مولاک وعلی الحسین فاسعدی ببکاک

یعنی اے مریم (کبریٰ فاطمہ زہرا) اپنی قبر منور سے اٹھئے اور اپنے پسر عم یعنی امیر المومنین پر گریہ وزاری کیجئے اور ماتم حسینؑ میں نالہ وبکا فرمائیے ۔ یہ مرثیہ سنکر حضرت بہت روئے اور مخدرات عصمت سے رونیکی آوازیں بلند ہوئیں یہانتک کہ پردے کے عقب سے میں نے صدائے گریہ سنی جب میں مرثیہ پڑھنے سے فارغ ہوا حضرت نے فرمایا اے ابا ہارون جو شخص مرثیہ حسین میں ایک شعر کہے اور خود روئے اور دس آدمیوں کو رولائے ان سب کے لئے بہشت واجب ہے اور جو شخص ایک شعر پڑھے اور خود روئے یا پانچ آدمیوں کو رولائے بہشت ان سب کے لئے واجب ہے بلکہ جو شخص ایک شعر پڑھے اور خود روئے اور ایک آدمی کو رولائے بہشت ان دونوں کیلئے واجب ہے ومن ذکر الحسین عندہ فخرج من عینیہ من الدمع مقدار جناح الذباب کان ثوابہ علی اللہ عزوجل ولم یرض لہ بدون الجنۃ اور جو شخص مصیبت حسینؑ کو سنے اور اسکی آنکھوں سے مگس کے پر برابر آنسو نکلے اس کا اجر وثواب حق تعالیٰ پر ہے اور حقتعالیٰ اس ثواب میں بغیر جنت عطا فرمائے راضی نہ ہوگا کتاب کامل الزیارۃ میں دوسری سند سے بروایت ابوہارون مکفوف یہی حدیث بتفاوت قلیل مروی ہے ۔

انیسویں حدیث روی عن ابی عبد اللہ قال لکل سر ثواب الا الدمعۃ فینا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہر کار خیر کا چھپانا یا ہر مصیبت کو پوشیدہ کرنا اور اس پر بیقرار نہ ہونا ثواب کا باعث ہے مگر ہماری مصیبت کر اس کا ظاہر کرنا ثواب رکھتا ہے۔ اس مقام پر علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ محتمل ہے کہ یہ حدیث اسطرح پر ہو لکل شئی ثواب الا الدمعۃ فینا یعنی ہر کار خیر کا ایک ثواب معین ہے مگر ہماری مصیبت میں رونیکا ثواب بحساب ہے۔ بحار۔

بیسویں حدیث ثو۔ عن صالح بن عقبہ عن ابی عبداللہ قال من انشد فی الحسین بیتا من شعر فبکی وابکی عشرۃ فلہ ولھم الجنۃ ومن انشد فی الحسین بیتا فبکی وابکی تسعۃ فلہ ولھم الجنۃ فلم یزل حتی قال من انشد فی الحسین بیتا فبکی واظنہ قال اوتباکی فلہ الجنۃ ثواب الاعمال میں صالح بن عقبہ سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ فرمایا جناب امام جعفر صادق نے کہ جو شخص مصیبت حسین میں ایک شعر پڑھے اور خود روئے اور دس آدمیوں کو رولائے ان سب کے لئے بہشت ہے اور جو ایک شعر پڑھے اور نو آدمیوں کو رولائے ان سب کیلئے بہشت ہے پس حضرت اسی طرح تعداد آدمیوں کی کم کرتے جاتے تھے یہانتک کہ فرمایا جو شخص مرثیہ حسین میں ایک شعر پڑھے اور خود روئے (اور مجھے گمان ہے کہ حضرت نے یہ بھی فرمایا ہے کہ) یا رونیوالے کی صورت بنائے اسکیلئے بھی بہشت واجب ہے

اکیسویں حدیث بحار الانوار میں بنقل کامل الزیارۃ مسمع کردین سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اے مسمع تم اہل عراق سے ہو کیا حضرت امام حسین کی زیارت کو نہیں جایا کرتے ہیں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ میں اہل بصرہ سے ایک مرد مشہور ہوں ہمارے پاس خلیفہ کے تابعین رہتے ہیں اور اہل قبائل اور ناصبیوں سے ہمارے دشمن بکثرت ہیں مجھے خوف ہے کہ کہیں یہ لوگ سلیمان (مروانی خلیفہ وقت کے بیٹوں) کے روبرو میرے حال نہ بیان کر دیں جس سے میرا کینہ ان کے دلوں میں واقع ہو اس لئے میں حضرت

سید الشہدا کی زیارت کو نہیں جاتا حضرت نے فرمایا پھر کیا تم اس امام مظلوم کی مصیبت کبھی یاد
بھی نہیں کرتے ہیں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ بیشک میں حضرت کی مصیبت کو یاد کرتا ہوں
آپ نے فرمایا پھر گریہ بھی کرتے ہو میں نے عرض کی خدا کی قسم ہیں اسقدر مخزون و گریاں
ہوتا ہوں کہ میرے اہل وعیال اس کا اثر میرے چہرے پر پاتے ہیں اس روز میں آب غذا
ترک کر دیتا ہوں جس سے مجھ پر ضعف طاری ہو جاتا ہے یہ سنکر حضرت نے فرمایا خدا تعالیٰ
تمہارے اس اندوہ پر رحمت نازل فرمائے۔ اے مسمع بیشک تم ان لوگوں میں شمار کئے
ہو جو ہمارے رونیوالوں میں شمار کئے جاتے ہیں ہماری خوشی سے خوش ہوتے ہیں
اور ہمارے حزن سے محزون ہوتے ہیں جب ہمیں خائف پاتے ہیں خوف کرتے
ہیں اور جب ہمیں ایمن پاتے ہیں ایمن ہوتے ہیں۔ تم اپنی موت کیوقت دیکھو گے کہ
میرے آبا و اجداد طاہرین تمہارے پاس تشریف لائینگے تمہارے بارے میں
ملک الموت سے شفارش فرمائیں گے اور تمہیں ایسی خوشخبری دیں گے جس سے
تمہاری انکھیں موت سے پہلے خنک ہوں۔ اور جیسے ماں اپنے بیٹے پر شفقت
کرتی ہے اس سے زیادہ ملک الموت تم پر شفقت و مہربانی سے پیش آئینگے یہ فرماکر
حضرت روئے اور میں بھی رو دیا پھر آپ نے فرمایا خدا یتعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم کو اپنی
خلقت پر رحمت سے فضیلت دی اور ہمیں رحمت کیساتھ مخصوص کیا یا مسمع
ان الارض والسماء لتبکی منذ قتل امیر المومنین
رحمۃ لنا وما بکی لنا من الملائکۃ اکثر وما رقات دموع الملائکۃ منذ قتلنا
اے مسمع جب سے کہ امیر المومنین شہید ہوئے ہیں زمین و آسمان ہم پر از راہ شفقت روتے
ہیں۔ فرشتوں کا گریہ تو سب سے زیادہ ہے اور ابتک ان کا رونا موقوف نہیں ہوا انہما
بکی احد رحمۃ لنا ولما لقینا الا رحمۃ اللہ قبل ان تخرج الدمعۃ من عینہ
جو شخص ہماری مصیبتوں کو یاد کر کے از راہ محبت و دل سوزی روتا ہے اسکی آنکھ

سے آنسو جاری ہونے سے پہلے خدایتعالیٰ اس پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے فاذا سال
دموعہ علی خدہ فلوان قطرۃ من دموعہ سقطت فی جھنم لاطفت حرھا حتی
لا یوجد لھا حر جب اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں تو ان آنسوؤں کا یہ مرتبہ
ہوتا ہے کہ اگر ایک قطرہ ان میں کا جہنم میں ڈالدیا جائے تمام آتش جہنم سرد ہو جائیگی
اور بالکل حرارت اس میں باقی نہ رہیگی وان الموجع قلبہ لنا لیفرح یوم یرانا عند موتہ
فرحۃ لا تزال تلک الفرحہ فی قلبہ حتی یرد علینا الحوض
جس مومن کا قلب ہماری مصیبت میں دردناک ہو بوقت موت جبکہ وہ ہم کو دیکھے گا انتہا
فرحناک ہوگا اور یہ فرحت اسکے دل میں ہمیشہ رہیگی تاآنکہ بروز قیامت حوض کوثر پر ہمارے
پاس وارد ہو۔ اور جب کوئی ہمارا دوست چشمہ کوثر پر وارد ہوتا ہے تو وہ چشمہ نہایت
خوشحال ہوتا ہے پھر انواع واقسام کی غذائیں اسے کھلائی جاتی ہیں جو اسکے
حاشیہ خیال میں بھی نہ ہوں اے مسمع جو شخص حوض کوثر سے ایک گھونٹ پانی پیئے گا
پھر کبھی وہ پیاسا نہ ہوگا اور پھر کوئی سختی اس پر نہ ہوگی اس کا پانی کافور کی طرح سرد ہے
اور مشک کے مانند خوشبو ہے اس میں سونٹ کی لذت ہے وہ شہد سے زیادہ شیریں
ہے۔ مسکہ سے زیادہ نرم ہے آنسوؤں سے زیادہ صاف ہے اور عنبر سے زیادہ معطر
ہے چشمہ تسنیم سے نکلکر بہشت کی نہروں میں جاری ہوتا ہے وہ نہریں ایسی ہیں جو موتی
اور یاقوت کی کنکریوں پر بہتی ہیں حوض کوثر کے کنارے جو پیالے رکھے ہوئے ہیں
وہ ستارہائے آسمان سے بھی تعداد میں زیادہ ہیں ان کی خوشبو ہزار برس کی مسافت تک
پہنچتی ہے وہ پیالے سونے چاندی اور اقسام جواہر سے بنے ہوئے ہیں جو شخص
اس حوض سے پانی پیتا ہے اس کے دماغ میں تمام خوشبوئیاں سرایت کرتی ہیں
تاآنکہ وہ شخص کہیگا اگر مجھے اس جا چھوڑ دیں تو میں اسکے عوض اور کوئی نعمت اور اس مقام کے بدلے اور کوئی مقام
نہ چاہوں اے مسمع کردیں تم ان لوگوں میں داخل ہو جو اس حوض سے سیراب ہونگے وما من عین بکت لنا الا نعمت بالنظر الی الکوثر

وسقی منہ من احبنا جو آنکھ ہمارے غم میں روئی ہے وہ کوثر کے معائنہ سے خوش ہوگی اور جو شخص ہمیں دوست رکھتا ہے وہ کوثر سے سیراب ہوگا۔ اس حوض سے ہمارے دوستوں کا حصّہ ان کی محبت کی مقدار پر ہے جسکو زیادہ محبت ہوگی زیادہ حصّہ ملیگا۔ جسکو کم محبت ہوگی اسکو کم حصّہ ملیگا۔ اور اس حوض پر امیر المومنین تشریف فرما ہوں گے۔ آپ کے دست مبارک میں چوب عوسج کا ایک عصا ہوگا جس سے ہمارے دشمنوں کو دور فرمائیں گے اُن میں سے ایک شخص کہیگا یا امیر المومنین میں دنیا میں کلمہ شہادتین پڑھتا تھا۔ پھر مجھے آپ کیوں نہیں پانی دیتے۔ حضرت جواب میں فرمائیں گے کہ تو فلاں شخص کے پاس جسے اپنا امام جانتا تھا جا اور اس سے سوال کر تا وہ تیری شفاعت کرے وہ شخص کہیگا کہ جس کا آپ ذکر کرتے ہیں وہ اب مجھ سے بیزار ہے اور میں پیاس سے ہلاک ہوتا ہوں۔ حضرت فرمائیں گے خدا تعالیٰ تیری پیاس کو اور زیادہ کرے مسمع کہتے ہیں میں نے عرض کی یا بن رسول اللہ ایسے شخص کو کیونکر راہ ملیگی جو وہ حوض کوثر تک آسکے۔ حضرت نے فرمایا اس لئے کہ وہ دنیا میں گناہ عفیفہ سے اجتناب کرتا ہوگا۔ اور جب ہمارا ذکر اس کے روبرو ہو تو وہ ہمکو برا نہ کہتا اور مثل دوسروں کے حق کی عداوت میں جرأت نہ کرتا ہوگا۔ یہ افعال اس کے اس واسطے نہ ہونگے کہ وہ ہمکو دوست رکھتا ہو اور ہماری طرف مائل ہو بلکہ اس واسطے کہ اپنی عبادت میں مشغول اور آدمیوں کے ذکر سے مجتنب ہوگا الخ۔

بائیسویں حدیث کتاب کامل الزیارۃ میں ابن قولویہ رحمہ نے بسند معتبر عبد اللہ بن بکر سے ایک طولانی حدیث روایت کی ہے جس کا بعض یہ ہے ابن بکر کہتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ حج خانہ کعبہ بجا لایا۔ ایک روز حضرت سے پوچھا یا بن رسول اللہ اگر حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کو نبش کریں تو کیا کوئی چیز اس میں ملیگی۔ فقال ع

یا ابن بکر ما اعظم مسائلك ان الحسین بن علیؑ مع ابیہ وامہ واخیہ فی منزل رسول اللہ ومعہ یرزقون ویحبرون

حضرت نے فرمایا یا ابن بکیر تیرا سوال کس قدر مشکل ہے۔ آگاہ ہو کہ حسین بن علی اپنے والدین
اور بھائی کے ہمراہ جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کی منزل و مقام میں تشریف رکھتے ہیں
اور یہ سب بزرگوار جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رزقہائے خدا سے
متنعم ہوتے ہیں اور شاد و فرحناک ہیں وانه لعن یمین العرش متعلق به
یقول یارب انجزلی ما وعدتنی وانه لینظر الی زواره فهو اعرف
بهم وباسمائهم واسماء آبائهم ومافی رحائلهم من احدهم بولده
اور حضرت امام حسین علیہ السلام عرش کے دہنی طرف اس کے قایمہ کو تھام کر عرض
کرتے ہیں کہ اے پروردگار تو نے جو مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اسے پورا کر۔ اور آپ
اپنے زواروں کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور جس طرح تمام لوگ اپنے فرزندوں کو پہچانتے ہیں
اس سے زیادہ آپ اپنے زائروں کے حالات اور اُن کے ناموں اور ان کے
آبا و اجداد کے ناموں سے واقف ہیں۔ اور جو چیز ان کے اسباب میں ہے اسکو بھی
جانتے ہیں وانه لینظر الی من یبکیه فیستغفر له ویسال اباه
الاستغفار له ویقول ایها الباکی لو علمت ما اعد الله لك
لفرحت اکثر مما حزنت وانه لیستغفر له من کل ذنب وخطیئة
انتهی آپ اپنے رونے والوں کو بھی دیکھتے ہیں۔ ان کے لیے طلب آمرزش
فرماتے ہیں اور اپنے پدر بزرگوار سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ ان کے لئے
دعا فرمائیں اور ارشاد کرتے ہیں کہ اے رونے والے اگر تو جانتا کہ خلاق عالم نے
تیرے لئے کیا ثواب مقرر فرمایا ہے تو البتہ تو اپنے رنج و ملال سے زیادہ مسرور اور
فرحناک ہوتا پھر آپ اپنے رونے والے کے جتنے گناہ اور خطائیں ہیں ان سب کی
بخشائش کے لئے دعا کرتے ہیں۔

تیئیسویں حدیث عن علی بن فضال قال قال الرضاؑ من تذکر

مصابنا فبکی وابکی لما ارتکب منا کان معنا فی درجتنا یوم القیامہ ومن ذکر بمصابنا فبکی وابکی لم تبک عینہ یوم تبکی العیون۔ ومن جلس مجلسا یحی فیہ امرنا لم تمت قلبہ یوم تموت القلوب ابن بابویہ اعلی اللہ مقامہ نے کتاب امالی اور عیون اخبار الرضا میں بسند معتبر ابن فضال سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے جو مومن ہماری مصیبتوں کا ذکر کرے اور ان مصیبتوں پر خود روے یا کسی کو رلائے وہ شخص بروز قیامت ہمارے ساتھ ہمارے درجے میں ہوگا۔ جو مومن ہمارے مصائب یاد کرکے خود روئے اور کسی کو رلائے تو جس روز کہ سب آنکھیں روتی ہونگی اس کی آنکھیں نہ روئیں گی۔ جو مومن ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں ہمارے فضائل بیان کئے جاتے ہیں تو جس روز کہ سب کے دل مردہ اور محزون ہونگے اس روز اس کا قلب نہ مریگا یعنی فرحناک اور مسرور ہوگا۔ بحار۔

چوبیسویں حدیث۔ مل۔ عن زرارہ قال قال ابو عبد اللہ یا زرارہ ان السماء بکت علی الحسین اربعین صباحا بالدم وان الارض بکت اربعین صباحا بالسواد وان الشمس بکت اربعین صباحا بالکسوف والحمرۃ وان الجبال تقطعت وانتثرت وان البحار تفجرت وان الملائکۃ بکت اربعین صباحا علی الحسین کتاب کامل الزیارۃ میں بسند معتبر زرارہ سے روایت کی ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اے زرارہ میرے جد مظلوم حسین بن علی پر آسمان چالیس روز تک خون رویا اور زمین چالیس دن سیاہی روئی۔ آفتاب نے اسطرح گریہ کیا کہ چالیس دن تک اسے گہن لگا رہا (یعنی اس کی روشنی دھیمی پڑ گئی) اور وہ بالکل سرخ ہوگیا تھا۔ اس غم میں پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پراگندہ ہوگئے۔ دریا جوش و خروش میں آئے اور تمام

فرشتوں نے گریہ ونالہ کیا وما اختضبت منا امرأة ولا ادهنت ولا اكتحلت ولا رجلت حتى اتانا راس عبيد الله بن زياد لعنه الله ومازلنا في عبرة بعده وكان جدي اذا ذكره بكى حتى تملا عيناه لحيته وحتى يبكي لبكائه رحمة له من راه وان الملائكة الذين عند قبره ليبكون فيبكي لبكائهم من في الهواء من الملائكة اور جب تک ابن زیاد ملعون کا سر ہمارے پاس نہیں آیا اس وقت تک ہمارے مخدرات سے کسی بی بی نے مہندی نہیں لگائی۔ تیل نہیں ملا۔ سرمہ نہیں لگایا۔ بالوں میں کنگھی نہیں کی۔ ہم حضرت کی شہادت کے بعد سے ہمیشہ آپ کی مصیبت میں گریاں ہیں۔ اور میرے جد بزرگوار علی بن الحسین علیہما السلام جب اپنے پدر عالی مقدار کو یاد فرماتے تھے اس قدر روتے تھے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔ جو شخص آپ کو اس حالت میں دیکھتا وہ بھی بے اختیار رو دیتا۔ اور جو فرشتے سید الشہداء کی قبر منور کے پاس مقیم ہیں وہ اس قدر روتے ہیں کہ ان کے رونے سے تمام ملائکہ ہوا اور فرشتگان سما روتے ہیں۔ جب ابن زیاد اور یزید کی جانیں اُن کے ابدان منحوس سے جدا ہو کر جہنم میں پہنچیں تو جہنم خروش میں آیا اگر خلاق عالم مؤکلان جہنم کو اس کے روکنے کا حکم نہ دیتا تو جو چیزیں کہ زمین پر ہیں اُن سب کو جلا دیتا۔ اور چند مرتبہ آتش جہنم نے اپنے مؤکلوں پر زیادتی کی تا آنکہ جبرئیل آئے اور اپنے پروں سے اُسکو مارا اس وقت اس کے شعلے ساکن ہوئے بیشک آتش جہنم حضرت امام حسین کے غم میں نالہ و فریاد کرتی ہے اور آپ کے قاتلوں پر جوش و خروش میں ہے۔ اگر جھہائے خازنان جہنم زمین پر نہ ہوتے تو زمین پھٹ جاتی اور جتنی چیزیں زمین پر ہیں اُن کو دوزخ میں اُلٹ دیتی۔ وما عين احب الى الله ولا عبرة من عين بكت ودمعت عليه وما من باك يبكيه الا وقد وصل فاطمه واسعدها عليه ووصل رسول الله وادى حقنا۔

سُننے کے لئے سر بھی نہ اٹھائیں گے اور اُن کے دشمنوں کا یہ حال ہوگا کہ فرشتگان جہنم اُن کے بال پکڑ کے جہنم کی طرف کھینچیں گے۔ وہ کہیں گے کہ اب ہمارا کوئی شفاعت کرنے والا اور دوست و مددگار نہیں اور یہ دشمن ان بہشتیوں کے مقامات بہشت میں دیکھیں گے اور اتنی قدرت نہ ہوگی کہ وہاں تک جاسکیں۔ پھر اُن بہشتیوں کے پاس حوروں اور خازنان بہشت کی طرف سے فرشتے پیغام لائیں گے اور نعمتہائے خدا کی تعریف ان کے روبرو کرینگے اُس وقت وہ کہیں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ابھی آتے ہیں۔ جب وہ ملائکہ اُن کا جواب حوروں کو پہنچائیں گے اور کہیں گے کہ وہ لوگ تو جناب سید الشہدا کی قربت اور آپ کی زیارت سے مشرف و ممتاز ہیں یہ سنکر حوروں کے دلوں میں اُن کی ملاقات کا اشتیاق اور بڑھجائے گا۔ پھر وہ بہشتی کہیں گے خلاق عالم کا شکر ہے کہ اس نے ہمکو فزع اکبر اور ہول قیامت سے بچایا اور جن امور سے ہم ڈرتے تھے اُن سے نجات دی۔ اس کے بعد اُن کی سواری کے لئے بہشت کے گھوڑے اور ناقے آئیں گے۔ یہ لوگ اُن پر سوار ہوکر روانہ ہوں گے اور خدائے تعالیٰ کی حمد اور نبی اور اہل بیت نبی پر صلوات پڑھنے میں مشغول رہیں گے یہاں تک کہ جنت میں اپنے اپنے مقام پر پہنچ جائیں گے انتہی ملخصاً۔ بجا

پچیسویں حدیث۔ مل۔ عن ابی بصیر قال کنت عند ابی عبد اللہ واحدثہ فدخل علیہ ابنہ فقال لہ مرحبا وضمہ وقبلہ وقال حقر اللہ من حقرکم وانتقم ممن وترکم وخذل اللہ من خذلکم ولعن اللہ من قتلکم وکان اللہ لکم ولیا وحافظا وناصرا فقد طال بکاء النساء وبکاء الانبیاء والصدیقین والشہداء وملائکۃ السماء الخ ابن قولویہ نے کتاب کامل الزیارۃ میں بسند معتبر ابو بصیر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ سے باتیں کر رہا تھا ناگاہ آپ کا ایک فرزند وہاں آیا۔ جب آپ کی نظر اپنے فرزند پر پڑی مرحبا کہکر اس صاحبزادے کو اپنے سینے سے لگالیا اور

پیار کر کے فرمایا خدائے تعالیٰ اُن لوگوں پر لعنت کرے جنہوں نے تم کو حقیر جانا اور ان لوگوں سے انتقام لے جنہوں نے تم کو تنہا کر دیا (یا تمہارا حق غصب کیا) اور خدا اُن کو چھوڑ دے جنہوں نے تمکو چھوڑ دیا اور اُن پر اپنا عذاب نازل فرمائے جنہوں نے تمہارے عزیزوں کو قتل کیا اور خلاق عالم ہمیشہ تمہاری حفاظت کرے۔ تمہاری مصیبت میں عورتوں کی فریاد و زاری نے طول کھینچا اور تمہارے غم میں انبیا اور صدیقین اور شہدا اور ملائکہ سما کا رونا بکثرت واقع ہوا ہے فرما کر آپ بہت روئے پھر ارشاد کیا اے ابوبصیر جب میں حسین مظلوم کی اولاد کو دیکھتا ہوں تو ایک ایسی حالت مجھ پر طاری ہوتی ہے کہ میں ضبط نہیں کر سکتا۔ ان کے جد مظلوم کو اور اُن کو ظالموں نے جو جو تکلیفیں پہنچائی ہیں وہ سب میری نظروں میں پھر جاتی ہیں ملخصاً۔

چھبیسویں حدیث۔ لی۔ عن ابن محمود قال قال الرّضا انّ المحرّم شہر کان اھل الجاھلیة یحرّمون فیه القتال فاستحلت فیه دمائنا وھتکت فیه حرمتنا وسبی فیه ذرارینا ونسائنا واضرمت النیران فی مضاربنا وانتھب ما فیھا من ثقلنا ولم ترع لرسول اللّٰه حرمة فی امرنا۔

شیخ صدوق ابن بابویہ نے کتاب امالی میں بسند معتبر امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ ماہ محرّم ایسا مہینا تھا کہ اہل جاہلیت بھی اس مہینے میں لڑائی اور قتال کو حرام جانتے تھے ایسے مہینے میں اس امت جفا کار نے ہمارے خون بہانے کو حلال جانا ہماری ہتک حرمت کی ہمارے فرزندوں کو اور عورتوں کو اسیر کیا۔ ہمارے خیموں میں آگ لگا دی ہمارے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حرمت کا ہمارے بارے میں کچھ لحاظ نہ کیا۔ **انّ یوم الحسین اقرح جفوننا واسبل دموعنا واذل عزیزنا بارض کرب وبلاء واورثنا الکرب والبلاء الی یوم الانقضاء**

بے شک روز قتل حسین وہ روز ہے جس نے ہماری آنکھوں کو مجروح کیا ہے اور ہمارے آنسوؤں کو (مثل چشموں کے) بہایا ہے۔ زمین کرب و بلا پر ہمارے عزیز ذلیل کئے گئے اور

ہم نے محنت وبلا کو اس روز سے قیامت تک میراث میں لیا ہے فعلی مثل الحسین
فلیبک الباکون فان البکاء علیہ یحط الذنوب العظام پس
رونے والوں کو چاہیئے کہ حسین سے مظلوم پر روئیں کہ آپ پر رونا گناہان کبیرہ کو ساقط
کر دیتا ہے پھر فرمایا کان ابی اذا دخل شھر المحرم لا یری ضاحکا وکانت
الکابۃ تغلب علیہ حتی یمضی منہ عشرۃ ایام فاذا کان یوم العاشر
کان ذالک الیوم یوم مصیبتہ وحزنہ وبکائہ ویقول ھو الیوم الذی
قتل فیہ الحسین ؑ جب ماہ محرم داخل ہوتا تھا تو میرے پدر بزرگوار امام موسیٰ
بن جعفر علیہ السلام کو کوئی شخص ہنستا ہوا نہ دیکھتا تھا آپ پر حزن والم غلبہ کرتے تھے
دس دن تک یہی حال رہتا تھا جب دسواں روز ہوتا یعنی عاشورہ محرم داخل ہوتا
تو تمام روز آپ شدت سے گریہ وزاری فرماتے اور نہایت رنج ومصیبت میں وہ دن
گذارتے اور فرماتے کہ یہ وہ دن ہے جس دن میرے جد مظلوم حسین شہید ہوئے۔ بحار
ستائیسویں حدیث عن ابن فضال عن الرضا ؑ قال من ترک السعی
فی حوائجہ یوم عاشورا قضی اللہ لہ حوائج الدنیا والآخرۃ۔ ومن
کان یوم عاشورا یوم مصیبتہ وحزنہ وبکائہ جعل اللہ عزوجل
یوم القیامۃ یوم فرحہ وسرورہ وقرت بنا فی الجنان عینہ و
من سمی یوم عاشورا یوم برکۃ وادخر فیہ لمنزلہ شیئا لم یبارک
لہ فیما ادخر وحشر یوم القیامۃ مع یزید وعبید اللہ بن زیاد
وعمر بن سعد لعنھم اللہ الی اسفل درک من النار۔ ابن بابویہ
نے کتاب امالی میں بسند معتبر امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا
جو شخص اپنی ضرورتوں میں بروز عاشورا سعی کرنے کو ترک کرے خداوند عالم دنیا وآخرت
میں اس کی حاجتوں کو بر لائیگا اور جس شخص کے لئے روز عاشورا گریہ ومصیبت اور اندوہ کا دن

خلاق عالم روز قیامت کو اس کی خوشی اور سرور کا دن بنا دیگا اور اس کی آنکھیں بہشت میں ہماری ملاقات سے روشن ہونگی۔ جو شخص عاشور کو روز برکت سمجھے اور اس دن گھر میں کوئی شے جمع کرے وہ چیز نامبارک ہوگی اور خدائے تعالیٰ اُس شخص کو بروز قیامت یزید و ابن زیاد اور عمر سعد کے ساتھ پست ترین درکات جہنم میں ڈالدیگا۔ بحار۔

اٹھائیسویں حدیث ابن بابویہ نے کتاب عیون و امالی میں بسند معتبر ریان ابن شبیب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں محرم کی پہلی تاریخ حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے فرمایا یا ابن شبیب کیا آج تم روزے سے ہو میں نے عرض کی نہیں۔ آپنے فرمایا آج کی وہ تاریخ ہے جس میں حضرت زکریا نے خدا سے دعا کی کہ اے پروردگار مجھے ایک فرزند طاہر عطا فرما۔ خلاق عالم نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ایک فرزند برگزیدہ عطا فرمایا جن کا نام یحیٰ تھا پس جو شخص محرم کی پہلی کو روزہ رکھے اور خدائے تعالیٰ سے دعا کرے اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا یا ابن شبیب ان المحرم هو الشهر الذی کان اهل الجاهلیه فیما مضی یحرمون فیه الظلم و القتال لحرمته فما عرفت هذه الامة حرمة شهرها ولا حرمة نبیها لقد قتلوا فی هذا الشهر ذریته و سبوا نسائه و انتهبوا ثقله فلا غفر الله لهم ذلك ابدا۔ اے پسر شبیب محرم ایسا مہینا ہے جس کی حرمت کے سبب اہل جاہلیۃ یعنی کفار بھی اس مہینے میں ظلم و ستم کسی پر روا نہ رکھتے تھے اور اس میں قتال کو حرام جانتے تھے مگر اس امت جفاکار نے نہ اس مہینے کی بزرگی کا خیال کیا اور نہ اپنے پیغمبر کی حرمت کا لحاظ۔ اس مہینے میں ان ظالموں نے جناب رسول خدا کی ذریت کو قتل کیا۔ آپکی مخدرات کو قید کیا آپکا اسباب لوٹ لیا خدا ہرگز ان کے گناہوں کو نہ بخشے یا ابن شبیب ان کنت باکیا لشیء فابک للحسین بن علی

فانہ ذبح کما یذبح الکبش و قتل معہ من اھل بیتہ ثمانیۃ عشر رجلاً مالھم فی الارض شبیھون ولقد بکت السمٰوات السبع والارضون لقتلہ الخ

اے پسر شبیب اگر کسی شے کے لئے تو رونا چاہتا ہے تو حسین سے بے کس پر رو کہ وہ جناب مثل گوسپند کے ذبح کئے گئے اور آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت میں سے اٹھارہ آدمی شہید ہوئے کہ روئے زمین پہ اپنا مثل و نظیر نہ رکھتے تھے آپ کے غم میں زمین و آسمان روئے اور بروز عاشورا چار ہزار فرشتے زمین پر نازل ہوئے تھے تا جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کی نصرت کریں جب وہ زمین پر پہنچے تو حضرت شہید ہو چکے تھے اس دن سے وہ ملائکہ با موئے پریشان و گرد آلود حضرت کی قبر منور کے پاس مقیم ہیں اور قائم آل محمد کے ظہور تک اسی طرح رہیں گے جب مہدی ظہور فرمائیں گے تو وہ فرشتے ان کے انصار سے ہونگے لڑائی میں ان کا شعار یا لثارات الحسین ہو گا۔

اے پسر شبیب مجھے میرے آبا و اجداد سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جب میرے جد مظلوم حسین بن علی شہید ہوئے تو آسمان سے خون اور سرخ مٹی برسی یا بن شبیب ان بکیت علی الحسین حتی تصیر دموعک علی خدیک غفر اللہ لک کل ذنب اذنبتہ صغیرا کان او کبیرا قلیلا کان او کثیرا اے پسر شبیب اگر تو حسین مظلوم پہ روے یہانتک کہ تیرے اشک رخساروں پر جاری ہوں۔ خلاق عالم تیرے سب گناہ بخش دیگا خواہ وہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ خواہ تھوڑے ہوں یا بہت یا بن شبیب ان سرک ان تلقی اللہ عزوجل ولا ذنب علیک فزر الحسین یا بن شبیب ان سرک ان تسکن الغرف المبنیۃ فی الجنۃ مع النبی ص فالعن قتلۃ الحسین یا بن شبیب ان سرک ان یکون لک من الثواب مثل ما لمن استشھد مع الحسین

فقل متی ذکرتہ یالیتنی کنت معھم فافوز فوزاً عظیما۔ یابن شبیب ان سرّک ان تکون معنا فی الدرجات العلیٰ من الجنان فاحزن۔ لحزننا وافرح لفرحنا وعلیک بولایتنا فلوان رجلا تولی حجراً لحشرہ اللہ تعالی معہ یوم القیامۃ۔ اے پسر شبیب اگر تو چاہے کہ حق تعالیٰ سے ملاقات کرے درانحالیکہ کوئی گناہ تجھ پر نہو تو قبر حسین کی زیارت کر اگر تو چاہے کہ غرفہائے بہشت میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساکن ہو تو حسین کے قاتلوں پر لعنت کر۔ اگر تو چاہے کہ شہدائے کربلا کے برابر تجھے ثواب ملے تو جس وقت حسین بن علی تجھے یاد آئیں یا آپ کا ذکر ہو تو کہہ یالیتنی کنت معھم فافوز فوزاً عظیما یعنی اے کاش میں اُن بزرگواروں کے ساتھ ہوتا تو رستگاری عظیم پاتا۔ اگر تو چاہے کہ ہمارے ساتھ درجات عالیہ بہشت میں ہو تو ہمارے حزن واندوہ سے اندوہناک رہ اور ہماری خوشی سے خوشی کر اے پسر شبیب ہماری محبت میں ثابت قدم رہ۔ اور ہماری مودت کو فرض جان کیونکہ اگر کوئی شخص کسی پتھر کو دوست رکھے گا تو اُس کا حشر اسی پتھر کے ساتھ ہوگا انتہی محصلاً بحار۔

مؤلف کہتا ہے کہ اس حدیث کے بعض مضامین کی تائید بادشاہ خراسان کی روایت سے ہوتی ہے چنانچہ ملا حسین کاشفی روضۃ الشہدا میں لکھتے ہیں "روایت میں وارد ہے کہ عمرو بن لیث بادشاہ خراسان کا قاعدہ تھا کہ امرائے لشکر سے جو امیر ایک ہزار باقاعدہ اور مکمل فوج اس کے روبرو پیش کرتا وہ ایک سونے کا گرز اسکو انعام میں دیتا۔ ایک روز اپنے تمام لشکر کا اُس نے جائزہ لیا ایک سو بیس (۱۲۰) افسر گرزہائے زرین کے ساتھ اس کے دفتر میں لکھے گئے۔ اس حساب سے ایک لاکھ بیس ہزار کی باقاعدہ اور جرار فوج اس کے ملاحظہ سے گذری یہ حال دیکھکر عمرو لیث نے بے اختیار اپنے کو گھوڑے پر سے گرا دیا اور خاک پر منہ رکھکر دیر تک روتا رہا۔ ایک زمانے کے بعد جب اس کی رقت کم ہوی تو ایک مصاحب نے کہ بہت گستاخ تھا عرض کی حضور یہ مقام رونے کا نہ تھا خلاق عالم نے آپ کو ملک وسیع اور وزرائے مطیع عطا فرمائے ہیں۔ اور ایک لاکھ بیس ہزار سوار جرار خونخوار آپ کے لشکر میں موجود ہیں پھر عوض میں عیش ومسرت کے یہ بکا ورقت کیسی۔ بادشاہ نے کہا جب میں نے

اپنے لشکر کی یہ کثرت دیکھی اور ان کی حشمت وجلادت میری نظر میں آئی واقعہ کربلا میری آنکھوں میں سما گیا
میں نے خیال کیا کہ افسوس اس صحرائے خونخوار میں اس لشکر جرار کے ساتھ میں کیوں نہ ہوا اگر میں وہاں
موجود ہوتا اور فرزند رسول خدا کو دیکھتا کہ دشمنوں کی فوج میں گھر گئے ہیں تو اپنی اس جمعیت کے ساتھ
حضرت کی نصرت میں دشمنوں سے جہاد کرتا یا تو اپنی جان آپ پر سے نثار کر دیتا یا فتح وظفر حاصل ہوتی
القصہ جب عمر ولیث کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اسے خواب میں دیکھا اس طرح سے کہ ایک
تاج مرصع سر پر رکھے ہوئے اور خلعت زیبا پہنے ہوئے بہشت کے ایک گھوڑے پر سوار
ہے اور غلمان بہشتی ہمراہ ہیں۔ لوگوں نے پوچھا اے امیر مرنے کے بعد آپ پر کیا گزری اس نے
کہا اس نیت کے سبب سے جو بوقت جائزہ لشکر میرے دل میں گذری تھی اور جناب شہید کربلا کی
اعانت کی میں نے آرزو کی تھی خلاق عالم نے مجھے بخشدیا میرے مخاصمین کو مجھ سے راضی کرا کے
مجھے یہ مرتبہ عنایت فرمایا ہے انتہی۔ مثل اس روایت کے کتاب شفائے قاضی عیاض میں جو
کتب معتبرۂ اہل سنت سے ہے موجود ہے مگر فرق اس قدر ہے کہ روایت قاضی عیاض میں مرقوم
ہے کہ عمر ولیث نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ والہ کی نصرت کی آرزو کی تھی ملاحظہ ہو کتاب
شفا جزء الثانی (صفحہ ۳۲)

انتیسویں حدیث بحار الانوار کی جلد عاشر باب ماقیل من المراثی فیہ میں مرقوم
ہے کہ بعض مؤلفات متاخرین میں دعبل خزاعی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اپنے
سردار وآقا امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا وہ ایام عشرہ محرم کے تھے میں نے دیکھا کہ
حضرت اپنے اصحاب کے ساتھ محزون ومغموم تشریف رکھتے ہیں۔ جب مجھے آپ نے ملاحظہ فرمایا تو
کہا مرحبا بك یا دعبل مرحبا بناصرنا بیدہ ولسانہ یعنی اے دعبل تجھے مرحبا ہے
اور اس شخص کو مرحبا ہے جو اپنے ہاتھ اور زبان سے ہماری نصرت کرتا ہے۔ پھر حضرت نے میرے
لئے جگہ خالی فرمائی اور مجھے اپنے پہلو میں بٹھلا کر ارشاد کیا اے دعبل میں چاہتا ہوں کہ تم چند شعر
میرے جد مظلوم کے مرثیے کے پڑھو کیونکہ یہ ایام ہم اہل بیت کی مصیبت اور غم کے اور ہمارے

دشمنوں علی الخصوص بنی امیہ کی خوشی کے ہیں یا دعبل من بکی او ابکی علی مصابنا
ولو واحدا کان اجرہ علی اللہ یا دعبل من ذرفت عیناہ علی مصابنا
وبکی لما اصابنا من اعدائنا حشرہ اللہ تعالیٰ معنا فی زمرتنا یا دعبل
من بکی علی مصاب جدی الحسین غفر اللہ لہ ذنوبہ البتت

اے دعبل جو شخص ہماری مصیبتوں پر روے یا ایک شخص کو رلائے ثواب اس کا حق تعالیٰ پر ہے
یا دعبل جس کی آنکھ سے ہماری مصیبتوں میں آنسو جاری ہوا اور وہ اُن تکلیفوں پر جو ہمارے دشمنوں
کے ہاتھوں سے ہمیں پہنچتی ہیں روئے۔ خلاق عالم اس کو ہمارے ساتھ اور ہمارے گروہ میں
محشور کریگا۔ اے دعبل جو شخص میرے جد مظلوم حسین کے ماتم میں گریہ کرے خدائے تعالیٰ
ضرور اس کے تمام گناہ بخشدیگا۔ یہ فرماکر حضرت نے اپنے حرم محترم کے لئے ایک پردہ بنوادیا
اور حکم دیا کہ تمام مخدرات عصمت پردے کے اوٹ میں بیٹھیں اور غم حسین میں روئیں جب تمام
بی بیاں پردے کے اُس طرف جمع ہوگئیں تو آپ میری طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا
اے دعبل اب حسین کا مرثیہ پڑھو تم ہمارے ناصر اور مداح ہو اور جب تک تم زندہ ہو ایسے ہی
رہوگے۔ پس تابمقدور ہماری نصرت میں کوتاہی نہ کرنا دعبل کہتے ہیں حضرت کے کلام سے
میں نے بے ساختہ رو دیا یہاں تک کہ اشک خونیں میرے رخسار پر جاری ہوے۔ پھر میں نے
یہ مرثیہ شروع کیا ۵۱

افاطم لو خلت الحسین مجدلا　　وقد مات عطشانا بشط فرات
اذا للطمت الخد فاطم عندہ　۵۲　واجریت دمع العین فی الوجنات

اے سیدہ اگر آپ حسین کو اس حالت سے ملاحظہ فرماتیں کہ نہر فرات کے کنارے پیاسے
شہید ہوے اور لاش آپ کی خاک پر پڑی ہے اس وقت آپ اپنے منہ پر طمانچے مارتیں اور
سرشک خونیں رخسارہائے مبارک پر جاری ہوتے ۵۳

افاطم قومی یا بنۃ الخیر واندبی　　نجوم سماوات بارض فلات

اے فاطمہ اے دختر خیر البشر اُٹھو اور نوحہ کرو کہ ستارہائے آسمان جنگل کی خاک پر پڑے ہیں۔ ۹۴

قبور بکوفان واُخریٰ بطیبۃٍ وأُخریٰ بفخٍ نالھا صلواتی

افسوس قبور آل نبی کیسی متفرق ہیں۔ کسی کی قبر منور تو کوفے میں ہے (یعنی امیر المومنین کی) اور کسی کی مدینہ میں۔ اور کسی کا مزار فخ میں ہے ان سب پر درود ہو۔ ۹۵

قبور ببطن النہر من جنب کربلا معرسھم منھا بشط فرات

کئی قبریں ایسی ہیں کہ زمین کربلا پر نہر کے قریب واقع ہوئی ہیں گویا ان شہیدوں کی خوابگاہ کربلا میں شط فرات ہے ۹۶

توفوا عطاشًا بالعراء فلیتنی توفیت فیھم قبل حین وفاتی

ہائے صحرا میں وہ پیاسے شہید ہوئے کاش میں بھی اُن کی نصرت میں موت سے پہلے مرجاتا ۹۷

الی اللہ اشکو لوعۃ عند ذکرھم سقتنی بکاس الثکل والقطعات

میں اپنے سوز دل کی شکایت خدائے تعالیٰ سے کرتا ہوں جس سوزش نے مجھے ہلاکت اور سختی کا ساغر پلایا ہے ۹۸

اذا فخروا یومًا اتوا بمحمدٍ وجبریل والقرآن والسورات

وعدوا علیًا ذا المناقب والعلی وفاطمۃ الزھراء خیر بنات ۹۹

وحمزۃ والعباس ذا الدین والتقی وجعفر الطیار فی الحجبات ۱۰۰

جس وقت کہ اہل بیت فخر کرتے ہیں تو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور جبرئیل و سورہائے قرآن کو پیش کرتے ہیں اور اپنے بزرگوں میں علی کو جو صاحب مناقب ومدارج عالیہ ہیں اور فاطمہ زہرا سیدۂ دختران عالم کو اور حمزہ وعباس کو جو صاحب دین و تقوی ہیں اور جعفر طیار کو شمار کرتے ہیں ۱۰۱

۹۴ کوفان بمعنی کوفہ ۱۲

۹۵ فخ نام صحرایست نزدیک مکہ معظمہ کہ دراں یحییٰ حسین بن علی بن حسن علی شہید شد ۱۲

سابکیھم ما حج للہ راکب ومانا ح قمری علی الشجرات

میں ان کی مصیبت میں روؤنگا جب تک حجاج حج خانہ کعبہ سے مشرف ہوتے رہیں اور جب تک کہ قمریاں درختوں پر ترنم کرتی رہیں ۱۲

فیا عین بکیھم وجودی بعبرۃ فقد ان للتسکاب والھملات

پس اے چشم گریہ کر اور آنسو بہا کہ اب وقت خون دل بہانے اور آنسو جاری کرنے کا آگیا ۱۳

بنات زیاد فی القصور مصونۃ وآل رسول اللہ منھتکات

ہائے افسوس زیادہ بدنہاد کی بیٹیاں تو اپنے محلوں میں محفوظ رہیں اور رسول خدا کی آل پاک بے پردہ کی جائے ۱۴

وآل زیاد فی حصون منیعۃ وآل رسول اللہ فی الفلوات

اولاد زیاد تو قلعہ ہائے بلند میں امن سے رہیں اور رسول اللہ کی اولاد جنگلوں میں آوارہ پھرے ۱۵

دیار رسول اللہ اصبحن بلقعا وآل زیاد تسکن الحجرات

افسوس رسول خدا کا گھر ویران اور برباد ہوا اور آل زیاد اپنے مکانوں میں آباد رہیں ۱۶

وآل رسول اللہ نحف جسومھم وآل زیاد اغلظوا القصرات

اہل بیت رسول اللہ تو (بھوک پیاس کے صدموں سے اور اپنے عزیزوں کے ماتم میں) نحیف ولاغر ہوں اور اولاد زیاد (عیش وآرام میں) قوی وتوانا رہے ۱۷

وآل رسول اللہ تدمی نحورھم وآل زیاد ربۃ الحجلات

آل رسول خدا کے گلوں سے خون جاری ہو۔ اور آل زیاد اپنے گھروں میں آسائش سے رہے ۱۸

وآل رسول اللہ تسبی حریمھم وآل زیاد امنوا السربات

اہل بیت رسول کی مخدرات عصمت تو اسیر ہوں اور آل زیاد فارغ البال اور بے خوف و خطر

رہے ۱۹

اذا اوتروا مدوا الی واتریھم اکفا عن الا وتار منقبضات

جب ان کے عزیز قتل ہوئے اور وہ بے مونس ویاور ہو گئے تو ایسے تنگدست ہوئے

کہ اپنے دشمنوں سے سوال کرنے کی نوبت آئی ۲۰

سابکیھم ما ذر فی الارض شارق وناد مناد الخیر للصلوات

میں اُن بزرگواروں کی مصیبت میں اس وقت تک روتا رہونگا جب تک کہ زمین کے ذرے

چمکتے رہیں اور جب تک موذن نمازوں کے لئے اذان کہتے رہے ۲۱

وما طلعت شمس وحان غروبھا وبالّیل ابکیھم وبالغدوات

جب تک کہ آفتاب طلوع وغروب کرتا رہے میں رات دن برابر روتا رہونگا انتہی۔

علامہ مجلسی اس مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ اس قصیدہ سے کے بقیہ اشعار مع شرح حضرت

امام رضا علیہ السلام کے احوال کے بیان میں ذکر کئے جائیں گے۔ اور جلاء العیون میں

مرقوم ہے۔ دعبل کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ مرثیہ پڑھا تو حضرت امام رضا علیہ السلام

اور آپ کے اصحاب اور تمام اہل حرم اس قدر روئے کہ صدائے گریہ آپ کے گھر سے

بلند ہوئی۔

تیسویں حدیث قال سیّد بن طاؤس روی عن آل رسول اللہ صلعم

انھم قالوا من بکےٰ وابکےٰ فینا مائۃ فلہ الجنہ ومن بکےٰ وابکےٰ خمسین

فلہ الجنّہ ومن بکےٰ وابکےٰ ثلثین فلہ الجنّہ ومن بکےٰ وابکےٰ عشرۃ

فلہ الجنّہ ومن بکےٰ وابکےٰ واحدا فلہ الجنّہ ومن تباکیٰ فلہ الجنّہ (ملھوف)

اکتیسویں حدیث قال الصادق علیہ السّلام رحم اللہ شیعتنا

شیعتنا ھم واللہ المومنون فقد واللہ شرکونا فی المصیبۃ بطول

الحزن والحسرۃ۔ سید بن طاؤسؒ نے کتاب ملھوف میں تحریر کیا ہے کہ جناب امام

جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ حقتعالیٰ ہمارے شیعوں پر رحم فرمائے۔ خدا کی قسم جو ہمارے شیعہ ہیں وہی مومنین ہیں واللہ ہمارے مصیبت میں حزن واندوہ کو طول دیکر انہوں نے ہماری شرکت کی ہے۔

بتیسویں حدیث علامہ مجلسی بحار الانوار کی دسویں جلد میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعض علما کے بعض مصنفات میں سید علی حسینی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک جماعت مومنین کے ساتھ میں اپنے آقا حضرت امام علی بن موسیٰ علیہما التحیۃ والثنا کے روضۂ مقدس میں مجاور تھا۔ جب روز عاشور محرم ہوا تو ہمارے اصحاب سے ایک شخص نے جناب سید الشہدا کی مجلس پڑھنی شروع کی اثنائے ذاکری میں اُس نے یہ حدیث پڑھی کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے من ذرفت عیناہ علی مصاب الحسین ولو کان مثل جناح البعوضۃ غفر اللہ ذنوبہ ولو کانت مثل زبد البحر یعنی جس شخص کی آنکھوں سے مصائب حسین میں پر پشہ کے برابر آنسو نکلے خلاق عالم اس کے تمام گناہ بخشدیتا ہے۔ ہر چند وہ گناہ کثرت میں مثل کف دریا کے ہوں۔ اس وقت ہماری مجلس میں ایک شخص جاہل حاضر تھا۔ جو مدعی علم تھا اور اپنی عقل ناقص پر اسے بہت بھروسہ تھا وہ کہنے لگا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے غم میں کسی قدر رونے سے تمام گناہوں کا بخشا جانا عقل کے خلاف ہے۔ پس ہم نے اُس سے بہت بحث کی مگر وہ اپنی ہٹ اور جہالت سے باز نہ آیا تا آنکہ وہ مجلس برخواست ہوئی۔ وہ شخص بھی وہاں سے اُٹھکر چلا گیا حالانکہ اپنی نادانی اور عناد پر مصر تھا جب وہ روز گزر گیا اور دوسرا دن ہوا تو ناگاہ وہ شخص پھر ہمارے پاس آیا نہایت شرمندہ اور محجوب۔ اور ہم سے معذرت کرنے لگا اور کہنا کل رات کو جب میں حسب عادت سو گیا خواب میں دیکھا قیامت برپا ہے۔ تمام آدمی ایک صحرا میں جمع ہیں۔ اور نیک و بد سب ایک حالت میں ہیں۔ ترازوئے اعمال قائم ہے صراط جہنم پر کشیدہ ہے حساب و کتاب ہو رہا ہے۔ آتش جہنم مشتعل ہے۔ بہشت آراستہ

کئے گئے ہیں اس وقت مجھ پر حرارت غالب ہوی اور شدت سے پیاس ہونے لگی۔ میں نے
پانی کی تلاش کی مگر کہیں نہ ملا۔ ناگاہ میں نے دیکھا ایک طرف ایک حوض پانی سے بھرا ہوا نہایت
عریض و طویل ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس حوض کے کنارے دو مرد جلیل القدر اور ایک
بی بی تشریف فرما ہیں۔ ان کے نور جمال سے تمام صحرا روشن ہو رہا ہے۔ مگر وہ سب حضرات
لباس سیاہ پہنے ہوئے محزون و گریان ہیں۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا یہ کون بزرگوار
ہیں اُس نے کہا ایک تو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ دوسرے حضرت
امیر المومنین علیہ السلام اور وہ بی بی جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا ہیں میں نے کہا یہ سیاہ
لباس پہنے کیوں محزون ہیں اس نے کہا تو نہیں جانتا یہ روز عاشورا روز قتل حسین ہے اسی
لئے یہ حضرات محزون و گریان ہیں۔ پس میں جناب سیدہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی
یا بنت رسول اللہ میں پیاسا ہوں مجھے پانی عنایت فرمائیے۔ یہ سنکر جناب سیدہ نے
بچشم غضب مجھے ملاحظہ فرمایا اور کہا وہ شخص تو ہی تو ہے جو میرے فرزند میرے آرام دل
و روشنی چشم شہید مظلوم کے غم میں رونے کی فضیلت کا انکار کرتا تھا۔ پس میں اس خواب کی
دہشت سے بیدار ہوا اور درگاہ باری میں اپنے قول سے بہت توبہ اور طلب مغفرت کی
اپنے کہے سے نہایت شرمندہ اور نادم ہوں۔ اب تمہاری خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ میرے
قصور کو معاف کرو انتہی محصلاً۔

تینتیسویں حدیث روی عن الصادق علیہ السلام انہ قال
رحم اللہ شیعتنا انھم اوذوا فینا ولم نوذ فیھم شیعتنا
(اسرار الشہادہ ۱۲)
منا قد خلقوا من فاضل طینتنا وعجنوا بنور ولایتنا رضوا بنا
ائمۃ ورضینا بھم شیعۃ۔ یصیبھم مصابنا وتبکیھم مصائبنا
ویحزنھم حزننا ویسرھم سرورنا ونحن ایضاً نتالم لتالمھم ونطلع
علی احوالھم فھم معنا لا یفارقونا ولا نفارقھم لان مرجع العبد الی سیدہ

ومعوله علی مولاه فهم یهجرون من عادانا ویجهرون بمدح من والا
نا ویباعدون من آذانا اللهم احی شیعتنا فی دولتنا وابقهم
فی ملکنا ومملکتنا اللهم ان شیعتنا منا ومضافین الینا فمن ذکر
مصابنا وبکے لاجلنا او تباکی استحی الله ان یعذبه بالنار۔ کتاب
منتخب فخری میں مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا حق تعالے
ہمارے دوستوں پر رحم کرے کہ وہ ہماری راہ میں ایذا اٹھاتے ہیں اور ہمیں ان کی
طرف سے کوئی ایذا نہیں پہنچتی ہمارے دوست ہم سے ہیں جو مٹی ہماری
خلقت سے بچ رہی تھی اس سے وہ پیدا کئے گئے ہمارے نور ولایت سے انکا خمیر ہوا ہے
وہ ہم سے راضی ہیں اور ہم ان سے راضی ہیں جو ہمیں تکلیف پہنچتی ہے وہ اُنہیں پہنچتی ہے ہماری
مصیبتیں انہیں رُلاتی ہیں ہمارا حزن انہیں محزون کرتا ہے اور ہماری خوشی انہیں خوش
کرتی ہے۔ ہم بھی ان کے رنج سے رنجیدہ رہتے ہیں اور ہمیشہ ان کے احوال سے
مطلع رہتے ہیں۔ وہ ہمارے ساتھ ہیں نہ وہ ہم سے جدا ہوتے ہیں نہ ہم ان سے۔
کیونکہ غلام کی بازگشت اس کے آقا کی طرف ہوتی ہے۔ اے پروردگار ہمارے دوست
ہم سے ہیں اور ان کی نسبت ہماری طرف ہے پس جو شخص کہ ہمارے مصائب کا بیان
کرے اور ہم پر روئے خدائے تعالیٰ کو شرم آتی ہے کہ اسے آتش جہنم سے عذاب کرے۔
چوتیسویں حدیث بحار الانوار سے سابق میں ایک طولانی حدیث نقل کی گئی
جس میں خلاق عالم کا حضرت موسےٰ علیہ السلام کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت
سے خبر دینے کا ذکر ہے اس حدیث کا آخر یہ ہے فقال سبحانه یا موسیٰ اعلم
انه من بکی علیه او ابکی او تباکی حرمت جسده علی النار یعنی حقتعالیٰ کی طرف سے
وحی ہوی کہ اے موسیٰ جو شخص حسین پر روئے یا کسی کو رُلائے یا رونے کی صورت بنائے اس کا
جسم آتش جہنم پر حرام ہے انتہیٰ۔

پینتیسویں حدیث روضۃ الشہدا میں ملا حسین کاشفی تحریر فرماتے ہیں کہ آثار میں وارد ہے کہ امام حسین علیہ السلام بروز قیامت میدان حشر میں بچہرہ خون آلود تشریف فرما ہونگے اور عرض کرینگے ربّ شفعنی فیمن بکے علی مصیبتی خدایا جو لوگ میری مصیبت میں روئے ہیں ان کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما اور اے پروردگار جن دوستوں نے میری غریبی و مظلومی و بے کسی و تشنگی و گرسنگی پر دار دنیا میں گریہ کیا ہے ان کو میری خاطر سے بخشدے پس حضرت کی شفاعت محل قبول میں پہنچیگی اور تمام گریہ کنندگان حسین کو نجات کی برات ملجائیگی۔

چھتیسویں حدیث شیخ طریحی نے منتخب میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام نے درگاہ خدا میں مناجات کی اور کہا اے پروردگار تو نے تمام امتوں پر پیغمبر آخر الزمان کی امت کو کس لئے فضیلت دی ہے ارشاد ہوا دس خصلتوں سے حضرت موسیٰؑ نے عرض کی اگر وہ خصلتیں ارشاد فرمائی جائیں تو میں بنی اسرائیل کو ان پر عمل کرنے کے لئے حکم دیتا ہوں۔ قال اللہ تعالیٰ الصّلوٰۃ والزکوٰۃ والصّوم والحج والجہاد والجمعۃ والجماعۃ والقرآن والعلم والعاشورا قال ربّ وما العاشورا قال البکاء والتباکی علی سبط محمد المصطفیٰ والمرثیۃ والعزاء علی مصیبۃ ولد المصطفیٰ یاموسیٰ ما من عبد من عبیدی فی ذلک الزمان بکیٰ او تباکی وتعزی علی ولد المصطفیٰ الا وکانت لہ الجنۃ ثابتا فیہا الی ان قال) بعزتی وجلالی ما من رجل وامراءۃ سال دمع عینہ فی یوم عاشورا وغیرہ قطرۃ واحدۃ الا وکتبت لہ اجر مائۃ شہید خلاق عالم نے ارشاد فرمایا وہ دس خصلتیں یہ ہیں نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج جہاد جمعہ۔ جماعت۔ قرآن خوانی۔ علم۔ عاشورا۔ حضرت موسیٰ نے عرض کی پروردگار عاشورا کیا چیز ہے حکم ہوا محرم کی دسویں کو پیغمبر آخر الزمان کے نواسے پر رونا اور محزون رہنا اور مرثیہ پڑھنا اور اس کی مصیبت میں عزاداری کرنا اے موسیٰ اس زمانے میں جو شخص فرزند محمد مصطفیٰ پر روئے اور مصیبت زدوں کی صورت بنائے

اور عزاداری کرے بہشت اس کے واسطے واجب ہے اے موسیٰ مجھے اپنی عزت
وجلال کی قسم ہے کہ جس شخص کی آنکھ سے بروز عاشورا یا غیر عاشورا غم حسین میں آنسو کا
ایک قطرہ بھی نکلے میں اس کے نامۂ اعمال میں سو شہیدوں کا ثواب لکھونگا۔

سینتیسویں حدیث منتخب فخری میں مروی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک
روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے تھے اور آپ کے اطراف
حضرت امیرالمومنین وسیدہ وحسن وحسین علیہم السلام بیٹھے تھے اس وقت
آنحضرت نے اپنے اہل بیت کی شہادتوں اور ان کی قبروں کے متفرق ہونیکا
ذکر فرمایا امام حسین نے عرض کی اے جد بزرگوار پھر ہمارے قتل کے بعد آپ کی
امت سے کیا کوئی شخص ہماری زیارت کرے گا۔ حضرت نے فرمایا ہاں اے فرزند
میری امت کی ایک جماعۃ تمہاری قبروں کی زیارت کرے گی تم پر روئے گی اور
تمہاری مصیبت میں نوحہ وزاری کرے گی اور وہ لوگ اس عمل سے میرے
احسان اور انعام کی خواہش رکھیں گے۔ پس جب قیامت کا روز ہوگا تو میں
ان کے پاس جاؤنگا اور ان کے بازو تھام کر قیامت کی آفتوں اور سختیوں
سے انہیں نجات دونگا۔

اڑتیسویں حدیث۔ قال النبیؐ الا وصلی اللہ علی الباکین علی
الحسین والمقیمین عزاوہ الا وصلی اللہ علی من بکی علی الحسین رحمۃ و
شفقۃ ورقۃ لہ الا وصلی اللہ علی اللاعنین لاعدائہم والممتلئین علیہم
غیظا وحنقا (الی ان قال) الا وان اللہ یامر ملائکۃ المقربین ان یتلقون
دموع الباکین علی مصاب الحسین فیجمعون دموعہم وینقلونہا الی خزنۃ الجنان
ویمزجونہا بماء الحیوان فیزید فی عذبہا وطیبہا وطعمہا الف ضعفہا۔ الخ
منتخب فخری میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر سے آیہ واذ اخذنا میثاقکم لا

تسفکون دمائکم الآیہ کی تفسیر میں ایک طولانی روایت منقول ہے جس کا
بعض یہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے خطاب
کرکے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ میرے حسین کی عزا کو قائم کرتے ہیں اور اس پر ازراہ
محبت ورقت کے روتے ہیں خلاق عالم اُن پر اپنی رحمت کاملہ نازل فرماتا ہے اور جو لوگ
حسین کے دشمنوں پر لعنت کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں اعدائے حسین کی طرف
سے غیظ وخشم بھرا ہوا ہے ان لوگوں پر بھی خدائے تعالیٰ اپنی رحمت نازل فرماتا ہے اور
اپنے ملائکہ مقربین کو حکم دیتا ہے کہ حسین کی مصیبت میں رونے والوں کے آنسوؤں
کو ضائع نہونے دیں پس وہ فرشتے زمین پر آکر آنسو جمع کرتے ہیں اور خازنان بہشت
کو لیجاکر دیتے ہیں خازنان بہشت وہ آنسو آب کوثر میں ممزوج کر دیتے ہیں جسکی تاثیر
سے آب کوثر کی شیرینی اور خوشبوئی اور مزا ایک ہزار درجے بڑھجاتا ہے الی آخرہ۔

اُنچالیسویں حدیث فی المنتخب وعنہ ع (ای اباعبد اللہ) قال اذا کان
یوم العاشر من محرم تنزل الملائکۃ من السماء ومع کل ملک قارورۃ من البلور
الابیض ویدورون فی کل بیت ومجلس یبکون فیہ علی الحسین فیجمعون
دموعہم فی تلک القواریر فاذا کان یوم القیامۃ فتلتہب نار جہنم فیضربون
من تلک الدموع قطرۃ علی النار فتہرب النار عن الباکی علی الحسین مسیرۃ ستین
الف فرسخ انتہی۔ منتخب طریحی میں مرقوم ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے
ارشاد فرمایا جب محرم کی دسویں تاریخ ہوتی ہے تو آسمان سے ملائکہ نازل ہوتے ہیں ہر ایک
ملک کے ہاتھ میں ایک شیشہ بلور سفید کا ہوتا ہے وہ فرشتے ہر مکان وہر مجلس میں جہاں حضرت
امام حسین علیہ السلام پر لوگ روتے ہیں دورہ کرتے ہیں اور رونے والے کے آنسوؤں کو
شیشوں میں جمع کرتے ہیں جب قیامت قائم کی جائیگی اور آتش جہنم ملتہب ہوگی تو وہ فرشتے
ایک قطرہ اُن آنسوؤں میں سے آتش جہنم میں ڈالدیں گے جس کی یہ تاثیر ہوگی کہ غم حسین میں

رونے والے سے ساٹھ ہزار فرسخ آتش جہنم دور ہو جائے گی۔

چالیسویں حدیث فخرالدین طریحی نے اپنے منتخب میں معاویہ بن وہب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں بروز عاشورا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا حضرت سجدے میں ہیں اور بخضوع و خشوع درگاہ الٰہی میں مناجات فرما رہے ہیں میں نے غور کرکے سنا تو معلوم ہوا کہ حضرت یہ دعا کر رہے ہیں اللّٰھم یا من خصّنا بالکرامۃ اغفرلی ولزوار ابی عبد اللہ الحسین اللّٰھم فارحم تلک الوجوہ التی غیرتھا الشمس وارحم تلک الخدود التی تقلبت علی قبر ابی عبد اللہ وارحم تلک الاعین التی جرت دموعھا رحمۃ لنا وارحم تلک القلوب التی جزعت لاجلنا واحترقت بالحزن وارحم تلک الصرخۃ التی کانت لنا استودعک تلک الانفس وتلک الابدان حتی ترویھم من الحوض یوم العطش الاکبر وتدخلھم الجنۃ وتسھل علیھم الحساب انک انت الکریم الوھاب یعنی اے پروردگار اے وہ خدائے برتر جس نے ہمکو کرامت کے ساتھ مخصوص کیا میرے جد بزرگوار حسین بن علی کے زائروں کو بخشدے اے پروردگار اُن روہائے پژمردہ پر رحم کر جو سفر زیارت میں تاب آفتاب سے متغیر ہو گئے ہیں۔ اے پروردگار ان رخساروں پر رحم فرما جو حسین کی قبر مطہر پر رکھے جاتے ہیں اور ان آنکھوں پر رحم کر جن سے ہمارے غم میں آنسو جاری ہوتے ہیں ان قلوب پر رحم کر جو ہماری مصیبتوں میں محزون ہیں اور ہمارے الم میں سوزناک ہیں اور ان زخموں پر رحم فرما جو ہمارے دوستوں کے دلوں میں ہماری محبت سے پڑے ہیں۔ اے پروردگار میں ان کے نفوس کو اور ابدان کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔ اس دن جب کہ تمام مخلوق شدت تشنگی میں رہیگی ان لوگوں کو توحوض کوثر سے سیراب کرنا اور ان پر حساب اعمال آسان فرماکر بہشت میں داخل کردینا بدرستیکہ تو کریم و وہاب ہے۔ (ناسخ التواریخ)

مؤلف کہتا ہے کہ یہ حدیث بہت طولانی ہے اور اس میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی دعا جو آپ نے زوار حسینؑ کیلئے کی ہے نہایت طویل ہے بندہ نے ملخصاً اسے نقل کیا ہے۔

بارھواں باب

جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثناء کے دشمنوں اور قاتلوں کی مذمت اور ان کے کفر وعذاب کے بیان میں۔

جاننا چاہیئے کہ دشمنان اہل بیت طاہرین علیہم السلام اور آپ کے قاتلوں کی تکفیر میں تمام علمائے امامیہ نے اتفاق کیا ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ وہ ملاعین مخلدفی النار ہیں یہ امر نصوص متواترہ اور دلائل قطعیہ سے ثابت ہو اس بارے میں اہل سنت کی کتابوں سے اکثر حدیثیں سابق میں نقل ہو چکیں۔ اس مقام پر صرف وہ حدیثیں جو خاص حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کے بارے میں وارد ہیں نقل کی جاتی ہیں۔

پہلی حدیث سید علی ہمدانی جو علمائے اہل سنت سے ہیں کتاب مودۃ القربیٰ میں لکھتے ہیں عن علی رفعہ تحشر ابنتی فاطمہ یوم القیامۃ ومعہا ثیاب مصبوغۃ بالدم تتعلق بقائمۃ من قوائم العرش تقول یا حاکم احکم بینی وبین من قتل ولدی فیحکم لابنتی ورب الکعبۃ یعنی امیر المومنین سے مروی ہے آپ کہتے ہیں کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری بیٹی فاطمہ اسطرح میدان قیامت میں آئیگی کہ اس کے ساتھ خون آلودہ لباس ہوگا (جو حسین کی شہادت کے وقت اس کے جسم اطہر پر تھا) اور قائمہ عرش کو تھام کر فریاد کریگی کہ اے احکم الحاکمین مجھ میں اور میرے فرزند مظلوم حسین کے قاتل میں انصاف کر پس قسم ہے پروردگار خانہ کعبہ کی کہ خدائے تعالیٰ میری بیٹی کی مرضی کے موافق انصاف فرمائیگا اور قاتل حسین سے بدلہ لیگا۔ مثل اس کے دوسری حدیث باب نہم میں مودۃ القربیٰ سے نقل ہو چکی (واخرجہ الدیلمی ایضاً)

دوسری حدیث حدیث مودۃ القربیٰ میں مرقوم ہے الحسین رفعہ یا نبی انک لکبدی طوبیٰ لمن احبک واحب ذریتک فالویل لقاتلک یوم الجزاء یعنی

امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے آپ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے نانا رسول مختار نے ارشاد فرمایا اے فرزند تو میرا پارۂ جگر ہے خوشا حال اس شخص کا جس نے تجھ سے اور تیری ذریت سے محبت رکھی اور بروز قیامت تیرا قاتل عذاب خدا میں گرفتار ہوگا۔

تیسری حدیث ایضاً مودۃ القربیٰ میں حضرت امیر المومنین سے مروی ہے آپ کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یقتل الحسین شر ھذہ الامۃ یعنی میرے حسین کو وہ شخص قتل کریگا جو بدترین امت ہے۔

چوتھی حدیث حاکم نے مستدرک میں اور ذہبی نے تلخیص میں اور دیلمی نے جناب امیر سے روایت کی ہے قال رسول اللہ صلعم قاتل الحسین فی تابوت من النار علیہ نصف عذاب اھل النار آنحضرت نے فرمایا کہ حسین کا قاتل آگ کے ایک تابوت میں ہوگا اسپر نصف اہل نار کا عذاب ہوگا۔

ایضاً مودۃ القربیٰ میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا در ستیکہ میرے حسین کا قاتل آتش جہنم کے تابوت میں ہوگا اور اس پر تمام اہل جہنم کا نصف عذاب نازل کیا جائیگا۔ اس کے ہاتھ پاؤں آگ کی زنجیروں سے جکڑے اسے رو ندے ہے منہ جہنم میں ڈالدیں گے یہانتک کہ وہ قعر جہنم میں پہنچ جائیگا۔ اس سے ایک ایسی بدبو پھیلیگی کہ تمام اہل جہنم اس کی شدت سے خدائے تعالیٰ کی درگاہ میں پناہ مانگینگے وہ ابد الآباد تک جہنم عذاب سخت میں گرفتار رہیگا جب اسکا پوست جلکر گر جائیگا خلاق عالم دوسرا پوست اسپر چڑھائیگا تا وہ عذاب دردناک کا مزہ چکھے۔ ایک ساعت بھی اسے آرام نہ ملیگا اور چشمہ جہنم کا کھولتا ہوا پانی اسے پلائیں گے۔ پس عذاب خدا سے اسکا برا حال ہوگا۔ ینابیع باب ۵۶

ایضاً کتاب عیون میں ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے باسناد ثلثہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور حضرت نے اپنے آبائے طاہرین سے مثل اس کے روایت کی ہے

پانچویں حدیث مودۃ القربیٰ میں باسناد متصلہ حافظ ابونعیم شہر بن حوشب سے مروی ہے

قال سمعت ام سلمۃؓ حین جاء نعی الحسین قالت لعن اللہ قتلۃ الحسین اقتلوھم قتلھم اللہ ولعنھم اللہ یعنی جس وقت مدینہ منورہ میں امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر پہنچی تو ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا خدا حسین کے قاتلوں پر لعنت کرے تم ان کو قتل کرو خدا انہیں قتل کرے اور ان پر اپنا عذاب نازل فرمائے۔

چھٹی حدیث ابن بابویہ نے صحیفۃ الرضا میں لکھا ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب ہارون پیغمبر کا انتقال ہوا تو موسیٰ کلیم اللہ نے بارگاہ احدیت میں عرض کی اے پروردگار میرے بھائی ہارون نے انتقال کیا ہے تو انہیں بخشدے خلاق عالم نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰ اگر تم تمام اولین وآخرین کی شفاعت کروگے تو میں قبول کرونگا سوائے قاتل حسین کے کہ میں بنفس خود حسین بن علی کا بدلہ ان کے قاتل سے لونگا۔ (بحار)

ساتویں حدیث شیخ صدوق ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے کتاب ثواب الاعمال میں بسند معتبر عیص بن قاسم سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے روبرو جناب سید الشہدا علیہ السلام کے قاتل کا ذکر ہوا حضرت کے بعض اصحاب نے کہا میری یہ خواہش تھی کہ خلاق عالم حسین کے قاتل سے دنیا ہی میں انتقام لیتا حضرت نے فرمایا شاید تو سمجھتا ہے کہ قاتل حسین پر جو عذاب خدا کے ان ہو رہا ہے وہ کم ہے (ایسا نہیں بلکہ) عذاب خدا اور نکال آخرت بہت سخت ہے (بحار)

آٹھویں حدیث ابن بابویہ نے کتاب ثواب الاعمال میں روایت کی ہے عن جابر عن ابی جعفرؑ قال قال رسول اللہؐ ان فی النار منزلۃ لم یکن یستحقھا احد من الناس الا قاتل الحسین بن علی ویحیی بن زکریا امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آتش جہنم میں ایک ایسا مقام ہے کہ کوئی شخص بغیر قاتل حسین بن علی اور قاتل یحیی بن زکریا کے کسی اور گناہ سے اس مقام کا سزاوار نہیں ہو سکتا۔ کامل الزیارۃ میں بعینہ یہ حدیث مروی ہے۔

نویں حدیث ابن قولویہ علیہ الرحمہ نے کتاب کامل الزیارۃ میں بسند معتبر کعب سے روایت کی ہے

وہ کہتے ہیں کہ حسین بن علی کے قاتل پر سب سے پہلے جس نے لعنت کی وہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تھے پھر اپنی اولاد کو حضرت نے اس امر کا حکم دیا اور اس پر عہد و پیمان لیا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حسین کے قاتل پر لعنت کی اپنی امت کو بھی لعنت کرنے کا حکم دیا پھر داؤد پیغمبر نے اس پر لعنت کی اور بنی اسرائیل کو اس امر کا حکم دیا پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اس پر لعنت کی اور اکثر آپ فرماتے تھے کہ اے بنی اسرائیل حسین بن علی کے قاتل پر لعنت کرو اور اگر تم حسین کے زمانے کو پاؤ تو خبردار ان کی اعانت سے باز نہ رہنا کیونکہ ان کی ہمراہی میں شہید ہونا ایسا ہے جیسے انبیا کی رفاقت میں شہید ہونا بشرطیکہ جہاد سے پیٹھ نہ پھیرے گویا میں حسین کی شہادتگاہ کو دیکھ رہا ہوں اور کوئی ایسا پیغمبر نہیں ہے جس نے کربلا کی زیارت نہ کی ہو۔ تمام پیغمبر حسین کی شہادتگاہ پر آئے اور وہاں توقف کرکے کہا اے زمین کربلا تو کثیرۃ الخیر ہے تو وہ زمین ہے جس میں ایک نورانی اور پرضیا چاند دفن ہوگا۔ (بحار)

دسویں حدیث ابن قولویہ نے کامل الزیارۃ میں بسند معتبر عمر بن ہبیرہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کو دیکھا کہ آپ کے آغوش مبارک میں حسن و حسین بیٹھے ہیں حضرت اپنے چھوٹے نواسے سے فرماتے ہیں اے حسین تیرے قاتل کیلئے عذاب جہنم ہے

گیارھویں حدیث ابن قولویہ نے کتاب کامل الزیارۃ میں سعد اسکاف سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں قال ابو عبد اللہ ع قال رسول اللہ صلعم من سرہ ان یحیی حیاتی و یموت مماتی و یدخل جنۃ عدن فیھا قضیب غرسہ ربی بیدہ فلیتول علیا و الاوصیاء من بعدہ و لیسلم لفضلھم فانھم الھداۃ المرضیون اعطاھم اللہ فہمی و علمی وھم عترتی من خلقی و دمی الی اللہ اشکو عدوھم من امتی المنکرین بفضلھم القاطعین فیھم صلتی واللہ لیقتلن ابنی لا نالتھم شفاعتی امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کو منظور ہو کہ مثل میری زندگی کے زندگی کرے اور میری موت کی طرح اسکی موت واقع ہو اور اسے بہشت عدن میں وہ داخل کیا جائے جس میں خلاق عالم نے

اپنے دست قدرت سے درخت لگائے ہیں تو اسے چاہیئے کہ علی و اولاد علی کی جو علی کے بعد میرے اوصیا ہیں ولایت اختیار کرے ان کی فضیلت کا مقر ہو پس بدرستیکہ وہ سب ہادی پسندیدہ ہیں خلاق عالم نے انہیں میرا علم اور میری عقل عطا فرمائی ہے وہ میری عترت ہیں میری طینت وخون سے پیدا ہوئے ہیں۔ میری امت میں جو ان کے دشمن ہیں اور ان کی افضلیت کا انکار اور ان کو ستا کر مجھ سے بدی کرتے ہیں خدائے تعالیٰ اسے میں ان کی شکایت کرونگا خدا کی قسم وہ لوگ میرے فرزند کو قتل کریں گے اور ان کو میری شفاعت نصیب نہوگی۔

ایضاً امالی شیخ میں ابن عباسؓ سے اور بصائرالدرجات میں محمد بن علی بن ابی طالب سے اور ابان بن تعلب سے اور نیز کامل الزیارۃ میں محمد بن حنفیہ سے مثل اس کے منقول ہے اور کتب اہل سنت میں عبداللہ بن عباس۔ زیاد بن مطرف اور امام حسین علیہ السلام سے قریب اس کے مروی ہے جس کا بیان **باب ا** چالیسویں حدیث میں گزرا۔

بارھویں حدیث کامل الزیارۃ میں کلیب بن معاویہ سے مروی ہے عن ابی عبد اللہ قال کان قاتل یحیی بن زکریا ولد زنا وکان قاتل الحسین ولد زنا ولم تبک السماء الا علیهما امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یحیی پیغمبر کا قاتل ولد الزنا تھا اور حسین کا قاتل ولد الزنا تھا اور ان دونوں برگزیدوں کے سوا آسمان اور کسی پر نہیں رویا۔ **ایضاً** یہ حدیث باسناد کثیرہ معتبرہ بحار میں مروی ہے۔

تیرھویں حدیث ابن قولویہ علیہ الرحمہ نے کامل الزیارۃ میں داؤد رقی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کنت عند ابی عبد اللہ اذا استسقی الماء فلما شربه رایته قد استعبر واغرورقت عیناه بدموعه ثم قال لی یا داؤد لعن اللہ قاتل الحسین فما من عبد شرب الماء فذکر الحسین ولعن قاتله الا کتب اللہ له مائة الف حسنة وحط عنه مائة الف سئیة ورفع له مائة الف درجة وکانما اعتق مائة الف لسمه وحشره اللہ یوم القیامة ثلج الفواد یعنی میں ایک روز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

کی خدمت میں حاضر تھا حضرت نے پانی مانگا جب نوش فرمایا میں نے دیکھا کہ چشمہائے مبارک میں آنسو بھر آئے پھر مجھ سے فرمایا اے داؤد حسین مظلوم کے قاتل پر خدا لعنت کرے جو شخص پانی پیکر حسین (کی پیاس) یاد کرے اور آپ کے قاتل پر لعنت بھیجے خلاق عالم ایک لاکھ نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں ثبت فرماتا ہے اور ایک لاکھ گناہ اس کے محو کر دیتا ہے۔ بہشت میں اس کے لئے ایک لاکھ درجے بلند کئے جاتے ہیں اور ایسا اجر اسے ملتا ہے گویا اس نے ایک لاکھ بردوں کو آزاد کیا بروز قیامت بادل خنک و فرحناک وہ محشور ہوگا محمد بن یعقوب کلینی اعلی اللہ مقامہ نے بھی کتاب کافی میں سعد بن سعد سے مثل اس کے روایت کی ہے۔

چودھویں حدیث اس تفسیر میں جو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے منسوب ہے مرقوم ہے کہ جب آیۂ وافی ہدایہ واذ اخذ نا میثاقکم اُن یہود کے بارے میں نازل ہوا جنہوں نے خدائے تعالیٰ کے عہد و پیمان توڑ دیئے تھے پیغمبروں کو جھٹلایا تھا اور دوستان خدا کو قتل کیا تھا تو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا کہ اس امت کے ان یہودیوں کا حال جو افعال میں یہود گذشتہ کے مشابہ ہیں تم سے بیان کروں حاضرین نے عرض کی یا رسول اللہ بیان فرمائے حضرت نے فرمایا میری امت میں ایک گروہ ایسا ہوگا جو زبان سے دعوے اسلام کریگا اور میری عترت و اہل بیت کو قتل کریگا میری شریعت اور سنت کو بدل دیگا اور جسطرح اسلاف یہود نے زکریا و یحیی پیغمبر کو قتل کیا تھا یہ لوگ میرے دونوں فرزند حسن و حسین کو قتل کریں گے تم آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ نے جسطرح سے کہ اُن یہودیوں پر اپنی لعنت بھیجی تھی اسیطرح اس قوم پر بھی لعنت بھیجیگا اور قیامت سے پہلے ایک ایسے شخص کو جو اولاد حسین مظلوم سے ہوگا اور ہادی و مہدی ہوگا اس قوم کی ذریت باقیہ پر مبعوث فرمائیگا تا وہ انکو اپنے دوستوں کی تلواروں سے قتل کر کے جہنم میں بھیجدے یہ بھی جان لو کہ خلاق عالم نے حسین کے قاتلوں اور قاتلوں کے دوستوں اور یاوروں پر اور اُن لوگوں پر جو ان قاتلوں پر لعنت کرنے میں بغیر تقیہ سکوت اختیار کرتے ہیں لعنت کی ہے۔ الی آخرہ

پندرھویں حدیث محمد بن یعقوب کلینی اعلی اللہ مقامہ نے کتاب کافی میں بسند معتبر داؤد بن فرقد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بیت الشرف میں بیٹھا تھا ناگاہ ایک کبوتر راعبی کو دیکھا کہ آواز کر رہا ہے اس وقت حضرت نے مجھ سے فرمایا اے داؤد تم جانتے ہو کہ یہ کبوتر کیا بولتا ہے میں نے عرض کی میں آپ پر فدا ہوں اسکی بولی میں نہیں سمجھتا حضرت نے فرمایا یہ حسین کے قاتلوں پر لعنت کرتا ہے تم لوگ اپنے گھروں میں کبوتروں کو رکھا کرو **وایضاً** کافی میں سکونی سے مروی ہو عن ابی عبد اللہ قال اتخذوا الحمام الراعبیۃ فی بیوتکم فانھا تلعن قتلۃ الحسین بن علی۔

سولھویں حدیث عیون الاخبار میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے قال (الرضا) من نظر الی الفقاع او الی الشطرنج فلیذکر الحسین و لیلعن یزید و آل زیاد یمحو اللہ عز وجل بذلک ذنوبہ ولو کانت کعدد النجوم انتھی یعنی امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بوزے کو یا شطرنج کو دیکھے پھر امام حسین علیہ السلام کو یاد کرے اور یزید اور آل زیاد پر لعنت بھیجے خدائے تعالی اس کے تمام گناہ بخشدیتا ہے اگرچہ وہ تعداد میں ستاروں کے برابر ہوں۔

سترھویں حدیث بحار الانوار میں بنقل امالی صدوق صفیہ بنت عبد المطلب سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ جب حسین بن علی پیدا ہوئے تو میں نے اس بچے کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں دیا حضرت نے اپنی زبان مبارک اپنے نواسے کے منہ میں دی حسین چوسنے لگے میں سمجھتی ہوں کہ حضرت نے حسین کو دودھ اور شہد سے سیراب کیا پھر اس فرزند نے حضرت کے دامن میں پیشاب کر دیا حضرت نے اسکی دونوں آنکھوں کے بیچ میں بوسہ دیکر اسے میرے حوالے فرمادیا اور خود رونے لگے پھر تین مرتبہ فرمایا لعن اللہ قوماً ھم قاتلوک یا بنی یعنی اے فرزند خدائے تعالی تیرے قاتلوں پر لعنت کرے میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اس فرزند کو کون قتل کریگا۔ آپ نے فرمایا بنی امیہ کے گروہ

باغی کے بقیہ لوگ اسے قتل کریں گے۔

اٹھارھویں حدیث بحار الانوار میں کافی کلینی سے ایک طولانی حدیث جناب سید الشہداء کی ولادت کے حال کی بروایت ابن عباس منقول ہے جس میں دردائیل کے عفو قصور کا حال بھی درج ہے بعض حدیث یہ ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو خلاق عالم نے جبرئیل کو کئی لاک فرشتوں کے ساتھ جو نہایت آراستہ و پیراستہ تھے جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کی خدمت میں روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ پہلے حضرت کو آپ کے نواسے کی ولادت کی مبارکباد کہیں پھر اس کی شہادت کا پرسا دیں اور جبرئیل کو حکم دیا اے جبرئیل تم ہمارے پیغمبر سے کہدو کہ تمہارے فرزند حسین کو تمہاری امت کے بدتر لوگ جو بدترین حیوانات پر سوار ہونگے قتل کریں گے پس حسین کے قاتل پر اور آمر پر اور تابع پر سب پر عذاب جہنم ہے قاتل حسین سے میں بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہے میدان قیامت میں جتنے گنہگار آئیں گے ان سب سے قاتل حسین کا گناہ زیادہ ہوگا قاتل حسین مشرکین کے ساتھ جہنم میں داخل کیا جائیگا مطیع خدا جس قدر کہ جنت کا مشتاق ہے اس سے زیادہ جہنم قاتل حسین کا مشتاق ہے پس جبرئیل جناب رسالتمآب صلعم پر نازل ہوئے اور حکم خدا کے موافق پہلے مبارکباد کہی پھر پرسا دیا حضرت نے فرمایا کیا میری امت اس فرزند کو قتل کریگی جبرئیل نے عرض کی ہاں حضرت نے فرمایا وہ لوگ میری امت سے نہیں ہیں میں اُن سے بیزار ہوں اور حقتعالیٰ بھی ان سے بیزار ہے۔ جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ میں بھی ان سے بیزار ہوں۔ پھر حضرت جناب سیدہ علیہا السلام کے پاس تشریف فرما ہوئے پہلے مبارکباد کہی پھر پرسا دیا یہ سنکر سیدہ نے رونا شروع کیا اور کہا کاش یہ فرزند نہ پیدا ہوتا۔ میرے حسین کا قاتل جہنم میں جائیگا۔ حضرت نے فرمایا میں اسکی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حسین کا قاتل جہنمی ہے۔ مگر اے فاطمہ جب تک کہ حسین کے ایک ایسا فرزند پیدا نہو جو وہ امام ہوگا حسین قتل نہ کیا جائیگا اور اس امام کی اولاد میں کئی ائمہ ہادی ہونگے۔

انیسویں حدیث کامل الزیارۃ میں بسند معتبر سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آسمان میں کوئی ایسا فرشتہ (جلیل القدر) نہیں ہے جس نے زمین پر نازل ہوکر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امام حسین کی شہادت کی خبر نہ دی ہو اور جب کوئی فرشتہ یہ خبر بیان کرتا تھا آپ فرماتے تھے اللهم اخذل من خذله واقتل من قتله واذبح من ذبحه ولا تمتعه بما طلب اے پروردگار جو حسین کو چھوڑ دے تو اسے چھوڑ دے اور جو اسے قتل کرے تو اسکو قتل کر جو اسکو ذبح کرے تو اسے ذبح کر اور اسے اسکی مراد کو نہ پہنچا ملخصاً۔

بیسویں حدیث کامل الزیارۃ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ علیہا السلام کے گھر میں تشریف فرما تھے اور امام حسین علیہ السلام آغوش مبارک میں تھے ناگاہ حضرت رونے لگے پھر سجدہ کیا جب سجدے سے سر اٹھایا تو اپنی بیٹی سے ارشاد فرمایا اے فاطمہ اے دختر محمد میں نے تمہارے گھر میں خداوند علی واعلیٰ کو اس وقت آئینۂ حق نمائے قلب میں مشاہدہ کیا اور اس کی صفات کمالیہ کو بچشم علم ویقین دیکھا حق تعالیٰ نے مجھ سے ارشاد فرمایا اے نبی کیا تم حسین کو دوست رکھتے ہو میں نے عرض کی نعم قرۃ عینی وریحانتی وثمرۃ فوادی وجلدۃ ما بین عینی یعنی اے پروردگار میں کیونکر حسین کو دوست نہ رکھوں کہ وہ میری آنکھوں کی روشنی میرے باغ کا پھول میرے دل کا میوہ ہے اور وہ میری دونوں آنکھوں کے بیچ کا پوست ہے اس وقت خلاق عالم نے اپنی رحمت کو حسین پر نازل فرمایا اور مجھ سے ارشاد کیا اے محمد یہ تمہارا فرزند مبارک فرزند ہے جس پر میری برکتیں میری صلوات میری رحمت وخوشنودی نازل ہوتی ہے ولعنتی وسخطی وعذابی وخزلی ونکالی علی من قاتله وناصبه وناواه ونازعه اور میری لعنت اور غضب اور عذاب وقہر ونکال ان لوگوں پر ہے جو حسین سے لڑیں اور اس سے دشمنی کریں اور اس کے ساتھ عداوت ومنازعت سے پیش آئیں اما انه

سید الشهداء من الاولین والاخرین فی الدنیا والآخرة وسید شباب اهل الجنه من الخلق اجمعین وابوه افضل منه وخیر الخ لیکن حسین پس بتحقیق کہ وہ دنیا اور آخرۃ میں تمام شہدائے اولین و آخرین کا سردار ہے اور تمام جوانان اہل بہشت کا امیر ہے اور اسکا پدر اس سے افضل اور بہتر ہے تا آخر حدیث۔ بحار۔

اکیسویں حدیث بیان اخبار شہادۃ میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک طولانی حدیث نقل ہو چکی ہے جس میں مذکور ہے کہ جب حضرت اثنائے سفر صفین میں زمین کربلا پر پہنچے تو جناب سید الشہدا کی شہادت کے بارے میں پیش گوئی فرمائی اور یہ کلمات زبان مبارک پر جاری کئے مالی ولآل ابی سفیان مالی ولآل حرب الخ

بائیسویں حدیث مثیر الاحزان میں عبداللہ بن عباس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مرض موت سخت ہوا حضرت نے حسین کو اپنی چھاتی سے لگا لیا آپ کی پیشانی مبارک کا پسینا امام حسین پر ٹپکتا تھا اس وقت روح پر فتوح اعلی علیین کا قصد رکھتی تھی اور حضرت فرماتے تھے مالی ولیزید لابارک الله فیه اللهم العن یزید یعنی مجھے یزید سے کیا کام ہے خدا یزید کو برکت نہ دے اے پروردگار تو یزید پر لعنت کر۔ اس کے بعد حضرت کو غش آگیا اور دیر تک عالم غش میں رہے۔ جب غش سے افاقہ ہوا تو حسین کے بوسے لینے لگے اس وقت آپ کی یہ حالت تھی کہ رخسار مبارک پر آنسو جاری تھے اور آپ فرماتے تھے اما ان لی ولقاتلک مقاما بین یدی الله عز وجل انتهی یعنی اے فرزند میرے اور تیرے قاتل کے درمیان خلاق عالم کے روبرو ایک بڑی مخاصمت ہونے والی ہے

تیئیسویں حدیث تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام اور احتجاج طبرسی میں بروایت اہل بیت مروی ہے کہ ایک روز امام زین العابدین علیہ السلام ان لوگوں کا حال بیان فرما رہے تھے جن کو خلاق عالم نے مسخ فرما کر بندر بنا دیا تھا جب آخر حکایت پر پہنچے تو فرمایا ان اللہ مسخ

اولئك القوم لاصطباد السمك فكيف ترى عند الله يكون حال من قتل اولاد رسول الله وهتك حريمه - یعنی خدائے تعالیٰ نے اس قوم کو فقط مچھلی کا شکار کرنے سے مسخ فرمادیا پھر اُن لوگوں کا کیا حال ہوگا جنھوں نے اولاد رسول کو قتل کیا اور آپ کی ہتک حرمت کی ان الله تعالی وان لم يمسخهم فی الدنيا فانه المعد لهم من عذاب الاخرة اضعاف اضعاف عذاب المسخ الخ - ہرچند اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اولاد رسول کے قاتلوں کو مسخ نہیں فرمایا مگر آخرت میں ان کے لئے ایسا عذاب مہیا فرمائیگا جو عذاب مسخ سے کئی درجے بڑھا ہوا ہو تا آخر حدیث بحار باب العلة التی من اجلها اخر الله العذاب -

چوبیسویں حدیث صاحب مفتاح النجاۃ جو موثقین اہل سنت سے ہیں لکھتے ہیں واخرج الطبرانی عن معاذ ان النبی صلی الله علیه واله وسلم قال یزید لابارك الله فی یزید - نعی الی الحسین واتیت بتربته واخبرت بقاتله والذی نفسی بیده لا یقتل بین ظهرانی قوم لا یمنعوه الا خالف الله بین صدورهم وقلوبهم وسلط علیهم شرارهم والبسهم شیعاً واخرجه ابن عساکر عن عبد الله بن عمرو بن العاص مرفوعاً بلفظ یزید لابارك الله فی یزید الطعان اللعان - اما انه نعی الی حبیبی وسخیلی حسین اتیت بتربته ورایت قاتله اما لا یقتل بین ظهرانی قوم فلا ینصروه الا عمهم الله بعقاب - خلاصہ اسکا یہ ہے کہ طبرانی نے معاذ سے اور ابن عساکر نے عبداللہ بن عمرو عاص سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - یزید - خدائے تعالیٰ یزید کو برکت نہ دے (جو بڑا بدگو و مذمت کنندہ ہے) میرے پاس میرے بچے اور میرے حبیب حسین کے قتل کی خبر (آسمان سے) پہنچی اسکے مقتل کی جانب بھی میرے روبرو آئی اور اس کے قاتل کو بھی میں نے جانلیا خدا کی قسم جب

قوم کے قریب میرا حسین قتل کیا جائے گا اور وہ قوم اس کی مدد نہ کریگی خدائے تعالیٰ انکے قلوب میں اختلاف ڈالدیگا اور اُن پر ان سے بدتر لوگوں کو مسلط فرمائیگا اور انہیں مرض و گرسنگی سے نالہ وزاری میں مبتلا فرمائیگا اور ان سب کو اپنے عذاب میں گھیر لیگا۔

پچیسویں حدیث ابو یعلی نے ابو عبیدہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ لایزال ھذا الدین قائما بالقسط حتی یکون اول من یثلمہ رجل من بنی امیۃ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ دین ہمیشہ مستقیم رہیگا تاآنکہ اس میں سب سے پہلے بنی امیہ کا ایک شخص رخنہ ڈالدیگا۔

ایضاً ابو یعلی نے دوسری روایت میں اور حافظ نعیم بن حماد مروزی نے کتاب فتن میں ابو عمر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا سب سے پہلا وہ شخص جو امر امت میں رخنہ ڈالدیگا وہ بنی امیہ سے ہوگا جسکا نام یزید ہے۔ اصل حدیث یہ ہے۔ قال النبی لایزال امر امتی قائما بالقسط حتی یکون اول من یثلمہ رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید۔

ایضاً ابن ابی شیبہ اور ابو یعلی اور رویانی اور حافظ محمد بن اسحق نیشاپوری اور بیہقی اور ابن عساکر اور ضیا نے ابوذر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ (یقال لہ یزید) مثل اس کے مولوی مبین نے جو موثقین علمائے اہل سنت سے ہیں کتاب مستطاب وسیلۃ النجاۃ میں لکھا ہے۔

مؤلف کہتا ہے کہ مذمت قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام کی حدیثیں کتب احادیث امامیہ میں باسناد کثیرہ متواتر بالمعنی مروی ہیں۔ حقیر نے بخوف طوالت انھیں احادیث پر اکتفا کی اور اس باب میں پہلی پانچ حدیثیں کتب اہل سنت سے نقل کیگئی ہیں اور پچیسویں حدیث میں جس قدر محدثین کے نام لکھے گئے ہیں سب موثقین اہل سنت سے ہیں فقط

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد سید المرسلین و آلہ الطاہرین۔ قد تم ھذا المجلد فی سنہ ۱۳۲۳ھ

حدیثیں درج کی گئی ہیں۔ آپ کے وہ حالات جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیرؑ اور حضرت امام حسنؑ کے زمانوں سے متعلق ہیں۔ بتفصیل اس میں درج ہیں۔ نصوص امامت بیان اخلاق اور کل سوانح اس میں مرقوم ہیں۔ ان کے علاوہ اخبار شہادت فضائل گریہ مذمت قاتلان مفصل مسطور ہیں۔ یہ کتاب اخبار معتبرہ پر حاوی ہے۔ ترجمہ احادیث وبیان حالات صاف اور بامحاورہ اردو میں ہے کہیں مبالغہ سے کام نہیں لیا گیا ہے۔ میرے خیال میں یہ کتاب بحیثیت جامعیت واعتبار کتب اردو فارسی میں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتی اور جس کے پاس یہ کتاب موجود ہو وہ شخص اور کتب معتبرہ عربیہ وفارسیہ کے مطالعہ سے مستغنی ہو گا فقط

مہر